

محدثہ پاکٹ بک

بجواب

احمدیہ پاکٹ بک

مؤلف

مولانا محمد عبدالقدیر مہار اترسری



الملک پبلشرز

شیخ محل روڈ، لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ جُلَدَاءِكَ لَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنَمْسُقَنَّ الْفِتْرَةَ لَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنَمْسُقَنَّ الْفِتْرَةَ  
 ٢٢

# محمدیہ ایکٹ

مؤلف

مولانا محمد عبداللہ صاحب معارف و معارف  
 ١٣٩٩ھ ١٩٥٠ء

فاضل مسد زائیات

ناشر

المکتبۃ الشریفہ شیش محلہ، لاہور

جملہ حقوق محفوظ

سلسلہ مطبوعات  
نمبر ۲۴

حافظ احمد شاہ

ڈائریکٹر پرنٹرز - لاہور

المکتبۃ السلفیۃ لاہور

۴۴

۱۴۰۹ھ  
۱۹۸۹ء

رمضان المبارک  
اپریل

طابع

مطبع

ناشر

کل صفحات



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## دیباچہ طبع چہارم

علمائے اسلام نے عموماً اور علمائے اہل حدیث کے اقلام عارِ اشکاف نے خصوصاً فقہ مزائیت کی حقیقت و اشکاف کرنے کے سلسلہ میں ہزاروں صفحہ لکھے اور شائع کئے ہیں لیکن کتاب محمدیہ پاکٹ بک جس کی بنیاد تالیف تو دراصل احمدیہ پاکٹ بک کا علمی و تنقیدی جائزہ لینا اور اس کے مغالطوں سے پردہ اٹھانا تھا بعض ایسے منفرد خصوصیات کی حامل ہے کہ اس کو حرفِ آخرہ و جہ حاصل ہو گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حسن قبول بھی ایسا بخشا کہ ہر طبقہ و خیاں کے اہل علم اور عوام نے اس کا خیر مقدم کیا چنانچہ سابقہ تینوں اشاعتیں اپنے اپنے دور اشاعت میں جلد ہی ہاتھوں ہاتھ نکلتی چلی گئیں۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ

ایک مدت سے کتاب ناپید ہو رہی تھی، مرزائی حضرات کی اپنی مخصوص روایاں بدستور جاری ہیں کہ بارہا کہے چائے ہوئے نواروں سے ناواقفوں کو مغالطے دینا ان کا عام شیوہ ہے۔ بنابوں "محمدیہ پاکٹ بک" کی طباعت و اشاعت کی پھر سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق، انجمن اہل حدیث مسیح مبارک لاہور کی اجازت اور جناب حاجی محمد اسماعیل خیف ہر تہہ کی ذوق تبلیغ کی بذلت اس کی اشاعت چہاں پیش کرنے کی سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے واللہ الحمد۔

بفضلہ تعالیٰ اشاعت حاضرہ میں چند مزید خصوصیتیں بھی شامل ہیں کہ ہم کو نظر میں ہے۔

خوش قسمتی کیے کہ میں مولانا محمد عبداللہ صاحب مہار امرتسری مرید



مغفور جو پاکستان بننے کے بعد گوجرانوالہ میں قیام پذیر تھے اور جب ۱۳۶۹ھ بمطابق ۲۶ اپریل ۱۹۵۰ء کو انتقال فرما گئے۔ اللہ الخ۔ کا نظر ثانی شدہ نسخہ مبلغ اسلام مولانا عتیق الرحمن صاحب چنیوٹی سے انعام مل گیا جس کے لئے ہم موصوف کے ممنون ہیں یہ نسخہ گو جس کتابت کے بعد ہی میسر آیا تاہم اس کی اہم تر اہم شریک اشاعت کر دی گئی ہیں۔

احیاء میسج کے مبعوث ہیں دربارہ روایات حدیثیہ بعض ترمیمیں بھی آپ دیکھیں گے۔ ان کی طرف منشی محمد شفیع صاحب امرتسری مال لاہور نے توجہ دلائی جنہوں نے اس سلسلہ کی بعض اپنی یادداشتیں بھی عنایت کیں۔ جنکو مع مذہب تحقیق و ترتیب الیہ کے دلی شکریہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔

دیباچہ طبع پنجم | کتاب محمدیہ پاکٹ بک - توفیقہ تعالیٰ اب پانچویں مرتبہ منصفہ شود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ چوتھی طباعت تقریباً دو سال سے کیا بلکہ نایاب ہو رہی تھی جب کہ مانگ اور ضرورت اس کی بہت زیادہ ہے۔ اس موقع پر قدرتی طور پر جاریہ مرحوم دوست حاجی محمد اسحاق صاحب حنیف امرتسری بہت یاد آ رہے ہیں کہ چوتھی طبع کے محرک اول وہی تھے حاجی صاحب موصوف ۱۹۶۹ء کو سرکاری رپورٹ کے مطابق اپنا سراد طریقے سے شہید کر دئے گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم و مغفور کو مرانیت کے موضوع سے جو شغف تھا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بدو شعور (تقریباً سترہ سال کی عمر) میں (۱۹۳۱ء) تحقیق المہدی و المسیح اور حالات مرزا کے ناموں سے دور سالے خود لکھ کر شائع کئے تھے۔

اس اشاعت میں "تاریخ مرزا" اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ اس سے الگ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کفر و ضلال کے فتنوں سے بچائے۔ اور اس کتاب سے ارواح سعیدہ کو نفع پہنچائے۔ واللہ ولی التوفیق دھونچھو

تھوڑا دھوڑا نصیر خاکسار محمد عطاء اللہ حنیف ناظم المکتبۃ السلفیہ لاہور

## حیث ضروری اقتباسات

..... "محمدیہ پاکٹ بک" میں مرزا صاحب کی تصنیفات اور قادیانی لٹریچر سے بہ کثرت پیشین گوئیاں جمع کی گئی ہیں، اور انہیں واقعات، دلائل اور شواہد سے ناقابلِ رد طریق پر دکھایا ہے کہ وہ غلط اور خلافِ واقعہ نکلیں، اکثر موقعوں پر مرزا صاحب نے پیش گوئیوں کے غلط ٹھہرنے پر تاویل میں کی تھیں، فاضل مولف نے دلائل سے ان تاویلوں کا پرہ بھی چاک کیا ہے۔ پھر ختم نبوت، حیاتِ مسیح اور نزولِ مسیح وغیرہ متعلقہ مسائل پر دل چسپ بحثیں ہیں۔

یہ کتاب صحیح منظرِ احوال پر مبنی لکھی گئی ہے، طویل استدلال، پرزور طریقہ اور دلچسپ اور لب و لہجہ متین اور سنجیدہ ہے۔"

(رسالہ "معارف" اعظم گڑھ بابت ۱۰ جون ۱۹۲۵ء)

خَامِعَةٌ.

یہ کتاب مزائیت کی تردید میں نہایت جامع اور مبسوط مکمل کٹی ہے۔ جس  
میں س کے تمام، مولیٰ اور فردعی امور زیر بحث لائے گئے ہیں۔ انداز بیان  
میں قدر معقول مدخل ہے کہ سوائے تسلیم کے کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا  
..... اس کتاب میں مؤلف نے مرزا صاحب کی اکثر پیشینگوئیوں کو جو بڑے  
دعائے ساتھ کن نئی تھیں جھوٹ ثابت کر دیا ہے، اور ان کے عدم وقوع کو خود  
مرزا اور مزائیوں کی تحریروں سے دکھلایا ہے۔ ہندوستان کے اس ملک  
نبوت کی حقیقت اگر کوئی دیکھنا چاہے تو اس کو یہ کتاب ضرور مطالعہ چاہیے

(رسالہء مجامعہ دہلی - باب ۱۵ اپریل ۱۹۳۵ء)

## فتاں

.....: جزییات سے لے کر اصول تک ہر بات کو اس مجموعے میں مفصل بیان کیا ہے اور قادیانیوں سے مباحثہ کرنے والوں کے ہاتھ میں ایک ہتھیار رکھ دیا ہے۔ اصولاً جس قدر مباحثہ ہیں، سب پر مدلل اور محققانہ بحث ہے اور اپنے فن میں سب سے عمدہ کتاب ہے۔“

(رسالہ فاطان: بخور، بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء)

## النتيجه :-

..... کتاب اپنی معنوی خوبیوں اور ظاہری و لغوی معنیوں کے اعتبار سے ہر مسلمان کے لئے قابل مطالعہ ہے..... کتاب کو تعلیم یافتہ طبقہ میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے۔

(انجیل - انجیم - لکھنؤ سورج ۲۷ مئی ۱۹۳۵ء)

مُسلِمَانٌ۔

..... ”محمد یہ یا کٹ بک“ ہر حیثیت سے قابلِ قدر ہے۔ اور بلا  
مبالغہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا یوں کو فنا کرنے کے لئے ہر قسم کا ضروری  
علمی، عقلی اور نقلی مواد اس میں موجود ہے۔“

(انجائز مسلمان) سو بدزہ مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۶۷ء

مُسْلِمُ الرَّحْمَنِ بِتَكْرِتٍ

..... تمام ضروری مباحث پر پوری تفصیل کے ساتھ بحث  
کی ہے۔ عام گفتگو اور مناظروں میں نہایت کام آنے والی کتاب ہے۔  
(مسلم الہدیت گزٹ، دہلی۔ بابت ماہ مئی ۱۹۵۲ء)

(مسلم الہدیث گزٹ، دہلی، بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء)

شمسیر رنگون :-

..... عقل و نقل و دلائل اور قرآنی آیات سے اس مذہب کا وہ

کے ڈھول کا پول کھول دیا ہے..... کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان  
بڑے اور اپنے پاس رکھے۔

(روزنامہ "شیر" رنگون، مؤرخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء)

۱۲ حن، لاہور

..... اس کتاب میں ان تمام اعتراضات کا جواب دے دیا گیا ہے  
جو مرزائی مسلمانوں پر کیا کرتے ہیں ختم نبوت، حیات و وفات مسیح، آخری فیصلہ  
کنہ، و صدق، مرزا پر نہایت مدلل بحث کی گئی ہے۔ اور ان مسائل کا کوئی پہلو  
باقی نہیں چھوڑا۔ اندازہ بیان نہایت سلجھا ہوا اور متین ہے.... ہمارے  
خیال میں اس موضوع پر اس سے زیادہ جامع و مانع کتاب شائع نہیں  
ہوئی۔

(روزنامہ "احسان" لاہور، مؤرخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۵ء)

یہ چند ضروری اقتباسات درج کر رہے ہیں اور نہ اسلامی پریس  
کی آزاد تبصرہ، اگر لکھے گئے جاتے تو ایک مستقل دفتر جمع ہو جاتا۔ اب  
ہندوستان بھر کے روزناموں، علمی اور تبلیغی رسالوں نے بڑے  
لمبے چوڑے ریلوے لکھے۔ "خلافت"، "بھٹی"، "مدینہ"، "بجنور"، "جمعیت"، "دہلی"،  
"المجديت"، "امرتسر"، اسی طرح "ہلکتہ"، "صوبہ سرحد"، "صوبہ سندھ" وغیرہ  
کے، خیالات نے شاندار الفاظ میں کتاب کی داد دی، اختصاراً ان غرض کے  
صرف چند اقتباسات پیش نظر ہیں۔ جو اندازہ لگانے کے لئے کفایت کر سکتے  
ہیں۔

ناظم دفتر محمدیہ پاکٹ بک، مبارک مسجد،

برائڈر تھر روڈ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## مرض حال

آج محمدیہ پکٹ بک کا دوسرا ایڈیشن ناظرین کرام کے سامنے ہے یہ خدائے تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ ”محمدیہ پکٹ بک“ کو ہندوستان اور بیرون ہند میں خاص مقبولیت حاصل ہوئی، اور اس کا پہلا ایڈیشن غیر متوقع طور پر ہفتوں ہفتہ صرف تین ماہ کی قلیل مدت میں بالکل ختم ہو گیا۔  
وجہ تالیف انجمن اہل حدیث لاہور ایک مدت سے اس چیز کی خواہشمند تھی کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک ایسا حربہ ہونا چاہیے جو ہر وقت ہر پرے لکھے مسلمان کو مرزائیوں کے بڑے سے بڑے مناظر کے ساتھ گفتگو کرنے میں کام دے سکے۔ چنانچہ اسی جذبہ کے ماتحت انجمن نے اس خدمت کو حافظ محمد حسن صاحب مرحوم امام مسجد مبارک لاہور — جو اس تجویز کے محرک تھے — کے سپرد کیا اور انہوں نے معتد بہ حصہ لکھا بھی۔ لیکن موت کے زبردست ہاتھ نے مرحوم کو ہم سے ہمیشہ کے لئے چھین لیا۔ بعد ازاں پہلے ایڈیشن کی تکمیل کے لئے انجمن اہل حدیث لاہور نے مفتی محمد عبداللہ صاحب معمار جنہیں انجمن اہل حدیث لاہور نے ”فاضل مرزائیات“ کی اعزازی ڈگری دی تھی، کی خدمات حاصل کیں۔

دوسرا ایڈیشن | دوسرے ایڈیشن کے بڑے انجمن نے ہندوستان کے بہت سے اہل علم حضرات کی امداد حاصل کی چنانچہ موجودہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے ضخامت میں دو سو صفحات کے قریب بڑھ گیا ہے۔ بہت سے عیسائی ترجمان مسائل کا فائدہ کر دیا گیا ہے۔ ختم نبوت اور کذب مرزا پر نہ نئے بلکہ

کے سامنے لائے گئے ہیں۔ اور مرزائیوں کے نئے اعتراضوں کا مدلل و مسکت جواب بھی شامل کر دیا گیا ہے، غرضیکہ موجودہ ایڈیشن بر لحاظ سے پہلے سے زیادہ مکمل اور مدلل ہو گیا ہے۔ اب محمدیہ پاکٹ بک اس درجہ مفید و جامع ہو چکی ہے کہ مرزائیت کے متعلق کسی مسئلے یا اعتراض کے لئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔

محمدیہ پاکٹ بک

تمام دیگر کتابیں جسے بنیاد زریقی سے ————— !

باقاعدہ رجسٹری | محمدیہ پاکٹ بک کو باقاعدہ طور پر گورنمنٹ آف انڈیا سے بحق الجہن المحدث لاہور رجسٹری کرایا جا چکا ہے تاکہ غیر ذمہ دار لوگوں کے تجادفی اغراض و مقاصد کی وجہ سے اسکے تبلیغی فوائد فوت نہ ہونے پائیں۔

مقبولیت و اثر | محمدیہ پاکٹ بک کو خدائے بزرگ و برتر نے قبولیت کا وہ درجہ عطا فرمایا کہ اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ ہندوستان میں کس دوسری کتاب کو آج تک یہ مقبولیت حاصل نہیں ہو سکی تو بالکل بجا ہو گا ہندوستان و بیرون ہند سے اس قدر مانگ ہوئی کہ صرف تین ماہ کے قلیل عرصے میں ایک نسخہ بھی دفتر میں باقی نہ رہا اور لوگوں کے اشتیاق کا یہ عالم ہے کہ اب تک متواتر مطالبہ جاری ہے کہ ہر روز بیسیوں خطوط موصول ہوتے ہیں کہ کتاب بھیجو ہندوستان کے ہر قریے اور شہر میں یہ کتاب پہنچی ہندوستان کے باہر جہاں کہیں بھی کوئی اردو جاننے والا متنفس موجود ہے اس حلقے میں ایک آدمی نسخہ ضرور پہنچا۔ عوام اور خواص دونوں نے بڑی دل چسپی سے پڑھا۔ ذمی علم اور تعلیم یافتہ حضرات نے اس کے مطالعہ کو فخر سمجھا، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پروفیسرز، پریسٹر و ایڈووکیٹ، ائمہ مساجد و علماء سیاسی و مذہبی راہنما اور عوام غرضیکہ ہر طبقے اور ہر گروہ میں محمدیہ پاکٹ بک نے رسائی حاصل کی۔

ہندوستان کے بڑے بڑے ماہانہ علمی رسالوں — مثلاً جامعہ  
دہلی اور معارف — اعظم گڑھ — نے نہایت حوصلہ افزا اور شاندار  
ریویو لکھے۔ بہتہ دار مذہبی، علمی اور تبلیغی اخباروں نے طویل تبصرے کیے۔  
روزناموں نے ”محمدیہ پاکٹ بک“ کی تعریف میں کئی کئی کالم لکھے جن کا منہ  
آپ کتاب کے شروع صفحات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

”محمدیہ پاکٹ بک“ کے اثر و اقدیت کے لئے سینکڑوں مثالوں  
میں سے صرف ایک پر اکتفا کرتا ہوں۔ ویسے تو بے شمار خطوط و فتوے  
پڑے ہیں۔ اور متعدد حضرات نے کتاب کے مطالعہ کے بعد مرزا ایت  
سے تائب ہو کر اپنے توبہ نامے اخباروں میں شائع کرائے ہیں۔ مگر اختتام  
کی خاطر یہاں صرف ایک اخباری حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ جس کی تردید  
کی آرتھ تک کسی مرزائی اخبار کو جرأت نہیں ہو سکتی۔

اخبار احسان .. لاہور مؤرخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء

”نوشہرہ گلے زباں - ۲۹ جولائی - بابو عبدالغنی گلے زباں  
ایڈیشن ماسٹر راؤ دخیل - محل دار و نوشہرہ گلے زباں  
تحصیل پسرور - ضلع سیالکوٹ جو چھ سال سے مرزائی  
تھے۔ محمدیہ پاکٹ بک“ کے مطالعہ کے بعد آج پھر  
دارہ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں  
استقامت بخشے۔

آج آپ نے بزبان انگوٹھی ایک توبہ نامہ بھی تحریر کر  
دیا ہے تاکہ کس مرزائی کے بٹے شبہ کی گنجائش نہ رہے  
دستخط گواہان) آقا عبدالغنی - منشی الہی بخش ،  
شرف الدین گورنمنٹ پشاور - عبدالعزیز ریٹائرڈ ایڈیشن

ہمسٹر :-

اس ایک مثال سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محمدیہ پکٹ بک کس درجہ غید اور ضروری کتاب ہے۔ ہر تبلیغی ذوق رکھنے والے مسلمان کو چاہیے کہ "محمدیہ پکٹ بک" ہر وقت اپنے پاس رکھے تاکہ مزائیت کے دھن و تلبیس کا تار پود ہر آن بکھیرا جاسکے۔

مزائیت تمام مسلمانوں کے لئے مشترکہ فتنہ عظیمہ ہے۔ اس لئے ہم ہر مسلمان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کی توسیع اشاعت میں ضرور حصہ لے اور صاحب ثروت حضرات اپنے بیب سے دام ادا کر کے اپنے گاؤں کے ائمہ مساجد کے لئے اس کے نسخے فراہم کر کے بہت بڑی خدمت انجام دیں۔

وہ تمام حضرات جنہوں نے اس کتاب کی ترمیم و ایزادی میں مدد دی بالخصوص حضرت مولینا ابوالقاسم سیف بنارس سی۔ حضرت مولینا محمد حنیف ندوی۔ مولینا عبد القیوم ایم۔ اے۔ مولینا الحاج احمد یار خاں ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ان حضرات کے تعاون کے بغیر کتاب بالکل تشنہ تکمیل رہ جاتی۔

بالآخر رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان ناچیز محنتوں کو شرف قبولیت بخشے۔ اور ہماری کوششوں کو مشکور فرمائے۔ آمین ذلّٰلِہُ وَاٰلِہٖ وَسَلٰم

سرکاری شعبہ تالیف و طبع

انجمن اہلحدیث لاہور

۱۴۳۶ھ



# فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	مرزا صاحب کے چند ایک دعاوی	۲۲
۲	خدائی کے دعوے	۲۲
۳	مرزا صاحب کے چند ایک گول مول الہامات	۳۵
۴	باب اول - دلائل کذب مرزا - دلیل اول مرزا صاحب کی پیشگوئیاں	۲۹
۵	مرزا صاحب کی غلط پیشگوئیاں - پیش گوئی اول، رط کے کی پیدائش	۴۱
۶	عذر مرزا و جواب	۴۲
۷	الہام مرزا کہ رط کا پہلے حمل سے ہوگا	۴۲
۸	اس رط کے متعلق مرزائی مناظرین کا ایک مغالطہ، اس کا جواب	۴۵
۹	دوسری غلط پیشگوئی، نئے نکاح اور ان سے اولاد	۴۶
۱۰	تیسری غلط پیشگوئی - منکوحہ آسمانی یا محمدی بیگم سے نکاح	۴۷
۱۱	مرزائیوں کا پہلا عذر اور اس کا جواب	۴۸
۱۲	دوسرا . . . . .	۵۵
۱۳	تیسرا . . . . .	۵۶

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۳	چو قی غلط پیشگوئی - تصویر کا دوسرا رخ - نکاح محمدی بیگم اور موت سلطان محمد مرزا صاحب کی زندگی میں - معہ اعتراضات اور جوابات	۵۷
۵	ضمیمہ متعلقہ محمدی بیگم	۵۹
۱۶	خط مرزا سلطان احمد علی	۶۶
۱۷	پانچویں غلط پیشگوئی - عالم کباب	۷۱
۱۸	اعتراف اور اس کا جواب	۷۲
۲۰	چھٹی غلط پیشگوئی - سپر خامس	۷۸
۲۱	غدر مرزا بیہ اور اس کا جواب	۷۹
۲۲	ساتویں غلط پیشگوئی - عمر پانے والا لڑکا	۸۰
۲۳	آٹھویں " " " شوخ و شنگ لڑکا	۸۱
۲۴	نویں " " " غلام حلیم	۸۱
۲۵	دسویں " " " مبارک احمد کی علالت	۸۲
۲۶	گیارہویں " " " مولوی عبد الکریم کی صحت	۸۴
۲۷	بارہویں " " " عمر مرزا	۹۱
۲۸	تیرہویں " " " پھر " " "	۱۰۱
۲۹	چودھویں " " " " " " "	۱۰۲
۳۰	پندرہویں " " " " " " "	۱۰۲
۳۱	سولہویں " " " " " " "	۱۰۴
۳۲	قیمبر عمر مرزا	۱۰۴



نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمارہ
	مرزا صاحب کے کذب پر دوسری دلیل۔	
۱۵۷	علامت مسیح موعود۔	۵۱
۱۵۸	علامت نمبر ۱۔ نزول مسیح	۵۱
۱۶۰	نمبر ۲۔ نکاح اور اولاد مسیح	۵۲
۱۶۱	نمبر ۳۔ اولاد خاص	۵۲
۱۶۳	نمبر ۴۔ عمر مسیح	۵۳
۱۶۴	نمبر ۵۔ قبر مسیح	۵۵
۱۶۵	قبر بمعنی مقبرہ	۵۶
۱۶۶	فی قبوی سے مراد میری قبر	۵۷
۱۶۶	علامت نمبر ۶۔ مسیح حج کریں گے	۵۸
۱۶۶	نمبر ۷۔ مسیح اور غلبہ اسلام	۵۹
۱۶۸	نمبر ۸۔ مسیح اور حکومت	۶۰
۱۶۹	نمبر ۹۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل گاڑی	۶۱
۱۶۹	نمبر ۱۰۔ اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔	۶۲
	مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر تیسری دلیل،	
	منہاج نبوت :-	
۱۷۱	پہلے معجزہ۔ رسول کا تقرر اور احساس رسالت	۶۳
۱۷۲	دوسرے معجزہ۔ ابھار بنی وضاحت	۶۴
۱۷۹	تیسرے معجزہ۔ آمدی نہ بھی ہیں ابھار	۶۵

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۶۶	چوتھا معیار۔ شان نبوت	۱۸۰
۶۷	پانچواں ء۔ نبی اور اتباع وحی الہی	۱۸۲
۶۸	چھٹا ء۔ نبی چالیس سالہ عمر میں مامور ہو	۱۸۲
۶۹	ساتواں ء۔ نبوت اور جبرائیلؑ	۱۸۳
۷۰	آٹھواں ء۔ نبوت اور ہجرت	۱۸۴
۷۱	نواں ء۔ نبوت اور وراثت مال	۱۸۴
۷۲	دسواں ء۔ نبی کی تبلیغی عمر	۱۸۵
	مرزا صاحب کے کذب پر چوتھی دلیل۔	
	اختلافات مرزا :-	
۷۳	نمبر ۱۔ صرف محدث غیر نبی	۱۸۶
۷۴	محدث ہونے سے انکار	۱۸۷
۷۴	نمبر ۲۔ غیر تشریفی نبوت کا دعویٰ	۱۸۸
۷۵	تشریفی نبوت کا ادعا	۱۸۸
۷۵	نمبر ۳۔ منکر مرزا کا فرہیں	۱۸۹
۷۶	منکر مرزا جہنمی غیر ناجی ہے	۱۹۰
۷۶	نمبر ۴۔ مسیح ابن مریم دوبارہ نازل ہوگا	۱۹۲
۷۷	اس کے خلاف	۱۹۲
۷۷	نمبر ۵۔ حضرت مسیحؑ کی بادشاہت	۱۹۳
۷۸	اس کے خلاف	۱۹۴
۷۸	نمبر ۶۔ حضرت مسیحؑ کے اخلاق پر حملہ	۱۹۵

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
۱۹۶	اس کے خلاف	
۱۹۷	انجیل کی تعلیم علم اللہ کی طرف سے نہ تھی۔	۷۹
۱۹۷	اس کے خلاف	
۱۹۸	نمبر ۷۹ - ختم نبوت	۸۰
۱۹۹	اس کے خلاف	
۲۰۰	نمبر ۸۰ - مسیح نیک تھا	۸۱
۲۰۰	اس کے خلاف	
۲۰۱	نمبر ۸۱ - یسوع کی روح والا انسان شریک مکار	۸۲
۲۰۱	اس کے خلاف	
	مرزا یثیوں کی رسول دشمنی - کلمات نبویہ میں	
	اختلاف ثابت کرنے کی ناپاک سعی :-	
۲۰۱	۸۲ پہلا اعتراض اور اس کا جواب	
۲۰۳	۸۳ دوسرا " " " "	
۲۰۴	۸۴ تیسرا " " " "	
	گندب مرزا پر پانچویں دلیل - کذبات مرزا :-	
۲۰۶	۸۵ پہلا مجھوت	
۲۰۶	۸۷ دوسرا " " " "	
۲۰۷	۸۸ تیسرا " " " "	
۲۰۷	۸۹ چوتھا " " " "	

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۰۷	پانچواں جھوٹ	۹۰
۲۰۷	چھٹا	۹۱
۲۰۸	ساتواں	۹۲
۲۰۸	آٹھواں	۹۳
۲۰۸	نواں	۹۴
۲۰۹	دسواں	۹۵
۲۰۹	جھوٹوں پر مرزا صاحب کا فتویٰ	۹۶
۲۱۰	مرزا ٹی پلٹ بک کے جھوٹے اعتراضوں کا جواب	۹۷
	مرزا صاحب کے کذب پر چھٹی دلیل۔ مراق مرزا	
۲۲۰	تعریف مراق	۹۸
۲۲۱	حقیقت و اسباب و اقسام مرض	۹۹
۲۲۲	مرزا صاحب کو مراق تھا	۱۰۰
۲۲۲	مراق اور نبوت	۱۰۱
۲۲۲	مرزا صاحب کو مراق اور سہڑیا کے دورے	۱۰۲
۲۲۳	مرزا ٹی غدرات اور ان کے جوابات	۱۰۳
۲۲۳	مرزا صاحب کے نزدیک مراق	۱۰۴
۲۲۳	مرزا صاحب کے فرزند خلیفہ قادیان کو مراق	۱۰۵
۲۲۳	مرزا صاحب کے کذب پر ساتویں دلیل۔	
۲۲۳	تہذیب مرزا	۱۰۶

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۲۹	خط بغا اور بغیاء کے معنی	-
۲۳۲	غلام نے اسلام و بزرگان دین کو گالیاں	۱۰۸
۲۳۵	نام اہل اسلام اور مخالفین کو گالیاں	۱۰۹
۲۳۶	بہشتی دیانند کو گالیاں	-
۲۳۷	مرزا صاحب	-
۲۳۸	آریوں کا پریشہ	۱۱۰
۲۳۸	عام آریہ قوم کو خطاب	۱۱۳
۲۴۰	عیسائیوں کے بارے میں	۱۱۴
۲۴۰	خدا کی توہین	۱۱۵
۲۴۰	مرزا صاحب کی شان تقدیس	۱۱۶
۲۴۱	مرزا صاحب کی سخت گوئی پر دوسرکاری عدالتوں کا فیصلہ	۱۱۷
۲۴۲	عدالت مرزا شیہ اور ان کا جواب	۱۱۹
	مرزا صاحب کے کذب پر اٹھویں دلیل :-	
۲۴۸	مرزا صاحب کے مغالطے	۱۱۹
۲۴۸	مثال نمبر ۱ - قتل خبیثہ	۱۲۰
۲۵۰	نمبر ۲ - دو بکریاں ذبح کی جائیں گی	۱۲۱
۲۵۱	نمبر ۳ - غفیت الدنیا سے معلقہ رہید کا پہلا مصرعہ	۱۲۲
۲۵۲	نمبر ۴ - خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی نہیں تھا	۱۲۳
۲۵۲	نمبر ۵ - ۴۷ سال کی عمر آنا لگے	۱۲۴
۲۵۴	نمبر ۶ - بروزی میسج	۱۲۵



نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۲۶	مثال نمبر ۷۔ عبد اللہ تع	۲۵۶
۱۲۷	نمبر ۸۔ بنی اور محدث	۲۵۸
۱۲۸	نمبر ۹۔ چینی نسل کا لڑکا	۲۵۹
۱۲۹	نمبر ۱۰۔ لڑکا پیدا ہو گا	۲۶۰
۱۳۰	بنی اسرائیل کے چار سو بنی کی خبر غلط کھلی (مکمل بحث)	۲۶۱
	مرزا صاحب کے کذب پر نوں دلیل۔	
۱۳۱	توہین انبیاء کرام	۲۷۲
۱۳۲	مرزا صاحب کی گالی بنی عقی مسیح علیہ السلام	۲۷۲
۱۳۳	ضمیمہ توہین مسیح علیہ السلام	۲۸۲
۱۳۴	بنی کزیم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین	۲۸۶
	مرزا صاحب کے کذب پر دسویں دلیل۔	
	مرزا صاحب کے مبالغے :-	
۱۳۵	مثال اول ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مرجھاتے ہیں۔	۲۹۰
۱۳۶	دوم ساٹھ ہزار اشتہالات	۲۹۱
۱۳۷	سوم پچاس الماریاں درمدج انگیز	۲۹۱
۱۳۸	چہارم چار لاکھ انسانوں کی توبہ	۲۹۲
۱۳۹	پنجم صد ہا نشان	۲۹۳
	دلائل مرزائیت کا جواب :-	
۱۴۰	دلیل نمبر ۱۔ پاکیزہ زندگی اور اس کا مفصل جواب	۲۹۳

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۳۱	دلیل نمبر ۲ - مدعی نبوت کی زندگی اور اس کا پہلا جواب	۳۰۱
	دوسرا جواب	۳۰۵
	تیسرا جواب	۳۰۷
	چوتھا جواب	۳۰۸
	پانچواں جواب	۳۰۸
۳۲	دلیل نمبر ۳ - نبی کی پہچان اور اس کا جواب	۳۰۹
	دوسرا جواب	۳۱۱
	تیسرا جواب از مرزا صاحب	۳۱۲
۳۳	دلیل نمبر ۴ - نبی سے قبل نبوت کی امیدیں اور اس کا جواب	۳۱۳
۳۴	دلیل نمبر ۵ - اعجازِ مسیح اور اعجازِ احمدی کی تالیفات اور اس کا جواب	۳۱۵
	دوسری طرز سے جواب	۳۱۷
	تیسری طرز سے	۳۲۱
۳۵	دلیل نمبر ۶ - موت کی تمنا اور اس کا جواب	۳۲۲
۳۶	دلیل نمبر ۷ - طاعون اور مرزائی	۳۲۲
۳۷	دلیل نمبر ۸ - اللہ والوں کا غلبہ	۳۲۵
۳۸	دلیل نمبر ۹ - دنیا میں فسق و فجور	۳۳۰
۳۹	دلیل نمبر ۱۰ - خدا پر جھوٹ بولنے والے کی ناکامی	۳۳۱
۱۵۰	دلیل نمبر ۱۱ - مرزا صاحب کی لاکھوں پیش گوئیاں	۳۳۱
	مرزا صاحب کی پیش گوئیاں	
۱۵۱	نمبر ۱۲ - سعد اللہ لدھیانوی کا اتر ہونا اور اس کا جواب	۳۳۲

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۵۲	نمبر ۲۔ مولوی کرم الدین جہلمی کا مقدمہ	۳۳۲
۱۵۳	نمبر ۳۔ ڈوٹی صاحب کی موت کی پیشگوئی	۳۳۵
۱۵۴	نمبر ۴۔ طاعون سے گھر محفوظ رہے گا	۳۳۵
۱۵۵	نمبر ۵۔ نواب محمد علی خاں کارل کا بعد الرحیم اور اس کا جواب	۳۳۶
۱۵۶	نمبر ۶۔ چترانغ دین جھونی کی ہلاکت اور اس کا جواب	۳۳۶
۱۵۷	نمبر ۷۔ زلزلہ کا دھکا اور اس کا جواب	۳۳۷
۱۵۸	نمبر ۸۔ بہار کے دنوں کا زلزلہ	۳۳۹
۱۵۹	نمبر ۹۔ پنڈت دیانند کی موت	۳۳۹
۱۶۰	نمبر ۱۰۔ مولوی عبد اللطیف کی شہادت اور اس کا جواب	۳۴۰
۱۶۱	نمبر ۱۱۔ لیکچر ام کی موت اور اس کا جواب	۳۴۰
۱۶۲	نمبر ۱۲۔ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔	۳۴۲
۱۶۳	نمبر ۱۳۔ مخالفین مرزا کے لئے طاعون کی دعا	۳۴۲
۱۶۴	نمبر ۱۴۔ مرزا صاحب کے مخالف مولویوں کی موت	۳۴۷
۱۶۵	نمبر ۱۵۔ مولوی غلام دستگیر کی ہلاکت	۳۴۷
۱۶۶	نمبر ۱۶۔ مولوی محمد حسین بھین دلا کی ہلاکت	۳۴۸
۱۶۷	نمبر ۱۷۔ تاجہ کو لوگوں سے بچاؤں گا۔	۳۴۸
۱۶۸	نمبر ۱۸۔ خدا کاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیتا۔	۳۴۹
۱۶۹	نمبر ۱۹۔ ولیپ سنگھ کی پیشگوئی۔	۳۵۰
۱۷۰	نمبر ۲۰۔ مولوی عبد الحق غزنوی سے مباہلہ	۳۵۰
۱۷۱	نمبر ۲۱۔ پانچ لاکھ مرید	۳۵۱
۱۷۲	نمبر ۲۲۔ مولوی محمد علی کو بخار ہو گیا	۳۵۱

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۷۳	نمبر ۱۲۔ مولوی عبد الطیف کی موت	۳۵۲
۱۷۴	نمبر ۱۳۔ مرزا صاحب کی تقریر	۳۵۳
۱۷۵	نمبر ۱۴۔ تقسیم بنگالہ	۳۵۴
۱۷۶	دلیل، نمبر ۱۱۔ تاریخی الاصل اور اس کا جواب	۳۵۶
۱۷۷	نمبر ۱۲۔ میسٹ اور وہیدی کے نشانات مع جواب	۳۵۷
۱۷۸	نمبر ۱۳۔ کسوف و خسوف مع مفصل جواب	۳۵۹
۱۷۹	نمبر ۱۴۔ صدی کے سر پرچہ داور مفصل جواب	۳۶۳
۱۸۰	ضمیمہ کذب بات مرزا :-	۳۶۶
۱۸۱	سچی فرشتہ	۳۶۷
۱۸۲	مرزا صاحب کا شاعر ہونا	۳۷۰
۱۸۳	مرزا صاحب کی قرآن دانی	۳۷۳
۱۸۴	اختلافات مرزا اور مولوی محمد علی لاہوری	۳۷۷
۱۸۵	جہاد فی سبیل اللہ	۳۷۹
۱۸۶	نبی جبریل فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے	۳۸۱
۱۸۷	مذاہب و عیسائیت	۳۸۲
۱۸۸	مرزا صاحب کا توہم و سحر و جادو	۳۸۵
۱۸۹	تلاویزی عقائد و تعلیمات :-	۳۸۶
۱۹۰	مسلمانوں سے قطع تعلق	۳۸۷
۱۹۱	غیر محمدی کافر ہیں	۳۸۸
۱۹۲	مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام ہے	۳۸۹
۱۹۳	مسلمانوں سے رشتہ و ملاقات حرام ہے	۳۹۰
۱۹۴	مرزا صاحب کا سلوک اپنے لڑکے سے	۳۹۱

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۹۳	مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھو	۳۰
۱۹۴	شعائر اللہ کی ہتک	۳۱
۱۹۵	قادیان میں حج	۳۹۱
۱۹۶	مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا	۳۹۱
۱۹۷	مخالفین کو سولی پر لٹکانا	۳۹۲
۱۹۸	بشارت اسمہ احمد	۳۹۲
۱۹۹	ڈاکٹر عبدالحکیم خاں	۳۹۷
	باب دوم - ختم نبوت - مرزا صاحب کے	
	کذب پر گیارھویں دلیل -	
۲۰۰	تمہید	۲۹۹
	ختم نبوت کا ثبوت از قرآن مجید :-	
۲۰۱	پہلی آیت	۳۰۰
۲۰۲	دوسری آیت	۳۰۱
۲۰۳	تیسری آیت	۳۰۳
۲۰۴	چوتھی و پانچویں آیت	۳۰۴
۲۰۵	چھٹی آیت	۳۰۵
۲۰۶	ساتویں آیت	۳۰۵
۲۰۷	آٹھویں آیت	۳۰۶
۲۰۸	نویں آیت	۳۰۶

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
۲۰۷	دسویں آیت	۲۰۷
۲۰۸	گیدھویں	۲۰۸
۲۰۹	بدھویں	۲۰۹
۲۰۹	تیرھویں	۲۱۲
۲۱۰	چودھویں	۲۱۳
۲۱۱	پندرھویں	۲۱۴
	ترجمہ نبوت کا ثبوت از حدیث شریف:-	
۲۱۳	پہلی حدیث	۲۱۵
۲۱۳	دوسری	۲۱۶
۲۱۴	تیسری	۲۱۷
۲۱۴	چوتھی	۲۱۸
۲۱۴	پانچویں	۲۱۹
۲۱۵	چھٹی	۲۲۰
۲۱۵	ساتویں	۲۲۱
۲۱۵	آٹھویں	۲۲۲
۲۱۶	نویں	۲۲۲
۲۱۶	دسویں	۲۲۳
۲۱۷	گیدھویں	۲۲۵
۲۱۷	بارھویں	۲۲۶
۲۱۸	تیرھویں	۲۲۷
۲۱۸	چودھویں	۲۲۸

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۴۱۹	پندرہ سویں حدیث	۱۱۹
۴۱۹	سولہ سویں	۲۲۰
۴۲۰	ستر سویں	۲۲۱
۴۲۰	اٹھارہ سویں	۲۲۲
۴۲۰	انیس سویں	۲۲۳
۴۲۱	بیس سویں	۲۲۴
۴۲۲	آیات پر مرزائی اعتراضات اور ان کے جوابات	
۴۲۲	خاتم کی زبردستی بمعنی ہر مع جواب	۲۲۵
۴۲۳	خاتم بمعنی صرف صاحب شریعت نبیوں کا بند کرنا	۲۲۶
۴۲۳	مع جواب	
۴۲۳	تحقیقی جواب	
۴۲۵	قتل انبیاء سے بعض کیوں مراد ہیں! مع جواب	۲۲۷
۴۲۶	خاتم بمعنی افضل مع جواب	۲۲۸
۴۲۶	الزامی جواب	
۴۲۷	خاتم القوم کا محاورہ مع جواب	۲۲۹
۴۳۱	خاتم النبیین کہو لا بنی بعدہ نہ کہو مع جواب	۲۳۰
۴۳۱	تکمیل دین و اتمام نعمت مع جواب	۲۳۱
۴۳۱	بنی اسرائیل کے انبیاء کی آمد	۲۳۲
۴۳۲	احادیث نبویہ پر مرزائی اعتراضات مع جوابات	
۴۳۲	حضرت علیؓ سے متعلق حدیث "نفی عام نہیں، نفی کماں	۲۳۳
۴۳۵	ہے نہ کا جواب	

نمبر شمارہ	مضمون	نمبر صفحہ
۲۳۳	حقوقی جنس نہیں کا جواب	۲۳۵
۲۳۵	قبضہ و کسریٰ کی ہلاکت، مع جواب	۲۳۶
۲۳۶	بجحد، بمعنی مخالفت کا جواب	۲۳۷
۲۳۷	دوسری طرز سے	۲۳۸
۲۳۸	بغیر شریعت نبوت کا امکان مع جواب	۲۳۹
۲۳۹	حدیث عمر غریب ہے، مع جواب	۲۴۰
۲۴۰	اگر میں نبی نہ ہوتا تو عمر ہوتا مع جواب	۲۴۱
۲۴۱	آنحضرت کے بعد خلافت کا جواب	۲۴۲
۲۴۲	حدیث دجال میں تیس کا حصر اور سچوں کا امکان مع جواب	۲۴۳
۲۴۳	تیس دجال پورے ہو چکے ہیں مع جواب	۲۴۴
۲۴۴	روایت دجال بوالہ نواب صدیق حسن خاں مع جواب	۲۴۵
۲۴۵	حدیث قہر نبوت پر اعتراضات اور ان کے جوابات	۲۴۶
۲۴۶	حدیث میں بعد آنے والے نبیوں کا ذکر نہیں	۲۴۷
۲۴۷	سب انبیاء مراد نہیں مع جواب	۲۴۸
۲۴۸	محل نبوت کی تکمیل اور حضرت عیسیٰ کی آمد مع جواب	۲۴۹
۲۴۹	ایسٹ اور نبوت کی مشابہت توہین ہے مع جواب	۲۵۰
۲۵۰	رائع قیب کا جواب	۲۵۱
۲۵۱	اجرا سے نبوت پر مزانی دلائل :-	۲۵۲
۲۵۲	پہلی تحریف اور ناسی کا جواب	۲۵۳
۲۵۳	دوسری	۲۵۴
۲۵۴	تیسری	۲۵۵



نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۲۵۹	چوتھی تحریف اور اس کا جواب	۴۷۷
۲۶۰	پانچویں	۴۸۲
۲۶۱	چھٹی	۴۸۴
۲۶۲	ساتویں	۴۸۶
۲۶۳	آٹھویں	۴۸۹
۲۶۴	نویں	۴۹۰
۲۶۵	دسویں	۴۹۱
۲۶۶	گیارہویں	۴۹۱
۲۶۷	بارہویں	۴۹۲
۲۶۸	تیرہویں	۴۹۴
۲۶۹	چودھویں	۴۹۴
۲۷۰	پندرہویں	۴۹۵
۲۷۱	سولہویں	۴۹۶
۲۷۲	سترہویں	۴۹۹
۲۷۳	احادیث نبویہ پر اعتراضات فخرانیہ مع جوابات :-	۵۰۰
۲۷۴	پہلی دلیل مستبعدہ عن آخر المنسلہ لفظ آخری نبی کی مثال از کتب فرائیہ	۵۰۰
۲۷۵	دوسری دلیل لو غلش ابراہیم والی حدیث - مفصل جوابات	۵۰۱
۲۷۶	تیسری دلیل - درود شریف میں رحمت سے مراد نبوت ہے	۵۰۴
۲۷۷	چوتھی دلیل - خلافت منہلج نبوت پر سے اجرائے نبوت	۵۰۶
۲۷۸	پانچویں دلیل	۵۰۷
۲۷۹	چھٹی دلیل حدیث ابو بکر	۵۰۷

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۰۸	ساتویں دلیل حضرت عباسؓ والی حدیث "تم میں نبوت و خلافت ہوگی"	۲۰۰
۵۰۸	آٹھویں دلیل حضرت عائشہؓ والی حدیث	۲۰۰
۵۱۰	نواں مرزا متعلقہ ختم نبوت	۲۰۱
۵۱۶	ختم نبوت اور مرزا صاحب کی دورنگی :-	
۵۱۸	پہلی دلیل	۲۰۲
۵۲۱	دوسری	۲۰۳
۵۲۲	تیسری	۲۰۴
۵۲۳	چوتھی	۲۰۵
۵۲۴	پانچویں	۲۰۶
۵۲۶	علمی قسیمہ متعلقہ ختم نبوت	
۵۲۷	قابل توجہ نکات	۲۰۷
۵۲۷	ختم خاتم کی تشریح از لغات عربیہ	۲۰۸
۵۲۹	مرزا صاحب	
۵۳۰	خاتم شعراء اور خاتم انبیاء وغیرہ کی بحث	۲۰۹
۵۳۰	مختصر میں لکھنے والوں کے عقائد کو دخل ہوتا ہے مع جواب	
۵۳۱	خاتم حسن زینت کا جواب	۲۱۰
۵۳۲	ختم حسنے دہر کی بحث	۲۱۱
۵۳۱	غیر شرعی	۲۱۲
۵۳۲	حق - آئین تشریع	۲۱۳
۵۳۴	مذہب متبعین کی بحث	۲۱۴
	باب سوم - حیات مسیح علیہ السلام - مرزا صاحب کے	

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
	کذب پر بارھویں دلیل -	
۱۹۵	مسئلہ حیات مسیحؑ	۵۳۶
	ثبوت حیات مسیحؑ از قرآن مجید	۵۴۳
۲۹۶	پہلی دلیل	۵۴۹
۲۹۸	تیسری	۵۵۲
۳۰۰	پانچویں	۵۵۹
۳۰۲	ساتویں	۵۶۸
۳۰۴	نویں	۵۷۲
۳۰۶	گیارھویں	۵۷۶
۳۰۸	تیرھویں	۵۸۱
۳۰۹	حیات مسیحؑ کا شرکیہ عقیدہ اور مرزا صاحب	۵۸۱
۳۱۰	چودھویں دلیل	۵۸۲
۳۱۱	پندرھویں دلیل اور تحریر مرزا صاحب	۵۸۲
۳۱۲	سولھویں دلیل	۵۸۳
۳۱۳	حضرت عیسیٰؑ اگر کیا کریں گے؟	۵۸۳
۳۱۴	سترھویں دلیل	۵۸۳
	حیات مسیحؑ کا ثبوت از حدیث شریف	
۳۱۵	پہلی حدیث	۵۸۴
۳۱۶	دوسری	۵۸۴
۳۱۷	تیسری	۵۸۵
۳۱۹	چوتھی	۵۸۸
	تین چاندولی حدیث کا رد	۲۱۸
	پانچویں حدیث	۲۲۰

ترتیب	مضمون	نمبر صفحہ
۵۸۹	پیش حدیث	۵۸۹
۵۸۹	سہویں	۵۸۹
۵۹۰	عزیز مرزا کیہ کا جواب	۵۹۰
۵۹۰	عزیز دوم اور اس کا جواب	۵۹۰
۵۹۱	سہویں حدیث	۵۹۱
۵۹۵	نویں	۵۹۵
۵۹۶	سہویں کا جواب	۵۹۶
۵۹۷	دسویں حدیث	۵۹۷
۵۹۷	پندرہویں	۵۹۷
۵۹۹	پندرہویں	۵۹۹
۶۰۱	پندرہویں	۶۰۱
۶۰۲	پندرہویں	۶۰۲
۶۰۳	پندرہویں	۶۰۳
۶۰۸	توبہ دہائی وفات مسیح	۶۰۸
۶۲۸	بزرگان دین کا عقیدہ در بارہ حیات مسیح	۶۲۸
۶۲۸	حضرت یحییٰ بن جابر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۶۲۸
۶۳۲	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۶۳۲
۶۲۵	امام محمد بن رحمۃ اللہ علیہ	۶۲۵
۶۲۷	امام علی بن رحمۃ اللہ علیہ	۶۲۷
۶۳۸	امام ابو حنیفہ و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ	۶۳۸
۶۳۹	امام ابو یوسف رحمہ اللہ	۶۳۹

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۳۴۱	مولانا عبدالحق محدث دہلوی و نواب صدیق حسن خاں۔	۶۳۹
۳۴۲	امام ابن قیمؒ	۶۴۰
۳۴۳	حافظ محمد لکھویؒ	۶۴۱
۳۴۴	ابن عزلیؒ	۶۴۲
۳۴۵	ابن جریرؒ	۶۴۳
۳۴۶	مصنف ایواقیت والجاہر	۶۴۴
۳۴۷	امام جہانی معتزلی	۶۴۵
۳۴۸	امام ابن تیمیہؒ	۶۴۶
۳۴۹	محمد دلف ثانیؒ	۶۴۷
۳۵۰	پیران پیرؒ	۶۴۸
۳۵۱	خواجہ اجمیریؒ	۶۴۹
باب چہارم		
۳۵۲	مولوی ثنا اللہ صاحب کے ساقہ آخری فیصلہ۔	۶۵۰
۳۵۳	مرزا صاحب کے کذب پر تیرھویں دیس۔	۶۵۱
۳۵۴	ہمسیمہ آخری فیصلہ حلف اور انعام	۶۵۲
۳۵۵	بحث توفی	۶۵۳
۳۵۶	بحث نزول	۶۵۴
۳۵۷	بحث رفع	۶۵۵
۳۵۸	حدیث مس شیطان پر مفصل بحث تحقیقی جواب	۶۵۶
۳۵۹	الزانی جواب	۶۵۷
۳۶۰	تحقیق "امُصْصِبِ يَنْظُرُ اللَّائِبِ"	۶۵۸
۳۶۱	لفظ "مَذْنِيْمٌ" کی تحقیق	۶۵۹

## مرزا صاحب کے چند ایک دعاوی

یوگ مسعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں، ص ۱۹۴ حقیقۃ الوحی۔  
سے عزیزوں سے شخص (مرزا) مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے  
نے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی۔ ص ۱۴۲ اربعین ص ۴

خبر۔ سوئی۔ تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح موعود (مرزا) کو (مسیح ابن مرقم)  
سے خصل قرار دیا ہے۔ یہ شیطانی دوسو سہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم مسیح ابن  
مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو ص ۱۵۵ حقیقۃ الوحی۔

۱۔ میں مریم کے ذکر کو چھوڑ دیا اس سے بہتر غلام احمد ہے ص ۱۹۹ تتمہ حقیقۃ الوحی۔  
۲۔ باب منہ بحسب بشارات آدم: عیسیٰ کجاست تا نبہد پابمبزم  
۳۔ رسا و ام ص ۱۵۸ طبع اول و ص ۱۵۹ طبع سوم

۴۔ پیغمبر وحی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ص ۱۱۰ دفع الہلاک  
۵۔ مجدد دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اخبار بدہ ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء

۶۔ جو محمد بنی احمد مختار  
۷۔ دربرم جامہ ہم ابرار  
۸۔ داداں جام را مرا بتمام  
(ص ۹۹ نزول المسیح)

۹۔ منہ مسیح میں و منہ کلیم خدا  
۱۰۔ منہ محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد  
(تریاق القلوب ص ۲)

۱۱۔ خود قلم نے اس کے پاک رسول نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا  
۱۲۔ ص ۱۰۰ تمام نبیوں نے اس (مرزا) کی تعریف کی ہے (ص ۲۸ نزول المسیح)  
۱۳۔ سید محمد حسینی کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا تھا۔

(ص ۵۵ قتادی احمدیہ جلد ۱)

۱۴۔ پس میں و محمد حقان: نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے تشبیہ

دی کہ میرا نام وہی رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام میرے رکھے گئے۔ اس صورت میں گویا تمام انبیاء اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے (ص ۳۷ حاشیہ نزول المسیح)  
خدا کے نزدیک اس (مرزا) کا ظہور مصطفیٰ کا ظہور مانا گیا ہے۔ (۱۲)

(مفہوم خطبہ الہامیہ ص ۲۰)  
جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتا ہے اس نے مجھ سے نہیں جانا اور نہیں پہچانا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۸) (۱۳)

اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خوف کا نشان ظاہر ہوا میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کریگا (ص ۱۷ اعجاز احمدی)  
غلبہ کاملہ (دین اسلام) کا آنحضرت کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا یہ غلبہ مسیح موعود (مرزا) کے وقت ظہور میں آئے گا۔ (۱۵)

(المختص بالقطب ص ۸۲ چشمہ معرفت)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات صحت تھے گویا ہرگز مرزا کے دس لاکھ نشان تھے۔ ص ۴۴ تذکرۃ الشہادتین ۴ (۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دین کی حالت پہلی شب کے چاند کی طرح تھی مگر مرزا کے وقت چودہویں رات کے بدر کا مل جیسی ہوگی (مفہوم ص ۸۱)  
خطبہ الہامیہ ۴ (۱۷)

جو کوئی میری جماعت میں داخل ہو گیا وہ صحابہ میں داخل ہو گیا۔ (ص ۱۸ خطبہ الہامیہ) (۱۸)

صد ہائیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور بیش گویاں سبقت لے گئی ہیں (ص ۳۹۲ ریلوے جلد اول)۔ (۱۹)

خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں (۲۰)

۱۸ معجزہ اور نشان ایک ہوتا ہے۔ ص ۴۴ نعرۃ الحق مصنف مرزا

اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی ان  
بے نبوت ثابت ہو سکتی ہے (صفحہ ۳۱ چشمہ معرفت)

(۲۱) اَعْلَمُوا أَنَّ فَضْلَ اللَّهِ نَبِيٍّ دَانَ رُوحَ اللَّهِ يَنْطِقُ فِي نَفْسِهِ  
(جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے نفس میں  
بولتی ہے) (صفحہ ۱۷۶ انجام آقلم)

## خدائی کے دعوے

خدائی مانند ص ۳ حاشیہ اربعین ص ۲

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں  
ص ۵۶ آئینہ کمالات

يَوْمَ يَأْتِي رَبُّكَ فِي ظُلُمٍ مِّنَ الْغَمَامِ (اس دن بادلوں  
میں تیرا خدا آئے گا) یعنی انسانی مظہر (مرزا) کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کر دینا  
ص ۱۴۵ حقیقۃ الوحی

أَنْتَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ أَدْلَا دِي (۱)۔ اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا  
(۲) ص ۱۲۲ اربعین حاشیہ ص ۲

خدا نکلنے کو ہے اَنْتَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ بُرْدِي (۲) (تو مجھ سے ایسا  
ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا) سرمدی اخیر یو یو جلد ۵ ص ۲

تَبَعْتُ حَقَّ الْإِنْفَاءِ قَالِ الْإِنْفَاءِ مِنْ رَبِّ الْإِنْفَاءِ (مجھے  
تو کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے ص ۲۳ خطبہ الہام)

أَنْتَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِي وَتَفَرُّدِي (۲) تو مجھ سے میری توحید  
کی مانند ہے ص ۲۲ فکر و الشہادتین

تَنْوِيْنُ شَيْءٍ أَنْ تَقُولَ كَيْفَ يَكُونُ (یعنی اے مرزا  
تو جو شے کہ تو جس چیز کو کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے)



ص ۱۵۰ حقیقۃ الوحی

(۹) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے الہام کیا کہ میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا  
فَاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ (گویا خدا آسمانوں سے اتر

آیا) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

مرزا صاحب کے چند ایک مفصل حکم خیز اور گول مول الہامات

(۱) بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھ لے یا کسی اور ناپالی پر الملاح پائے،  
تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ (حیض) بچہ ہو گیا جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے  
تمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۲۷

(۲) "میرا نام ابن مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ  
رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا آخر کئی مہینہ کے بعد جو مدت حمل، دس مہینہ سے  
زیادہ نہیں، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم  
ٹھہرا۔ ص ۱۲۷ کشتی نوح

(۳) مرزا صاحب کا ایک برید قاضی یار محمد اپنے ٹریکٹ ص ۳۷ موسومہ اسلامی  
قربانی میں لکھتا ہے "حضرت مسیح موعود و موعودہ نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ  
ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی۔ گویا کہ آپ عورت ہیں اور  
اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا"

(۴) "بستر عیش" (البشری جلد ۲ ص ۹۵ بحوالہ البدیع جلد ۳ ص ۷۱ تاریخ الہام ۵ دسمبر  
۱۹۰۳ء) غالباً منکوچہ آسمانی کے وصل کی امید ہے

(۵) "جد ہر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پر ہے ہیں  
تفسیر عتقرب سنا جاوے گا کہ بہت سے مفید جو مخالفان اسلام ہیں۔ ان  
کا خاتمہ ہو جاوے گا" (البشری ص ۹ جلد ۲ بحوالہ البدیع جلد ۳ ص ۷۱) تعین  
کوئی نہیں کی۔ مطلب یہ کہ جو مخالف مرے گا اسے اس کی لپیٹ

میں پتہ ہاویں گے)

۱۰. موجودی رستم علی۔ البشری جلد ۲ ص ۹۴ بحوالہ الحکم جلد ۹ ص ۱۲۔ (مطلب

مرد)

۱۱. زندگیوں کا خاتمہ (البشری جلد ۲ ص ۱۰۱ بدر جلد ۲ ص ۲۶) کن کی زندگیوں کا خاتمہ

کب ہوگا۔ کیسے ہوگا؟ کوئی پتہ نہیں)

۱۲. لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو کچڑا اور شیر خدا نے فتح پائی۔

امین الملک جے سنگھ بہادر۔ البشری جلد ۲ ص ۱۱۸ بحوالہ بدر جلد ۲ ص ۳۷

بشریح ندارد)

۱۳. سور میں ایک۔ بے شرم۔ ہے۔ (البشری جلد ۲ بحوالہ بدر جلد ۴ ص ۱۱، تعین

کوئی نہیں)

۱۴. ایک امتحان۔ بے بعض اس میں پکڑے جائیں گے بعض چھوڑے جائیں گے

(البشری جلد ۲۔ بدر جلد ۴ ص ۱۱)

۱۵. گوزر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا (البشری جلد ۲ ص ۵۷

حصہ اول بحوالہ الحکم جلد ۲ ص ۱۲)

۱۶. بعد ۱۱۔ انشاء اللہ البشری جلد ۲ حصہ اول ص ۶۵ بحوالہ الحکم جلد ۲ ص ۵۵

مشریح تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا

کیا ۱۱ ہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا۔ ص ۶۶ حوالہ بالا)

۱۷. آج سے یہ شرف دکھائیں گے (ص ۶۸ البشری جلد ۲ حصہ اول بحوالہ الحکم

جلد ۲ ص ۶۸) (مشریح ندارد)

۱۸. میں نے کہا آخری دم۔ فرمایا میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی کتا بیمار

ہے میں اسے دو دھینے لگا ہوں تو میری زبان پر یہ جاری ہوا۔ (ص ۲۶ رسالہ

ملاقات مرزا)

۱۹. معسوی صد فوس۔ (ص ۱۷ البشری جلد ۲ حصہ اول بحوالہ الحکم جلد ۴ ص ۱۷)

- (۱۶) "فیرمین" (FAIRMAN) ترجمہ معقول آدمی (حصہ ۸۴ بشری جلد ۲ حصہ اول بحوالہ البدیع جلد ۲ ص ۲۷۷)
- (۱۷) "فضل الرحمن نے دروازہ کھول دیا" (بشری جلد ۲ ص ۹ حصہ بحوالہ الحکم جلد ۸ ص ۱۳)
- (۱۸) "ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا۔ کوئی روح کبھی ہے" (بشری جلد ۲ ص ۹۵ بحوالہ البدیع سلسلہ جدید جلد ۷ ص ۷)
- (۱۹) ایک ناپاک روح کی آواز آئی "میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا" (حوالہ بالا)
- (۲۰) "کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک؟" (بشری جلد ۲ ص ۹۷ بحوالہ البدیع جلد ۷ ص ۷)
- (۲۱) رویا۔ ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے۔ میں اس کے برابر گندا تو آواز آئی لَحْنَةُ اَللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِيْنَ ساتھ ہی یہاں ہوا۔ اس پر آنت پڑی اس پر آنت پڑی .. (مکاشفات ص ۴۷ البدیع جلد ۷ ص ۷)
- (۲۲) آتش فشاں۔ مصالح العرب۔ بامراور۔ رد بلا (ص ۴۷ مکاشفات۔ بدر۔ جلد ۷ ص ۳) ایک کاغذ دکھائی دیا اس پر لکھا تھا:
- (۲۳) ایک دانہ کس کس نے کھانا .. (بشری جلد ۲ ص ۱۷۱ البدیع جلد ۲ ص ۷)
- (۲۴) شَرُّ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ (ص ۸۷ بدر۔ جلد اول)
- نوٹ: میں امام زمان ہوں .. (ضرورت الامام) اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں یعنی غیب کو سہرے ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے، جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو، (ص ۱۳ رسالہ ضرورت امام)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# باب اول دلائل کذب مرزا

دلیل اول مرزا صاحب کی پیش گوئیاں

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِيفًا دَعْوَاهُ ۚ رُسُلًا مَّا تَلَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

دُعَاتِنَا (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۴) ”ہرگز ہرگز گمان نہ کر کہ خدا اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ لاریب خدا غالب و مشتقم ہے۔“  
کسی انسان کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی بشر کو کسی پوشیدہ بات پر مطلع کر دے۔

پس جو شخص کسی آئندہ بات کی قبل از وقوع خبر دے۔ اس کو متعلق دو قریب ہو سکتے ہیں۔ (۱) یہ کہ اس نے رقتہ رقتہ حالات کو ملحوظ رکھ کر نیچر کے استمرار و تواتر کی بنا پر قیاس آرائی کی ہے۔ (۲) یہ کہ اسے براہ راست یا واسطہ کسی غیر متعلقہ اطلاع دی ہے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ انسان کی قیاس و غیرہ سے دی ہوئی خبر ٹھیک نکل آئے۔ یہاں جس نتیجہ میں۔ اولوں کی پیش گوئیاں صحیح ثابت ہو جاتی ہیں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا سے غیب کی بتلائی ہوئی بات نکلے جو جائے ہمارے مخاطبین یعنی انسان سے نہ تھے۔ نیز اگر مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ:-

”میں نے کسی خدا کی پیش گوئی میں کچھ خلیفہ ہو“ (صفحہ ۱۳ چشمہ معرفت)  
”وہ بہرہ سرد و فاسد کہنے میں حتیٰ بجانب ہے کہ جس شخص مدعی

الہام کی کوئی بھی پیشگوئی غلط ثابت ہو جائے وہ خدا کا ملہم اور مخاطب نہیں بلکہ مفتری علی اللہ ہے۔ کیونکہ

”ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں“ (۵ رسالہ نشی نوح مصنفہ مرزا)

پس ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی پیش گوئیاں دیکھتے ہیں اگر ان میں بعض سچی ہیں تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ قیاس وغیرہ سے کی گئی ہوں۔ لیکن اگر ان میں ایک بھی جھوٹی ہے تو یقیناً وہ مرزا صاحب کے مفتری علی اللہ ہونے کی قطعی و یقینی دلیل ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب رقم ہیں:-

”کسی انسان خاص کو مدعی الہام کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نہ کہنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔“

(۱۰ تریاق القلوب طبع اول)

قطع نظر منقولہ بالا معتقل طریق کے الزامی طور پر بھی نیم اس دلیل کے قائم کرنے میں حق بجانب ہیں کیوں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی انہی کا فرمان ہے کہ:-

”تورات اور قرآن نے برا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔“ (۷ رسالہ استغنا)

نبوت کے دعویٰ کو الگ کر کے دیکھا جائے تو یہ دلیل پھر بھی مکمل ہے کیونکہ مرزا صاحب کا عام اعلان ہے کہ:-

”سہارا صدق یا لذب با نچنے کو ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں“ (اشتبہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۱ء مندرجہ)

آئینہ کمالات ۲۸۸ طبع ۱۔ آئینہ کمالات ۲۳۲ طبع ۲)

حاصل یہ کہ مرزا صاحب کا لذب و صدق معلوم کرنے کے لئے پہلا اور

”سب سے بڑا معیار ان کی پیش گوئیاں ہیں۔“

# مرزا صاحب کی غلط پیشگوئیاں

## پیشگوئی اول

۱۸۸۳ء میں مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی۔ اس وقت آپ نے

یہ پیشگوئی گھڑی کہ:

”وہ خدا نے رحیم و کریم نے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کو اپنے  
الہام سے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ خدا نے  
کہا تا دین اسلام کا شرف۔ کلام اللہ کا سزا نہ لوگوں پر ظاہر ہو  
تا تو سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں تا کہ وہ یقین لائیں  
کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تم انہیں جو خدا، خدا کے دین، اس کی  
کتاب، اس کے رسول کو انکار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک مکمل  
نشانی ملے، ایک وجہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ وہ تیرے  
ہی تخم، تیری ہی ذریت سے ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا بہمان  
آتا ہے۔ اس کا نام بشیر بھی ہے، مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس  
کے ساتھ فضل ہے وہ بہتوں کو بیاریوں سے صاف کرے گا۔ علوم ظاہری  
و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس فقرہ کے معنی  
سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند و لعیند،  
گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ ذَا الْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَدْلِ وَكَانَ اللّٰهُ  
نَزَلَ مِنْ اَلْاَشْمَاءِ وَہ جلد جلد بڑھے گا۔ اسیروں کی رستگاری کا  
باعث ہو گا، قومیں اس سے برکت پائیں گی۔“ (مخلص اشتہار  
۲ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۵۸)

اس اشتہار میں جس زور و شور کے ساتھ مذکورہ لڑکے کی پیش گوئی کرتے

ہوئے اسے خدا، اسلام، رسول خدا، اور خود مرزا کے صاحب الہام بخو

بلکہ خدا تعالیٰ کے قادر و توانا ہونے کی زبردست دلیل گردا آگیا ہے۔ وہ محتاج تشریح نہیں ہے مگر افسوس کہ اس حمل سے مرزا صاحب کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔

اس پر مزید افسوس یہ کہ اس کے بعد مرزا صاحب کے ہاں کوئی لڑکا ایسا نہیں ہوا جسے مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کا مصداق ٹھہرایا ہو۔ اور وہ زندہ رہا ہو۔ یا خود مرزا صاحب نے اس کے مصلح موعود نہ ہونے کا اعلاناً و قولاً اقرار نہ کیا ہو۔

**غدر مرزا** [مرزا صاحب پر ان کی زندگی میں ہی اس پر اعتراض ہوا کہ بچا لے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی ہے تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا۔ کوئی اس معترض سے۔۔۔ جو۔۔۔ چھ لڑکے فقرہ الفاظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا اسی حمل سے پیدا ہو گا تا اشتہار محکم اخیر و اشرا مندرجہ آخر سالہ سرعہ ششم آریہ]

**الجواب** [مرزا صاحب نے و صاف صاف الفاظ میں تو اپنے اشتہار میں یہ نہیں لکھا تھا کہ لڑکا اسی حمل سے ہو گا۔ مگر بعد کے اشتہاروں میں اسے تسلیم کیا گیا ہے اور اپنے مریدوں کے روبرو تو انہی دنوں مشہور کر رکھا تھا کہ لڑکا اسی حمل سے ہو گا۔ منشی ابھی بخش صاحب کو فٹ لائبریری جو ایک عرصہ تک مرزا صاحب کے مریدان خاص میں رہے ہیں، ان کی شہادت اور شہادت بل ہی وہ جیسے خود مرزا صاحب نے تتمہ حقیقۃ الہامی ص ۱۲۵ پر درج کر کے اس سے انکار نہیں بلکہ اجتہادی غلطی کا غدر پیش کیا ہے، موجود ہے جس کے جواب میں لکھا ہے :-

”خدا کا کوئی الہام نہیں تھا کہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہو گا اور کوئی اجتہادی خیال اگر ہو تو اس پر اعتراض

نرمٹوں لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں۔ میری طرف سے کبھی کوئی پیش گوئی شائع نہیں ہوئی کہ لڑکا اسی حمل سے پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد سو میں خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہیں کی۔

اس تحریر میں صاف اعتراف ہے کہ الہاماً تو نہیں، ہاں اجتہاداً ضرور کبھی تھا کہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا مگر یہ اجتہادی غلطی ہے کیا خوب ہے

انجما ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں  
نواپ اپنے دام میں صیت آگیا

اب رہا یہ غدر کہ الہام کی رو سے نہیں کہا گیا۔ سوا اول میں کسی الہام کی تلاش کی ضرورت نہیں کیوں کہ قاعدہ **يُؤَخِّنُ الْمَرْءُ بِرَأْسِهِ** (اِسْرَافِ اَدْمٰی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے) کے علاوہ مرزا صاحب کا دعویٰ **وَمَا يَخْلُقُ عَيْنَ الْمُؤَخَّخِ هُوَ اِلَّا دَخِيَّوْخِيَّ** (ص ۴۲ البعین علی) ہمارے موافق ہے کہ مضبوط و مستحکم کرنے کو کافی ہے۔ تو یہی ہم مرزا صاحب کے وہام سے ثابت کر دیتے ہیں:

الہام مرزا کہ لڑکا پہلے حمل سے ہوگا [آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے] میں عاجز ہوں کہ کمال کیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو مدت تک حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا:

میں (ہمام) سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالخصوص اس کے قریب حمل میں (اشتہار مؤرخہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء مندرجہ ص ۴۲) بلخ رسالت جلد اول

غدرہ تحریر مرزا جسے ہم نے دو حصوں میں تقسیم کر کے نقل کیا ہے،



اس کے پہلے حصہ میں ایک مدت حمل کے اندر ایک لڑکے کی ولادت الہام سے لکھی ہے اور دوسرے حصہ میں پھر اسے گول مول رکھنے کے لئے یہ لفظ لکھے ہیں:-

”ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا اس کے قریب حمل میں۔“

بہت خوب! ہمیں اس وقت مرزا صاحب کی اس ہیرا پھیری سے سرکار نہیں ناظرین خود سمجھ لیں۔ ان ہر دو فقروں کی مزید تشریح اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے یوں کی ہے:-

”اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی کہ اگر وہ موجودہ حمل سے پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔“ (اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۴۱)

اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ مرزا صاحب کے الہام ”ایک مدت حمل“ سے مراد موجودہ حمل تھا۔ اب صرف ایک بات باقی ہے کہ اگرچہ اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کے الہام ”مدت ایک حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔“ سے مراد موجودہ حمل تو ثابت ہو گیا۔ مگر اسی اشتہار میں یہ بھی تو لکھا ہے۔ ”ابھی پیدا ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔“ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب کہ الہام میں صریح الفاظ موجود ہیں کہ ”مدت ایک حمل سے یعنی موجودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔“ تو یہ دوسرا فقرہ مرزا صاحب کی راست گوئی کا اظہار کر رہا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ الہام ”ایک حمل“ یعنی ”موجودہ حمل“ کس لڑکے کے متعلق تھا، سو سنئیے:-

مرزا صاحب ایک اور اشتہار میں مانتے ہیں کہ الہام ”مدت ایک حمل“ مصلح موعود کے متعلق تھا۔ مگر مدت ایک حمل کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ ارضائی

سال یا نو سال چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے :-

” مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا ایک ذوالوجہ فقرہ ہے جس کی ٹھیک ٹھیک وہی تشریح ہے جو میر عباس علی لدھیانوی نے کی ہے، یعنی ۹ برس یا اڑھائی برس ” (اشتہار محکم اخبار دانشدار مندرجہ آخر کتاب سرمہ چشم آریہ)۔

ہمارے ناظرین حیران ہوں گے کہ مرزا صاحب کیسے مسیح موعود اور صادق القول تھے کہ کبھی تو الہام ” مدت ایک حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا ” کو مصلح موعود کے متعلق مخصوص نہ کرتے ہوئے عام پیرایہ میں لکھتے ہیں کہ ” غالباً ایک برس ” ابھی ہونے والا ” پھر اس پر مزید چالاکی یہ کہ ” مدت ایک حمل ” کے الفاظ سے بھی روگردانی کر کے وسعت پیدا کرنے کو لکھ گئے کہ ” یا بالضرور اس کے قریب حمل میں ” مگر آگے چل کر صاف تسلیم کر گئے کہ مدت ایک حمل سے مراد موجودہ حمل حقیقی اور اس کے بعد اس سے بھی صاف الفاظ میں مان گئے کہ ” الہام مصلح موعود ہی کے متعلق ہے کسی عام لڑکے کے متعلق نہیں مگر اس جگہ بخلاف سابق ، مدت ایک حمل سے مراد اڑھائی سال یا نو سال لکھ دی ہے ۔

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے

اور زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

حاصل تحریرات بالا کا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے موجودہ حمل سے

لڑکے کی پیدائش نہ صرف اپنے اجتہاد سے بلکہ الہام سے بنائی تھی جو صحت غلط ثابت ہوئی کہ اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی ، ملاحظہ اشتہار رگست

شہید

مرزائی مناظرین کا ایک مغالطہ [ عام بحث و مناظروں میں مرزائی کہا کرتے ]

ہیں کہ وہ مصلح موعود میاں محمود احمد ہیں :

**جواب** [میاں محمود احمد مصلح موعود نہیں ہے۔ اس کا ثبوت تو یہ ہے کہ خود مرزا صاحب نے باوجودیکہ محمود احمد موعود تھا۔ اُس کی پیدائش (جو ۱۸۸۹ء میں ہوئی ہے ملاحظہ ہوا) اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۳۸ کے دس سال بعد ۱۸۹۹ء میں پیدا ہونے والے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود قرار دیا جیسا کہ تریاق القلوب ص ۲۳ طبع اول میں لکھا ہے کہ :-

”میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت، پیش گوئی، اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی گئی تھی سو نہ انے میری تصدیق کے لئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کے لئے اس پستہارم کی پیشگوئی کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں پورا کر دیا۔“

عبارت نہ اشاہد ہے کہ میاں محمود احمد اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے موعود کا مصداق نہیں ہے۔ **ذَهْنًا صَرَادُنَا فَلَمَّا اَلْحَمْدُ**

میاں محمود احمد کے مصلح موعود نہ ہونے پر اور بہت سے دلائل ہیں مگر بخوف طوالت مضمون ہم اسی پر بس کرتے ہیں۔

صاف دل کو کثرتِ اقوال کی حاجت نہیں  
اک سطر کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کرگار

اب ایک بات باقی ہے کہ مبارک احمد جسے مرزا صاحب نے مصلح موعود ٹھہرایا تھا اس کا کیا حشر ہوا۔ سو جواباً عرض ہے کہ وہ بیچارہ ۹ سال سے بھی کم عمر پا کر اسی ملک عدم ہوا اور مرزا صاحب اس کے غم میں سینہ کوئی کرتے رہ گئے (اشتہار تبصرہ ۷ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۲۴) ۱۲۷

## دوسری غلط پیشگوئی

اشتہار ۲۰ - فروری ۱۸۸۶ء کے حاشیہ پر ایک پیشگوئی مرزا صاحب نے یہ کی تھی :-

”خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خواتین مبارک سے جن میں تو بعض کو اس اشتہار کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔“

ایسا ہی اشتہار محکم اخبار اشرا میں لکھا ہے :-

”اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اُس نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ بعض پابریکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔“

بمخلاف اس کے ۱۸۸۶ء کے بعد مرزا صاحب کے نکاح میں خواتین ”چھوڑ کر ایک خاتون بھی نہ آئی“

”بعض خواتین“ سے مراد محمدی بیگم ہے اور وہ نکاح مشروط تھا۔ جب ان لوگوں نے توبہ اور حور کے خطوط وغیرہ لکھے تو نکاح ٹل گیا۔

الجواب [اس اشتہار میں بلکہ مرزا صاحب کی تمام تحریرات میں سے کسی ایک کے انبویہ مطلب نہیں لکھا۔ یہ مرزائی حضرات کا دھوکہ

ہو فریب ہے۔ صاحبان علم و عقل خود فیصلہ کر لیں کہ یہ پیشگوئی ۱۸۸۶ء کی ہے جس وقت مرزا صاحب کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ کہ میں کبھی محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی کروں گا۔ محمدی بیگم والی پیش گوئی اس کے قریباً دو سال بعد کی گئی تھی۔ یعنی ۱۸۸۸ء میں پس اس کو محمدی بیگم والی پیشگوئی

سے جوڑنا محض جہالت ہے :

## تیسری غلط پیشگوئی منکوحہ آسمانی

مرزا صاحب کے رشتہ داروں میں ایک صاحب مسی احمد بیگ ہوشیار پوری تھے۔ انہیں ایک دفعہ ایک ضروری کام کے لئے مرزا صاحب کی خدمت میں مستدعی ہونا پڑا۔ چونکہ وہ کام احسان و ایثار اور قربانی پر مبنی تھا جو مرزا صاحب کے ہاں مفقود تھی۔ اس لئے مرزا صاحب نے اس وقت تو یہ کہہ کر ہماری عادت بغیر استخارہ اور ملا استمراج الہی کوئی کام کرنے کی نہیں ہے انہیں ہاں دیا کچھ دن بعد بذریعہ خط اس سلوک و مردت کی قیمت یا معاوضہ اس کی دختر کلاں کا رشتہ اپنے لئے مانگا۔

اے! اگر مرزا صاحب کو مکالمہ و مخاطبہ الہی تو درکنار شریف انسانوں کی غیور طبائع کا ہی احساس ہوتا تو وہ کبھی اور کسی حالت میں اس شرافت پاش تہذیب شکن مطالبہ کا زبان پر لانا تو بڑی بات ہے دل میں خیال تک بھی نہ لائے۔

کوئی شریف و غیرت مند انسان اس طرح کے کاروباری طریق اور تجارتی اصول کے طور پر اپنی لخت جگر کی توہین و نفسیہک برداشت نہیں کر سکتا خواہ اس کی گردن ہی کیوں نہ اڑادی جائے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ان کے دل میں جو رہی سہی عزت مرزا تھی وہ بھی کافور ہو گئی اور انہوں نے نہ صرف بشد و مناس رشتہ سے انکار کیا بلکہ اپنی غیرت و شرافت اور مرزا صاحب کی سود عقل و قابل نفرت تہذیب کا اظہار کرنے کو مرزا صاحب کا وہ خط مخالفین مرزا کے اخباروں میں شائع کر دیا اور خدا کی قسم اگر وہ ایسا نہ کرتے

وہ یہ رشتہ منظور کر لیتے تو ہر شریف و مہذب انسان قیامت تک کے لئے نبیوں کی دلیل و حقیر جاننے پر مجبور رہتا۔ آدم بر سر مطلب۔ مرزا صاحب نے جو خط انہیں لکھا، وہ چونکہ پیشگوئی پر مبنی تھا اس لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:-

خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ گھر پہنچا دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نعمتیں آپ کی دور کردے گا اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں کہ جن کو آزمائش کے بعد میرا صدق یا کذب معلوم ہو سکتا ہے۔  
المخلص مکتوب مرزا مندرجہ اخبار نور افشاں - ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء  
منقول از آئینہ کمالات مصنفہ مرزا صاحب ۲۴۹

اس خلاف تہذیب مطالبہ اور دھمکی آمیز خط کا جو اثر ہوا وہ ہم تک پہنچے ہیں کہ بجائے اس کے کہ احمد بیگ وغیرہ اس سے ڈرتے، انہوں نے اسے مشہور کر دیا۔ حالانکہ مرزا صاحب کی خواہش تھی کہ اسے مخفی رکھا جائے۔

وہ کی اس کاروائی سے مرزا صاحب کو اور بھی غصہ آیا اور آپ نے کھلے بندوں اختیار دیا:-

اخبار نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں جو خط اس راقم کا چھاپا گیا ہے وہ ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت سے قومی رشتہ دار مکتوب الیہ کے نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف رکھتے تھے (یہ محض

افترا ہے البتہ وہ لوگ جو مرزا صاحب کے دعاوی کے ضرور منکر تھے۔ (ناقل) یہ لوگ مجھ کو میرے دعویٰ الہام میں مکار اور دروغ گو جانتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔ کئی دفعہ ان کے لئے دعا کی گئی۔ دعا قبول ہو کر خدا نے یہ تقریب پیدا کی کہ والد اس دختر کا ایک ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتی ہو، اقرب تھا کہ (سم اس) کی درخواست پر، دستخط کر دیتے۔ لیکن خیال آیا کہ استشہد کر لینا چاہیئے سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا پھر استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا نشان آسمانی کی درخواست کا وقت آپہنچا، اس قادر حکیم نے مجھ سے فرمایا کہ اس کی دختر کلاں کے لئے سلسلہ جنباتی کر دو اور ان کو گہرے دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔ کَذَّبُوا بِالْبَيِّنَاتِ كَذَّبُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ فَيَكْفُرُ بِكَ اللَّهُ وَيُرَدُّ هَآئِلُكَ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ إِنَّ رَبَّكَ فَخَالٍ لِمَا يُرِيدُ۔

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان کے تدارک کے لئے جو اس

کام کو روک رہے ہیں تمہارا مدگار ہوگا، اور انجام کار اس لڑکی کو  
تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے  
تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے، بد خیال  
لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری  
پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں، (اشتہار  
مرزا مورخہ دس جولائی ۱۸۸۸ء میں منقول از آئینہ کمالات  
مصنف مرزا صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۸ ملخصاً)

اس اشتہار میں جو کچھ ہے محتاج تشریح نہیں، صاف صاف اعلان  
ہے کہ اگر دوسری جگہ نکاح کیا گیا تو اس عورت کا خاوند اڑھائی سال میں  
اور اس کا والدین سال میں فوت ہوگا یہ خدا کا مقرر کیا ہوا فیصلہ اور اٹل وعدہ  
ہے جسے کوئی بھی ٹال نہیں سکتا جو شخص اس میں رکاوٹ ہوگا وہ بھی ساقط  
ہی پس جائے گا۔ آخر کار مرزا سے نکاح ہوگا یہ دلیل ہے خدا کے قادر فعال  
تائید اور مرزا صاحب کے ملہم خدا ہونے کی وغیرہ۔

اس کی مزید تائید الفاظ ذیل میں یوں کی گئی ہے:-  
مخلقات تعالیٰ ہمارے کنبے اور قوم میں سے تمام لوگوں پر جو اس  
پیشگوئی کے مزاعم ہونا چاہیں گے اپنے قہری نشان نازل کرے  
گا اور ان سے لڑے گا اور ان کو انواع و اقسام کے غذا بلوں  
میں مبتلا کرے گا، ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو اس  
حقیت سے خالی رہے۔ ایک عرصہ سے یہ لوگ مجھے میرے  
ہمانی دعاوی میں مٹکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں پس خدا تم  
نفسائیں کی بھلائی کے لئے انہی کی درخواست سے الہامی  
چٹوٹی کو ظاہر فرمایا۔ تادہ سمجھیں کہ وہ (خدا) درحقیقت موجود  
ہے بدوثر جس کی درخواست کی گئی محض بطور نشان کے ہے



نا خدا تعالیٰ اس کذبہ کے منکرین کو عجوبہ قدرت دکھا دے۔  
 (اشتبہار ۱۵ جولائی ۱۸۸۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۱۴)  
 اس تحریر میں بھی مثل سابق پیشگوئی کی عظمت و شوکت کا اظہار  
 ہے اور اس کو خدا کے موجود، مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے کی ایک  
 زبردست دلیل اور عجوبہ قدرت قرار دیا گیا ہے۔

اور نئے مرزا صاحب رسالہ شہادۃ القرآن ص ۱۰ پر رقم ہیں:-  
 بعض عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان  
 میں ہیں جیسا کہ عبداللہ آتھم امرتسری کی نسبت پیش گوئی  
 اور پندت یکھرام کی پیشگوئی، پھر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری  
 کے داماد کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد آج کی تاریخ  
 سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء رہے قریباً گیارہ مہینے باقی  
 رہ گئے ہیں، یہ تمام امور جو فسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر  
 ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں پیش  
 گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں  
 ہوں بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی  
 طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے  
 یہ تینوں پیشگوئیاں پنجاب کی تین بڑی قوموں پر حاوی ہیں  
 اور ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی  
 ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزایہ میں:-

- (۱) مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تین سال کی میعاد کے اندر
- فوت ہو (۲) داماد اس کا اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔
- (۳) احمد بیگ تاروز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) وہ
- دختر بھی تانکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے وقت

ہو جو یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو  
۱۰۔ پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے (مخصوصاً بلفظہ)

یہ عبارت بھی اپنا مدعا بتانے میں بالکل واضح احمدیگ کا تین سال  
تک اس کے داماد کا اڑھائی سال میں فوت ہونا اور محمدی بیگم کا مرزا حسن  
کے عقد میں آنا عظیم الشان پیشگوئی قرار دیا ہے :

فہرست در باتیں اس میں ایسی کہیں ہیں جو صریح جموٹ اور افترا ہے، اول  
یہ کہ اصل پیشگوئی میں پہلا نمبر احمدیگ کے داماد کی موت مذکور تھا اور اس کا  
موت بھی اڑھائی سال بتائی تھی اور دوسرا نمبر خود احمدیگ کی موت اور میعاد  
تیس سال بھی تھی۔ یہ ترتیب تحریر اور فرق مبہم اور مظہر ہے کہ پہلے وہ مرے  
کا جس کی میعاد اڑھائی سال ہے۔ اور پیش گوئی میں پہلے نمبر پر اس کا  
ذکر ہے اور بعد میں وہ مرے کا جو دوسرے نمبر پر مذکور ہے، اور اس کی  
میعاد تین سال ہے۔ بخلاف اس کے چونکہ اس تحریر کے وقت مرزا  
احمدیگ بقضا الہی اپنی مقررہ عمر پوری کر کے فوت ہو چکا تھا، حالانکہ  
اسے اپنے داماد کے بعد مرنا تھا، اس لئے مرزا صاحب نے اس تحریر  
میں یہ چالاکی کی کہ احمدیگ کی موت پہلے ذکر کی اور اس کے داماد کا ذکر  
دوسرے نمبر پر کیا :

دوسری چالاکی اس تحریر میں یہ کہ اسے کہ اصل پیشگوئی کی رو سے یہ  
ضروری نہیں تھا کہ پہلے وہ عورت دوسری جگہ بیان ہو جائے پھر بیوہ ہو کر مرزا  
کے نکاح میں آئے بلکہ دونوں صورتیں ملحوظ تھیں یعنی پیشگوئی یہ تھی کہ "وہ  
عورت باکرہ یا بیوہ ہو کر میرے نکاح میں ضرور آئے گی" مگر اس تحریر کے  
وقت اس عورت کا دوسری جگہ نکاح ہو چکا تھا۔ اس لئے مرزا صاحب  
نے پیش گوئی کے ایک حصہ "باکرہ" کو تو بالکل ہی ہضم کر لیا اور صرف  
"بیوہ" والا حصہ ظاہر کرنے کو لکھا کہ ہم ساری پیش گوئی یہ تھی کہ :-

”وہ دختر بھی تانکاح اور تائام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو“

ناظرین کرام! یہ ہیں مرزا صاحب ”صادق نبی اللہ“ کی مقدس چالیں غور فرمائیے اگر پیش گوئی کی رو سے یہی ضروری تھا کہ وہ عورت پہلے دوسری جگہ بیاہی جائے گی اور بیوہ ہو کر مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی تو پھر مرزا صاحب نے کیوں خط پر خط بھیجے کہ ہمارے ساتھ نکاح کرو، دوسری جگہ نہ کرو، اگر کرو گے تو تم پر مصائب آئیں گے یہ ہوگا وہ ہوگا۔ یہاں تک کہ خود سلطان محمد کو خطوط لکھے کہ تم یہ نکاح منظور نہ کرو۔

حاصل یہ کہ مرزا صاحب کی یہ تحریر ان کی اصلیت کا اظہار کر رہی ہے کہ وہ کیا تھے، بہر حال مرزا صاحب کی ان تمام دھمکی آمیز پیشگوئیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ فریق ثانی نے محمدی بیگم کو مؤرخہ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی (ضلع لاہور) سے بیاہ دیا (آئینہ کمالات ص ۲۸) اور ہمارے مرزا صاحب بعد حسرت و یاس اپنا منہ لے کر رہ گئے۔ اس پر مزید ستم یہ کہ مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم بجائے اڑ معائی سال میں مرنے کے آج تک دندانِ پھر رہا ہے اور مرزا صاحب کبھی کے حسرت و مل دل میں لے کر گوشہٴ قبر میں جا لیٹے ہیں۔ مرزائی مناظر اس پیشگوئی پر مندرجہ ذیل غدر کیا کرتے ہیں:-

حضرت بیوں کا پہلا غدر [بتائی تھیں (۱) باکرہ ہونے کی (۲) بیوہ ہو کر باکرہ والی صورت کو الہام الہی یروڈھا لایٹ ادر گڈا بوا ربایتنا نے باطل کر دیا۔]

(۱۳۳۵ھ محمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ ۱۹۲۲ء)

**الجواب** - امرزا صاحب کا یہ دوزنگا الہام یعنی خواہ پہلے باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدایہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے (اشتہار ۲ مئی ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۹ تا ۱۱)۔ یہ الہام ہی امرزا صاحب کے کاذب ہونے پر شاہد ہے خدا کے کلام میں اس طرح کی جہالت نہیں ہو سکتی:

۲۔ آپ نے جو الہام "باکرہ" سے نکاح منسوخ ہو جانے کے بارے میں پیش کیا ہے یہ تو پیشگوئی کا ابتدائی الہام ہے جو اشتہار جولائی ۱۸۸۶ء میں مندرج ہے۔ کیا امرزا صاحب کے الہام کرنے والے نے یہ پیشگوئی کرتے ہوئے کہ اس عورت سے تیرا نکاح "باکرہ یا بیوہ" ہر دو صورتوں میں ہوگا ساتھ ہی "باکرہ" کی صورت کو منسوخ بھی کر دیا تھا۔ العجب!

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کی محیب کو خدا پر ایمان نہ ہونے کے ساتھ، امرزا صاحب سے بھی دشمنی ہے کہ وہ اس طرح ان سے ٹھٹھا کر رہا ہے:

لہذا ایک ہی اشتہار میں یہ الہامی سرنگی پائی جاتی ہے کہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ اس شخص کی دختر کلاں کے لئے سلسلہ جنبالی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا۔ (کہ اپنی لون کا بصورت باکرہ مجھ سے عقد کر دو) یہ نکاح تمہارے لئے موجب بکثرت ہوگا۔ اور دوسری طرف "باکرہ یا بیوہ" کی دوزنگی ہے اور تیسری طرف باکرہ وانی صورت ہی منسوخ کر دی گئی ہے تو اس کے بعد امرزا صاحب نے کیوں سر توڑ کوشش کی کہ کسی طرح دوسری جگہ نکاح نہ ہونے پائے۔ حد میسرے ساتھ ہی ہو جائے یہاں تک کہ اپنی بیوی کو دھمکی دی کہ لگے وہ تجھ پر جو اس لڑکی کے اٹھ اور (دوسری جگہ) نکاح کرنے کی کر رہے

میں اس کو موقوف نہ کر یا تو طلاق دے دوں گا۔ اور اسی غصہ میں دے دی۔ بلکہ اپنے لڑکے سلطان احمد کو عاق اور محروم الارث قرار دیا اور دوسرے لڑکے کے نام فرمان جاری کیا کہ اپنی بیوی جو احمد بیگ کی بھانجی ہے اس کو طلاق نہ دو گے تو تم بھی عاق متصور ہو گے وغیرہ (اشتہار ۲ مئی، ۱۸۹۱ء)۔

**مرزاٹیوں کا دوسرا عدسہ** [حضور (مرزا صاحب) انجام آتھم ص ۲۱۶] میں (فرماتے ہیں کہ اصل پیش گوئی نکاح کی نہیں بلکہ احمد بیگ و سلطان محمد کی موت کی تھی اور اس عورت کا نکاح میں آنا تو محض پیش گوئی کی عظمت بڑھانے کے لئے ہے۔ (ص ۲۳۳) احمدیہ پاکٹ بک)

**الجواب** [اگر اصل مقصود ان کی ہلاکت تھی تو پھر وہ اڑھائی سال کی بتائی ہوئی مینا میں کیوں نہ فوت ہوا؟ یہ عذر تو بھائے مفید ہونے کے نہیں اور بھی مقرر

ماسوا اس کے یہ بھی جموٹ ہے کہ اصل مقصود اور اصل پیشگوئی ان کی ہلاکت کی تھی۔ حالانکہ اصل پیش گوئی تو نکاح کی تھی۔ مرزا احمد بیگ سلطان محمد کی موت تو محض اس لئے اور اس شرط پر تھی کہ وہ اس نکاح میں مانع ہوں گے تو مینا کے اندر فوت ہو جائیں گے، ملاحظہ ہو اشتہار ۲ جولائی، ۱۸۹۱ء۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا صاحب پہلے تو بڑے زور شور کے ساتھ پیش گوئی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الہی کی بات کو ایک مانع دور کرنے کے بعد اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ لَا تَبْدِلُ كَلِمَاتِ اللَّهِ مِثْرًا رَبِّهِ ایسا قادر ہے کہ جو چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک دعویٰ

ہے کہ مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ بچہ نہ تم اس بات کو وقوع میں  
منے سے نہیں روک سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا نکاح پڑھا دیا  
میری باتوں کو کوئی نہیں بدلا سکتا۔" (ص ۱۱ فیصلہ آسمانی)

مگر بعد میں جب دوسرا شخص اسے بیاہ لے جاتا ہے، اور ان  
تماموں کو ذرا جبر و قہر نہیں دیتا۔ لطف یہ کہ مرزا صاحب اور ان کے  
ابا و نندہ کی بتائی ہوئی میعاد میں اس کی موت تو درکنار اسے سرور و  
نعمت نہیں ہوتا۔ تو مرزا صاحب تین چار سال بعد بقول مصنف احمدیہ  
پاکٹ بک پیٹرا بدل کر کہتے ہیں کہ اصل پیشگوئی نکاح کی نہیں تھی۔ اے  
کیا سچ ہے کہ:-

"انسان جب جیسا کو چھوڑ دیتا ہے تو چاہے بکے کون اسکو روکتا  
نہے۔" (ص ۱۱ اعجاز احمدی مصنف مرزا صاحب)

**مرزا بیوں کا تبسرا غدر** [جب احمدیگ میعاد مقررہ میں ہلاک ہو گیا  
تو سلطان محمد پر خوف طاری ہوا۔ اس نے  
حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے خطوط لکھے اور تضرع و اتہال سے جناب  
باری میں دعا کی۔ خدا تعالیٰ غفور و رحیم نے سلطان محمد کی زاری کو سنا  
غضب نہ لیا۔" (ملخص صفحہ ۳۲ و ۳۳ احمدیہ پاکٹ بک)

الجواب: ۱۔ احمدیگ کا سلطان محمد سے قبل مرزا پیشگوئی کی تکذیب  
ہے۔ جیسا کہ ہم اس پر مفصل لکھ چکے ہیں، سلطان محمد کے  
متعلق یہ کہنا کہ اس نے اپنے خسر کی موت ملاحظہ کر کے  
مرزا صاحب کی خدمت میں خطوط بھیجے اور خدا سے تضرع  
و اتہال کے ساتھ پناہ مانگی یہ اس قدر جھوٹ ہے کہ دنیا  
میں کوئی بدترین سے بدترین انسان بھی اس قدر جھوٹ نہیں  
بول سکتا۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اگر تم لوگ مرزا احمدیگ کی وفات

کے بعد اور سلطان محمد کی میعاد کی تاریخ کے اندر اندر اس کا کوئی خط مرزا صاحب کے نام بھیجا ہوا دکھادو تو ہم سے متنبہ مانگا انہیں اور وہ یاد رکھو کہ قیامت کے دن کذابوں اور دجالوں کے ساتھ تمہارا حشر ہوگا۔

۲۔ مرزا احمد بیگ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء فوت ہوا (ملاحظہ ہو آئینہ کمالات ص ۲۵۵) کہاجاتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد سلطان محمد نے خط بھیجے وغیرہ (بہت خوب) مگر سوال یہ ہے کہ کیا ان خطوط اور توبہ وغیرہ کے باعث اس سے عذاب موت جو میعاد کی اڑ معافی سالہ محفل گیا، مرزا جی کہتے ہیں کہ "نہیں" چنانچہ احمد بیگ کی وفات کے قریباً ایک سال بعد مرزا صاحب اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں سلطان محمد کی میعاد کی موت کو بجال رکھتے ہوئے راقم ہیں:-

"مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو مٹی ضلع لاہور کا باشندہ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۱۶ ستمبر ۱۸۹۲ء قریباً گیا وہ مرنے باقی رہ گئی ہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں، ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں الخ (ص ۸۷)

۱۔ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مرزا نے ایک خط پیش کیا کرتے ہیں کہ سلطان محمد لکھتا ہے کہ "میں مرزا صاحب کو نیک، بزرگ، خادم اسلام پہلے بھی اعداب بھی سمجھتا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ بغرض محال اگر یہ خط اس کا میں ہو اس سے اس کی توبہ وغیرہ ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ لہاف کہہ رہا ہے کہ میں جیسا پہلے مرزا کو جانتا تھا، ویسا ہی اب جانتا ہوں۔ کوئی تبدیلی نہیں ہے

اس عبارت نے معاملہ بالکل صاف کر دیا کہ اگر سلطان محمد نے کوئی  
 اخذ وغیرہ بھیجا اور تو بہ بھی کی ہے تو اس کا اس پیشگوئی پر کوئی اثر نہیں وہ یقیناً  
 اپنی میعاد میں مرے گا اور مرزا صاحب اس کی موت کو اپنے صدق و  
 کذب کا نشان قرار دے رہے ہیں قلہ الحمد  
 اور بات بھی سچ ہے کہ پیشگوئی میں سلطان احمد کی تو بہ شرط نہ تھی  
 بلکہ یہ تھا کہ جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ اڑھائی سال میں  
 فوت ہو جائے گا۔ یعنی سلطان محمد کا قصور صرف نکاح تھا۔ جو اس نے کر  
 لیا۔ اسی کی تائید مرزا صاحب کی تحریر ذیل سے ہوتی ہے:-

”احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے خلیف کا  
 اشتہار دیکھ کر اس کی پروا نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے ان  
 سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھا یا گیا۔ کسی نے التفات نہ  
 کی سو یہی قصور تھا کہ پیشگوئی کو سن کر ناطہ کرنے پر راضی  
 ہوئے۔“ (اشتہار العالی چار ہزار حاشیہ ص ۳)

چوتھی غلط پیشگوئی ۶

(تصویر کا دوسرا رخ) حسب  
 محمدی بیگم اور موت سلطان محمد مرزا صاحب کی زندگی میں  
 جب مرزا صاحب کی میعاد والی پیشگوئی جھوٹی نکلی تو آپ نے  
 یہ خیال کیا کہ تو سلطان محمد مقررہ وقت میں نہیں مرا۔ مگر میری زندگی میں  
 ضرور مرے گا چنانچہ لکھا:-  
 مگر اس وعید کی میعاد میں تخلف (ٹل جانا) جائز ہے۔



قرآن اور تورات کی رو سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی موت تو یہ اور خوف سے ٹل سکتی ہے (ص ۲۹) حاشیہ انجام آتھم) میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبترم ہے، اس کی انتظار کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی۔ اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہو گئی (میعاد میں نہ مرنے پر اعتراض کا جواب ہے کہ) اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے۔ وقتوں میں تو کبھی استعارات کا دخل ہو جاتا ہے۔ بائبل کی بعض پیشادہیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم (میری زندگی میں مرنے) میں شک نہ کیا جائے۔ وعید کی پیشگوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بد ذاتی نہیں تو کیا ہے (مطلب یہ کہ سلطان محمد کے اندرون میں اد نہ مرنے پر اعتراض نہ کرو اگر ضرورتاً اس کی موت کے لئے کسی میعاد کے ہی خواہاں ہو تو فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہہ دو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ پیشگوئی میں تین شخصوں کی موت کی خبر

دی تھی۔ دونوں فوت ہو چکے صرف ایک (سلطان محمد) باقی  
 رہے اس کا انتظار کرو۔ ضرور ہے کہ یہ وعید کی (میعاد می)  
 موت اس سے تھی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ  
 اس کو بے باق کر دیوے سو اگر جلد ہی کرنا ہے تو اٹھو اس  
 نو مذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت  
 کا قماشہ دیکھو اس پیشگوئی میں عربی الہام کے الفاظ یہ ہیں  
 كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ذَاكُو اِيْمَانٍ تَنْهَوْنَهُمْ عَنْ اِيْتَانِ الْاَيَاتِ  
 فَتَكْفُرُ بِهَا وَيَكْفُرُ بِهَا الْاَيَاتُ فَتَكْفُرُ بِهَا الْاَيَاتُ  
 وَتَكْفُرُ بِهَا الْاَيَاتُ (یعنی انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور  
 وہ ٹھٹھا کر رہے ہیں سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے  
 لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہو گا اور  
 انجام کار اس لڑکی کو تیری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو  
 خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے  
 وہی ہو جاتا ہے) ماسیہ انجام آتھم صفحہ ۲۹ تا ۳۲۔

انجام آتھم کی اس عبارت میں وہی عذر کیا ہے کہ سلطان محمد ارحم  
 علیہ السلام میں اس لئے نہیں مرا کہ وہ مخالف ہو گیا تھا۔ وعید کی پیشگوئیوں  
 میں تبدل جانا جائز ہے۔ ایسی میعادیں استعارہ کے رنگ میں ہوتی  
 ہیں وغیرہ مگر ضرور کسی میعاد کے اندر اس کی موت چاہتے ہو تو اٹھو اس سے  
 حکم رب کا اشتہار دلاؤ پھر جو میعاد مقرر کرے اس سے اس کی موت تجاوز  
 کر کے غور میں جھوٹا ہوں۔

جمہیران میں کہ اس طعنائی کا کیا جواب دیں کیا اس سے پہلے کئی  
 یہ خد تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر جو میعاد بتائی تھی اس کے مطابق وہ مر گیا  
 نہیں۔ باقی رہا تو بہ کا عذر سو اس کا مفصل جواب ہم دے چکے ہیں کہ

محض غلط اندر ہے پس جبکہ مرزا صاحب کی کپیبل میعاد می پیش گوئی صریح غلط نکلی ہے تو اس کے بعد لوگوں کو کسی دوسری میعاد مقرر کرانے کے لئے اشتہار دلانے کی کیا ضرورت تھی جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے مرزا صاحب کو اچھی طرح ذلیل کر چکا ہے۔ غرض یہ سب مفاطلہ دینے اور شرمندگی اتارنے کی چالیں ہیں بہر حال اس عبادت میں آئندہ کے لئے سلطان محمد کی موت کو اپنی زندگی کے اندر اندر قطعی و یقینی تقدیر مہرم اہل قرار دیا ہے۔

ناظرین یہ قول مرزا صاحب کا مرزائی مشن کے قلع قمع کرنے کو ایک زبردست حربہ ہے۔ کیونکہ اس کے بعد مرزا صاحب اپنے بہادر اور زبردست کامیاب رقیب سلطان محمد کے سامنے اس نامراد می کی حالت میں مر گئے۔ اور محمدی بیگم آج تک سلطان محمد ہی کے عقیدہ میں ہے۔

**اعتراض** ۱۔ سلطان محمد کی موت تکذیب کے اشتہار پر مبنی تھی۔ جو اس نے نہیں دیا اس لئے بچ رہا۔

**جواب** ۱۔ تکذیب کا اشتہار کسی میعاد کے مقررہ کرانے کے لئے تھا جیسا کہ انجام انجم کی تحریر بالا اس پر شاہد ہے اور ہمارا اعتراض اس وقت کسی میعاد کے اندر نہ مرنے پر نہیں۔ بلکہ اس پر ہے کہ مرزا صاحب نے جو سلطان محمد کی موت اپنی زندگی میں تقدیر مہرم بتائی تھی جس کے نہ ہونے پر غنا کہ اگر میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس تمہارا یہ عذر قطعاً لغو ہے، اس تقدیر مہرم والی موت میں کوئی شرط نہ تھی۔ بار بار مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

(۱) اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے۔

(۲) جو بات خدا کی طرف سے ٹھیک چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں

سکتا

۴) اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جائے۔

۵) صرف ایک باقی ہے اس کی موت کا انتظار کرو۔

۶) خدا تعالیٰ انجام کار اس لڑکی کو میری طرف واپس لائے گا کوئی

نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے وغیرہ وغیرہ۔

انجامِ آئتم کی یہ سب عبارتیں مرزا یثیوں کے عند کو لغو اور یہودہ

ثابت کر رہی ہیں۔

مرزا صاحب نے سلطان محمد کی موت کو تقدیرِ مبرم

**دوسرا جواب**

قرار دیا ہے اور تقدیرِ مبرم میں کوئی شرط نہیں ہوتی

جیسا کہ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے :-

مگر بظاہر کوئی وعید کی پیشگوئی شرط سے خالی ہو مگر اس کے

ساتھ پوشیدہ طور پر شرط ہوتی ہے بجز ایسے ایام کے جس

میں یہ ظاہر کیا جائے کہ اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں پس

ایسی صورت میں وہ قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے اور تقدیرِ مبرم

قرار پا جاتا ہے یہ نکتہ سورۃ فاتحہ میں مخفی رکھا گیا ہے

حاشیہ، حجامِ آئتم

یہ عبارت صاف ظاہر کرتی ہے کہ تقدیرِ مبرم بلا شرط ہوتی ہے۔

حد سنو! مگر سلطان محمد کی موت استہوار تکذیب پر مبنی ہوتی تو

انجامِ آئتم کی اس تحریر کے بعد ساری عمر میں اسے کیوں نہ پیش کیا۔ بار

بہی گئے، یہ نہ مجھ خدا نے :-

(۱) کہ ہے ۛ رَحْمَتُ اللّٰهِ بَرَّكَاتٌ مُّتَكَثِرَةٌ ۚ خُذْ تَحْفَظُ

بِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْمُنَظَّرُ ۚ إِلَىٰ ذٰلِكَ ۚ يٰۤاٰمَنُ



(۴) (مضمیمہ انجام)  
 "فَسْ مِشْکُوْنِیْ" یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں  
 آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ  
 اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ کَلَّا  
 تَبْدِیْلُ یُحْیِیْتُ الدِّیْنَ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی  
 جس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔ (اشتہار  
 مرزا ۶ - اکتوبر ۱۹۸۷ء)

مرزائی اعتراض [تقدیر مبرم بھی بدل جاتی ہے اور اس میں بھی  
 شرط ہو سکتی ہے]

الجواب [ہم اس وقت مرزا صاحب کے الہامات پر گفتگو کر رہے  
 ہیں پس اس بارے میں مرزا صاحب کا تقدیر مبرم کے  
 متعلق جو مذہب ہو گا اسی پر فیصلہ ہو گا۔ اور ہم اوپر یہ تحریرات مرزا  
 صاحب کر چکے ہیں کہ ان کے نزدیک تقدیر مبرم بلا شرط ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ  
 محقق کے نکاح والی تقدیر مبرم ایسی ہے جو بقول مرزا کسی طرح  
 ٹل سکتی۔ اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ  
 مرزا صاحب نے اس مِشْکُوْنِیْ کو اپنے صادق یا کاذب ہونے کی دلیل  
 قرار دیا تھا اور لکھا تھا کہ اگر یہ پوری نہ ہو تو میں ہر ایک سے بدتر  
 چھوڑ دوں گا۔ اور یہ مِشْکُوْنِیْ پوری نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم مرزا صاحب  
 کے متعلق وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو انہوں نے خود سکھایا ہے۔

# ضمیمہ متعلقہ محمدی بیگم

ہجرت: اس مضمون پر کافی بحث ہو چکی ہے مزید ملاحظہ ہو۔  
 اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں صاف بتایا گیا ہے  
 [اعتراض] کہ ایک توبہ نہ کرے گا تو مرجائے گا اور دوسرا توبہ  
 کرے گا اور وہ بچ جائے گا۔ اس کے چھ ماہ بعد احمد بیگ والد  
 محمدی بیگ مرگیا اور سلطان محمد شوہر محمدی بیگم ڈر گیا تو اس لئے وہ بچ گیا  
 [الجواب] یہ تمام قصہ محض جھوٹ اور مغالطہ ہے کیونکہ اول تو  
 مرزا صاحب کی تصریح کے بموجب مرزا احمد بیگ  
 کو سلطان محمد کی زندگی میں مرزا نہیں چاہیئے تھا کیونکہ مرزا صاحب نے صاف  
 طور پر لکھ دیا تھا کہ احمد بیگ کی موت آخری مصیبت ہوگی۔ چنانچہ آئینہ  
 کمالات ص ۳۷ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

فادحی اللہ الی ان اخطب المصیبۃ الکبیرۃ لنفسک  
 یعنی خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ احمد بیگ سے اس کی بڑی  
 لڑکی کا رشتہ اپنے لئے طلب کر۔ اس کے بعد فرماتے  
 ہیں ان لو تعقیل فاعلم اللہ قد اخبرنی ان اتکمھا  
 رجلا اخر لا یبارک لہا ولا لک فان لو تزوجہا  
 فصبیب علیک مصائب و اخر المصائب موتک  
 ص ۵۷ یعنی مجھے خدا نے یہ فرمایا کہ احمد بیگ سے یہ بھی کہہ  
 دے کہ اگر تو نے میرے اس سوال رشتہ کو قبول نہ کیا تو جان  
 لے کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ اس لڑکی سے دوسرے شخص  
 کا نکاح نہ پاس دلی کے لئے بھی ہو سکتا ہے لہذا میرے لئے بھی موجب

برکت نہ ہو گا پس اگر تو اس ڈانٹ سے نہ ڈرا تو تجھ پر کئی  
ایک مصیبتیں برسیں گی اور سب سے آخری  
مصیبت تیری موت ہوگی۔“

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان محمد اور محمدی بیگم کے نکاح  
کے متعلق سلسلہ مصائب کی آخری کڑی محمدی بیگم کے باپ احمد بیگ کی  
موت ہے علاوہ اس تصریح کے ایک زبردست قیودہ بھی اس کی تائید  
میں ہے کہ مرزا صاحب احمد بیگ کی موت کی غایت تین سال مقرر  
کرتے ہیں اب ظاہر ہے کہ ڈھائی سال تین سال سے پہلے گذرتے ہیں  
پس مرزا احمد بیگ کی موت اس کے داماد کی موت کے بعد ہونی چاہیے  
تھی جو اس طرح نہیں ہوئی۔ اس پیش گوئی کی یہ خبر بھی جھوٹی نکلی۔  
باقی رہا سلطان محمد کا ڈرنا اور تو بہ کرنا محض مصنوعی بات ہے نہ وہ  
ڈرنا اس نے تو بہ کی۔ آخر اس کا قصور کیا تھا جس سے وہ تو بہ کرتا مرزا  
صاحب خود فرماتے ہیں:-

۱۰۔ احمد بیگ کے داماد کا قصور یہ تھا کہ اس نے تخویف کا  
اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ پیشگوئی کو سن کر پھر  
نکاح کرنے پر راضی ہوئے۔ (اشتہار انعامی چار  
ہزار حاشیہ ص ۷۷)

معلوم ہوا کہ سلطان محمد کا قصور محمدی بیگم سے نکاح کرنا تھا  
اب فوجی بات یہ ہے کہ کیا اس نے تو بہ کی۔ اب تو بہ کے متعلق  
مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ تو بہ کسے کہتے ہیں۔ مرزا صاحب رقمطراز  
ہیں:-

”مخوف و گھبراہٹ تو سچا مسلمان ہو جائے اور اگر ایک  
جرم کا مرتکب ہے تو سچا مجھ اس جرم سے دست بردار



ہو جائے " ص ۷۱ اشتہار مرزا ۶ - اکتوبر ۱۹۲۷ء

یہ تعریف تو بہ کی بالکل صحیح و درست ہے جس کی مدد سے سلطان محمد کی تو بہ ہونی چاہیے تھی کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر اس جرم سے دست بردار ہو جاتا۔ بخلاف اس کے اس نے جو کچھ کیا وہ محتاج تشریح نہیں تو وہ اس عورت پر قابض و متصرف ہے نہ وہ نکاح سے پہلے ڈرا (جو مرزا صاحب کی تحریر مذکورہ بالا سے ثابت ہے) اور نہ نکاح کے بعد کیونکہ یوم نکاح ۱۸۹۲ء سے آج تک چالیس سال سے زائد عرصے سے وہ اس عورت پر قابض ہے اور خدا نے اسے اس محمدی بلیم کے بطن سے مرزا صاحب کی تحریر کے خلاف ایک درجن کے قریب اولاد بھی بخشی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ اس سے دوسرے شخص کا نکاح کرنا اس لڑکی کے لئے بابرکت نہ ہو گا۔ پس پیشگوئی کی یہ جزو بھی جھوٹی نکلی۔ نیز مرزا سلطان محمد مرزا غلام احمد صاحب کے الہام "بستر عیش" کو غلط ثابت کر رہا ہے۔ احمدی دوست یہی بانگتے جا رہے ہیں کہ مرزا سلطان محمد تائب ہو گیا اس لئے وہ بچ گیا۔ آخر اس کا کیا گناہ تھا اور اس کی تو بہ کیا چاہیے تھی؟ کیا اس نے اس گناہ سے تو بہ کی؟ اس کا یہی تصور تھا کہ وہ مرزا صاحب کے "بستر عیش" کی خواہش و تمنا کے پورا ہونے میں حائل تھا؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ مریم میرے نکاح میں آوے گی، اعتراض جو نہ آئی۔

الجواب [یہ روایت بالکل غیر مستند ہے (اگر سچے ہو تو سند بیان کرو) بغرض محال اگر صحیح بھی ہو تو یہ ایک کشفی معاملہ ہے۔ جناب مریم صدیقہ آنحضرت کے سینکڑوں برس پیشتر فوت ہو چکی تھیں۔ پس اس نکاح کے کشفی اور متعلقہ عالم آخرت ہونے پر یہی کافی دلیل ہے نیز مرزا صاحب خود درمطراز ہیں:-

»بعض آثار میں آیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ والدہ مسیح علیہ السلام عالم آخرت میں زوجہ مطہرہ آنحضرت صلعم کی ہوگی۔« (حاشیہ ص ۲۰۷ سرمد چشم آریہ)

پس جبکہ خود اس روایت میں اس نکاح کو متعلقہ عالم آخرت قرار دیا گیا ہے تو تمہارا اس کو محمدی بیگم کے نکاح کی نظیر بنانا صریح خلاف دیانت ہے :

اعترض [ یہ پیش گوئی مشروط تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے ایتھنا المودت تووئی تووئی ]

الجواب [ اول تو یہ الہام حسب تحریر مرزا صاحب محمدی بیگم کی نانی کے متعلق ہے اور ثانی تووئی صبیغہ مؤنث کا بھی گواہی دے رہا ہے کہ یہ کسی عورت کے متعلق ہے اور سلطان محمد شوہر محمدی بیگم مرد ہے نہ کہ عورت۔ دیگر یہ کہ محمدی بیگم کی نانی کی تو بہ بھی یہی ہونی چاہیے یعنی کہ وہ اپنی نواسی مرزا جی کو دینے کی سفارشیں کرتیں جیسا کہ مرزا جی کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ باکرہ ہونے کی صورت میں بھی آسکتی ہے اور مرزا صاحب نے اپنی چھوٹی بہو عزت بی بی سے جو خط اس کے باپ مرزا علی شیر بیگ کو لکھوائے اور خود بھی لکھے ان سے ظاہر ہے کہ مرزا جی محمدی بیگم کے کنواری ہونے کی حالت میں بھی نکاح کی کوشش کرتے رہے پس محمدی بیگم کی نانی نے باوجود اس دھمکی کے کوئی مجرم نہ بن۔ اور اپنی نواسی مرزا جی کی خواہش کے خلاف صحت محمدیہ بیاہ دی۔ اور اس کی نواسی محمدی بیگم پر کوئی بھی

اعترض [ تقدیر مبرم مل سکتی ہے نیز احادیث سے ثابت ہے کہ ]

**الجواب** [یہ سب مغالطے ہیں اگر ہر تقدیر مبرم اور غیر مبرم دعا اور صدقات سے ٹل سکتی ہے تو مبرم غیر مبرم میں تمیز نہ رہی۔ اور تقسیم ہیکار ہوئی ان احادیث کا صحیح مفہوم جو سب احادیث کو اور نفس مسئلہ کو ملحوظ رکھ کر یہی ہے کہ دعا اور صدقات سے وہی امور ملتے ہیں جو ان سے متعلق ہوں اور یہ سب کچھ خدا کے علم میں پہلے ہی سے ہوتا ہے (حواشی حصن حصین و نوادی شرح مسلم) مگر مرزا جی کے نزدیک تقدیر مبرم اٹل ہے اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہو جاتا ہے نیز اگر بقول مرزائی صاحبان احمد بیگ کے داماد کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح کی ہر دو تقدیریں ٹل گئیں اب نتیجہ صاف ہے کہ یہ پیش گوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں کیونکہ مرزا صاحب کے قول کے بموجب خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں اور جب ٹل گئیں تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تھیں۔  
وہذا المراد:

ملاحظہ ہو مرزا صاحب کا ارشاد کہ تقدیر مبرم نہ ٹلنے کی بابت:-  
”یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح نہیں ٹل سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لَا تَبْدِلُ تَحْکِیْمَاتِیْ اِنَّہِ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے اور اسی طرح کرے گا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر نہیں ٹلے گی اور میرے آگے کوئی ان ہونی نہیں۔ اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس حکم کے نفاذ کے مانع ہوں (اشتہار مؤرخہ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء ص ۴۷)

اعتراض۔ حضرت یونس علیہ السلام نے آسمان سے خبر پا کر کہا تھا کہ

چوبیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا۔  
 آیہ کسی آیت وحدیث صحیح میں وارد نہیں ہوا۔ یہ سراسر بہتان  
**الجواب** آجے یہ سب کچھ کذب و افتراء ہے۔  
 سلطان محمد نے آج تک ایک فقرہ بھی مرزا صاحب کے حق  
**اعتراض** میں تکذیب کے طور پر نہیں لکھا۔

**الجواب** ناقصین! ہم آپ کی خدمت میں مرزا سلطان محمد کے دو خط  
 پیش کرتے ہیں جو مرزائی صاحبان کی تکذیب کے لئے کافی  
 ہیں۔ ثابت ہو جائیگا کہ وہ اس پیشگوئی سے ہرگز نہیں ڈرا۔ وہ ایک  
 فوجی موزم تھا جنہیں ہمیشہ تلواروں کی چھاؤں اور گولیوں کی بارش کا خیال  
 بندھا ہوتا ہے۔ جب جنگ کے میدانوں میں سینہ سپر ہونے سے یہ لوگ  
 نہیں ڈرتے تو ایک عورت کے نکاح کی خدمت میں مرزا صاحب کی اس  
 پیش گوئی سے اسے کیا خوف ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے

## خط نمبر اول ۶

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیشگوئی  
 فرمائی تھی۔ میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیشگوئی  
 کے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا  
 ۲۔ مارچ ۱۹۲۳ء دستخط مرزا سلطان محمد

شہید بننے کا اعلان کیا تھا کہ مرزائی صاحبان اگر اس جھوٹی کو غیر  
 گنجیمت کر دیں تو وہ بھی سو دہائیوں کو انعام دیں گے جو مولوی ثناء اللہ  
 صاحب نے جو صدیق میر قاسم علی مرزائی سے جتنا عقار مگر میرزا لہوں نے اس اعلان  
 محمدیہ سے مدد خواہش کی۔

## تصدیق و دستخط!

مولوی عبداللہ امام مسجد مبارک -  
 مولوی مولانا بخش خطیب جامع مسجد پٹی بقلم خود -  
 مولوی عبدالمجید ساکن پٹی بقلم خود -  
 مستری محمد حسین نقشہ نویس پٹی بقلم خود -  
 مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر -  
 (اخبار المحدث مؤرخہ ۳ - مارچ ۱۹۳۷ء و تحقیق لاتانی ص ۱۱۹)

## خط نمبر دوم

کرم جناب شاہ صاحب

السلام علیکم - میں تادم تحریر تندرست اور بفضل خدا زندہ ہوں۔ میں  
 خدا کے فضل سے ملازمت کے وقت بھی تندرست رہا ہوں میں اس وقت  
 بعدہ رسالہ داری پٹن پر ہوں۔ گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پانچ مربعہ  
 اراضی عطا ہوئی ہے میری جلدی زمین بھی قبضہ پٹی میں میرے حصہ میں قریباً  
 ۱۰۰ ایکڑ آئی ہے اور ضلع شیخوپورہ میں بھی میری اراضی قریباً تین مربعہ اراضی  
 کے ہے میری پٹن گورنمنٹ کی طرف سے ۱۳۵ روپے ماسواری سے -  
 میرے چھ لڑکے ہیں جن میں سے ایک لاہور میں پڑھتا ہے گورنمنٹ کی  
 طرف سے اس کو ص ۱۵۰ ماسوار وظیفہ ملتا ہے دوسرا لڑکا خاص پٹی میں انٹرنس  
 میں تعلیم پاتا ہے میں خدا کے فضل سے اہل سنت والجماعت ہوں ، میں  
 احمدی مذہب کو بڑے سمجھتا ہوں میں اسکا پیرو نہیں ہوں اسکا دین جھوٹا سمجھتا ہوں و اسلام  
 تابعدار سلطان محمد بیگ نقشبتر پٹی ضلع لاہور -  
 (اخبار المحدث ۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

## پانچویں غلط پیشگوئی

## عالم کباب

مرزا صاحب کی کرامت تھی کہ جب کبھی آپ کی بیوی حاملہ ہوتی آپ قبل از وقت اولاد کی پیشگوئی جڑ دیتے، اگر یہو کو حاملہ معلوم کرتے تو خیر سے ہوتا ہونے کی خوشخبری گھڑ لیتے اور ساتھ ہی دورانہ پاشی سے لفظ "ممکن ہے" کی آڑ بھی رکھ لیتے، تاکہ اگر لڑکا نہ ہو تو ذلت و خواری سے بچنے کا بہانہ رہے :

اگر کسی مرید کی بیوی حاملہ معلوم کر لیتے تو اسی کے حق میں لڑکا یا لڑکی کی پیشگوئی کرو تے چنانچہ فروری ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کے ایک مرید سیان منظور محمد کی اہلیہ باردار تھیں۔ تب "حضرت مسیح موعود صادق نبی اللہ" نے بکمال شان فیض وانی فرمایا :-

دیکھا کہ منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، دریافت کر تب میں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے تب خواب سے طلت البہام کی طرف چلی گئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ "بشیر مملوہ" فرمایا کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰۔ ریویو مارچ ۱۹۰۶ء (جلد ۱۲۲)

اس مہینہ گول مول الہام میں مرزا صاحب نے عجیب فریب سے  
کام کیا ہے۔ مطلب یہ کہ آئندہ منظور محمد کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو چاندی  
کھری ہے کہ دیں گے جی سود تھا۔ ورنہ کسی اور پرچہ سبیاں کر دیں گے  
موجودہ تحقیق کو مرزا صاحب کی رسوائی منظور تھی اس لئے اس الہام

کے قریباً ۱۴ ماہ بعد مرزا صاحب کے قلم سے یہ رقم کرایا گیا :-  
 " ۷ جون ۱۹۰۶ء بذریعہ الہام الہی معلوم ہوا کہ میاں  
 منظور محمد صاحب کے گھر یعنی محمدی بیگم (زوجہ منظور محمد)  
 کا ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کے دو نام ہوں گے بشیر الدولہ  
 عالم کباب۔ یہ دو نام بذریعہ الہام الہی معلوم ہوئے  
 بشیر الدولہ سے مراد ہماری دولت و اقبال کے لئے  
 بشارت دینے والا۔ عالم کباب سے یہ مراد ہے کہ چند  
 ماہ بعد تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بعلانیٰ شناخت  
 کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی گویا دنیا کا خاتمہ  
 ہو جائے گا خدا کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا  
 کے سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور بہت منظور ہے تب  
 بالفعل لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد  
 میں پیدا ہوگا مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے۔  
 (ملخص ریویو ماہ جون ۱۹۰۶ء سرورق آخری)

اگرچہ یہ عبارت بھی فریب کا مرقع ہے، تاہم اتنا معاملہ بالکل  
 عیاں ہے کہ میاں منظور محمد کے گھر عالم کباب ضرور پیدا ہوگا جو خدا کا  
 نشان اور مرزا صاحب کے اقبال کا شاہد ہوگا وغیرہ :

مرزا صاحب کی اس الہام باری کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے ایک ماہ  
 دس دن بعد میاں منظور محمد کے گھر مؤرخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء کو لڑکی  
 پیدا ہوئی جس سے اور نہیں تو کم از کم مرزا صاحب کی الہامی پریشانی تب  
 ہوگا یا بعد میں ہوگا، تو رفع ہوگئی (ملاحظہ ہو حقیقتہ الوحی حاشیہ ۱۷)  
 باقی رہی یہ بات کہ وہ لڑکا کب پیدا ہوا۔ سو اس کا جواب مایوس کن  
 ہے :

مرزا صاحب کے ایک مرید مسیحی ابو الفضل محمد منظور الہی نے  
مرزا صاحب کے جملہ روزانہ الہامات کو مرزا صاحب کی وفات کے بعد  
جب مولوی نوید الدین کے عہد خلافت میں ایک رسالہ "البشری"  
میں شائع کیا ہے۔ اس الہام عالم کباب کو درج کر کے اس پر یہ نوٹ  
لکھا ہے کہ:-

"عقد تعاقب بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ  
میں پوری ہوگی۔ گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ  
محمدی یلم کے ذریعے فرمایا تھا کہ چونکہ وہ فوت ہو  
چکی ہے اس لئے اب نام کی تخصیص نہ رہی بہر صورت  
یہ پیشگوئی مشابہات سے ہے۔" (جلد ۲- البشری)

یہ الفاظ جس انتہائی بے غسی و بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں محتاج  
تشریح نہیں۔ باقی رہا یہ عذر کہ یہ پیشگوئی مشابہات میں سے ہے۔  
اس کے متعلق اتنا لکھنا کافی ہے کہ اگر باوجود لوگ کے کا نام اس کے والد  
ہو و ہمد کا نام وہ بھی بخیال خود نہیں بلکہ از روئے الہام درج ہوئے  
تھے مگر یہ پیشگوئی مشابہات میں داخل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ  
اس سے مرزا صاحب کا صدق یا کذب معلوم نہیں ہو سکتا تو مہربانی  
فرما کر مرزا صاحب کی کوئی ایسی پیشگوئی بتا دیں جو مشابہات کی اس کوئی  
مخرج سے باہر ہو، تاکہ حسب فرمان مرزا ہمہ ارا صدق یا کذب  
جانتے کو ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں۔ مرزا  
صاحب کو بے گسٹ :-

بغیر حق محض گھوس پیشگوئی کو مشابہات میں ہی تسلیم کیا  
جسے تو ہمیں معذور نہیں مضر نہیں کیونکہ "مشابہات" ایسے کلمے  
کا جن سے جو فتنہ سمجھے بلکہ جو لوگ راسخ فی العلم



ہوں ان کو ان کا علم دیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۸ حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا آپس جبکہ مرزا صاحب خود اس کی تشریح "الہام الہی" سے کر چکے ہیں تو اب مرزائیوں کا اس کو تسلیم نہ کرنا انتہائی ڈھٹائی ہے۔ اعتراض] اس غلط پیشگوئی کا بد نما داغ مٹانے کو مرزائی یہ بھی عذر دیتے ہیں کہ:-

حضرت صاحب نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ منظور محمد کی تعین نہیں کی جاسکتی اور نہ الہاماً یہ تعین کی گئی حضرت نے ضروری قرار نہیں دیا کہ منظور محمد سے مراد میاں منظور محمد ہی ہوں۔ یہ ایک خواب ہے اور خواب میں، نام صفات کے لحاظ سے بتائے جاتے ہیں۔ پس منظور محمد سے مراد حضرت مسیح موعود کے سوا کوئی نہیں اور بشیر الدولہ سے مراد مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں جو عالم کباب بھی ہیں۔ ظفر علی (ایڈیٹر میندار) جیسے بد باطن حاسد آپ سے پوری طرح جھلٹے ہیں اور حسد میں انتہا سے گزر گئے۔ (ص ۲۵۳ پاکٹ بک احمدیہ)

الجواب] ۱۔ مرزا صاحب نے ابتداء سے شک ہی کہا تھا کہ معلوم نہیں کہ منظور محمد سے کس طرف اشارہ ہے چنانچہ ہم یہ تحریر نقل کر چکے ہیں۔ یہ ۱۹۔ فروری ۱۹۰۴ء کی ہے (ریویو مارچ ۱۹۰۴ء) مگر اس کے بعد ۷ جون ۱۹۰۴ء کو بذریعہ الہام الہی "میاں منظور محمد اور اس کی بیوی محمدی بیگم کی تعین و تخصیص کی گئی ہے۔

۲۔ منظور محمد کی تعین ۷ جون ۱۹۰۴ء کو کی گئی۔ اس میں خواب باکوئی ذکر نہیں صاف الفاظ ہیں کہ "بذریعہ الہام الہی معلوم ہوا۔" خ۔

خواب میں ہمیشہ صفاتی نام ہی نہیں دکھائے جانتے دیکھو محمود احمد کا نام بھی تو خواب میں دکھایا گیا تھا بقول مرزا صاحب (ص ۲۱۷) حقیقۃ الوحی ص ۲۸۸ (ق)

۲۔ منظور محمد سے مراد کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود مرزا صاحب نے بالہام "میاں منظور محمد" کی تخصیص کر دی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب اپنی ذات پر اس الہام کو لگا سکتے تھے پس "ملہم" کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز معتبر نہیں۔ (اشتہار مرزا ۷ اگست ۱۸۸۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۲۱)

۳۔ منظور محمد اور اس کی بیوی محمدی بیگم ضروری طور پر مراد میں مرزا صاحب لکھتے ہیں "ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیشگوئی پوری ہو" (حاشیہ ص ۲۳۳ ریلو یو ماہ جون، ص ۱۹۷)

۵۔ میاں محمود احمد اس پیشگوئی سے قریباً ۱۷ سال پہلے پیدا ہو چکے تھے (۱۸۸۹ء کو ملاحظہ ہو ص ۲۳۹ تہذیبیاتی) بخلاف اس کے جس پیشگوئی میں یہ الفاظ ہیں کہ "لڑکا پیدا ہوگا" وہ بھی میاں محمود محمد مرزا صاحب کے مرید کے گھر اس کی زوجہ محمدی بیگم کے گھر سے۔ میں محمود احمد میاں منظور محمد کے نجم سے نہیں بلکہ مرزا صاحب کے لڑکے ہیں جو عمر مہ نصرت جہاں بیگم کے لطف سے پیدا ہوئے۔

۶۔ مستحق کعب سے یہ مراد ہے کہ اس لڑکے کے پیدا ہونے کے چند ہی بعد۔ یا جو نبی کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے۔ دین پر یک سخت نہا ہی گئے گی گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا پس

آپ جیسے

”بد باطن“ شریروں کا اسے مولانا ظفر علی خاں منظر کی ذات گرامی پر چسپال کرنا انتہائی خجاست ہے۔

بدن بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے  
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

الغرض مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی تمام اجزا جھوٹی ثابت ہوئی۔

## چھٹی غلط پیشگوئی پہرہ خامس

ماہ جنوری ۱۹۰۲ء میں جبکہ مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی مرزا صاحب نے اپنی کتاب مواہب الرحمن کے حصہ ۱۳ پر یہ پیشگوئی کی کہ:-

الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَشِدَّیْ وَهَبَ لِيْ عَلٰی اَمَلِكُمْ جَارَ نَبْعًا مِّنَ  
الْبَنِيْنَ وَبَشَّرَ فِیْ رِیْخًا مَّیْمَنَ سَبَّ تَعْرِیْفُہَا کُوہے  
جس نے مجھے بڑے صاپے میں چار لڑکے دیئے اور پانچویں  
کی بشارت دی۔

افسوس کہ مرزا صاحب کی مراد پوری نہ ہوئی اور اس حمل سے

مورخہ ۲۸ - جنوری ۱۹۰۳ء کو لڑکی پیدا ہوئی جو صرف چند  
ماہ عمر پا کر فوت ہوگئی (دیکھو اخبار الحکم ۲ - دسمبر ۱۹۰۳ء)  
اعتراض - موجودہ حمل کی تخصیص نہیں تھی۔

الجواب [اس وقت حمل موجود تھا اور زمانہ وضع حمل بھی قریب تھا۔  
لہذا بظاہر قرینہ اسی حمل سے لڑکے کی ولادت سمجھی جاتی  
ہے۔ بغرض محال اگر مان بھی لیا جائے تو بھی اعتراض بحال ہے کیونکہ

اس کے بعد مرزا صاحب کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔

## تاویل مرزا

بک تاویل اس کی مرزا صاحب نے یہ کی ہے کہ جب بڑھاپا غالب آیا تو آپ نے حقیقۃ الوحی میں اپنے ایک تازہ الہام (ثَابِتُكَ بِغُلَامٍ جَسَدًا مِّنْ عِنْدِي) کے ساتھ ملا کر لکھا کہ:-

”قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر الدین احمد رکھا گیا سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس بعد پوری ہوئی۔“ (صفحہ ۲۱۹ حقیقۃ الوحی)

الجواب [اول تو یہی جھوٹ ہے کہ یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس بعد پوری ہوئی کیونکہ مواہب الرحمن ۱۵ جنوری ۱۲۸۶ھ کو شائع ہوئی اور حقیقۃ الوحی کے یہ صفحات قریباً اگست ۱۲۸۶ھ میں لکھے گئے چنانچہ حقیقۃ الوحی ص ۳۶ پر تاریخ ”۱۶ جولائی ۱۲۸۶ھ“ اور ص ۳۸ پر تاریخ ”۱۸ ستمبر ۱۲۸۶ھ“ مرقوم ہے۔ اور مرزا صاحب ص ۲۱۹ پر محمود کے لڑکے کی پیدائش ۲ ماہ پہلے کی لکھتے ہیں یعنی ماہ مئی ۱۲۸۶ھ کی۔ بدیں حساب محنتیں سب چار ماہ کے قریب بنتے ہیں۔ اب رہا یہ کہ مراد اس سے محمود کا وہ کا ہے۔ سو یہ بھی بعد کی تاویل ہے، چونکہ مرزا صاحب کے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش ۱۲۸۹ھ ملاحظہ ہو ص ۳۱ تریاق کے بعد مرزا صاحب کے گھر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی رہیں۔ اس لئے پانچویں لڑکے کے بجائے چوتھے لڑکے کا:

”کئی چیلوئی میں پانچویں کی تصریح ظاہر کر رہی ہے کہ وہ لڑکا مرزا صاحب کا بیٹا نہ رہے گا پانچویں کہنا چہ معنی دار۔“ بلکہ پوتے کئی بیکار ہیں شوق مجنون علی جو مرزا صاحب کے کذب پر دلالت کرتی ہے۔

## ساتویں غلط پیشگوئی

### عمر پانے والا لڑکا

مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

”عرصہ بیس یا اکیس برس کا گزر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پادیں گے چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں ۱۔ محمود احمد ۲۔ بشیر احمد ۳۔ شریف احمد ۴۔ مبارک احمد (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۹)

یہ قطعاً جھوٹ ہے کسی اشتہار میں عمر پانے والے چار لڑکے ظاہر نہیں کئے گئے البتہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء میں مصلح موعودؑ کی پیشگوئی میں یہ لکھا تھا کہ ”وہ میں کو چار کرے گا۔ اس کے منے سمجھ میں نہیں آئے۔“ عمر پانے یا نہ پانے کا چار لڑکوں کے متعلق کوئی ذکر نہیں۔ ہاں مصلح موعودؑ کے متعلق بعض تحریرات میں لکھا ہے کہ ”وہ عمر پانے والا لڑکا ہے۔“ (دیکھو صفحہ ۱۳۵ اتمہ حقیقۃ الوحی) اور یہ لڑکا مرزا صاحب نے مبارک احمد جانا یا تھا جو قریباً نو سال کی عمر میں مر گیا۔ جیسا کہ ہم اس پر پیشگوئی اول میں مفصل لکھ چکے ہیں :

الغرض حقیقت الوحی کی مندرجہ بالا عبارت ”یہ وعدہ الہی“ مبارک احمد کو ”عمر پانے والا لڑکا“ قرار دیا ہے جو غلط ثابت ہوا :

## آٹھویں غلط پیشگوئی

### شوخی و تشنگ لڑکا

مئی ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی، آپ نے الہام شائع کیا:-

(۱) دخت کرام (۲) شوخی و تشنگ لڑکا پیدا ہوگا (البشری جلد ۲ ص ۹ بحوالہ بدر جلد ۲ ص ۱۸ مئی ۱۹۰۲ء)

اس مہام کے ایک ماہ بعد مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۲ء کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امہ الحفیظ رکھا (ص ۲۱۸ حقیقۃ الوحی) مگر وہ شوخی و تشنگ لڑکا۔ اس حمل سے اور نہ اس کے بعد پیدا ہوا۔ احمدی دوستو! یہ شوخی و تشنگ لڑکا کہاں گیا؟

## نویں غلط پیشگوئی

### غلام حلیم

مرزا صاحب نے اپنے فرزند چہارم مبارک احمد کو مصلح موعودؑ کے پند و اندیشہ سے نازل من السماء گویا خدا آسمانوں سے بھیجا جو غیر عبادت کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا۔ اس کی وقت کے بعد یہ جملہ طرف سے مرزا صاحب پر لامتنوں کی بوجھت، اعتراضات کی بارش ہوئی تو آپ نے پھر سے الہامات فرماتے شروع کر دیئے تاکہ مریدوں کے جملے جتنے بھیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

تمہیں شہر و بام ستایا:

إِنَّا نَبِّئُكَ بِخَلْقِ حَلِيمٍ (بدر جلد ۶ ص ۳۸)

البشری جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

اس کے قریب ایک ماہ بعد ہجر الہام سنایا:-

آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا

إِنَّا نَبِّئُكَ بِخَلْقِ حَلِيمٍ ہم مجھے ایک حلیم لڑکے کی

خوشخبری دیتے ہیں۔ یَنْزِلُ مَنَزِلُ الْمُبَارَكِ وہ

مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ (ریویو ۱ جلد ۶ الہام اکتوبر

شعبہ البشری جلد ۲ ص ۱۳۶)

چند دن بعد ہجر الہام سنایا:-

سَأَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ رَبِّ هَبْ لِي ذُرِّيَّةً

طَيِّبَةً إِنَّا نَبِّئُكَ بِخَلْقِ اسْمُهُ يَحْيَىٰ میں

ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے

خدا پاک اولاد مجھے بخش تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں

جس کا نام تجھے ہے۔ (البشری جلد ۲ ص ۱۳۶)

ان الہامات میں ایک پاک، پاکیزہ لڑکے مسیٰ یحییٰ جو مبارک احمد کا

شبیہ، تمام مقام ہونا تھا کی پیشگوئی مرقوم ہے اس کے بعد مرزا صاحب

کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ اس لئے یہ سب کے سب الہامات افتر

علی اللہ ثابت ہو گئے :-

## دسویں غلط پیشگوئی

مرزا جی کا چوتھا لڑکا مبارک احمد ایک دفعہ بیمار ہوا۔ اسکے

متعلق اخبار بدر ۲۹۔ اگست شعبہ ص ۱ پر لکھا گیا:

۲۷۔ اگست شعبہ صاحبزادہ میاں مبارک صاحب جو

سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں، ان کی نسبت آج الہام ہوا ۔ قبول ہوگئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا ۔ یعنی یہ دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے یہ پختہ طور پر یاد نہیں کہ کس دن بخار شروع ہوا تھا ۔ پھر نو دن گنتی کہاں سے شروع ہو ؛ ناقل ) لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی ۔ اور نوں دن تپ ٹوٹ جانے کی خوش خبری پیش از وقت حطا کی نوں دن کی تصریح نہیں کی ۔ اور نہ ہو سکتی ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تپ کی شدید حالت جس دن سے شروع ہوئی وہ ابتداء مرض کا ہوگا ۔

یہ پیش گوئی جس میں مبارک احمد کی صحت کی خبر دی گئی بالکل جھوٹی ثابت ہوئی ۔ مرزا صاحب نے اس لڑکے کو مصلح موعود و بیمار کو شفا دینے والا ، اسیروں کو رستگاری بخشنے والا ۔ لمبی عمر پانے والا ، فتح و ظفر کی کلید ، قربت و رحمت کا نشان ۔ صاحب شکوہ و حکمت و دولت ، زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا ، قوموں کو بابرکت کرنے والا ۔ گویا خدا آسمانوں سے اتر آیا وغیرہ مسرت حالیہ کا حامل و مالک بتایا تھا ( اشتهار ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء ) و حقیقی حبوب ص ۳۱ ) جیسا کہ ہم پیش گوئی اول میں اس پر بالتفصیل فرماتے ہیں ۔

اس کی سخت بیماری میں جو مایوس کن تھی مرزا صاحب نے جو دھاس کے حق میں مانگی وہ یہی ہو سکتی ہے کہ خدا اسے کامل صحت دے ۔ میری دی ہوئی خبریں سچی ثابت کرے اور یقیناً مرزا صاحب کی



دعا یہی تھی اس پر اس سے بڑھ کر اود کیا دلیل ہوگی کہ مؤرخہ ۲۰ - اگست ۱۹۰۷ء کو مبارک احمد کا بخار ہلکا ہوا۔ تو مرزا صاحب نے "مبارک احمد کا نکاح ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ کی لڑکی مریم کے ساتھ اسی دن کر دیا (ملاحظہ ہو اخبار بدر ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء) دوسری طرف الہام بھی گھڑ لیا کہ مبارک احمد کی صحت کے متعلق تیری دعا قبول ہوگئی۔ مگر یہ سب طفل تسلیاں تھیں۔ اس لڑکے کو نہ صحت ہوئی نہ ہوئی۔ کاسہ عمر لمبیز تھا۔ صرف ٹھوکر کی کسر تھی۔ مرزا صاحب نے الہام سننے شروع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں عارضی طور پر صحت کا رنگ پھر بیماری کا غلبہ دکھا کر بلا آخر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء کو اپنی طرف بلایا۔

## گیارہویں غلط پیشگوئی مولوی عبدالکریم کی صحت کے متعلق :

مرزا صاحب کے "باغ نبوت" کی زینت بن چند بے شرم مند و بالا اشد سے تھی ان میں ایک مولوی عبدالکریم سیالکوٹی تھے۔ ابتدا میں چری مزاج بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دہریہ طبع تھے۔ مولوی نور الدین کے کہنے سننے سے مرزا بیت میں داخل ہوئے۔ مالی حالت بالکل کمزور تھی۔ یہاں آکر جو "دن عید اور رات شب بارات" کا سماں دیکھا تو دماغ بعرض اٹھنے پر پہنچ گیا۔ مرزا صاحب کی مدح و ثنائیں وہ وہ مضامین لکھے کہ بیسیوں صاحب ایمان ڈگمگا گئے۔ مرزا صاحب کی بارگاہ نبوت میں مقرب خاص کا درجہ رکھتے تھے۔ بالآخر خدائی پکڑ وارد ہوئی "ذیابیطس" جیسی نامراد بیماری میں مبتلا ہوئے۔ کامل ایک سال تک اس مرض میں جھینکتے رہے۔

۲۱ - اگست ۱۹۰۷ء کو گردن کے نیچے چھوٹی سی پھنسی نمودار

ہوئی جو مرض کی ابتدا مئی ۵۱ دن (زندگی اور موت کے درمیان ٹھکتے رہنے) کے بعد ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء بدھ کے روز ۲ بجے دن کے اس دارنا پائیدار سے انتقال فرما گئے۔ اس لمبی مرض کے اتنا رہیں گئی دفعہ صحت کا رنگ آیا پھر مرض کا عود ہوا اور آخر ذات الجنب کے حملہ سے جس میں ۱۰۶ درجہ کا بخار ہو گیا، جان سپرد خدا کی (مولوی محمد علی: الحکم ۱۷ - اکتوبر ۱۹۵۵ء)

ان مولوی صاحب کی صحت کے متعلق مرزا صاحب نے بکثرت پیش گوئیاں سنائی تھیں۔ ناظرین انہیں ملاحظہ فرمائیں:-

۲۰۔ اگست ۱۹۵۵ء مولوی عبد الکریم کی گردن کے نیچے پھوڑا ہے جس کو چیرا دیا گیا (مرزا صاحب نے) فرمایا میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔ روایا میں دیکھا کہ مولوی نور الدین ایک کپڑا اور صے رو رہے ہیں۔ فرمایا، ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔ (الحکم ۳۱ - اگست ۱۹۵۵ء و مختصر بر ص ۳۲) مکاشفات تذکرہ ص ۵۱۴ و ریویو ص ۳۴۳

صاف الفاظ میں "مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔" گئے سنو!

شب ۳۱ اگست ۱۹۵۵ء فرمایا، نصف رات سے فہرک مولوی عبد الکریم کے لئے دعا کی گئی صبح کے بعد جب

میں نے صاحب کا نہ سبوتا کہ انبیاء کا ہر قول و فعل، اجتہاد، خیال، رائے سب وحی تھیں (ریویو جلد دوم) د

سویا تو یہ خواب آئی۔ میں نے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ حاکم سے دستخط کرانا ہے۔ میں نے کہا یہ لوگ نہ کسی کی سفارش یا نہیں نہ شفاعت۔ میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں۔ جب گیا تو اس کا سٹرا اسٹنٹ کر سی پر بیٹھا ہے۔ میں نے کہا یہ ایک میرا پُرانا دوست ہے اس پر دستخط کر دو۔ اس نے بلاتامل کر دیکھے اس وقت میں کہتا ہوں مقبول کو ملاؤ، اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے (سولجھن ص ۴۳ مکاشفات بحوالہ بدر جلد ۳۲)

گو ہمیں ان مکاشفات پر مبنی آر جی ہے تاہم اس میں لطیف پیرائے کے اندر مولوی عبدالکریم کی صحت کے پروانہ پر دستخط کرائے گئے ہیں۔ اگر مولوی عبدالکریم تندرست ہو جاتا تو ناظرین کیلئے کس پر کس قدر حواشی چڑھتا کر اسے مرزا صاحب کی غیب دانی کا ایک درخشمہ ثبوت بنایا جاتا ہمارا دعویٰ کہ مرزا صاحب نے مولوی عبدالکریم کی صحت کے الہامات و بشارات سنائی تھیں۔ ان سے بھی ثابت ہے۔ مگر ہم اس سے بھی واضح ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مذکورہ کشف عبداللہ سنوری والے کی تشریح الحکم ۱۰ ستمبر ۱۳۲۷ء میں مرزا صاحب نے یوں کی ہے کہ :-

"۷ ستمبر ۱۹۰۵ء (مرزا صاحب نے) فرمایا اللہ تعالیٰ کے نشان اس طرح کے ہوتے ہیں انسان کی طاقت نہیں ہوتی کہ ظاہر کر سکے مولوی صاحب کی زیادہ علالت کے وقت میں بہت دعا کرتا تھا اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے ناامیدی ظاہر ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت کا وقت ہے۔ اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی اور عبداللہ سنوری

وہ خواب میں نے دیکھا جس سے نہایت درجہ غمناک دل  
 'وَتَسْنَىٰ بَوْنِي جَوَازِ شَتَةِ اَخْبَارِ مِیْنَ چھپ چکا ہے' (الحکم  
 - ستمبر ۱۹۷۸ء)

س سے میں واضح سننے - اخبار الحکم کا ایڈیٹر راقم ہے :-  
 حضرت اقدس سب معمول تشریف لے آئے اور ایک رُویا  
 بیان کی جو بڑی ہی مبارک اور مبشر ہے فرماتے تھے کہ آج  
 تم جس قدر الہامات اور مبشرات ہوئے ان میں نام  
 نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب  
 کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے اس رُویا کو سن کر  
 جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے تو خدا کی قدرت کا  
 عجیب تماشا کا مشاہدہ کرتے ہیں، وہ یہ کہ سارے خیم  
 پر انکسور آگیا ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ (الحکم  
 - ستمبر ۱۹۷۸ء)

منظرین کرام! اس بارے میں اگرچہ اور بھی بکثرت الہامات ہیں مگر  
 ہم خوف طوالت انہی پر بس کرتے ہوئے آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان،  
 کتب و غیرہ کو ملاحظہ کر کے مولوی عبدالکریم کی صحت و تندرستی میں  
 کسی قسم کا اشتباہ رہ جاتا ہے؟ ہرگز نہیں، پس مولوی عبدالکریم کا  
 مرجع امن و امان کی حق اور ان جیسی دیگر پیشگوئیوں کو غلط ثابت کر رہا ہے :-  
 مرتبہ صاحب نے عبدالکریم کے مرنے پر حضرت مولانا مولوی  
 تھوڑے صاحب فاتح قادیان کے جواب میں نہایت شوخانہ و گستاخانہ  
 جواب دیا ہے -

مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابو جہلی ماوہ  
 کے جوش سے انکار کے لئے کچے حیلے پیش کیا کرتے ہیں

چنانچہ اس جگہ بھی انہوں نے یہ عادت دکھلائی ہے اور محض  
افترا کے طور پر اپنے پرچہ المحدث ۸۔ فروری ۱۳۵۰  
میں لکھ دیا کہ مولوی عبد الکریم کے صحت یاب ہونے کی  
نسبت الہام ہو ا تھا۔ مگر وہ فوت ہو گیا اس افترا کا ہم  
کیا جواب دیں بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی  
المصدقین (آمین) مولوی ثناء اللہ صاحب  
ہمیں بتا دیں کہ اگر مولوی عبد الکریم کے صحت یاب ہونے  
کی نسبت الہام مذکورہ بالا جو چکا ہے تو پھر یہ الہامات  
مندرجہ ذیل جو اخبار بدر اہلکمرہ میں شائع ہو چکے ہیں  
کس کی نسبت تھے یعنی (۱) کفن میں پٹیلا (۲) ۷۷ سال  
کی عمر اِثْنَالِہِ وَاَنَا الْیَسِیْرُ رَاجِعُونَ (۳) ۳۱ سال  
نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا ہم اِنَّ الْمَنَیْکَ لَا تُطِیْشُ بِہَا مَنَا  
یعنی موتوں کے تیر نہیں مل سکتے۔ واضح رہے کہ یہ سب  
الہام مولوی عبد الکریم کی نسبت تھے (تمتہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶)

**الجواب** ناظرین کرام! غور فرمائیے کہ ایک طرف تو الہام سنائے  
جاتے ہیں جن میں عبد الکریم کا نام لے کر بشارت موجود ہے،  
مگر دوسری طرف ایسے گول مول الہام جن کا نہ سر نہ پیر پیش کئے جاتے  
ہیں وہ بھی اس وقت جب عبد الکریم مر چکا ہے۔ اس کاروائی سے مرزا صاحب  
کی صداقت، دیانت، نبوت وغیرہ ظاہر ہو رہی ہے۔ مگر ہم بغفلہ تعالیٰ  
اس دجل و خدع سے بنے ہوئے جال کو تار تار کر کے رکھ دیں گے بحوالہ قویٰ  
پہلا الہام اور چوتھا الہام یعنی کفن میں پٹیلا گیا، موتوں کے تیر خطا  
نہیں جاتے۔ ان کے متعلق تو الہام سناتے وقت کہا تھا کہ معلوم نہیں  
یکس کے متعلق ہیں (الحکمہ، ستمبر ۱۳۵۰ ص ۲۷) مگر چونکہ مرزا



اور ان المناہ یا کاتحیثیں بہتہا مفا اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد کر دیا۔ (ص ۱۲ کالم ۳)

اس تحریر نے فیصلہ کر دیا کہ ۷۷ سال کی عمر والا الہام تو کسی اور مرید کے متعلق ہے (گو ہمدے نزدیک اس میں بھی ایک فریب ہے) اور کفن میں لپیٹا گیا اور موتوں کے تیر والا بلکہ ایک تیسرا الہام بھی جو مولوی عبدالکریم کے متعلق تھا خدا نے ان سب کو اپنے فضل و رحم سے رد کر دیا، اب رہا الہام ۲۷ یعنی اس نے اچھا سوتا نہ تھا۔ سوئیے کہ ان الفاظ کا کوئی الہام مرزا صاحب کا نہیں ہے البتہ مولوی عبدالکریم کی موجودہ بیماری (مولوی عبدالکریم ۲۱۔ اگست کو اس مرض میں مبتلا ہوئے۔ چنانچہ مفصل درج ہو چکا ہے) سے دو ماہ پہلے یہ الہام ہوا تھا۔

خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی نہیں تھا بے نیازی کے کام ہیں اعجازِ مسیح۔ (البشری ص ۹۹ جلد ۲)

اور وہیں اس الہام کی تشریح مرقوم ہے:-

ہماری جماعت کے چار آدمیوں میں سے جو سخت بیمار ہوئے تھے ان میں سے ایک کے متعلق یہ الہام ہوا۔ یعنی اس کی موت تقدیر مبرم کی طرح کی تھی گویا تقدیر مبرم تھی مگر معجزہ مسیح ہے کہ خدا نے اس کو اچھا کر دیا۔ مبرم تقدیر قابل تبدیلی نہیں ہوتی مگر بعض تقدیریں مبرم سے سخت مشابہ ہوتی ہیں ایسی دور ہو سکتی ہیں۔

قارئینِ عظام! یہ دیکھئے مرزا صاحب نے جو چار الہام مولوی عبدالکریم کے متعلق پیش کئے تھے ان میں سے دو تو غیروں کے متعلق ہیں، ان میں سے تھوڑا سا الہام کو اپریل ۱۸۷۷ء عبدالکریم کی بیماری سے چار ماہ قبل لکھا ہے۔

سے بھی ایک وہ ہے جو مولوی عبدالکریم کی بیماری سے بھی پہلے کا ہے اور  
باقی کے دو خود مرزا صاحب اور ان کے الہام کنندہ نے رد کر دیئے  
اور اسی صاحب کی صحت کی بشارت دی ہے بتلائیے اب ہم ابوجہل اور  
جہل و کذاب کس کو جانیں۔ مولانا شاہد صاحب کو جنہوں نے صاف  
اتوں مرزا سے صحت کے جہم دکھائیے۔ یا خود مرزا صاحب کو جنہوں نے  
دنیا کو دھوکہ دینے کو غیر متعلق و مردود و منسوخ شدہ الہام  
کے پیش کر کے بچہ جھوٹی نبوت بت رنی چاہی؟

## بارھویں غلط پیش گوئی

عمر مرزا

میرزا صاحب قادیانی بھی عجیب شخص واقع ہوئے تھے۔ دھوکہ،  
تہریب، جھٹ، مغالطہ، کذب، افتراء وغیرہ جملہ افعال مذمومہ گویا آپ  
کی طبیعت کے جزو اعظم تھے۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے ثابت کر چکے ہیں  
آپ کا یہ کس قدر معاطط ہے کہ ایک طرف تو خود کہتے ہیں کہ میری طبیعت  
کلیتاً غلط معلوم ہے۔ ۲۲ نمبر نصرۃ الحق :

مرزا صاحب کے مرید بھی معترف ہیں کہ :-

”ہمیں آپ کی تخریج و دوزخ و دوزخ معلوم نہیں۔ اندازہ :-

میں تمہیں یہ بتائی۔ (میں تمہیں یہ بتائی)

میرزا صاحب نے یہ کہہ کر کہ میری طبیعت غلط ہے

لہذا میری طبیعت غلط ہے۔

لہذا تعالیٰ نے اس کو فریب سے کہ میری طبیعت غلط ہے

صرف اس زمانہ کے لوگ ہی قائل نہ اٹھائیں بلکہ بعض



پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ اُنندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک  
عظیم الشان نشانِ نشان ہوں جیسا کہ یہ پیشگوئیاں کہ میں تجھے اسی  
برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کم عمر دوں گا، حاشیہ

تِریاقِ القلوب ص ۱۳ ط ۱

اول تو یہ یا... یا... کی مستمرہ گردان کی مرزا صاحب کے ملہم کی جماعت  
اور بے علمی کا یقین ثبوت ہے۔ بھلا کہاں خدا کے پاک جیسا عالم الغیب د  
الشہادۃ اور کہاں مرزا صاحب کا ملہم جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزا کی عمر  
کتنی ہوگی اور میں اس راویانہ تک بندی کو ایک اپنے عظیم الشان پیغمبر کی  
دلیل - صداقت کیسے ٹھہرا رہا ہوں ؟

دوم - جب خود مرزا صاحب کو ہی اپنی تاریخِ ولادت کا علم نہیں  
تو پھر اس پیشگوئی کا صدق و کذب کیسے معلوم ہو سکتا ہے بہر حال مرزا  
صاحب کا عمر کے متعلق پیشگوئی گریبا ہی ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے  
پھر اس پر مزید یہ لطف کہ کہیں تو عمر اسی برس یا کم یا زیادہ باس شرحِ اشی  
برس یا اس پر پانچ چھ زیادہ یا پانچ چار کم۔ ص ۹ حقیقۃ الوحی - یعنی ۷۵  
سال سے زیادہ اور چھیاس کے اندر اندر بتائی ہے اور کہیں بہ لہجہ وثوق  
وہ بھی مخالفین کے سامنے بطور دلیل لکھا ہے کہ "میرے لئے بھی اسی  
برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے" ص ۲ تحفہ ندوہ - پھر اگر اتفاقِ وقت سے  
یا حسبِ آیت مَنْ كَانَ فِي الظُّنُلَةِ فَلْيُمِدُّ ذُنُبُهُ الْوَحْمَتُ مَدًّا

(سورہ مریم آیت ۷۵) مرزا صاحب اس سے بھی زیادہ عمر پا جاتے تو اس  
کے لئے بھی مصالحت جمع کر رکھا تھا چنانچہ ازالہ اولیٰ ص ۸۹ طبع دوم پر  
لکھا ہے :-

"اس جگہ انھوں نے مولوی مروان علی بھی ذکر کے لائق ہیں۔

۱۰ بعض اوقات غدا ضال و مضل اشخاص کو بھی نظر دیتا ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں میں نے سچے دل سے پانچ برس اپنی عمر سے آپ کے نام لگا دیئے۔ خدا اس ایثار کی جزا ان کو یہ بخشے کہ ان کی عمر دراز کرے :

اس تحریر کی رو سے اگر مرزا صاحب کی عمر ۹۰ سال تک بھی پہنچ جاتی تو نجاشی حق اس سے بھی بڑھ کر مکاشفات ص ۲۴ پر ایک کشف مرزا یوں مبسوط ہے :-

”مجھے دیا ہوئی کہ میں ایک قبر پر بیٹھا ہوں۔ صاحب قبر

میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ آج بہت سی

صافیاں مانگ لیں اور یہ شخص آئین کہتا جاوے۔ آخر میں

نے۔ بتی شہادت میں سر یک دعا پر وہ شخص بڑی شرح صدقے

میں کتہ خدیں آیا یہ دعا بھی مانگ لیں کہ میری عمر بچا لوے

سن جو جاوے میں نے دعا کی اس نے آمین نہ کہی، میں

نے وجہ پوچھی وہ خاموش ہو رہا پھر میں نے اس سے سخت

تکڑی بات شروع کیا یہاں تک کہ اس سے ہاتھ پائی کرتا

تھا بہت عرصہ کے بعد اس نے کہا اچھا دعا کر دیں آمین کہوں

گا غالباً بچا۔ وہ دھینگا مستی میں شل ہو گیا ہو گا۔ ناقل (چند)

میں نے دعا کی کہ الہی میری عمر ۹۵ برس کی ہو جاوے

اس نے آمین کہی۔ میں نے اس سے کہا کہ ہر ایک دعا پر تو

شرح صدقے آمین کہتا تھا اس دعا پر کیا ہو گیا اس نے

ایک دفتر غدروں کا بیان کیا مفہوم بعض کا یہ تھا کہ جب

جہنمی ہر کی نسبت آمین کہتے ہیں تو ہماری ذمہ داری

بست ہو جاتی ہے :-

”خطر حق کریں کہ ایک تو مرزا صاحب جیسا ”مستجاب الدعاء“ مسیح

موجود جس کے حق میں ”اہام الہی“ کا وعدہ ہے کہ ”اُجیبُ لکلِّ دُعائِکَ“

(۳۹ تریاق ۱۵) یعنی تیری سب دعائیں قبول ہیں سوائے ان۔ کہے تو تو اپنے بھریکوں کے بارے مانگے۔ خدا سے ۹۵ سال عمر کی دعا مانگھا ہے اس پر دوسرے دلی لاش کی آئیں جو بقول خود اپنی آئین کی قبولیت پر ذمہ داری کا واحد ٹھیکیدار بھی ہے گویا کر ملا اور نیم چڑھا، کا مضمون ہو پھر مرزا صاحب کی عمر پچانوے سال ہونے میں کیا شک؟

اس کوڑھ پر صحت۔ یہ کہ ایک الہام مرزا کا یہ بھی ہے۔ تَوَیُّسًا بَعِیْدًا تو اپنی ایک دود کی سن کو دیکھ لینگا (۹۵ حقیقۃ الوحی) اندر میں حالات مگر مرزا صاحب سو سال سے بھی زیادہ عمر پالیتے تو نبوت قائم کی قائم بلکہ دو چند بڑھ کر سچی تھی؟

ان تمام کاروائیوں سے مطلب یہ تھا کہ جتنی زیادہ زندگی مل جائے ہمارے الہامی مجال سے باہر نہ نسل سکے باقی رہا کم عمر کا سوال سو اس کے لئے یہ کاروائی کی گئی کہ کہیں تو اپنی پیدائش سنہ ۱۲۸۹ھ بتائی جیسا کہ لکھا ہے۔ انبیاء گزشتہ کے کشوف نے قطعی ہر لگادی ہے کہ وہ چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا۔ (۲۲ اربعین ۷۷) اور کہیں اپنی پیدائش سنہ ۱۲۸۹ھ بتائی چنانچہ لکھا۔ "میری پیدائش اس وقت ہوئی جب حضرت آدم سے چھ ہزار سے گیارہ سال رہتے تھے" (۹۵ حاشیہ تحفہ گولڑہ) اور چھٹے ہزار کو سنہ ۱۲۸۹ھ پر ختم کیا (ملاحظہ ص ۶ لکچر سیالکوٹ) اور کہیں اپنی پیدائش سنہ ۱۲۸۹ھ کشوفات اولیاء سنہ ۱۲۸۹ھ لکھی۔ "بہت سے اکابر امت گزرے ہیں جنہوں نے میرے لئے پیشگوئی کی اور پتہ بتایا، بعض نے تاریخ پیدائش بھی بتائی ہے جو چراغ دین ۱۲۶۸ھ ہے" (الحکم ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۲۸۹ھ) اور کہیں سنہ ۱۲۶۱ھ میں اپنا تولد ہونا لکھا۔ "میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر (چودھویں) صدی کا سر بھی آج پہنچا" (۹۸ تریاق ۱۵)۔

۱۲۵۴ھ میں اپنا براجمان ہونا لکھا : اگر وہ ساٹھ برس  
 تک کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو ۱۲۵۴ھ تک بھی اشاعت  
 اسوم کے وسائل گویا کالعدم تھے " ص ۶۳ گولڈ ۶۳ طبع ۱۰۔  
 وکیں ایسی عبارات بھی لکھ گئے ہیں جن سے ثابت ہو سکے کہ آپ  
 ۱۲۵۴ھ میں عدم سے وجود میں آئے تھے "ٹھیک بارہ سو نوے  
 ہجری میں یہ عاجز شرف مکالمہ پا چکا تھا " حقیقۃ الوحی ص ۹۹ دوسری  
 جگہ لکھا ہے کہ ماموروں کے لئے سنت الہی ہے کہ وہ چالیس سالہ عمر  
 میں مبعوث ہوتے ہیں " (مفہوم ص ۱۱۴ تحفہ گولڈ ۵) پس ۱۲۹۰ھ سے  
 چالیس منہا کئے تو پیدائش ۱۲۵۰ھ نکلی +  
 اور وکیں ایسی تحریر لکھ رکھی ہے جس سے تاریخ پیدائش ۱۲۳۵ھ برآمد  
 ہو سکے " ۱۲۴۵ھ اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی  
 کی تاریخ ہے مہینہ ۲۲ آئینہ کمالات ص ۱۱۰ )  
 بموجب تحریر مذکورہ بالا ۱۲۴۵ھ سے چالیس نکالے تو ۱۲۳۵ھ  
 طوالت ثابت ہوئی :

محرر قارئین کرام ! بطور نمونہ چند ایک تحریرات درج ہیں ورنہ اس  
 قسم کی میسوں اور بھی ہیں جن کے اندر اس عمر والے معاملے کو الجھاؤ  
 بھی ہو سکتا ہے۔ سن تحریروں نے مرزائیوں کو ایسا پریشان کر رکھا ہے  
 کہ وہ کچھ کہتے ہیں کوئی کچھ آخر تک کر رہ جاتے ہیں تو بایں الفاظ میدا  
 سمجھتے ہیں کہ بعض مقامات پر حضرت کی تحریرات میں بادی النظر میں  
 خوف ظہر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انداز سے قیاس کے ماتحت  
 یہ جب قیاس کیا جائے گا تو ایک دوسراں کا فرق بعید نہیں " ص ۱۵۱  
 تب تب یہ کہ جس طرح اس شخص کی ہے جس پر تمام جماعت  
 تہذیب کو تہذیب ہے :

(الف) ناظرین! دیکھیے کس لطیف پیرائے میں اپنے نبی کے اقوال میں تضاد تسلیم کرتا ہے۔ مگر اسے معلوم ہونا چاہیے کہ مرزا صاحب نے قیاسی اختلاف یا مرقی تضاد میں کوئی فرق نہیں کیا بلکہ عام اصول لکھا ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہوتا ہے۔ (صفحہ ۳۰۰) پچن مصنفہ مرزا صاحب (پس قیاس کے مندر سے مرزا صاحب کا متخالف کلام ہدف اعتراض ہونے سے نہیں بچ سکتا بجا ایک مرزا صاحب کا اقرار موجود ہے کہ مجھے مرقی کی بیماری ہے۔ "حافظہ اچھا نہیں" (تشخیص الاذیان جلد اول) نسیم و دعوت کا حاشیہ) پھر مرزا یہ کہ اختلاف بھی صرف ایک دو برسوں کا نہیں۔ بلکہ بیسیوں برسوں کا ہے :

(ب) ماسوا اس کے یہی تو اعتراض ہے کہ جب مرزا صاحب کی عمر کا تخمینہ محض قیاس سے ہے اور صحیح علم نہیں تو پھر اثنی برس یا کم و بیش عمر کے الہام کس رو سے جانچیں جائیں اور کیوں مرزا صاحب نے ایک نامعلوم امر کے متعلق الہام گھڑ کر لوگوں کو فریب دیا۔

(ج) علاوہ انہیں اس غلط فہمی کے لغو ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ ایک مؤید من اللہ نبی تو درکنار بخوڑی سی عقل کا مالک انسان بھی جب ایک دفعہ کسی امر پر رائے قائم کر لیتا ہے تو تا وقتیکہ اس رائے کے غلط ہونے پر کوئی قوی دلیل نہ مل جائے اس کے خلاف نہیں کہتا بخلاف اس کے مرزا صاحب کی تمام ہمرانہی ہیر وں پیر وں میں گزری کہ کبھی اپنی عمر کچھ بتانی کبھی کچھ۔ ایک دو مہینے

ہوں تو کوئی خیال بھی کرے کہ چلو ایک غلطی خوردہ انسان سے  
 میسا ہو سکتا محال نہیں مگر یہاں تو صد ہا تک نوبت پہنچ چکی ہے اصل  
 بحث یہ ہے کہ کچھ تو مراق کی بیماری کا اثر تھا اور کچھ وقتی ضروریات  
 کا سبب جہاں بائبل کی ایک دو جگہوں کا قابل اعتبار "پیش گوئی" کو  
 اپنے پر لانے کا شوق ہوا وہاں سلسلہ میں اپنا سن بعثت  
 قرار دے لیا۔ جہاں قرآن پاک پر یہودیانہ تصرف مطلوب  
 ہوا وہاں سلسلہ لکھ دیا۔ جہاں غلام احمد قادیانی کے  
 منہ صروت تہام کی مناسبت بنانی پڑی وہاں سلسلہ  
 گھبر کر دیا وغیرہ :

د۔ اس خوب کی لغویت اس سے بھی ظاہر ہے کہ مرزا صاحب  
 کا دعویٰ عام انسانوں کی طرح نہیں تھا بلکہ وہ کہتے تھے کہ  
 میرا ذاتی تجربہ ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر  
 دم ہر لمحہ، بلا فصل ملہم (یعنی میرے اندر) کام کرتی رہتی  
 ہے۔ حاشیہ ص ۹۲ :

۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ (بدھ ماہ  
 شمارہ) قرآن شریف میں بکثرت ایسی آیات موجود ہیں  
 جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی اپنی  
 جتنی کچھ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ بالکل خدا تعالیٰ کے تصرف  
 میں ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کئی انسان کے تصرف  
 میں ہوتی ہے۔ انبیاء انہیں بولتے جب تک انہیں خدا  
 نے نہ منع کر دے۔ کونسا کام نہیں کرتے جب تک خدا ان سے  
 نہ کوئے وہ تو کچھ کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ  
 کے کام کہتے ہیں جیسے میں سے وہ طاقت سلب

کی جاتی ہے جن سے خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی  
انسان کرتا ہے وہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہو۔ تھے ہیں  
جیسے مردہ، ان کی اپنی بستی پر فنا آجاتی ہے۔ " الخ  
(ص ۷۷ ریویو جلد دوم قول مرزا)

مولوی اللہ داتا صاحب! یہ دعویٰ ہے تمہارے نبی کا۔ پس  
تمہارا عذر جو تم نے مرزا صاحب کی تحریرات کی بنا پر کیا ہے نہ صرف  
آخری درجے کا باطل ہی ہے بلکہ اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا  
صاحب بہت بڑے... تھے۔

برادران! آپ مرزا صاحب کی پیشگوئی منسلکہ عمر کہ جملہ پلو  
ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب بتلائیے کہ ہم اس پیشگوئی کی جانچ کیسے  
کریں سوائے اس کے کہ "یُوْخِذُ الْاَشْرَارُ بِثَرِّهِ" کے تحت مرزا صاحب  
کی جس عبارت کو چاہیں اپنے اعتراض کا نشانہ بنائیں۔ آخر مرزا صاحب  
"خدا کے نبی و رسول" ہیں جن کا کوئی بھی قول خدائی تصرف سے باہر  
نہیں۔ پس ہمارا حق ہے کہ ان تمام تحریرات سے جسے جھوٹی پائیں اس  
پر تان کر ہم کا گولہ برسائیں۔ مگر یہاں تو سب کی سب جھوٹی ہیں۔ نہ  
ہم ایک ذبح گھر میں لا کر اس مضمون کو جو پہلے ہی کافی لمبا ہو گیا۔ ہم ختم  
کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی ایک پیشگوئی متعلقہ عمر سے ظاہر ہے کہ ان  
کی عمر اسی سال کی ہوگی "اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ پیدا کب ہوئے سو  
سنیے کہ مرزا صاحب ایک جگہ اپنی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے یہ لکھتے ہیں:-

"اہل کشف نے بھی اس زمانہ کی خبر دی اور بخوبی بھی بول  
اٹھی کہ مسیح موعود کا یہی وقت ہے اور جس نے دعویٰ کیا  
اس کا نام غلام احمد قادیانی اپنے روف کے اعداد سے

اشارہ کر رہا ہے کہ یعنی تیرہ سو کا عدد بتلا رہا ہے کہ تیرہویں  
 صدی کے ختم ہونے پر ہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا  
 عدد پورا کر رہا ہے، (ص ۱۶۳ تریاق ج ۱۲)  
 معلوم ہو کہ مرزا صاحب تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر ظاہر  
 ہوئے اسی مضمون کو دوسری جگہ اس کتاب کے ص ۶۸ پر یوں ادا کیا ہے۔  
 پھر جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے  
 اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق  
 ہوا کہ میری عمر چالیس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ  
 پہنچا تب خدا نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ  
 تو اس صدی کا مجدد ہے، (ص ۵۸ تریاق ج ۱۲)  
 اسی مضمون کو ایک اور جگہ یوں بیان کیا ہے:-  
 سلف صالحین میں سے بہت سے صاحب مکاشفات  
 مسیح کے آنے کا وقت چودھویں صدی کا شروع سال  
 بتلا گئے ہیں، (ص ۱۸۱ ابوالہام ج ۱۲)  
 مزید بتاؤں اور سنئے مرزا صاحب انجام آتھم ص ۷۲ پر لکھتے ہیں:-  
 "وہ نشانہ خدایکے اس است کہ او در عدد نام من  
 عدد زمانہ مرا پوشیدہ داشته اگر خواہی در عدد غلام احمد  
 قادیانی ستہ عدد فکر کن۔"  
 ایسا ہی سالاد جلسہ قادیانی منعقدہ ۱۹۷۷ء کی رپورٹ پر مرزا صاحب  
 کی تقریر دیکھئے کہ:-  
 "غلام احمد قادیانی کے عدد بحساب جمل پورے تھے  
 سوچتے ہیں یعنی اس نام کا نام چودھویں صدی  
 کے تیس ہو گا۔ (ص ۷۲)"



اسی مطلب کی اور بھی بہت تحریریں ہیں ہم انہی پر التفکر کرتے ہیں  
ان سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب تیرھویں صدی کے "ختم" ہوئے۔ پرتشہ  
کہ بعد چودھویں صدی کے شروع سال "آغاز" پر "بالہام" الہی مامور  
و مبعوث ہوئے تھے۔ جس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ پس حساب  
صاف ہے اس کے بعد مرزا صاحب کل ۲۵ سال چند ماہ زندہ رہے  
چنانچہ مولوی اللہ داتا لکھتا ہے :-

۱۳۲۶ھ میں حضور کا وصال ہوا۔ (صفحہ ۱۰۲ تفہیمات ربانیہ)

بدیں حساب ۴۰ + ۲۵ = ۶۵ سال مرزا صاحب کی عمر ہوئی  
حالانکہ کئی الہام تھے کہ تیری عمر چوتھڑے جیسا سی "اشی سے پانچ چار  
کم یا زیادہ۔ اسی سال ہوگی جو سب کے سب غلط نکلے۔ فہ الحمد۔  
اس کے جواب میں مولوی اللہ داتا اور مصنف پاکٹ بک احمدیہ  
نے جو غدر کئے ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ غلام احمد قادیانی کے اعداد  
۱۲۰۰ میں سن ہجری کی قید نہیں بلکہ سن نبوی ہے۔ صدی کے سر سے  
مراد ۱۲۰۰ ہے کسی الہام سے ثابت نہیں کہ آپ مرزا صاحب تیرھویں  
صدی ہجری سے پہلے مامور نہیں ہوئے وغیرہ۔

ان کا جواب ہماری پیش کردہ عبارات میں موجود ہے، سن ہجری  
کی تحفیس۔ تیرھویں صدی کے ختم ہونے کے بعد "بالہام" مامور  
ہونے کا ذکر۔ صدی کے سر سے مراد چودھویں کا شروع سال۔  
آغاز وغیرہ :-

# تیرھویں غلط پیشگوئی

## پھر عمر مرزا

مرزا صاحب نے کہا تھا :-

”و موت ما خواستند و در آن پیشگوئی کردند پس خدائے ماما  
را بشارت ہشتاد سال داد بلکہ شاید انہیں زیادہ“ (صفحہ

۲۱ مواہب الرحمن)

یعنی مخالف میری موت کے خواہاں تھے اور اس بارے میں  
انہوں نے پیشگوئی بھی کر رکھی ہے۔ پس خدانے مجھے بشارت دی کہ  
میں تجھے اسی برس عمر دوں گا بلکہ شاید اس سے زیادہ۔ دوسری جگہ  
اپنی پیدائش کے متعلق لکھا ہے :

يُرِيدُ ذَنْبِيْ طِفْلًا نُّوْزَ الْاَلَمِ بِاَ خَواهِمُ الْخِ اس

آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی  
میں پیدا ہو گا“ (صفحہ ۲۳ تحفہ گولڑہ و صفحہ ۳ طبع ۲)

اسی طرح اربعین ۲۷ ص ۲۳ میں بموجب ”کشف انبیاء گزشتہ“

پتا چودھویں کے سر پر پیدا ہونا لکھا ہے۔ اور وفات ظاہر ہے کہ  
شعبان ۱۲۷۵ میں ہوئی اس حساب سے مرزا صاحب کی کل عمر ۲۵ سال  
سے کچھ زائد ثابت ہوتی ہے۔ لہذا اسی سال بلکہ شاید اس سے زیادہ  
والی پیشگوئی صاف غلط ہوئی :

## چودھویں غلط پیشگوئی

إِنَّمَا بُرِّئْتُكَ بَعْضَ الدِّينِ نِي نَعِدُكُمْ مَوْئِدُكُمْ كَلَّ  
ہم تجھے بعض وہ امور دکھلا دیں گے جو مخالفوں کی نسبت  
ہمارا وعدہ اور تیری عمر زیادہ کریں گے (ص ۱۲۰ البشریٰ)  
بحوالہ البدلہ اخبار، جلد ۲ ص ۲۴۴

اس "الہام" میں مرزا صاحب سے "خدا" کا وعدہ ہے کہ تیری  
عمر زیادہ کروں گا۔ اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا صاحب نے مقررہ  
موعودہ عمر ہی نہیں پائی۔ زیادہ کے کیا معنی۔ پس یہ بھی خدا پر افترا ہے۔

## پندرہویں غلط پیشگوئی

مرزا صاحب ڈاکٹر بعد الحکیم کا ذکر کرتے ہوئے کہ اس نے میری  
موت کی پیشگوئی کی ہے اُس کے بالمقابل اپنی پیشگوئی لکھ کر فرمایا کہ پھر  
آخر میں خدا نے اردو میں فرمایا :-

"میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ  
صرف جولائی ۱۸۵۷ء سے چودہ مہینے تک (یعنی ستمبر  
۱۸۵۷ء تک) تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی  
جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں میں ان سب کو  
جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا" (انہیں) معلوم  
ہو کہ میں خدا ہوں ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے"

(اشتہار مرزا موسومہ تبصرہ)

اس "الہام" کے اندر کئی دیکھیں ایک عبدالحکیم پر مرزا کا غلبہ بروئے پیشگوئی

۱۸۵۷ء کو صاحب مرحوم نے پیشگوئی کی تھی کہ مرزا میری زندگی میں مرگے گا بقیہ حاشیہ بر ص ۱۳۱

یعنی اس کی پیشگوئی جھوٹی ہوگی اور مرزا کی سچی۔ دوسرا مرزا صاحب کی عمر زیادہ ہونے کا چنانچہ لفظ "تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا" اس پر دال میں تیسرا وعدہ دیگر مخالفین کو اس حیثیت میں جھوٹا کرنے کا کہ وہ تیری موت کی پیشگوئیاں کرتے ہیں میں ان کی پیشگوئیوں کو جھوٹا کرنے کے لئے "تیری عمر بڑھا دوں گا" حالانکہ مرزا صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم کے بالمقابل پیشگوئیوں میں اس کا ذب ثابت ہوئے۔ اور عمر بھی نہ بڑھی۔ اسی طرح دیگر مخالفین کے مقابلے میں مرزا صاحب جھوٹے۔ حالانکہ ان کا کذب مرزا کی عمر

بڑھنے سے ثابت ہوتا تھا اور عمر بڑھی نہیں۔

مرزا کی منہ خراب دیا کرتے ہیں کہ عمر بڑھانے کا وعدہ **اعتراض** صرف عبدالحکیم کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تھا اور اس کا جھوٹا ہونا اس طرح ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اس کی بتائی ہوئی تاریخ کو نہیں مرے۔

**الجواب** قطع نظر اس بات کے کہ مرزا صاحب عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے یا نہ، بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے ۱۰ سال میں دو باتیں تھیں (۱) پیشگوئیوں میں فتح (۲) زیادتی عمر پس پیشگوئی میں غلبہ۔ ہونے سے دوسری خبر سچی نہیں ہو سکتی جب تک کہ مرزا صاحب کی عمر نہ بڑھے۔ **فتن بڑھے**

یہ تو ہوا عبدالحکیم کے متعلق حصہ کا جواب، باقی رہا دیگر مخالفین کے جھوٹا کرنے کو عمر کا بڑھنا۔ سو اس کا جواب مرزا کیوں کے ذمہ ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲، بالمقابل مرزا نے پیشگوئی کی کہ عبدالحکیم میرے روبرو تباہ ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں فوت ہو گئے۔ اس پیشگوئی پر مفصل گفتگو

# سوطھویں غلط پیشگوئی

## دہی عمر مرزا

مرزا صاحب نے ایک فارسی قصیدہ سے اپنی سچائی ثابت کرنے کو

ایک شعر

”تا چهل سال اے بیاور من دوراں شہسوار می بینم“

کی شرح یہ کی کہ:-

”یعنی اس روز سے جو وہ امام ملجم جو کرا اپنے تئیں ظاہر کرے چالیس برس تک زندہ کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے الہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گزر گئے۔“ (۱۳۱ شہادۃ الملبہین ط ۲)

معلوم ہوا کہ اس شعر کی رو سے جسے مرزا صاحب نے شاہ نعمت ولی کا ظاہر کیا۔ ہے مرزا صاحب کو بعد سن بعثت کے چالیس سال تک ضرور ہی جینا چاہیئے تھا کیونکہ یہ ایک ”ولی اللہ کی پیشگوئی“ ہے۔ جس کی تصدیق ایک نبی اللہ مکر رہا ہے۔ اور اسے اپنی صداقت پر دلیل گردان رہا ہے اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا صاحب ان سطور کے لکھتے وقت تک دس سال گزار چکے تھے اور تیس سال باقی تھے۔ بہت خوب یہ تحریر ماہ جون ۱۸۹۲ء کی ہے جیسا کہ اس رسالہ کے سرورق (۱) میں (پیج ۱) کے صفحہ اندرونی پر تاریخ ثبت ہے۔ اب ۱۸۹۲ء میں ۳۰

جمع کدیں۔ تو ۱۹۲۲ء میں یعنی مرزا صاحب کو حسب پیشگوئی،  
 شاہ نعمت اللہ ولی، ۱۹۲۲ء تک زندہ رہنا چاہیے تھا۔ حالانکہ  
 آپ ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔  
 نتیجہ صاف ہے کہ نہ تو یہ قصیدہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی  
 کا ہے اور نہ ہی مرزا صاحب حسب قول و تشریح خود صادق مسیح موعود  
 ہیں۔ آہ۔

رسول قادیانی کی رسالت بطلت ہے، جہالت ہے، ضلالت ہے۔

## ضمیمہ عمر مرزا

(۱) کتاب البریہ ص ۱۲۶ کا حاشیہ۔ اخبار بدر قادیان مؤرخہ ۸ اگست  
 ۱۹۲۲ء ص ۵ کتاب حیاۃ النبی جلد ۱ ص ۲۹ ریویو آف ریلیجنز بابت  
 ماہ جون ۱۹۰۴ء ص ۲۱۹ پر مرزا صاحب کے الفاظ یوں درج

ہیں :-  
 میری پیدائش ۱۸۲۹ء یا ۱۸۳۰ء میں سکھوں کے  
 آخری وقت میں ہوئی ہے۔

نوٹ۔ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوئے  
 تھے۔ لہذا آپ کی عمر ۷۹ سال شمسی اور ۷۲ سال قمری ہوئی ہے۔  
 (۲) کتاب البریہ کے صفحہ ۱۲۶ کے حاشیہ۔ ریویو آف ریلیجنز بابت  
 ماہ جون ۱۹۰۴ء ص ۲۲۰ اخبار بدر مؤرخہ ۸ اگست ۱۹۰۴ء  
 صفحہ پر ہے :-  
 اور میں ۷۸ سال یا ۷۷ برس میں

تھا۔

(۳) اس صاحب سے مرزا صاحب کی عمر ۶۹ سال (شمسی) بنتی ہے۔  
کتاب البرید صفحہ ۱۵۹ کا حاشیہ: کتاب حیاۃ النبی جلد اول صفحہ ۲۲

پر ہے:-

”میری عمر قریباً چونتیس پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت  
والد صاحب کا انتقال ہوا۔“

نوٹ: حکیم غلام مرتضیٰ صاحب <sup>۱۸۴۲</sup>شہد میں فوت ہوئے تھے  
(نزول المسیح صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸) اس وقت مرزا صاحب ۲۵ برس  
کے تھے پس کل عمر ۶۹ سال ہوئی؛

(۴) کتاب سیرۃ المہدی کے صفحہ ۲۵۶ پر ہے:-

حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ تب سلطان احمد  
پیدا ہوا اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی:-

نوٹ: خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب <sup>۱۸۵۲</sup>شہد جرمی یعنی  
<sup>۱۸۵۶</sup>شہد میں پیدا ہوئے تھے (سیرت المہدی صفحہ ۱۹۶) پس اس صاحب  
سے بھی مرزا صاحب کی عمر <sup>۱۹۰۸</sup>شہد میں ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے:-

(۵) حکیم نور الدین صاحب بھیروی اپنی کتاب نور الدین کے صفحہ ۱۴  
پر لکھتے ہیں:-

”سن پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود  
<sup>۱۸۲۹</sup>شہد“

(۶) اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۲۱ جولائی <sup>۱۹۲۳</sup>شہد میں ہے:-  
”اس فرقہ (احمدیہ) کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی  
ہیں۔ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب میں  
ایک گاؤں ہے آپ <sup>۱۸۳۹</sup>شہد میں پیدا ہوئے۔“

(۷) کتاب "منظور الہی" ص ۲۴۱ پر لکھا ہے :-

۱۶ مئی ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعود کا بیان جو آپ نے

عدالت نور واسپور میں بطور گواہ مدعا علیہ مرزا نظام الدین

کے مقدمہ بند کرنے راستہ شارع عام جو مسجد کو جاتا تھا

حسب ذیل دیا :-

"ہندو تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا میری عمر ساٹھ سال

کے قریب ہے۔"

مئی ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔

پس مئی ۱۹۰۹ء میں آپ کی عمر ۴۴-۴۸ سال ہوئی۔

نوٹ۔ ان تحریروں سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی

۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر مرزا صاحب اپنی کتاب "ضمیمہ براہین

حمدیہ حصہ پنجم ص ۹ پر یوں رقم طراز ہیں :-

"اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدے کے متعلق ہیں

و دتہ چوتھ "اور چھپا سکی کے اندر اندر کی تعیین کرتے ہیں

ناظرین! نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی عمر کم سے کم

۷۲ سال کے کم ہوئی ہے۔ لہذا مرزا صاحب کا زب ٹھیک ہے۔

مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "چشمہ حریت" کے صفحہ ۲۲۲ پر لکھا

ہے :-

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے

تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار

نہیں رہتا۔"



# ستر صویں غلط پیشگوئی

## ڈیٹی عید اللہ آتھم امرتسری

۱۸۹۲ء میں امرتسر کے اندر مرزا صاحب کا عیسائیوں کے ساتھ توحید و تثلیث پر مباحثہ ہوا جو پندرہ دن ہوتا رہا۔ اس مباحثہ میں جب مرزا صاحب باوجود اذعان حالہ آسمانی تحائف، علوی عجائبات، روحانی معارف و دقائق، (صفحہ ۶ فتح الاسلام مصنفہ مرزا) اپنے مد مقابل پر فتح نہ پاسکے تو شرمندگی اٹارنے کو آخری دن یہ پیشگوئی کی کہ:-

”آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جیکہ میں نے بہت تضرع اور اتہال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے تیرے ہیں تو اس نے مجھے یہ نشان دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عہد اُجھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنارہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۵ ماہ تک داویہ میں گرایا جائے گا اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے، اس کی عزت ظاہر ہوگی۔“

اس پیشگوئی کی مزید تشریح اگلے صفحہ پر مرزا صاحب کی طرف سے یوں مندرج ہے:-  
”میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ (۵ جون ۱۸۹۲ء) سے بسزائے موت داویہ میں نہ پڑے تو میں ایک سفر کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے

دوسیاہ کیا جادے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے مجھکو  
پھانسی دی جاوے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اللہ جل شانہ  
کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا  
زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی ہاتھیں نہ ٹلیں گی :-  
اب میں ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا تو کیا  
یہ سب آپ کے منشاء کے موافق خدا کی پیشگوئی ٹھیک رہی یا نہ - اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کے بارے میں جن کو  
اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں، محکم  
دلیل ہو جائے گی یا نہیں - اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی -  
تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ  
مجھے لعنتی قرار دو۔ (جنگ مقدس - تقریر مرزا صفیات آخری)

الفاظ مذکورہ بالا صاف ہیں کہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ  
ماہ (۵ ستمبر ۱۸۹۴ء) تک بصورت الوہیت مسیح کے نہ چھوڑنے اور سچے خدا کے نہ  
ماننے کے فوت ہو جائیگا۔ اگر نہ ہو تو مرزا صاحب ایسے اور ویسے، چونکہ مرزا صاحب  
یہ پیشگوئی کرنے میں مغتری علی اللہ تھے اس لئے یہ پوری نہ ہوئی اور "مسٹر عبد اللہ  
آتھم" گیا۔ (صلوات اور الاسلام مصنفہ مرزا) انصاف و دیانت تو یہ تھی کہ مرزا  
صاحب اس پیشگوئی کے غلط ٹکٹنے کی صورت میں اپنی مقرر کی ہوئی سزا نہ سہی  
کم از کم مذمت اور غلطی کا اپنی اقرار کر تے مگر مرزا اور دیانت نشان مابینکھٹا  
پاپ نے نہایت ہی نا انصافی سے کام لے کر انتہائی درجہ کے بودے  
جو بات سے اپنی پیشگوئی کی صداقت پر اصرار کیا اور مندرجہ ذیل غدرات  
بیانہ کئے :-

خدا قول [ہمارے الہام میں فوق کا لفظ ہے کیوں صرف عبد اللہ آتھم  
کے وجود پر محدود کیا جاتا ہے] (صلوات اور الاسلام)

۳ تاویل سے جو مقصود مرزا صاحب کا تھا اسے ص ۱۱۰ اور الاسلام  
پہ یوں لکھا ہے کہ "اس عرصہ میں پادری رائٹ مرکیا جس کی موت سے  
ڈاکٹر مارٹن کلارک (جو اس مباحثہ میں نہ صرف عیسائیوں کا پریزیڈنٹ  
تھا۔ بلکہ ایک دن کا مباحثہ بھی اس نے کیا تھا ناقلاً) اور اس کے دوستوں  
کو سخت صدمہ پہنچا۔"

**جواب** ۱- مرزا صاحب نے ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں ص ۱۱۰  
مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور کے سامنے اس معاملے  
کو بایں الفاظ صاف کر دیا ہے کہ :-

"عبداللہ آتھم کی درخواست پر پیشگوئی صرف اس کے  
واسطے تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔"

(ص ۱۱۰ کتاب البریت مصنفہ مرزا صاحب)

"اسی طرح ایک اور جگہ مرزا صاحب نے لکھا ہے :-

ابتداء سے ہمارا علم یہی تھا کہ اس پیشگوئی کا مصداق صرف  
آتھم ہے۔ ہماری نیت میں کبھی کوئی اور نہ تھا۔

ہاں دوسروں پر ہم نے اثر دیکھا اور نہ یہ کہیں نہیں لکھا کہ  
جیسا عبداللہ آتھم اس پیشگوئی میں شریک ہے دوسرے  
بھی شریک ہیں۔ اس لئے ہماری پوری اور اصل توجہ صرف  
آتھم کی طرف رہی اور اب تک اسی کو اصل مصداق ،  
پیشگوئی کا سمجھتے ہیں" (ص ۱۱۰ کتاب البریت ص ۱۸۹۸)

معاملہ صاف ہو گیا کہ مرزا صاحب کا انوار الاسلام میں دیگر عیسائیوں  
کو اس پیشگوئی میں لپیٹنا محض دفع الوقتی کے لئے کذب بیانی تھی۔

۲- اگر ایک طرف مارٹن کلاک کا دوست مر گیا تو دوسری طرف انہی دنوں  
میں مرزا صاحب کے مقرب اور اخص حواری مولوی نور الدین کا

لو کا بھی مرگیا (ملاحظہ ہو صفحہ ۲ انوار الاسلام) پس عوض معاوضہ منیت نہ ملے

عند دوم از مرزا صاحب [آتم کی موت کی پیشگوئی ہماری ذاتی رائے تھی۔ اصل پیشگوئی میں ہادیہ

کا لفظ ہے اور پیشگوئی کے دنوں میں عبداللہ آتم کا ڈرتے رہنا اور شہر بہ شہر بھاگتے پھرنے ہی اس کا ہادیہ ہے، (مفہوم صفحہ ۲ انوار الاسلام وغیرہ)

الجواب [اللہ اکبر: بھائیو! مرزا صاحب کی پیشگوئی کے الفاظ پر نظر ڈالو کہ کس قدر زور ہے اور اس کے بعد اس تحریر کو پڑھو

کہ کس قدر دُری، عاجزی اور بے بسی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ آہ !

پندرہ ماہ تک تو برابر انتظار تھا کہ آج میرا کل، مگر جب اس کو معمولی سا

زکام بھی نہ ہوا اور میعاد گزری تو جھٹ سے مرزا صاحب پر حقیقت کھل گئی

کہ ہماری موت والی تشریح صرف خیال تھا۔

اچھا صاحب! اگر ہادیہ کے لفظ سے الہام میں موت مراد نہ تھی تو

پھر مرزا صاحب نے یہ کیسے لکھا کہ :-

الف "الہامی عبارت میں شرعی طور پر عذاب موت کا وعدہ تھا"

(مفہوم انوار الاسلام)

ب۔ آتم نے رجوع کا حصہ لے لیا جس حصہ نے اس کے وعدہ

موت میں تاخیر ڈال دی" (صفحہ ۲ انوار الاسلام)

ج۔ "نفس پیشگوئی تو اس کی موت تھی" (صفحہ ۱۸ حقیقتہ الوحی)

کیوں جناب! یہ موت کا وعدہ "نفس پیشگوئی موت" یہ کس کی طرف

سے تھے؟ انصاف!

یہ تو ہوا، موت والی تشریح کا ذکر! اب سنیئے آتم کے دلی رجوع اور

خوف کا جواب :-

مرزا صاحب کا یہ مباحثہ اسلام و عیسائیت کی صداقت پر تھا جس

کو آخری دن ان الفاظ میں ختم کیا کہ :-

”جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ ۵۰ ماہ تک ہادیہ میں گرایا جاوے گا“

ان سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ ہر دانا بلکہ معمولی دماغ والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب تک مسٹر آفتم ”جھوٹے خدا یعنی اعتقاد الوہیت مسیح“ کو نہ چھوڑیں گے اور سچے معبود خالق السموات والارض و ما بینہما پر ایمان نہ لائیں گے یقیناً موت کے منہ میں چلے ہائیں گے۔ اسی مضمون کو مرزا صاحب نے اپنی دیگر تصانیف میں یوں دایا ہے :-

(۱) ”پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں جو شخص اپنے عقیدہ کی رو سے جھوٹا ہے وہ مرے گا“ (ملخص ص ۶ کشتی نوح)

(۲) ”پیشگوئی میں صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے، جاہیں گے اور ان کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیشگوئی کے اندر فوت ہوں گے“ (ص ۱۳ انجام آفتم)

(۳) ذَاتِ یُسْلِمَتٍ یُسْلِمُوْا ذَاکَ حُمَیْتُ (منہ کرامات الصادقین)

یعنی اگر وہ اسلام لائے گا تو نیچے گا ورنہ مر جائے گا۔ اس کے مقابل مسٹر عبداللہ آفتم کے الفاظ پڑھئے۔ ڈپٹی صاحب کا بیان اخبار وفادار ۱۵ ستمبر ۱۹۷۷ء میں درج ہے کہ :-

”مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آفتم نے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے اس لئے نہیں مرا، ان کو اختیار ہے جو چاہیں کہیں اس کو خدا نے جھوٹا کیا جو تاویل کریں کون روک سکتا

بے مرزا صاحب بھی یہی لکھتے ہیں کہ بے جیا جو چاہے بکے کون اس کو دکت ہے۔ ۲۔ اعجاز احمدی۔ ناقل) میں دل سے اور ظاہر پہلے بھی عیسائی تھا اور اب بھی ہوں اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے۔ کہ ایک سو سال کے اندر اندر اس وقت کے جو باشندے دنیا پر ہیں سب مر جاویں گے۔ (منقول از کلمہ فضل رحمانی)

اس خط میں مسٹر آتھم نے نہ صرف کسی قسم کے رجوع سے ہی انکار کیا ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور مرزا صاحب کی آئندہ گون محل پیشگوئی پر بھی چیتا ہوا حملہ کیا ہے یعنی مرزا صاحب جو کہتے ہیں کہ میرے آتھم معیار میں نہیں ہر اگر ضرور جائیگا۔ خدا اس کو نہیں چھوڑے گا۔ وغیرہ یہ سب دھوکے اب کام نہیں آسکتے کیونکہ میں نے آخر کو تو مرنا ہے۔

بہر حال مسٹر آتھم رجوع سے انکاری ہے اس خط پر کیا موقوف ہے خود مرزا صاحب نے آتھم کے انکاری بیانات کو اپنے اشتہارات انعامی تین ہزار وغیرہ میں نقل کیا ہے۔ پس ان ظاہری اور صاف بیانات سے ہوتے ہوئے یہ کہتے کہ وہ دل سے ڈر گیا تھا سوائے ڈھٹائی کے اور کچھ نہیں۔ یا سوا کے بغرض محل مان بھی لیا جائے کہ آتھم دل میں مسلمان تھا تو کسی میں اس کو پیشگوئی کے غدا سے بچا نہیں سکتا کیونکہ اگر مرزا صاحب کے بہت کچھ ہیں تو ان سے ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی ہونے سے پیشگی آتھم میں عیسائیت کا منکر تھا اور جان بوجھ کر صداقت کو چھپاتا تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے لبام میں مسٹر آتھم کے متعلق یہ الفاظ

”جو فریق لفظ جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا

اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، (جنگ مقدس)

صاف واضح ہے کہ آتھم پہلے بھی اسلامی صداقت کا قائل تھا اور بعداً

جھوٹ پر جما بیٹھا تھا، احمدی درستیو کیا کہتے ہو؟ ع

لو آپ اپنے دام میں عیسا د آگیا

**مرزا صاحب کی ایک عجیب چالاکی** [جب مرزا صاحب نے دیکھا

تکذیب پر کمر بستہ ہے تو یہ چال چلی کہ اگر آتھم دل میں ہماری پیش گوئی سے  
نہیں ڈرا تو قسم کھائے۔ ہم اس کو ایک ہزار دو ہزار، بلکہ چار ہزار تک  
انعام دینے کو تیار ہیں۔

اس میں ایک بڑا راز مخفی تھا وہ یہ کہ مرزا صاحب جانتے تھے کہ عیسائیوں  
کے مذہب میں قسم کھانی شرعاً ممنوع ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کشتی نوح  
صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں :-

”(اے مسلمانو!) قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز  
قسم نہ کھاؤ۔“

اس لئے مرزا صاحب نے قسم کا مطالبہ کیا مراد یہ تھی اگر وہ قسم کھا گیا  
تو ہم کہہ دیں گے دیکھ لو ہماری بات سچی نکلی۔ آتھم عیسائیت سے دست  
بردار ہو چکا۔ اس کے مذہب میں قسم ممنوع ہے مگر اس نے اٹھالی ہے۔  
اگر اس نے قسم نہ کھائی جیسا کہ یقین ہے کہ وہ خلاف مذہب ہرگز نہ  
کھائیگا تو بھی ”ہوں بارہ“ میں ہم خوب شور مچائیں گے۔ آسمان سر بھراٹھائیں  
گے کہ دیکھ لو، وہ جھوٹا ہے تبھی تو قسم نہیں کھاتا۔

**دوسری چالاکی** [اس قسم کے معاملہ میں مرزا صاحب کی یہ عادت  
اپنی کذب گوئی کا اقرار کرنے کو تیار نہیں تھے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی لگا رہے تھے،

• مگر عبداللہ آتھم قسم کھائے پھر اگر ایک سال تک فوت نہ ہو تو جو مولوی لوگ ہمارا نام رکھیں سب سچ ہوگا۔ (ص ۲۱۲ انوار الاسلام)

بجائیو! یہ ہے اصلی راز قسم دینے کا۔ مطلب یہ کہ کسی طرف ایک سال اور جہنت مل جائے اور موجودہ ذلت اور رسوائی کا سیانہ داغ مٹانے کا بہانہ پیدا ہو جائے۔ رہا سال کے بعد کا معاملہ۔ سو کون جتنے کون سرے۔ ممکن ہے قسمت کی دیوی ہبران ہو جائے اور آتھم مر جائے۔ یہ بھی نہ ہو تو سال بھر میں سو پنجویں بیسیوں چالیس چلی جاسکتی ہیں۔

ادھر آتھم بھی ایک جہاں دیدہ سرد گرم چشیدہ تھا وہ بھلا ان چالوں میں کب مرنے والا تھا۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ:-

• قریب ستر برس کے تو میری عمر ہے۔ اب آئندہ سال بڑھانا کیا معنی! کیا جناب کے خونی فرشتوں کو پہلے موقع میرے ماسنے کا نہیں ملے! ایک سال اور طلب ہوتی ہے (مکتوب آتھم ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء در اشاعت السنۃ ۱۲۲۹ھ تا ۱۲۳۰ھ) اس

چال میں بھی مرزا صاحب کو ناکامی ہوئی؟  
آتھم کے دل میں ڈر جانے کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے پیشگوئی سننے کے بعد اسلام کے خلاف لکھنا چھوڑ دیا۔ یہی اس کا رجوع ہے!۔  
آتھم پہلے کب ہمیشہ اسلام کے خلاف لکھا کرتا تھا۔ مرزا صاحب الجواب کی شہادت موجود ہے کہ:-

مستر عبد اللہ آتھم صاحب عیسائیوں میں سے شریف اور سلیم مرزا ہیں۔ (ص ۲۱۲ سرمہ چشم آریہ)

• وہ اس کے یہ بھی جھوٹ ہے کہ اس نے پیشگوئی کے بعد اسلام کے خوف میں گھر نہیں رکھی۔ اس مباحثہ کے بعد مسٹر آتھم نے "خلاصہ



مباحثہ " شائع کیا جس میں برابر اس نے اسلام اور مرزا صاحب کے خلاف حسب اعتقاد خود اعتراض کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۱۱۱۔ بلکہ صفحہ ۱۱۲ آخر میں تو اس نے کھلم کھلا مرزا صاحب کو "دہریہ اور ممتحن ایمان" یعنی "جھوٹا نبی" لکھا ہے :

عذر۔ اُنہم نے عین جلسہ مباحثہ میں نبی صلعم کے حق میں سخت لفظ کہنے سے رجوع کیا تھا۔ پس یہ بھی اس کا رجوع تھا۔

الجواب اگر اس نے اسی دن رجوع کر لیا تھا تو پھر پندرہ ماہ والی پیشگوئی کیوں بحال رکھی گئی۔ کیوں نہ کہہ دیا کہ بس تم نے رجوع کر لیا ہے اب پیشگوئی منسوخ ہے۔ کیوں پندرہ ماہ تک انتظار کیا اور مبعاد گزرنے کے بعد طرح طرح کے چیلے بہانوں سے جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں "جان چھڑانے" کی ناکام سعی کی۔ پھر یہ بھی غلط ہے کہ اس نے سخت لفظ سے رجوع کیا تھا۔ رجوع نہیں انکار کیا تھا۔ یعنی اس نے بقول مرزا صاحب یہ کہا تھا کہ :-

"میں نے انجناب کی شان میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہا" (ص ۱۱۲)

افسوس مرزا صاحب سلطان المتکلمین اور رئیس المناظرین تو کہلاتے ہیں مگر انہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ رجوع اور انکار میں کیا فرق ہے ؟ بالآخر ہم اس پیشگوئی کے متعلق وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو مرزا صاحب نے خود لکھا تھا کہ :-

"میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر وہ فوق پندرہ ماہ میں نہ مرے تو میں ہر ایک سنا اٹھانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیہ کیا جاوے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے میرے لئے سولی تیار رکھو

اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو، (جنگ مقدس، تقریر مرزا صفیات آخری)  
 احمدی بھائیو! کلمات بالا تمہارے نبی و رسول کے پاک دہن سے  
 نکلے ہوئے ہیں ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ ان شاء اللہ

## اٹھارویں غلط پیشگوئی

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا صاحب نے ایک پیشگوئی حضرت مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی  
 کے متعلق کر رکھی تھی کہ:-

”ہم اس کے ایمان سے ناامید نہیں ہوئے بلکہ امید بہت ہے  
 اسی طرح خدا کی وحی خبر دے رہی ہے (اے مرزا) تجھ پر خدا تعالیٰ  
 تیرے دوست محمد حسین کا مقصوم ظاہر کر دے گا۔ سعید ہے  
 جو عذر مقدس کو فراموش نہیں کرے گا اور خدا کے ہاتھوں  
 سزا دیا جائیگا اور خدا قادر ہے اور رشد کا زمانہ آئے گا  
 وہ تجھ کو دیا جائیگا پس پائیزگی اور طہارت کا پانی اسے پلائیں  
 محمد نسیم صاحب کو شہادے کی اور مصلح کر دے گی۔ میرا  
 قوم سچ ہے میرے خدا کا قول ہے جو شخص تم میں سے زندہ  
 رہے گا دیکھ لے گا، سنو ۱۰۵۰۵۰ عجمی (محمدی)

مقتدہ مرقوبہ سے وف عید ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب  
 جو کوئی ایک دن ضرور مرزا صاحب پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ  
 یہ پیشگوئی قطعاً بیکل خدا نکلے۔

غہ۔ مرزا کی بات کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب استفتا

کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے کہ :-

معلوم نہیں کہ وہ ایمان (محمد حسین کا افرعون کی طرح ہو گا یا  
پرہیزگار لوگوں کی طرح ۔

**جواب** آیہ تحریر شدہ ۱۸۹۷ء کی ہے۔ بیشک اُس وقت مرزا صاحب نے اس  
پیشگوئی کو درہمکی میں ڈالا تھا مگر اس کے بعد جبکہ انہوں نے  
اصناف اور واضح الفاظ میں "بوجی اللہ" تعین کر دی ہے کہ محمد حسین کا ایمان  
انسعید لوگوں کی طرح ہو گا۔ جیسا کہ اوپر کی عبارت جو ۱۹۰۳ء کی ہے  
میں موجود ہے تو اب ایک سابقہ مردودہ تحریر کو پیش کر کے فریب دینا  
بعید از شرافت ہے ۴

## انیسویں غلط پیشگوئی

زلزلۃ الساعة

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے قیامت خیز زلزلہ کے بعد مرزا صاحب نے یہ

سمجھتے ہوئے کہ ممکن ہے اس قہری رومیں اور بھی کوئی زلزلہ آجائے البام پر البام  
گھڑنے شروع کئے۔ چنانچہ ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو اشتہار دیا :-

”آج رات کچھ عین بجے کے قریب خدا کی پاک وحی مجھ پر نازل  
ہوئی۔ تازہ نشان کا دھکے۔ زلزلۃ الساعة خدا ایک تازہ  
نشان دکھائیگا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکے لگے گا وہ  
قیامت کا زلزلہ ہو گا مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ  
ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت  
کہہ سکیں اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم  
نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہو گا یا خدا تعالیٰ

اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیں گے یا کچھ اور قریب  
یا بعید، (”انذار“ در تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۲۸)

تلمیذی کرام: ملاحظہ ہو کہ مرزا صاحب قادیانی جو کہتے تھے کہ میں رسول  
محمد بنی ہند وغیرہ ہوں، خدا کے نبی کا ہر قول و فعل خدا کا قول ہوتا ہے اس  
بجائے کہ وہی شرم اور نہایت ہی کمزور اور نفرت انگیز چالوں سے راولوں اور  
عالموں سے بدوں سے بھی ہرگز نہ زیادہ بیرون پھیر دے سے آئندہ زلزلہ کی پیش  
گفتہ گری ہے جس شرم: شرم: شرم!!!

اس کے بعد ۲۔ پہلی شہادہ کو ایک کشف سنایا:-

”میں قدیم کے زمانہ میں گڑھی پر سو رہا ہوں اس وقت زلزلہ آیا  
میریم کو کوئی نقصان اس زلزلہ سے نہیں ہوا (ملخص ص ۳۹ رسالہ  
”مکاشفات“ مرزا بجوانہ اخبار البید جلد ۱ ص ۲)

اس کے بعد مرزا صاحب نے ۱۵۔ اپریل ۱۳۵۷ء کو اپنی کتاب نصرتہ

حق کے تحت ”پر یہ اشعار لکھے:-

”میں نے آج سے کچھ دن کے بعد  
میں نے خبر سے خلق پر اک انقلاب  
یک نیک نہ زلزلے سے سخت جنبش کھائینگے  
میں نے چھٹی صدی میں ہو جائیگی زیر و زبر  
میں نے جو کچھ تھے پوشاک بزرگ یا سمن  
میں نے وہ بچے جس کے ہر نہر کے حواس  
میں نے وہ سب سخت تھے اور وہ گھر گھر  
میں نے ہر یوں کے کوستان کے آب و دل  
میں نے وہ جیسے جس خوف سے سب جن دلی  
میں نے وہ قبر کا جو گا وہ ربانی نشان

جس سے گردش کھائینگے دیہات شہر و مرغزار  
اک برسہ سے نہ یہ ہوگا کہ تاباندے ازار  
کیا بشر اور کیا شجر اور حجر اور کیا بحار  
نایاں خوں کی گھاگھا جیسے آب و دوبار  
صبح کر دیگی انہیں میل درختان چنار  
بھولیں گے فہموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار  
راہ کو بھولے ہونگے مست و بے خود راہ دار  
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار  
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گڑھی باحال زار  
آسمان جملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار

ہاں! نہ کر بیداری سے انکار اسے سفید ناشناس  
وہی حق کی بات ہے ہو کر بیٹھی بے خطا،  
اس پر ہے میری سچائی کا سبھی وار و مدار  
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار  
مرقومہ بالا اشعار سے ظاہر ہے کہ غنقریب ایک ایسا زلزلہ آئے گا جس  
سے شہر و دیہات بلکہ جنگل و دیرانے چکڑا جائیں گے۔ بشر و شجر۔ حجر و بجا رتبش میں  
آئیں گے یہ زلزلہ کوئی ایسا نہیں ہو گا کہ سالوں، ہینوں، ہفتوں یا گھنٹوں سے  
بلکہ اک چھپک میں یہ زیریں ہو جائے گی زیر و زبر۔ یہ زلزلہ ایک ہی رات کو  
صبح سے پہلے پہلے آئے گا جس سے انسان تو انسان کبوتروں کو اپنی چہل،  
پہل اور بلبلوں کی چہچہاہٹ بھول جائیگی غیری عقل ہستیوں کا تو کیا ذکر  
زار یعنی انسان کے آنسو بھی باحال زار ہوں گے۔ یہ تو اس مخلوق کا ذکر ہے  
جو ہر انسان کو ظاہری نظر آتی ہے اس زلزلہ کا اثر اس مخلوق پر بھی پہنچے  
گا جسے انسان دیکھ نہیں سکتا یعنی جنات کی قوم بھی اس زلزلہ کے اثر سے  
مضمحل ہوگی وغیرہ :

باد جو دان صریح تصریحات کے اس کے نیچے حاشیہ میں پھر دی۔ اولانہ  
چال اختیار کر کے لکھا :-

"خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا  
زلزلہ ہو گا جو نمونہ قیامت ہو گا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو  
کہنا چاہیے جس کی طرف سورہ اذا زلزلت از زلزلہ انما  
اشارہ کرتی ہے لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین  
کے ساتھ ظاہر پر نہیں جاسکتا ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو  
بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے اور  
آہ! تاوانی " حضرت مسیح موعود رضی اللہ عنہ صاحب کس قدر ایچا سچی  
سے کام لے رہے ہیں دعویٰ یہ ہے کہ :-

میں امام الزمان ہوں " امام الزمان کی پیش گوئیاں

نہا علیٰ غیب کا مرتبہ رکھتی ہیں یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے  
اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ  
میں کرتا ہے۔ (ص ۱۷۰ ضرورتاً دیکھو)  
اسی طرح زلزلہ اوہام میں تھا ہے کہ:-

جیسا کہ شیوہوں کو کھانوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ  
میک خاص حرکت کی روشنی و ہدایت اپنے اندر۔ کھس میں اور لمب  
و سحریت حدیث میں توجہ کر کے ان کا انکشاف کر لیتے ہیں  
(ص ۱۷۰ زلزلہ اوہام لمخض)

گمانت یہ ہے کہ باوجودیکہ خدا کی وحی میں بار بار زلزلہ کا ذکر ہے۔  
پھر بھی مرتبہ کو ایسی نہیں۔ خدا کی وحی ہو تو ایمان ہو۔ یہاں تو خدا پر ہی  
ایمان نہیں سب انہماک اپنے نفس کی ایجاد ہیں پھر ان پر ایمان کیسے ہو  
گئے تھے اس کے بعد مؤرخہ ۲۱۔ اپریل کو مرزا صاحب نے پھر ایک اشتہار دیا:

۹۔ اپریل ۱۳۳۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر  
دی جو نمونہ قیامت اور ہوش رہا ہو گا۔ چونکہ دوسرے مکر طور  
پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقع پر مجھے مطلع فرمایا ہے  
میں نے میں یقین رکھتا ہوں کہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے  
حادثہ کو یاد دلانے کا دور نہیں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ  
اب دوسرے نشان دکھا دے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو  
۱۰۔ وہ لوگ جو کسی منزلوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور  
جگہ ڈیرے لگالیں۔ (لمخض اشتہار مرزا مؤرخہ ۲۱۔ اپریل  
۱۳۳۵ء موسمہ النذر من وحی السماء مندرجہ ریو یو جلد ۱)

(ص ۱۷۱)

جس جہت میں تو بلا کسی تاویل و احتمال کے صاف صاف زلزلے کا ذکر

کا ذکر ہے وہ اس طرح کہ لوگ گھروں سے نکل کر آسمان کے نیچے ڈیرے لگائیں مطلب یہ کہ زلزلہ آیا کہ آیا۔ چنانچہ مرزا صاحب جن کا دعویٰ ہے کہ میرا ہر قول و فعل خدا کے حکم سے ہے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں فرماتے ہیں کہ وہ حادثہ دور نہیں۔ اس پر مزید شہادت یہ کہ خود مرزا صاحب نے جمعہ اہل و عیال مکان چھوڑ کر باغ میں جا ڈیرا لگایا۔ چنانچہ ۲۹ اپریل شہر کے اشتہار میں تھا:-

آج ۲۹ اپریل شہر کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد اس کو ظاہر فرماوے گا مگر بار بار خبر دینے سے ہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں (محضو آپ کا تو دعویٰ ہے کہ میری اپنی ہستی، کچھ نہیں میں خدا کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ہوں۔ مفہوم ص ۲۲ ریلوے جلد دوم یہاں کیا بات ہے کہ آپ مہینہ بھر سے میرے پیچھے کر رہے ہیں، مگر اصلیت آپ کو معلوم نہیں ہوتی۔ ناقل) یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو لوگ شائع کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے، وہ جھوٹے ہیں، بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گزرا۔ غالباً صبح کا وقت ہو گا یا کچھ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہو گا جو اس کے قریب ہے۔

(ریلوے جلد ۴ ص ۲۲۲)

برادران! ملاحظہ فرمائیے کہ نصرة الحق کے اشعار میں تو صاف تھا کہ  
 - نہ تیرے لئے پوشاک بزرگ یا سمن - صبح کر دیں انہیں مثل درختان چنار -  
 یعنی بتعارف سے صبح کے پہلے پہلے آئے گا - مگر اس اشتہار میں اور  
 وسعت پیدا کی کہ "یا ایسا وقت جو اس کے قریب" بہر حال تحریر نہا شاید  
 سے کہ جس ملک میں ایک بینظیر مہلک زلزلہ آنے والا ہے - اس کے بعد ۲۱  
 مئی ۱۹۰۵ء کو پھر اشتہار دیا "ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ"  
 مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنے والا  
 ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا - میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں  
 کہ یہ تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے  
 وہ مجھے اطلاع دے یا پورے طور پر بقیہ تاریخ اور روز  
 اور وقت اس آنے والے حادثہ سے مطلع فرما دے کیونکہ  
 وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے  
 خیمے بارغ میں لگے ہوئے ہیں - میں واپس قادیان میں نہیں گیا  
 کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وقت کب آنے والا ہے میں نے  
 اپنے مریدوں کو بھی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے  
 خود ہی ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے (حاشیہ  
 میں لکھا ہے) اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں کیونکہ  
 خدا تعالیٰ نے کوئی تاریخ میرے پرزئیہ نہیں فرمائی - ایسی پیش  
 گوئیوں میں ہی منت اللہ کی ہے چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ  
 لکھا ہے کہ "تو کہے" اویں گے مگر تاریخ مقرر نہیں مجھے اب تک

خدا تعالیٰ کی قدرت سے یہ خبریں سنیں کہ انہیں تمام حاشیہ ملا بر انجیل کی پیشگوئیوں کو باس  
 مدد سے سمجھ سکتے ہیں کہ جو نیل کیا بھی ہیں کہ زلزلے آئیں گے یہ ہمیشہ زلزلے نہیں آتے  
 بلکہ ہر وقت ہوتا ہے کہ جو نیل میں کی غلطی پر دلیل ٹھیرائیں : مگر اس بعد زلزلہ ہوتا



قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے، اس خوف کو لازم سمجھ کر میں خیموں میں گزارہ کرتا ہوں۔ ایک ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہو چکا ہے۔ اس قدر خرچ کون اٹھا سکتا ہے بجز اس کے کہ بچے دل سے آنے والے حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اجتہاد می طور پر خیال کرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی کے چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی۔ (ریویو جلد ۴ ص ۳۴۴)

اس جگہ پھر وہی چالاکی اختیار کی ہے کہ ایک طرف زلزلہ کی بابا بارتصریح دوسری طرف احتمال و اہمال بہر حال جو کچھ ہو اس زلزلہ یا کوئی اور آفت شدیدہ کے جلد نازل و وار د ہونے پر مرزا صاحب کو یقین تھا۔ جو بہ تمام و کمال جھوٹا، خیالی اور وہمی ثابت ہوا۔ آخر انتظار بسیار کے بعد مرزا صاحب اپنا سامنہ کر کے سب سے قادیان میں آگئے اور غریب و محنتی مریدوں سے بطور چندہ اکٹھا کیا ہوا ہزار روپیہ کے قریب روپیہ مفت میں خیموں وغیرہ پر برباد ہوا۔ آگے ملاحظہ ہو ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۹۹ پاؤں کے حاشیہ پر لکھا ہے :-

”خدا تعالیٰ کا ایک الہام یہ بھی ہے کہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے

سمجھا جاتا غالباً صبح کا وقت ہو گا یا اس کے قریب اور غالباً وہ  
وقت نزدیک ہے جبکہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے اور  
ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے (اس تاخیر کی تعیین  
اسی صفحہ کے متن میں یہ کی گئی ہے) بار بار وحی الہی نے مجھے  
اطلاع دی ہے کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی  
ملک اور میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں آئے گی۔ اگر خدا  
تعالیٰ نے بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ  
سال میں۔ ضرور ہے کہ یہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے  
بائنصاف و باخدا ناظرین! دیکھیے کہاں تو یہ سما ہی تھی کہ آسمان سرور  
اطمینان تھا کہ زلزلہ آیا کہ آیا حتیٰ کہ مریدوں کے نام سرکلر جاری کر دیا کہ مکانوں کو  
چھوڑ کر باہر ڈیرے لگاؤ اور خود بھی ہینہ بھر باغ میں رہے اور کہاں یہ بے بسی  
کنڈیلہ سے زیادہ سولہ سال کی تاخیر ہے۔

بجائیو کیا آپ نے آج تک کوئی راول یا منجم بھی سنا یا دیکھا ہے کہ وہ ہر  
وقت میں مغالطہ اور دھوکہ کو ہی دین و ایمان سمجھے؟ یقیناً نہیں دیکھا ہو گا مگر  
ہمارے حضرت مرزا صاحب۔ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر میں:

بہر حال اس تحریر میں اتنا تو ہے کہ اس ملک کی تخصیص اور زندگی کی تعیین  
کی گئی ہے شک ہے؟ اب سوال یہ ہو گا کہ ایسا زلزلہ ملک پنجاب میں مرزا صاحب  
کو نہ مل سکے؟ اس کا جواب مرزائی یہ دیتے ہیں کہ ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء  
کو آیا تھا۔ اس کے جواب میں ہم اپنے ناظرین کے انصاف پر فیصلہ چھوڑتے  
ہیں کہ وہ خود کو حاضر ناظر سمجھ کر گواہی دیں کہ کیا زلزلہ عظیم اہول ۱۹۰۵ء کے  
جس کا درد کی دہم و خیال میں ہی ہے؟ کسی کو یاد ہے؟ ہرگز نہیں حالانکہ زلزلہ  
موجود وہیں زلزلہ تھا کہ یہ۔

موجود ہے زلزلہ سے بھی بڑھ چڑھ کر، قیامت خیز، ہوش بیا

حادثہ محشر کو یاد دلانے والا جو نہ کسی آنکھ نے اس سے پہلے دیکھا  
نہ کسی نے سنا بلکہ کسی کے وہم میں بھی نہ گزرا ہو، کہاں وہ زلزلہ  
جو پرندوں کے ہوش و حواس کھو دے، جنوں کو نہ بخود کر دے  
سمندر، دریاؤں، شہروں، دیہاتوں کو چکراؤ اے جس  
میں اتنے آدمی مریں کہ ندیاں خون کی رواں ہوں۔

پس ہمارے ناظرین خود اندازہ لگائیں کہ مرزائی اس جواب میں کہاں  
تک راست گو اور ایماندار ہیں۔ اوہو میں دور چلا گیا۔ ساری دنیا بھی گواہی دیدے  
تب بھی مرزائی ایمان نہ لائیں گے۔ مجھے تو لازم ہے کہ خود مرزا صاحب کی  
تحریر سے دکھاؤں کہ ۲۸ فروری ۱۹۳۷ء والا زلزلہ بہت ہی معمولی تھا۔ محکمہ  
دوستوں، سنو اور کان کے پر دے کھول کر بے ایمانی۔ ضد و تعصب کو چھوڑ  
کر سنو! مرزا صاحب راقم ہیں۔

”وہی الٹی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئینگے اور پہلے چار  
کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا ان کو معمولی سمجھے گی۔  
پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ  
کر دے گا یہاں تک کہ اس دن سے پہلے مرتبہ  
اب یاد رہے کہ اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء سے اس ملک

۱۵ آج کل جو ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء کو ایک زلزلہ ملک بھر میں بچا ہے۔ مرزائی صاحبان اب  
اس کو ان پیشگوئیوں کا مصداق ظاہر کرتے ہیں حالانکہ ان تحریرات میں صاف ذکر ہے کہ وہ  
زلزلہ مرزائی کی زندگی میں آئے گا۔ اگر زیادہ سے زیادہ تاخیر ہوگی تو سو سو سال تک۔  
لہذا اب ہمارے اور کوٹہ کے زلزلے اس پیشگوئی سے مراد لینا محض جہالت اور کج فہمی کی دلیل  
ہے۔ ۱۹۳۷ء کے بعد کے زلزلے ہرگز نہ گزرا اس پیشگوئی اور ”ابہام“ کے  
تحت نہیں آسکتے۔ ۱۷ امنہ:

میں تین زلزلے اچکے پس یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں کیونکہ بہت ہی تخفیف ہیں۔ الخ  
(حاشیہ ص ۹۳ حقیقۃ الوحی)

ظاہر ہے کہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء والا زلزلہ وہ زلزلہ نہیں جو قیامت کا منہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئیاں بھی غلط ہوئیں۔

**مرزائی عذر** [۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کو یہ الہام آیا گیا تھا کہ وہ زلزلہ تاخیر میں پڑ گیا۔ لہذا زندگی میں نہ آنا قابل اعتراض نہیں۔

**الجواب** [تاخیر والا الہام مجمل ہے اس میں کہیں مذکور نہیں کہ بعد زندگی کے آئے گا بخلاف اس کے ہم جو تحریرات مرزا نقل کر آئے ہیں ان میں بالفاظ صریح "وحی" سے بتایا گیا ہے کہ "وہ زندگی میں آئیگا بڑی سے بڑی تاخیر زندگی تک ہے" اس سے زیادہ نہیں۔ پس یہ عذر سر اسر غلط ہے۔

**پیشگوئیوں کے متعلق مرزائیوں کے چند ایک خدو ساختہ**

**معیار اور اخبار انبیاء پر اعتراضات کا جواب**

از تہنیمات ربانیہ مصنفہ مولوی الشدۃ احمدی ودیکر کتب مرزائیہ

**معیار اول** [پیشگوئی کی غرض ایمان پیدا کرنا ہے ایمان وہی مقبول ہے جو یُؤْمِنُونَ یا تُخْبِیْطُ کا مصداق ہو۔ کوئی پیشگوئی ایسے طور پر پوری نہیں ہو سکتی جو یُؤْمِنُونَ یا تُخْبِیْطُ سے باہر لے جائے نہ ہی کسی کا حق ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کے متعلق

ایسا مطالبہ کرے۔

**الجواب** [آیت یومنون بالغیب سے مراد پیش گوئی لینا، تحریف فی القرآن ہے۔ غیب سے مراد ذات الہی، عالم برزخ ملائکتہ اللہ، دوزخ، جنت، وغیرہ ہیں۔ مرزا صاحب خود راقم ہیں :-

”یومنون بالغیب متقی وہ ہیں جو خدا پر جو مخفی در مخفی ہے ایمان لاتے ہیں“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲)

علاوہ انہیں غیب سے مراد پیشگوئی نہ ہونے پر مرزا صاحب نے اقوال ذیل بھی دال ہیں :-

(۱) ”پیشگوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کام آسکے لیکن جب ایک پیشگوئی خود (پہلے) غیب میں ہونے کی وجہ سے ناقص (دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی؟ (ص ۱۲۱) پیشگوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے :- (تحفہ گولڑہ ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲ ط اول)

پس جن پیشگوئیوں کو خود مرزا صاحب نے بطور دلیل صداقت مخالفین کے سامنے پیش کیا ہے ان کے متعلق یہ معیار مقرر کرنا مرزائیت کی انتہائی کمزوری کا ثبوت دینا ہے،

**معیار دوم** [”وعدہ ہو یا وعید ہر دو قسم کی پیشگوئیاں مرکزی نقطہ ایمان پیدا کرنے کے گرد چکر لگاتی ہیں۔ یہ غرض پوری ہو جائے تو وعید کا مل جانا ہی سلت الہی ہے“]

**الجواب** [سمایا بھی اس پر صاف ہے کہ جو پیشگوئی وعید کی مشروط بہ ایمان ہو اگر منکر ایمان سے آئے تو پیشگوئی ٹل نہیں جاتی بلکہ پوری

ہو جاتی ہے :

معیار سوم | اندری پیشگوئیاں سب کی سب شرط تو بہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں :

جواب | ہر ایک اندری پیشگوئی مشروط نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

گو بظاہر کوئی پیشگوئی شرط سے خالی ہو مگر پوشیدہ طور پر ارادہ الہی میں مشروط ہوتی ہیں۔ بجز ایسے الہام کے جس میں ظاہر کیا جائے کہ اس کے ساتھ شرط نہیں۔ ایسی صورت میں وہ قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے اور تقدیر مبرم قرار پاتا ہے۔ (ص ۱۰۱ حاشیہ انجام آختم)

اس سے ظاہر ہے کہ تقدیر مبرم میں مشروط نہیں ہوتی۔ یہ مرزا صاحب کا مذہب ہے جو مرزائیوں پر بحث ہے۔ باقی ہیں دیگر پیشگوئیاں جن میں تقدیر مبرم کا ذکر بھی ہوا ان کے متعلق بھی جب تک خود ملہم کی تصریح نہ ہو کہ یہ توہ سے مل سکتی ہیں۔ ان کا بالفاظ ظاہر پورا نہ ہونا یا لی جانا ملہم کی صداقت پر حرف لاتا ہے۔ گو وہ درپردہ مشروط ہی ایوں نہ ہو۔ اور ایسی پیشگوئی مخالف کے سامنے بطور دلیل نہیں پیش کی جاسکتی۔ دیکھیے بخاری شریف کتاب غنائہ میں جو حدیث امیہ بن خلف کے موات کے بارے میں ہے۔ اس میں تقدیر مبرم کا کوئی ذکر نہیں مگر وہ باوجود امیہ کے پیشگوئی کی عظمت سے ڈرنے کے بھی سوہو پوری ہوئی : (بخاری کتاب المغازی)

میں تدبیر | پیشگوئی یا مرغیب کا ظہور سے قبل پورے طور پر سمجھ میں آنا ضروری نہیں۔

مثلاً | حضرت علیؑ وسلم کو دکھا یا گیا کہ آپ کی شجرت ۱۵۰۰ سالہ

زمین کے متعلق پیامہ کی طرف گیا۔ بعد میں مدینہ ثابت ہوا۔

**جواب** [پیش روئی کو پیش کوئی کہنا آپ جیسے دانا دانا کا ہی کام ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غلطی نہیں کی مائی جتنا کچھ اس پیشگوئی میں دکھا یا گیا وہ نبی صلعم نے خوب سمجھا تھا۔ کون کہتا ہے کہ نبی صلعم نے اس وحی الہی کو نہیں سمجھا۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ باغوں والی زمین سے مراد پیامہ نہ تھی مدینہ تھی۔ میں کہتا ہوں وحی الہی میں مدینہ کا ذکر کہاں ہے؟

آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ پیشگوئی قبل از ظہور سمجھ میں نہیں آتی، اور دس یہ ہے کہ مدینہ کا ذکر پیشگوئی میں نہیں تھا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سمجھا۔ العجب یا للعجب!

حضرات! پیامہ اور حجر میں بھی باغ تھے اور مدینہ میں بھی۔ چونکہ الہام اتنی میں کوئی تعین نہ کی تھی اس لئے حضور نے اس کا اظہار کسی پر نہیں کیا چنانچہ مرزا صاحب رقم ہیں:-

جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھوئے تب تک آپ نے اس کی کسی خاص شق کا کبھی دعویٰ نہ کیا (ازالہ اوہام ص ۱۶ ط ۱)

اس کے بعد جب حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کھول دیا کہ باغوں والی زمین یہ ہے۔ تب حضور نے اس کو لوگوں پر ظاہر کیا (بخاری باب سجرة النبی واصحابہ الی المدینہ جلد ۲ ص ۲۰۴)

بخلاف اس کے تم مرزا صاحب کی جن جھوٹی پیشگوئیوں کی مدافعت میں یہ اعتراض کرتے ہو وہ ایسی ہیں کہ بقول مرزا صاحب خدا فرماتا ہے کہ اسے مرزا:-

”تجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بات سچ ہے؟ (کہ محمدی سلیم تباری

آسمانی منکوحہ ہے) کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے تم نے خود اس سے تیرا نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بد نہیں سکتا، (فیصلہ آسمانی ص ۴)

دوسری مثال جو اس مدعا پر پیش کی جاتی ہے وہ مرزا صاحب کے الفاظ

میں یہ ہے :-

”بخاری و مسلم میں درج ہے کہ آنحضرت کی بیویوں سے پہلے وہ فوت ہو گئی جس کے لمبے ہاتھ ہونگے۔ انہوں (یعنی صحابہ کرام) نے (بعد وفات نبی صلعم کے) زینب کی وفات کے وقت یقین کر لیا کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی حالانکہ یہ بات اجماعی طور پر تسلیم ہو چکی تھی کہ سودہ کے لمبے ہاتھ میں۔ وہی پہلے فوت ہو گئی، آنحضرت نے ہاتھوں کو ناپتے دیکھ کر بھی متعجب نہیں فرمایا۔ ثابت ہوا کہ اصل حقیقت آنحضرت صلعم کو بھی معلوم نہیں (مخلص ازالہ اوہام ص ۲۴ تا ۲۹ ج ۲ ط ۲)

**الجواب** [پہلا اور ڈبل جھوٹ تو مرزا صاحب نے یہ بولا ہے کہ لمبے ہاتھوں کی پیشگوئی سن کر بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنا شروع کئے اور آپ یہ دیکھ کر خاموش رہے :-

خدا کی قسم یہ رسول اللہ صلعم پر افتراء ہے۔ بہتان ہے۔ اتہام ہے۔ کذب ہے درود ہے ثبوت لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ہر گز ہرگز اس حدیث میں یہ نہیں لکھا :-

دوسرا جھوٹ یہ بولا ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا پہلے وفات پانا اجماعی طور پر تسلیم کیا گیا تھا حالانکہ سوائے چند ایک اہبات المؤمنین کے اور کسی کا یہ خیال نہ تھا۔ آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات کا ایسا خیال بھی



استنباط سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ اس بارے میں ان سے بھی کوئی شہادت منطقی موجود نہیں:

تیسرا جھوٹ مرزا صاحب نے یہ بولا ہے کہ الفاظ اَظْهَرُ لَکُنَّ یَدًا کے معنی لمبے ہاتھ کئے ہیں حالانکہ لمبے ہاتھ "تثنیہ یا جمع کے صیغوں میں بولا جاتا ہے ورنہ حدیث میں "یَدًا" کا لفظ ہے جو واحد کا صیغہ ہے، کل اہل عرب بلکہ ساری دنیا کا محاورہ ہے کہ جب کسی انسان کے متعلق ایک "لمبا ہاتھ" بولتے ہیں بشرطیکہ شخص مذکور واقعی نجانہ ہو، تو اس سے سخاوت، کرم بخشی، حکومت قبضہ تام، غلبہ قدرت وغیرہ مراد ہوتی ہے۔

قرآن پاک سے مثال سنو: یٰۤاَیُّہَا مَکْکُوْتُ کُلَّ شَیْءٍ اِس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے تمام اشیاء کی۔ اب اَیُّہَا مَکْکُوْتُ کُلَّ یَدًا کے اصل معنی مرزا صاحب کی زبان سے سنئے :-

"در اصل لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت تھی" (ص ۱۱۱) ایام اصلاح اردو پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یہی تھی کہ تم میں سے پہلے وہ فوت ہوگی جو زیادہ سخی ہے۔ چنانچہ وہی ہوا جو آپؐ نے فرمایا تھا۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باقی رہا کہ بیویوں نے از خود لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھ لئے تھے سوان کا خیال ہے جو وحی الہی نہیں تھا۔ بحث طلب بات یہ ہے کہ نبی پیشگوئی کے وقوع سے پہلے کوئی غلط مفہوم قائم کر سکتا ہے جس کی بعد میں جا کر تردید ہو جائے اور وہ الفاظ ملہم کے خلاف ہو یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ انبیاء پیشگوئی کا جو مفہوم متعین کرتے ہیں۔ وہ الفاظ ملہم کے عین مطابق ہوتا ہے لیکن مرزا صاحب کی پیشگوئیاں اس قبیل

لے مرزا صاحب چونکہ عربی ادب اور لغت سے بے بہرہ تھے اس لئے ہر مقام پر انہوں نے ٹھوکر کھائی یہاں اَظْهَرُ کُلَّ سے ہے جس کے معنی سخاوت وغیرہ کے ہیں اور کُلَّ سے نہیں جو لمبا کی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے :

کی نہیں جوتیں :

مزید برآں مرزا صاحب کی متحدہ یا نہ پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں جو انہوں نے اپنی صداقت میں پیش کیں۔ اور جن کے الفاظ جہاں تک واضح ہونے کا تعلق ہے قطعاً کسی تاویل کے متحمل نہیں :

تیسری مثال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَارِ مِکُمْ اَيَّاقِي فَتَعْرِ فَوْسَهَا  
موتہ واپسے نشان دکھاؤں گا تب تم (بعد دیکھنے کے) ان کو پہچان سکو گے اس  
بحث سے بھی ظاہر ہے کہ قبل ظہور پیشگوئی کی پوری معرفت نہیں ہو کر تھی +  
الحجاب آیت کا مضموم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا۔ جو  
الحجاب اتم دیکھ لو گے اور واقع ہو جانے کے بعد ان نشانوں کے تم اسلئے  
وقت کے قابل ہو جاؤ گے۔ جیسے قیامت کے متعلق فرمایا :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَعْلَمُونُ تَعْلَمُونُ تَعْلَمُونُ تَعْلَمُونُ اس کے یہ معنی سرگز نہیں کہ  
تیس سو اس وقت بتایا جا رہا ہے اُس کا تمہیں علم نہیں اگر معنی یہ ہوں تو پھر ان کو  
جس کی تیں؟ مقصد یہ ہے کہ وقوع میں تمہیں شک ہے۔ جب ان نشانوں کو  
وقت موتہ ہوئے دیکھ لو گے تو تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا۔

چوتھی مثال۔ آنحضرت کی پیشگوئی۔ حرم کعبہ میں ایک مینڈھا ذبح  
کیجئے گا (بعد وفات نبوی) جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے تو سمجھ  
لیکے کہ جی مینڈھا ہے (ص ۲۹۹ ازالہ ط ۱)

ایک اور جی مینڈھا کا پتہ نہیں دیا کہ کس کتاب میں ہے۔ صحیح ہے یا غلط، خواب  
سے یا یہ۔ مگر روایت صحیح اور واقعہ خواب کا ہے تو جواب خود ہی ہو گیا۔  
دیہ کا مرقعہ بشر جانتا ہے :-

خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں، کہیں موت سے مراد صحت اور کہیں  
صحت سے مراد موت، کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت  
دیکھو جتنے اس کی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے۔ (ص ۲۶۰ ختمہ)

حقیقۃً - الوی مصنفہ مرزا صاحب

ہاں اگر خواب میں خدا کا نبی ہو یا عام ملہم من اللہ اور وہ خود اس خواب کی تعبیر متعین الفاظ میں کر دے جو پیشگوئی پر مبنی ہو مگر بعد کو پوری نہ ہو تو یقیناً قابل اعتراض ہے۔ مثلاً مرزا صاحب نے مولوی عبد الکریم کی صحت کے بعض خواب سناٹے اور انہیں لوگوں نے رد و بر و ظاہری معنوں میں پیش کئے جو صریح جھوٹے ثابت ہوئے :-

۲۔ اگر یہ روایت صحیح ہے اور خواب نہیں۔ بیداری کی وحی ہے تو یہی مینڈھوں سے مراد "انسان" ہو سکتے ہیں۔ دیکھیے خود مرزا صاحب کی وحی "دو بکریاں ذبح ہوں گی" جس کے معنی خود مرزا اور مرزائی احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کا داماد سلطان محمد "لیتے رہے" (صفحہ ۵۷) ضمیمہ انجام آتھم) مگر جب پیشگوئی صریح جھوٹی نکلی اور سلطان محمد نہ مرا تو اس کو "مولوی عبد اللطیف اور اس کے شاگرد عبد الرحمن" کی موت پر لگا دیا (صفحہ تذکرۃ الشہادۃ میں)

۳۔ اگر یہ روایت صحیح ہے اور بیداری کا الہام ہے جس سے مراد حضرت زبیرؓ کی شہادت ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نبی صلعم نے اس سے ضرور ظاہری مینڈھا سمجھا تھا۔

پانچویں مثال مرزائی یہ دیتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو خواب میں جناب عباسؓ صدیقہ کی تصویر دکھائی گئی کہ یہ آپؐ کی بیوی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا "إِنَّ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِ" اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کر دے گا۔ معلوم ہوا کہ نبی مسم کو بھی اس پیشگوئی کی حقیقت پہلے پہل معلوم نہ تھی (مولوی اللہ دہلوی مفضل مؤرخہ ۱۳ نومبر ۱۸۸۷ء)

**الجواب** [مسی معلوم ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں اس کے کیا معنی ہیں؟  
 جو پور ہو کر رہے گا۔ معلوم ہوا کہ پیشگوئی کے معنی معلوم تھے۔ باقی رہا  
 یہ سہرا پھر۔ مگر۔ کاغذ کیوں استعمال کیا جو شک پر دلالت کرتا ہے۔ تو  
 جواب ہے کہ بغرض محال۔ اگر کے معنی شک بھی ہوں۔ تو بھی اس سے یہ  
 ثابت ہوتا کہ پیشگوئی کے معنوں میں کوئی شک تھا۔ شک اگر ہے تو اس  
 پیشگوئی کے خدائی طرف سے ہونے میں ہے نہ کہ پیشگوئی کے معنوں میں مگر  
 یہ ضرور ہے۔ کاغذ ہمیشہ شک کے معنوں میں ہی استعمال نہیں ہوتا کبھی  
 نہ۔ س۔ نہ آتا ہے کہ یقین دلایا جائے چونکہ دوسرا پہلو محال ہے،  
 نہ۔ نہ تو پیش کیا گیا ہے، وہ درست ہے یعنی "ان" تشکیک کے لئے  
 نہیں بلکہ تحقیق کے لئے بھی کبھی استعمال ہوتا ہے جیسے ہم کہتے ہیں اگر  
 میں حق پر ہوں تو ضرور کامیابی ہوگی۔ یعنی چونکہ میں یقینی طور پر حق پر ہوں  
 میں کامیابی بھی قطعی ہے۔ یا جیسے مسیح علیہ السلام قیامت کے دن  
 فرمائیں **قُلْتُ مَا كُنْتُ قُلْتُ فَقَدْ عَلِمْتُ** میں نے چونکہ ہرگز نہیں  
 کیا میں نے یہ آپ کے (مذہب کے) علم میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں  
 کہ میں ہر مذہب کو شک ہے :

بہرین کا مضب صاف ہے کہ چونکہ دذیاء الا نبیاء حق  
 نے تخت، خوب قصی اور حتی مرر پر خدائی طرف سے ہے اس لئے اس کا  
 جو کوئی حجت ہے۔ **فَاَنْذَرْتُمْ مَا قِیْلَ**  
**وَقُلْتُ مَا رَسَبَ** نے بھی اس واقعہ میں ہی جھوٹ  
 سے تو خودی نہ دینے وہ ہے طحطا ہوا زبرد ہوا

بجلی حجت مرئی و دیتی کہ نور علیہ اسلام سے وعدہ تھا :

میں تیسرے اہل کو بچاؤں گا اور خدا کے نزدیک ان کا بیٹا اہل کے لفظ میں داخل نہ تھا مگر جناب نوحؑ اسے معلوم نہ کر سکے۔

**الجواب** [حضرت نوحؑ کے اہل کو بچانے کا وعدہ تھا۔ قرآن پاک شاید ہے کہ عام وعدہ نہ تھا ایمان داروں سے مخصوص تھا۔ سینے حکم ہوتا ہے اسے نوحؑ ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالم کفار (حضرت نوحؑ کا بیٹا بھی کافر تھا) کے حق میں مجھ سے کلام نہ کر اور ہر ایک چیز کا جوڑا جوڑا کشتی میں سوار کرے ﴿اٰهْلُکَ وَاَهْلُکَ﴾ اور اپنے اہل کو بھی ﴿اٰمَنَ سَبَقَ غُلِبَہِ الْغَوٰیہُ﴾ مگر اپنے اہل میں سے کافروں کو ساتھ مت بٹھانا (کیونکہ میرا وعدہ ظالموں کو شامل نہیں) ﴿وَمَنْ اٰمَنَ وَاٰمَنَ اٰوْدُ اٰیْمَانُ﴾ میں ان کو بھی ساتھ چڑھا لے۔ سورہ ہود، رکوع ۴۲

صاف ظاہر ہے کہ بیٹے کو بچانے کا وعدہ نہ تھا جسے حضرت نوحؑ خوب جانتے تھے؟

سوال - باوجود معلوم ہونے کے بیٹے کو کشتی پر چڑھنے کو کہا؟  
جواب - مومنین کو بچانے کا وعدہ تھا اور حضرت نوحؑ بیٹے کو ایمان لانے کی ترغیب دیتے تھے ﴿يٰۤاٰیُّہُٖ اٰزِیْکَ مَعْنٰدَا لَا تَنْکُرْ مَعَ الْمُکْفِرِیْنَ﴾ اسے بیٹے کافروں سے مت ہو (ایمان لا) اور ہمارے ساتھ سوار ہو جا، مگر اس نے نہ ماننا تھا نہ مانا؟

سوال - جب وہ اہل میں داخل نہ تھا تو پھر کیوں کہا کہ خدا یا تیرا وعدہ میرے اہل کو بچانے کا ہے اور میرا بیٹا میرے اہل میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ نوحؑ بیٹے کو وعدہ میں داخل سمجھتے تھے؟

جواب - حضرت نوحؑ کی دونوں باتیں سچ ہیں جو نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ غلط ہے حضرت نوحؑ علیہ السلام کہتے ہیں خدا یا تیرا وعدہ میرے اہل کو بچانے کا ہے (سچ) مگر جانتے ہیں کہ یہ اس وعدہ سے بوجہ کافر ہونے کے

خارج ہے اس لئے یہ تو نہیں کہتے کہ تیرا وعدہ اس کو بھی بچا۔ نے کا ہے۔  
 بھڑو دیگر اپنے پدری جذبات کو ظاہر کرتے ہوئے سچ بولتے ہیں کہ مالک  
 ملک یہ بیٹا ہونے کی وجہ سے میرے اہل میں تو ضرور داخل ہے (یہ  
 بھی سچ) اسے جناب بحث اس میں نہیں کہ وہ حضرت نوحؑ کا اہل تھا یا نہیں  
 بحث یہ ہے کہ حضرت نوحؑ اسے وعدہ میں شامل جانتے تھے یا نہیں؟  
 سو قرآن شاہد ہے کہ حضرت نوحؑ وعدہ الہی میں بیٹے کو داخل نہیں جانتے  
 تھے کیونکہ اس بارے میں صریح وحی لے آئی ہو چکی تھی وَلَا تَقْطَبْنِيْ مِنْ  
 نَّجْوٰی خَلْوٰتِ اَنْتُمْ مَّا تَكُوْنُوْنَ ظالم ضرور ہلاک کئے جائیں گے۔  
 سو اب جب حکم یہ تھا تو پھر حضرت نوحؑ نے کافر بیٹے کے بارے میں خدا سے  
 خطاب کیوں کیا؟

جواب۔ خدا رحم الرحیم۔ انسان ضعیف البنیان۔ خدا کی رحیمی، انسان کی کمزوری  
 بیٹے کی فطری محبت مجبور کر رہی تھی۔ لیکن وعدہ الہی مل نہیں سکتا۔ تمنا  
 پوری نہ کی گئی۔ یہاں تو بیٹے کا سوال ہے۔ مرزا صاحب تو غیروں کے  
 طے اس سے بھی بڑھ کر اپنی "شانِ رحیمی" کا مظاہرہ کرنے کو ڈینگ  
 مدگئے ہوئے ہیں۔ ایڈیٹر بدر لکھتا ہے:-

"ہمارے کرم نواب محمد علی کالو کا بعد الرحیم بیمار ہو گیا۔ حضرت کی  
 خدمت میں عرض کی گئی۔ حضرت رؤف الرحیم تہجد میں اس کیلئے  
 دُعا کر رہے تھے خدا کی وحی سے آپ پر کھلا "تقدیر میرم بے ہلاکت  
 صحت" میرے اقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ

سے محمدیہ پائلٹ بک کا مصنف لکھتا ہے۔ "لو فان ظالم خیر آیا۔ اور حضرت نورؑ

کرم نواب محمد علی کالو کا مصنف لکھتا ہے۔ "لو فان ظالم خیر آیا۔ اور حضرت نورؑ

محمدیہ پائلٹ بک

کی یہ قہری وحی نازل ہوئی تو مجھ پر حمد سے زیادہ حزن طاری ہوا  
بے اختیار منہ سے نکل گیا یا الہی اگر دعا کا موقع نہیں تو میں شفا  
کرتا ہوں۔ اس پر معاً وحی مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ

الْاَبْدَانِ (نازل ہوئی) اس جلال وحی سے میرا بدن  
کانپ گیا دو منٹ۔ کہ بعد پھر وحی ہوئی اِنَّكَ اَنْتَ الْمُبْتَازِ  
اس کے بعد حالاً بعد حال عبد الرحیم کی صحت ترقی کرنے لگی۔  
الخ (الہد جلد ۲ ص ۲۴) منقول از آئینہ احمدیت مصنفہ مولوی  
دوست محمدی لاہوری احمدی۔ اسی واقعہ کو مرزا صاحب  
نے بالاختصار حقیقۃ الوحی ص ۹ پر بھی لکھا ہے۔

برادران! دیکھیے باوجودیکہ مرزا صاحب کا لمبم کہہ چکا۔ ہے کہ تقدیر  
ممبرم ہے۔ مرزا صاحب باز نہیں آئے۔ دوسرا جیلہ سفارش کا پیدا کیا جس پر  
جھڑکی ملی۔ مرزا صاحب مایوس و غموم ہوئے تو لمبم صاحب تقدیر ممبرم بھی ملٹ  
دینے پر آئے اور اسٹ ہی دی۔ واہ کیا ہی کہنے میں اس تلون مزاجی کے  
حالانکہ انہی مرزا صاحب کا مذہب محض رسمی نہیں بلکہ بہ نیت قرآن مجید یہ ہے۔  
”اس آیت کا مدعا تو یہ ہے کہ جب تقدیر ممبرم آجاتی ہے تو  
”ٹل نہیں سکتی“ (ص ۸ اشتہار انعامی میں ہزار)  
اور حقیقۃ الوحی ص ۱۱ پر لکھا ہے کہ:-

”تقدیر ممبرم ان لوگوں کی دعا سے بھی نہیں ٹلتی جن کی زبان ہر  
وقت خدا کی زبان ہے۔“

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے وحی سمجھنے میں قطعاً ایک  
ذرا بھروسہ غلطی نہیں کی :-

ساتویں مثال۔ احمدیوں کی طرف سے یہ پیش کی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم پر وہ حال کی حقیقت موبہو منکشف نہ تھی۔ چنانچہ ابن حبیبہ کے معاملہ

میں حضور کو تردد و تھکا بہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے روبرو قسم کھا کر کہا کہ ابن عتباد و جہال ہے۔ حضورؐ اس پر انکار نہ کیا۔

الجواب | گو نبی صلعم نے بوجہ عدم انکشاف تمام حضرت عمرؓ کی قسم پر سکوت فرمایا ہو مگر خود آپؐ نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ ابن عتباد و جہال ہے کیونکہ نبی قبل از انکشاف تمام پیشگوئی کی تعیین کا دعویٰ نہیں کرتا (ملاحظہ ہو صفحہ ۴۰۶ از باب ۲)

جواب ۲ | بحث اس وقت اس امر پر نہیں ہے کہ ملہم کو ایک ہی وقت میں ہر ایک پیشگوئی کا تمام و کمال حال معلوم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ گفتگو اس بات پر ہے کہ قبل از ظہور پیشگوئی مکمل حال معلوم ہوتا ہے یا تقویر الہذا آپؐ کی پیش کردہ مثال آپؐ نے دعویٰ کی ثبت نہیں کیونکہ گو ابتدا میں حضور صلعم پر وہال کی کیفیت مجملہ انکشاف کی گئی تھی مگر جب ابن عتباد کا معاملہ و پیش ہوا اور بعض صحابہ کو شک پڑا تو اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کی جملہ تفصیلات آپؐ پر رکھ دیں چنانچہ حضورؐ نے وہال کی جاٹے خروج مشرق اتراسان (ترندی عن ابی بکر صدیقؓ) جانے قبل باب ند (جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے) (صفحہ ۲۲۰ از لہ طبع صفحہ ۹۱ طبع ۲) اس کا تعلق حضرت ابن مریمؑ (ص ۹۱ از لہ ظہور) وقت خروج مسلمانوں کے جنگ عظیم میں مشغول ہونے کے ساتویں سال میں (ابوداؤد) اس کا حلیہ غور عین الیقینی کیا دے عین عین طسافینہ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ المشایخ مطبوعہ مطبعہ حبیب الدہلی طبع) و اسنی آنحضرتؐ سے کانہ آنکو میں ٹینٹ مکتوب علی جہینہ لہ (متفق علیہ مشکوٰۃ طبع) پیشانی پر کافر لکھا ہوا مخدیشہ الجنت و النار فالتی یقول انہا ابنتہا ہی التی (بخاری و مسلم در مشکوٰۃ طبع) اس کے ساتھ جنت و دوزخ کی مثال جسے وہ جنت کہے گا وہ حقیقت میں شعلہ نار ہوگا جنفال لشعر بہت سے بالوں کا جوڑا کہے ہوئے (مسلم در



مشکوٰۃ ص ۴۲، کافی اُشْبِدُ يَعْبُدُ الْحَزْنَ (مسلم در مشکوٰۃ ص ۴۲)  
 گویا عبد العزیز بن قطن کافر کی شبیہ "یَتَّبِعُ الدَّجَالَ" سے "يَهْدِي  
 الصَّغْبَانَ سَبْعُونَ اَنفًا" (مسلم در مشکوٰۃ ص ۴۲) ۱۰ صفحہ ان کے ستر ہزار  
 یہود و جہاں کے ساتھ ہوں گے " ص ۴۱ ۳۴۱ احمدیہ پکٹ بک  
 احادیث بلا شائبہ ہیں کہ اس پیشگوئی کے متعلق حضور علیہ السلام پر کوئی  
 بات مخفی نہ تھی فہذا المطلوب :-

پس مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم پر قبل از ظہور پیشگوئی کا ظاہر ہونا ضروری نہیں  
 قطعاً مغالطہ ہے کیونکہ بقول مرزا صاحب :-

"تورات اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو  
 قرار دیا ہے" (استنقاء ص ۲)

پس جو چیز نبوت کی سب سے بڑی اور واحد دلیل ہے اس میں جہالت  
 کا ہونا ناممکن ہے :-

"دلیل تو وہ ہوتی ہے جس کے مقدمات ایسے یہودی الثبوت  
 ہوں جو فریقین کو ماننے پڑیں" ص ۱۱۱ شمع حق مرزا

مرزائیوں کا پانچواں معیار یہ ہے کہ وعید کے التوا کے لئے  
 اس پر یقین اور کامل ایمان ہی لازمی نہیں بلکہ  
 بسا اوقات ناقص اور عارضی ایمان سے بھی التوا ہوا ہے اور ہو سکتا ہے  
 (صلۃ تفہیمات ربانیہ) اس اصول کی تائید میں حقیقی ایمان سے عذاب کے  
 التوا پر قوم یونس کا واقعہ اور عارضی ایمان سے التوا عذاب پر سورہ دخان  
 کی آیت اور سورہ زخرف کی آیت میں کی گئی ہے :-

۱۔ یہودی جن کی نسبت صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ وہ قریب ستر ہزار کے جہاں  
 کے ساتھ ہو جائیں گے "صلۃ انوار الاسلام مرزا)



ہے۔ تحقیق ہم ایمان لے آویں گے اگر اب کے اس نے تیری بات کو ہمارے  
حق میں قبول کر لیا خدا فرماتا ہے فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ غِثَابَ الْإِيمَانِ يَسْتَكْبِرُونَ  
جب اٹھایا ہم نے وہ غذاب توڑ ڈالا انہوں نے وعدہ دیا

اسی مضمون کو دوسری جگہ یوں بولایا گیا کہ ہم نے فرعونوں کو قحط اور  
میبوؤں کے نقصان میں مبتلا کیا شاید وہ نصیحت چکریں۔ جب بھلائی پہنچان  
کو خدا لانا نہیں دے یہ ہے ہمارے واسطے اگر پہنچے برائی۔ موسیٰ کی نخواست  
کردیتے (آخر یہاں تک سرکشی کی کہ جو تولائے کائناتی جہیں مسخ کرنے کو  
ہم نہ مانیں۔ گھر خدا فرماتا ہے) پھر ہم نے بھی ان پر طوفان اور ٹنڈی اور  
چھڑی اور مینڈک اور بوقننی نشانیاں مفصل مگر وہ استکبار میں رہے جب  
ان پر غذاب جزیڑ اکھنڈے اے موسیٰ پہا ہمارے لئے رب کو جیسا کہ  
سکھار کھا ہے حجہ کو لیتے کَشَفْتَ عَنْهُمْ غِثَابَ الْإِيمَانِ لَنْتَ اگر اب کی بد اٹھا  
دیا تو نے یہ غذاب ضرور ایمان لائیں گے ہم۔ پھر جب اٹھایا گیا غذاب ایک وقت  
تک جو مقرر تھا تو بھی منک ہو گئے (سورہ اعراف رکوع ۶)

آیات بذا صاف مظہر ہیں کہ یہ غذاب جو قوم موسیٰ پر بھیجے گئے کسی پیش  
گوئی کی بنا پر نہیں تھے محض فرعونوں کیلئے بطور نشان تھے جو ایک وقت تک  
کے لئے تھے آخر جب ہر طرح ان پر تمام حجت ہو چکی وہ باز نہ آئے تو  
بطور پیشگوئی فرمایا گیا قَالَ عَسَىٰ ذُنُوبُكُمْ أَن يُفْلِتَ عَنْكُمْ وَيُسْقٰتْ عَلَيْكُمْ  
رَحْمَتُ الرَّحْمٰنِ (سورہ اعراف ۱۵۷) فرمایا قریب ہے کہ تمہارا رب  
تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین کی حکومت بخش دے۔

احمدی دوستو! دیکھو یہ پیشگوئی ہے غذاب کی اور وعدہ ہے بنی  
اسرائیل سے کیا اس میں کچھ تخلف ہوا؟ ہرگز نہیں۔ فرعون غرق کئے گئے  
اور جناب موسیٰ علیہ السلام اس کی حکومت پر قابض ہوئے والحمد للہ  
دوسری مثال جو پیش کی گئی ہے۔ سورہ دخان سے اس میں کسی ایسے

عذاب کا ذکر نہیں جو خدا نے نبی کریم کی صداقت پر بطور دلیل پیشگوئی کی ہے۔  
بلکہ وہ بھی محض بد اعمالی کی بنا پر ہے جو عارضی ہے چنانچہ الفاظِ اِنَّا كَا شِفُو  
النَّعْتَابِ فَلْيُلْذِ اَنْتُمْ عَايِدُونَ (سورہ دخان ۷۷) ”ہم عذاب  
تو ضرور کچھ عرصہ کے لئے ٹال دیں گے۔ مگر یہ غلط ہے کہ تم مومن“ (ہی رہو گے  
اس پر دلیل میں) صنف ۱۷۵ تفسیرات ربانیہ

ناظرین کرام! چونکہ خدا رحیم و کریم ہے۔ اس لئے اس کی رحمت کا  
تقاضا یہی ہے کہ اپنے بھولے ہوئے بندوں کو سمجھانے کے لئے معمولی  
معمولی سزا سنائی کرے جو نہی وہ چھکیں ان پر برکات کی بارش نازل فرمائے  
یہ بات دیگر ہے کہ بد قسمت انسان قدر نہ کرے اور دن بدن شوخی میں بڑھ  
کر خود ہلاکت کا سامان جہیا کر لے۔ پس ان عذابوں کا جو محض وقتی اور عارضی  
بطور نشان ہدایت آتے ہیں اٹھا دیا جانا خدا کی شان کے منافی نہیں بلکہ  
عین مناسب ہے بخلاف اس کے اگر خدا تعالیٰ بطور پیشگوئی عذاب کی خبر  
دیدے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قوم میں ہدایت کی کوئی صلاحیت  
باقی نہیں رہی اور آئندہ کبھی وہ رجوع نہ کریں گے۔ اس لئے عذاب آنا چاہیے  
ورنہ خدا عالم الغیب نہیں رہتا۔

مذراہ میں کا چھٹا معیار [توبہ اور رجوع سے معین عذاب بھی مل جاتا  
ہے]

اگر معین عذاب کی پیشگوئی میں توبہ کی شرط ہے تو بل شبہ  
الجواب [توبہ سے اس کا مل جانا ضروری ہے نہ لیکن اگر کوئی اور شرط  
ہے تو محض توبہ سے نہیں مل سکتا۔]

پہلی مثال۔ اس بارے میں احمدی مولوی صاحب نے مجمل الفاظ  
میں جناب یونسؑ والی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا جواب ہم  
پہلے دے آئے ہیں کہ بفرض محال یونس علیہ السلام نے کوئی پیش گوئی کی

ہی ہے تو اس میں ایمان کی شرط موجود تھی پڑھو آیت لَمَّا مَنُوا  
كُشِفْنَا عَنْهُمْ آلِ الْخَيْرِ (یونس) جب وہ ایمان لے آئے ہم  
نے عذاب اٹھا دیا۔

دوسری مثال مرزائی مولوی صاحب نے تفسیر روح البیان  
نقل کی ہے یعنی جبرائیلؑ نے مسیح کو ایک دھوٹی کی موت کی خبر دی۔ مگر  
وہ نہ مراجس پر یہ غدر کیا گیا کہ اس نے تین روٹیاں صدقہ کر دی تھیں اس  
لئے موت ٹل گئی۔

**الجواب** اول تو ہم روح البیان کہ مصنف کو نبی یا رسول نہیں مانتے  
کہ مگر اس کے لکھنے سے ہزار ہا سال پہلے کا واقعہ تسلیم کیا  
جائے تا وقتیکہ مرزائی یہ نہ دکھائیں کہ اس نے یہ روایت کہاں سے لی  
ہے۔ قرآن سے یا حدیث سے پس پہلا جواب یہی ہے کہ ہم اس پر  
اعتبار نہیں کرتے۔ سند پیش کرو۔

۲۔ بغرض محل صبح تسلیم کیا جائے تو حضرت جبرائیلؑ کا یہ فرمان کہ موت صدقہ  
سے ٹل گئی ہے۔ دلیل ہے اس بات کی کہ پیشگوئی مشروط تھی خیرات  
وغیرہ سے۔ چونکہ تم لوگ اس روایت کو مانتے ہو اس لئے یہ تم پر  
جنت ہے مگر یاد رکھو جو پیشگوئی کوئی خدا کا نبی اپنی صداقت پر پیش  
کرتا ہے اس میں اگر شرط مذکور نہ ہو اور وہ بظاہر الفاظ پوری نہ ملے  
تو دلیل تو کجا اٹا اس کے غیر صادق ہونے پر دلیل ہو سکتی ہے۔

۱۔ کشف کے معنی کھولنے اور دور کرنے کے ہیں۔ آیت کے الفاظ سے تو معلوم  
ہوتا ہے عذاب آیا لیکن ان کے ایمان لے آنے کی وجہ سے ہٹایا گیا جیسے کشف  
عن وجہہا الحجاب کے معنی نقاب اٹھانے کے ہوتے ہیں نہ یہ کہ وہ  
نقاب ڈالا ہی نہیں گیا۔ قتل ہو۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس  
منزائٹوں کا ساتھ میں معیار [شخص کے حق میں پیشگوئی ہوتی ہے اس کے  
حق میں پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ اس شخص کے لیے یا غیبیہ کے ہاتھوں پوری ہوتی  
ہے۔

**جواب** [جو پیشگوئی ہو رہی ہے اس کی ذات پر پوری ہوتی ہے چاہے  
[نہیں تو سب ایک فریبی لیکار یا گویاں لڑ چکرے اور بصورت کا  
نکھنے میں ڈھکوسلہ پیش کرے کہ لیا ہوا میرے ہاتھوں پوری نہیں ہوئی  
میرے ہاتھوں پوری ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں وہ جال و کذاب اور  
تصادفی و راست و میں فرقی اٹھ جاتا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ پیش  
گوئی کرنے والا قبلی از وقت خود ہی تشریح کر دے کہ یہ پیشگوئی میری ذات  
سے مخصوص نہیں بلکہ میرے ہاتھوں کے ہاتھوں پوری ہوگی۔ اس  
صورت میں اگر وہ اس کی ذات پر پوری ہو جائے یا ہاتھوں کے ہاتھوں  
پوری نہ ہو۔ دونوں صورتوں میں وہ کاذب تصور ہوگا۔ ضرور ہے کہ اس  
کے لیے موجب اس۔ ہاتھوں کے ہاتھوں پوری ہو۔ اسے ذہن نشین  
کر لے اہلکے پیش کردہ اشارہ کا جواب سنو!

**مثال اول**۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سورہ اتقا  
کو مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ ابو ہریرہ (صحابی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول پاکؐ تو تشریف لے گئے اب تم اے صحابہ ان  
خزانوں کو جمع کرتے ہو۔

**جواب** جو سورہ بوسرۃ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کا جواب اے صحابہ کی جماعت میں تم پر پورا ہوا ہے صاف

ہے کہ میرا ایک دوا ہے جو تعبیر طلب ہے اور تعبیر پیشگوئی ہے، نہ کہ نفس  
از جبر وہ ہے جس میں آپؐ نے صحابہ کو فرمایا کہ تم ارض فارس کو فتح کر دے۔



ایک مسئلہ کذاب آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا لَئِنْ أَذْبَنْتَ  
لَيَحْقُرَنَّ اللَّهُ اُکْرَتُوْنَ دین حق سے انحراف کیا اللہ تعالیٰ تجھ کو زندہ  
کر دیگا اور میرا خیال ہے کہ تو وہی ہے جس کے متعلق میں نے رؤیا دیکھی ہے  
پھر سونے کے کنگنوں کی رو یا روایت میں درج ہے گویا مسیلمہ کی ہلاکت  
اس رؤیا کے مطابق آنحضرت کے ہاتھوں ہوئی چاہیئے مگر لیکن وہ غلط  
صدیقیہ میں ہلاک ہوا (نغمات ربانیہ ص ۲۳۵)

الجواب [اس روایت میں ایک لفظ ہی ایسا ہے جو اس اعتراض کی  
وجہ سے کہہ دیا ہے۔ اسی لئے مرزائی خاص نے اس کا  
ترجمہ غلط کر کے مرزائیوں کی آنکھ میں دھول ڈالی ہے حضور علیہ السلام  
توصاف فرمایا تھا لَئِنْ أَذْبَنْتَ لَيَحْقُرَنَّ اللَّهُ اُکْرَتُوْنَ اگر تو میرے بعد زندہ  
رہا اور ضرور زندہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے تباہ و ہلاک کر دیگا۔ پناچہ اس پیشگوئی  
کے مطابق وہ کم بخت تباہ و برباد کیا گیا :

مرزائی معترض نے لفظ لَئِنْ أَذْبَنْتَ کا ترجمہ "بے ایمانی" سے یہ کیا  
ہے کہ اگر تو نے دین حق سے انحراف کیا۔ اے میرے تیرا ظلم ہے  
ہمارا ترجمہ تو شاید مرزائی بوجہ متعصب و مقلد مرزا ہونے کے :  
مانیں۔ ہم خود مرزا کے قلم سے اس کی تصدیق و تصحیح کرا دیتے ہیں بغور ملاحظہ  
فرمادیں :-

"مسیلمہ کذاب نے کہا میں نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے صرف اتنا فرمایا تھا کہ اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو ہلاک کیا  
جاؤیگا" (اخبار المحکمہ ۱۰ اکتوبر ۱۳۵۷ء)  
تیسری مثال تاریخ خمیس سے پیش کی گئی کہ حضرت نے اسید کو بجات  
اسلام لکھ پر والی دیکھا مگر وہ کفر کی حالت میں مر گیا :  
الجواب تاریخ خمیس کی ہر بات مستند نہیں۔ یہ روایت قطعاً صحیح نہیں ہے



ثبوت بذمہ مدعی :

سوال معیار [نبی کی ساری پیشگوئیوں کا اس کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ہو سکتا ہے کہ ہم ان وعدوں کو جو کفار سے کئے جاتے ہیں تیری زندگی میں پورے کر دیں یا پھر تجھے وقات دے دیں اور بعد ازاں پورا کریں۔

الجواب [اس آیت کا ترجمہ ہی تمہارے غلط معیار کو رد کر رہا ہے، ہاں صاحب ایسا ہو سکتا ہے۔ اس سے مخفی بڑھ کر سنو! یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باوجود سزا صاحب کے صادق ہونے کے بھی خدا تعالیٰ انہیں جہنم میں دھکیل دے کیا نہیں ہو سکتا؟ ضرور ہو سکتا ہے خدا کو سب قسم کی طاقت ہے مگر سوال ہو سکتے یا نہ ہو سکتے کا نہیں سوال یہ ہے کہ خدا جو اپنے رسولوں سے وعدے کرتا ہے ان کا پورا کرنا اس کی شان ہے کہ نبی ہے یا نہ پورا کرنا۔ سنو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَخْبِرٌ وَعِذُّهُ دُشْكُنُ الْآيَةِ ہرگز ہرگز گمان نہ کرو اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ کر کے اسے پورا نہ کرے (سورۃ ابراہیم)

مختصر یہ کہ آیت کا مطلب یہ ہے ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مافیالوں کی نسبت ہمارے وعدے جو ایک طرح سے گویا پیشگوئیاں ہیں ان میں سے کچھ تجھے دکھائیں اور اس بات پر بھی قادر ہیں کہ تجھے وقات دے دیں۔ (رسالہ الوصیت مصنف مرزا صاحب ص ۷)

پس یہاں قدرت کا سوال ہے اور لا ریب خدا ہر چیز پر قادر ہے خدا غلط گو نہیں ہے۔ تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ

دوسری مثال یہ پیش کی جاتی ہے :-

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مومن آل فرعون نے کہا اِنَّ يَكُنْ بِكَ بَأَعْيُنِنَا لَنْ نَسْمَعَ مِنْكَ صَادِقًا يَعْزِمُكَ نَبِيُّكَ اِنَّكَ دَجْدٌ وَهْمٌ یعنی اگر یہ نبی (موسیٰ علیہ السلام) جھوٹا ہے تو جوہرے

ہونے کا عذاب اس پر نازل ہوگا اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد ہو جائیں گے اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ استعمال کیا نہ کلی کا جس کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر عذاب کی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے بعض تو ضرور پوری ہوں گی جو بعض التو ایس رہ جائیں گی۔ ص ۱۳۱ تتمہ حقیقۃ الوحی

**الحجاب** انبیاء کرام بشیر و نذیر ہوتے ہیں ان کے وعدے دو قسم کے مشتمل ہوتے ہیں دنیاوی عذاب و ثواب اور اخروی گرفت و نجات کا ہے کہ دنیاوی عذاب یا آخرت کا عذاب دنیا کا ثواب و آخرت کی نجات کا مجموعہ ہے عید کا بعض حصہ ہے۔ مومن آل فرعون بھی یہی کہتا ہے کہ اگر یہ موسیٰ علیہ السلام کا کذب ہے تو وہاں اس کی گردن پر لیکن اذ صادق ہے تو یقیناً جو وعدے وہ دیتا ہے جن میں سے بعض جو اس دنیا و آخرت کے عذاب و ثواب پر مبنی ہیں ضرور تمہیں پہنچیں گے۔ ایمان لاؤ گے تو دین و دنیا کی راحت و آسائش انکار کر دو گے تو دنیا میں مصائب آخرت میں دوزخ کی رہائش نصیب ہوگی۔

بتلائیے اس میں کہاں ہے کہ نبیوں کی جو پیشگوئیاں دنیا کے عذاب پر جو توحید کی پیش کی جاتی ہیں ان میں سے بعض پوری ہوں گی اور بعض نہ ہوں گی۔ مَعْلَقَاتُہِ اسْتَعْفِدْ لِّلّٰہِ۔ اگر یہ ہو جائے کہ رسولوں کی پیشگوئیاں جو بقول مرثیہ منسوئے قرآن و تورات نبوت کا سب سے بڑا اور واحد ثبوت ہیں۔ مستقامت مل جائیں تو دنیا میں اندھیر مچ جائے اور صادق رسولوں اور کاذب دجالوں میں مابہ الامتیاز نہ رہنے کے علاوہ خدا کے کاذب اقوال ہونے پر زعمہ ثبوت ہو جائے۔

بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ پیشگوئی کے وقت ظہور یا مصداق نواں معیار اشخاص سمجھنے کے متعلق غلط ہو جاتی ہے یا خدا کا وعدہ کسی شرک یا دوسرے ایک قوم کی بجائے دوسری قوم کے حق میں پورا ہوتا ہے۔

**الجواب** خدا کا نبی اپنی ذات میں عالم الغیب نہیں ہوتا مگر جو بات وحی میں  
 موجود ہوتی ہے اس کے سمجھنے میں ہرگز غلطی نہیں کرتا۔ اگر  
 بتقاضائے بشریت غلطی کر جائے تو خدا تعالیٰ غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔  
 (ص ۲۸۷) احمدیہ پکٹ بک، ہاں، "ہاں نبی غلطی پر قائم نہیں رکھا جا  
 سکتا۔" منہ و منیمہ نصرۃ الحق، خاص کر پیشگوئی والی وحی کے سمجھنے  
 میں جو نبی کی صداقت کا معیار ہوتی ہے، "نبی قطعاً غلطی نہیں کرتا۔  
 کیونکہ اس کی غلطی نبی کی صداقت پر اثر انداز ہوتی ہے اب سنیئے اپنی  
 پیش کردہ مسئلہ کا جواب :-

**مثال اول**۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ملتند خلق المسجدا  
 الحداموالی رؤیا کو حدیبیہ والے سال کے لئے اندازہ فرمایا اور قیربادیڑ  
 ہزار صحابہ کو لے کر چل کھڑے ہوئے لیکن علم الہی میں اس کے پورا ہونے  
 کا وقت آئندہ سال تھا۔

**جواب** نبی صلعم کو جو خواب آیا تھا اس میں کوئی ایک لفظ ایسا موجود نہیں  
 تھا کہ حج اسی سال ہو گا۔ "کوئی میعاد اور وقت بتایا نہیں گیا تھا۔  
 (فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ تقریر مرزا صاحب ص ۵۳) "جاہل جلد باز نہیں ہوتا  
 کہ اس پیشگوئی میں کیا سال کی شرط تھی کہ اسی سال حج ہو گا۔ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا تھا کہ اسی سال کم زیارت کعبہ کرو گے  
 چنانچہ اگلے سال کعبہ کی زیارت ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 رؤیا کو اللہ تعالیٰ نے سچ کر دکھلایا اور یہ پہلی دفعہ کا عازم کہ ہونا ایک  
 بڑی بھاری فتح کی بنیاد ہوئی، (ص ۵) اخبار جلد ۱۲ جنوری ۱۳۲۷ء ہند مولانا  
 نور دین صاحب

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال ہوا تو حضور  
 نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں کہا تھا کہ اسی سال حج ہو گا (بخاری شریف ج ۱۰)

میں یہ قطعاً جھوٹ ہے کہ نبی صلعم نے اس پیشگوئی کا وقت مقرر کرنے میں غلطی کا حق برگزبر گزرا آپ نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔

بہ رہا یہ امر کہ پھر آپ اس خواب کے دیکھنے کے بعد حج کو تشریف کیوں لے گئے؟ جو باغرض ہے کہ یہ بھی غلط ہے خواب اس سفر کا باعث نہیں ہوا کیونکہ خواب تو آیا ہی راستہ میں تھا چنانچہ حضرت مجاہدؓ (جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد ہیں اور نہایت ثقہ راوی ہیں) کی صحیح روایت جسے تفسیر مشور میں پاک جلیل القدر محدثین سے نقل کیا ہے یہ ہے کہ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ بِالْحِجَابِ يُسَبِّحُ إِنَّهُ يَدْخُلُ مَعَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ الْكَلْبَيْنِ (جلد ۲ صفحہ ۸) ارشاد الساری فتح الباری، عمدۃ القاری تفسیر جامع البیان وغیرہ میں بھی ایسا ہی مرقوم و مسطور ہے کہ خواب محمدیہ میں آیا تھا:

۲۔ باغرض محال یہی صحیح ہو کہ سفر کرنے سے پہلے خواب دیکھا گیا تھا۔ تو بھی اس کا کیا ثبوت ہے کہ سفر اس خواب کی بنا پر تھا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس سفر میں بہت سے دیگر مصالح و فوائد اور خدا کی حکمتیں تھیں یہی سفر فتح مکہ کی بنیاد، مسلمانوں کی ترقی کا باعث، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے راسخ ایمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دلانے کا موجب ہوا فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ إِذْ يَبَايَعُونَكَ فَقَتَّ الشَّجَرَةَ بِهَذِهِ دَاقِعَهُ صَلَاحٌ، محمدیہ کا ہے۔ (محمدیہ پکٹ بک)

باغرض یہ بات بے ثبوت ہے کہ حضور علیہ السلام کا سفر اس خواب کی بنا پر تھا۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

جب تک خدا تعالیٰ خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اس کی کسی خاص شق کا بھی دعویٰ نہیں کیا، (ازالہ اوہام صفحہ ۱۶۷ ط ۲)

۳۔ اگر امر واقعہ ایسا ہی ہو جیسا کہ مرزاؒی کہتے ہیں تو بھی انہیں مفید نہیں کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا :

”میں غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا خدا کی رحمت مجھے جلد تر حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے میری روح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔“ (اشہار الانصار۔ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

پس مرزا صاحب کا اپنی پیشگوئی میں اس وقت تک غلطی میں مبتلا رہنا کہ اس کا وقت اندازہ کردہ گزر جائے بقول ان کے ناجائز ہے۔

دوسری مثال مرزاؒی صاحبان یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو فرمایا تو صر اذْخُكُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَوْتِنُوا اَعْلٰی اَذْبَارِكُمْ فَتَقْلِبُوْا خَاسِرٰتٍ اے قوم ارض مقدس میں داخل ہو اور تجھے مت لوٹو کہیں خسارہ پانے والے نہ ہو جاؤ خدا یہ زمین تمہارے لئے لکھ چکا ہے :

اس آیت میں معین و مخصوص اشخاص کو کتب اللہ لکھ کی خبر دی گئی وہ بنی اسرائیل بلکہ حضرت موسیٰؑ بھی اس زمین میں داخل نہ ہو سکے عالم تقدیر کا (یہ) امر موعود لکھ کے لئے ظاہر نہیں ہوا (الفضل مؤرخہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۹۷ء)

نوٹ۔ اسی کے قریب قریب مرزا صاحب نے بھی اعتراض کیا ہے (الحکم ۱۰۔ دسمبر ۱۹۹۷ء)

الجواب [مرزاؒیوں نے اس مثال میں بہت جھوٹ بولے ہیں (۱) یہ کہ یہ وہ

۱۔ کتب اللہ لکھ کہ ایک معنی امر اللہ کے ہیں جس سے خود نے تم پر فرمایا ہے کہ درض مقدس میں داخل ہو جاؤ دیکھو لازمی بغض فیسر آئے مذکور۔ ص ۱۵۷

داخل نہ ہو سکے، یہ کہ حضرت موسیٰؑ بھی اس وعدہ کے خافی طور پر مخاطب تھا۔  
 یہ کہ یہ وعدہ پورا نہ ہوا حالانکہ ہر واقعہ یہ ہے کہ یہ وعدہ جیسا کہ یا قوم کے  
 لئے سے کاتب جے مام قوم بنی اسرائیل کے لئے تھا وہ بھی بشرط صلاحیت سے  
 مشروط نہ تھا۔ خود منہ فی مولوی مانتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی کی وجہ سے ایک  
 قوم کے بجائے دوسری کے حق میں پورا ہوتا ہے۔ (جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا  
 حق تھا)۔ یہ وعدہ تعینات رہا نہ۔ اس مرزائی اقرار کو بھی چھوڑو خود قرآن  
 پاک کو دیکھو کہ فرمایا گیا تھا۔ وَلَا تَحْتَسِبْ عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ أَنَّكُمْ قُلُوبُوا  
 خَاسِرُونَ۔ اُنہی کے پیرو گئے گھما پاد گئے چونکہ ابتداً اس قوم نے سرکشی  
 کی کہ نہ تھی۔ یہ تو مومنا جبارین۔ وَأَنَّا لَنَبْذُلُهُم مَّا نَحْنُ بِمَبْعُوثُونَ  
 مِنْهُ۔ ہم تو ہرگز اس سرزمین میں داخل نہ ہوں گے۔ وہاں ایک جنگجو قوم  
 رہتی ہے حتیٰ کہ وہ وہاں سے نکل جائیں۔

اس ظاہری انکار کے ساتھ گستاخی بھی کی کہ فَاذْهَبْ أَنتَ وَ  
 رَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں جانو اور تیرا  
 خدا بڑا وہ۔

لہٰذا اس انتہائی شقاوت و بد بختی پر خدا کا غضب وارو ہوا کہ پہلے تو  
 یہ وعدہ مام تھا بنی اسرائیل کے ہر طبقہ سے بشرط صلاحیت اب مقید کر دیا  
 گیا کہ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ إِمَّا رُبِعِينَ سِنَّةً يَنْشَاهُونَ فِي  
 الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ۔ بیشک یہ زمین  
 پابش سال کے لئے ان پر قطعاً حرام کی گئی۔ اب یہ در بدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے  
 گئے۔ پس تو اس فاسق قوم پر تأسف نہ کر۔

چالیس سال کے بعد یہ وعدہ الٰہی حرف بہ حرف پورا ہوا چنانچہ مرزا  
 صاحب اقم میں:-

پھر خدا تعالیٰ۔ نہ اں (حضرت موسیٰؑ کے بعد یثوب بن نون کو

برگزیدہ کیا اور وہ اس زمین میں داخل ہوا۔ (الحکم اور ممبر شہر)  
خلاصہ یہ کہ وعدہ خاص اشخاص یا معین افراد کی ذات تک محدود نہ تھا  
عام قوم بنی اسرائیل کے لئے تھا جو حرف بحرف پورا ہوا۔

مرزا صاحب کی تحریر سے اس کی مثال [میں نہیں سچ سچ  
مخالفانہ جوش سے بھرے ہوئے آج تمہیں نظر آتے ہیں تھوڑے ہی زمانہ  
کے بعد تم ان کو نہ دیکھو گے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۲ ط ۱)]

اگرچہ یہ خبر محض قیاس پر مبنی ہے کیونکہ آخر ایک نہ ایک دن مرزا صاحب  
کے مخالف جو موجود تھے مرنے والے تھے لہذا یہ پیشگوئی نہیں محض قیاس  
سے مگر ہم اس وقت اس بحث کو چھوڑتے ہیں۔ ہمارا مدعا اس سے یہ ہے کہ اس  
جگہ مرزا صاحب نے جن اپنے مریدوں کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے تھے مثلاً  
مولوی نور دین عبدالکریم، محمد احسن وغیرہ ہزار ہا اشخاص اور خود بدولت مرزا صاحب  
کیا ان کے روبرو یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ یقیناً نہیں! مرزا صاحب کے اس  
زمانہ کے مخالف آج بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہزاروں کی تعداد میں موجود  
ہیں اور مرزا صاحب مع اپنے انھیں حواریوں کے خدا جانے ہسپتال روحانی  
کے کس درجہ میں پڑے ہوں گے۔

احمدی صاحبان اس کا جواب یہی دیں گے کہ یہ پیشگوئی گو اس وقت  
کے مریدوں کو مخاطب کر کے کی گئی تھی، مگر مراد اس سے عام احمدی قوم ہے  
جن کے ہوتے ہوتے یہ پوری ہو گئی ہے ہمارا جواب ہے کہ گو مخاطب اس پیشگوئی  
کے وہ اشخاص تھے جو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے تھے  
مگر مراد اس سے عام قوم بنی اسرائیل تھی۔

پس جو پیشگوئی جن اشخاص کے متعلق ہوتی ہے وہ انہی کی ذات  
پر پوری ہوتی ہے نہ کہ کسی دوسری قوم پر ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شرط

عابری کے سبب اس قوم کے بعض افراد خارج کئے جائیں۔ اپنی شرارت کے سبب نساء ابھی سے محروم رکھے جائیں وہ بھی اس صورت میں کہ پیشگوئی مشرودہ جو صلاحیت سے ہے۔

۱۔ مرزا ٹی اصحاب یہ بتاتے ہیں کہ بعض دفعہ پیشگوئی کو کلیتہً منسوخ  
 دسوال چچا نہیں زور دیا جاتا ہے جیسا کہ آیت مَا تَنْتَهِ مِنْ آيَةٍ اَوْ  
 نَسِيَةٍ نَّاتٍ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلَ هَا اور آیت  
 ذَبْنَا آيَةً مَّا كُنَّا نَبِيٍّ (سورہ نحل) نیز وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی  
 كُلِّ شَيْءٍ (یوسف) یتخو اللہ مَا یَشَاءُ دِیْنِیَّتِ خدا ایک آیت کو منسوخ کر  
 کس سے بہتر لے آتا ہے۔

۲۔ کوئی بھی (وانا، عقلمند، ذی ہوش انسان) آج تک قصص اور مواہید  
 الجواب میں نسخ کا قائل نہیں ہوا اگر دعووں میں نسخ جائز ہے تو امان  
 بعل اٹھتی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جناب علیؑ کی وصایت کا وعدہ (در جنت  
 و دوزخ، جنت و شرف، جزا و سزا کا وعدہ - ناقل) بھی منسوخ نہ ہو گیا ہو انباء  
 الحکمہ ۱۔ جون ۱۹۰۰ء مولوی عبدالکریم، امام الصلوٰۃ مرزا کا مستوب ایک  
 شیعہ کے نام)

۳۔ پر کے اصولی و لازمی جواب کے بعد ہم نمبر ۱۔ پیش کردہ آیات کا  
 حسب جلتے ہیں:-

مَا تَنْتَهِ مِنْ آيَةٍ اَوْ نَسِيَةٍ نَّاتٍ بِخَيْرٍ یعنی کوئی آیت ہم منسوخ یا منسی نہیں کرتے جس کے  
 عوض دوسری آیت ویسی ہی یا اس سے بہتر نہیں لاتے پس اس آیت میں قرآن  
 کی منہ صاف فرما دیا ہے کہ نسخ آیت کا آیت سے ہوتا ہے اس وجہ سے وعدہ  
 دیا ہے کہ نسخ کے بعد ضرور آیت منسوخ کی جگہ آیت نازل ہوتی ہے۔  
 جن علماء نے مساحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات کی نسخ  
 تحریر ہے۔ امام شافعیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ متواتر حدیث سے بھی



قرآن کا نسخہ جائز نہیں الخ (۵) فتاویٰ احمدیہ جلد اول از مرزا  
مرزا صاحب کی یہ تقریر صاف مظہر ہے کہ آیت مانتسم میں قرآنی  
آیات کے نسخہ کا ذکر ہے نہ کہ خدا کے وعدوں کا اور بات بھی حق ہے۔ کجا احکام  
کا مناسب وقت پر نسخہ اور کجا خدا کی دی ہوئی خبر کا ٹل جانا۔  
کہا رام رام کہا میں میں

دوسری آیت بھی اسی مفہوم کی ہے چنانچہ ارشاد ہے "اور جب ہم بدلتے  
میں ایک آیت کی جگہ دوسری اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس نے اتارا ہے  
تو کافر کہتے ہیں اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتٍ تَتَّبِعُ تَوَاتُرًا کَرْتَابَ اللّٰہِ بِرَقْلٍ نَزْلًا دُوْمُ  
اِنْفِذْ سَبَّحْ کہ اس قرآن کو اتارا ہے پاک فرشتے نے پھر کہتے ہیں اِنَّمَا یُعَلِّمُ  
نَسْرًا بیشک اس کو بشر (ایک رومی کا غلام جو حضرت کے پاس احوال انبیاء  
سننے کو آیا کرتا تھا) سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے، اَعْمَجُوْیْ  
هٰذَا السَّعْتِ اَعْمَجُوْیْ جُنُودُ غُوْرٍ تُوکُروْہُ بے چارہ عجمی، عربی سے نابلد اور  
یہ قرآن عربی میں (سورہ نحل ۸۷) پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

یہ آیات بھی اپنا مدعا ظاہر کرنے میں واضح ہیں کہ یہاں مواعد و انبیاء  
کا نسخہ نہیں بلکہ احکام میں مناسب تغیر و تبدل کا ذکر ہے۔

مرزا یوں یہی تمہاری دیانت ہے کہ مرزا کی تائید کے لئے قرآن پاک  
میں یہودیوں کی طرح خیانت کرتے ہو (آیت لکھو)

تیسری مثال جو پیش کی گئی ہے وہ تو اشد بلا سے بھی مزید ہے  
کہاں خدا کے غلبہ و قدرت کا ذکر اور کہاں وعدوں کو ٹالنا۔ ہاں جناب خدا  
اپنے امر پر غالب ہے جس طرح کا تصرف چاہے کر سکتا ہے اگر ایک پکے  
احمدی بہشتی مقبرہ میں مدفون قطعی بختی کو پچھلے اور بدترین طبقہ جہنم میں  
ٹال دے تو عَالَمٌ عَلٰی اَمْرِہٖ ہے مگر یاد رکھو خدا صادق الوعد ہے۔ اَلَّذِیْ وَعَدُ  
کَانَ مَعْقُوْلًا نہ انجام آئیم، اور اس کا وعدہ ہو کر رہتا ہے تو نہیں کرتا۔

جو تھی مثال۔ يَنْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ (صفحہ ۱۲۸) حقیقہ لوحی) میں بھی اظہار قدرت ہے نہ کہ پیشگوئیوں کے نسخ و محو کا ذکر خدا کے وعدے میں تغلف نہیں ہوتا۔

خدا کی یہ شان ہے کہ لَا يَخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدًا (سورہ روم) خدا تعالیٰ کے وعدوں میں تغلف نہیں۔ (صلوٰۃ جنگ مقدس تقریر مزارع) لَا يَخْلِفُ مَعَهُ وَعْدًا (سورہ حج) وعدہ رب تو شدنی بودہ (صلوٰۃ انجام آتھم) لَا يَخْلِفُ الْيَمِينُ (سورہ آل عمران) وعدہ وعدہ غوغا (موضع چند نیست کہ خلاف وعدہ خود کند) (صلوٰۃ انجام آتھم)

## مہرِ صاحب کے کاذب ہونے پر دوسری دلیل

### علاماتِ مسح موعود

علامتِ خبر میں نقل کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو مہرِ صاحب ان الفاظ

”بَعْدِي مَنْ لَا اَنْتَ عَلَى نَفْسِي بَيِّنَةٌ يَكُونُ بَشْكًا اَنْتَ يَوْمَ يَخْلَعُكُمْ بَيْنَ حَزْمٍ حَكَمًا عَدْلًا“ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابنِ مریم نازل ہوگا۔ و تمبارے ہر ایک تحتلف فیہ مسئلہ کا عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔

(صلوٰۃ ازالہ اوہام ط ۱)

ی حدیث پاک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر آنے والے مسیح موعودؑ میں حزم فرماتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان کو بغیر کسی قویٰ

کے مندرجہ احادیث و قرآن کے سوا تاویل وغیرہ میں کھینچنا الہام و زندیقہ ہے۔ خاص کر جو بات خدا کا نبی قسم کھا کر بیان فرما دے اس میں تو قطعاً تاویل و تشنہ جائز نہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی اپنی کتاب حتمۃ البشری صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں:-

وَالنَّفْسُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْخَبْرَ مَحْمُولٌ عَلَى  
النَّظَرِ لَا تَأْوِيلَ لَهُ فَيُنَبِّئُ ذَكَرَ اسْتِشْنَاءً

پس مرزا صاحب کا امام چونکہ ابن مریم نہیں ہے بلکہ ان کی والدہ کا نام "پیراغ بی بی" تھا۔ اس لئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ شاید کوئی مرزائی کسی بے خبر بھائی کو دھوکا دے کہ مرزا صاحب کا نام ابن مریم تھا اور وہی مسیح موعود ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں خود مرزا صاحب کی تحریر نقل کرتے ہیں:-

"اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام مجھ پر لگا دے وہ مفتری اور کذاب ہے۔ میں مثیل مسیح ہوں" (صفحہ ۱۱۱۱)

علامت پسر ۲ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:-  
لَا يَكُنْتُ فِي الْأَرْضِ خَشْفًا أُرِيْعِينَ سِتَّةَ ثَمَرٍ يَمُوتُ فَيُحْيِيهِ  
مِنْ قَبْرِ مَيِّتٍ. یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے۔  
خرج ابن الجوزی اور کتاب الوفا مشکوٰۃ کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں  
مترجم و مستطوع ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا انا نزل ہوں عیسیٰ  
ابن مریم طرف زمیں کے۔ نکاح کریں گے اولاد ہوگی۔ زمین میں ۵۴ سال  
رہیں گے پھر فوت ہو کر میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے :-

حدیث مرقومہ بالا سے صاف واضح ہے کہ حضرت ابن مریم زمین پر اتر کر نکاح کریں گے چونکہ مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت سے پہلے نکاح کر چکے تھے اس سے اولاد بھی تھی اس لئے آپ نے حدیث ہذا کا یہ مطلب ظاہر کیا کہ اس نکاح سے جو مسیح موعود کی علامت ہے محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح ہونا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں :-

”اس (محمدی بیگم کے نکاح والی) پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ يَنْتَظِرُ ذِيْكَرٌ لِّىْ عِيسٰى مَوْعُوْدٌ بِوِىٍّ كَرِيْمٍ  
نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزویج اور اولاد کا ذکر کتنا عام طور پر مقصود نہیں۔ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزویج سے مراد وہ خاص تزویج ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی ہے اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نسیاہ دل منکروں کو اس کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہونگی“ (ص ۵۳ حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم)  
چونکہ یہ علامت جو مسیح موعود کی رسول اللہ نے ”ضروری“ بتائی ہے مرزا صاحب میں پائی ہمیں لگی اس لئے وہ مسیح موعود نہیں۔“  
اعتراض نکاح نہ ہوا ہے

الجواب | اس جگہ ہم پیشگوئی کی رو سے بحث نہیں کر رہے اس کی تفصیل اپنے مقام پر گذر چکی ہے بلکہ اس جگہ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ خواہ کسی وجہ سے یہ نکاح نہ ہوا یہ علامت ہے مسیح موعود کی، اگر مرزا صاحب

مسیح موعود ہوتے تو رسول اللہ کی بتائی ہوئی علامت ان میں ضرور پائی جاتی  
خواہ دنیا و آخر کی اوجہ ہو جائے ممکن نہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
پیشگوئی غلط نہ ہو جو مسیح موعود ہو گا ضرور اس میں یہ علامت ہوگی :

**علامت نمبر ۳** [نذکرہ بالا حدیث شریف میں دوسری علامت مسیح موعود  
کی اس کے ہاں اولاد کا ہونا ہے اور مرزا صاحب اولاد سے

مراد عام اولاد نہیں بلکہ وہ خاص اولاد بتاتے ہیں جس کی نسبت مرزا جی نے  
پیشگوئی کر رکھی تھی اور ہم اس پیشگوئی پر مفصل بحث کر کے اسے غلط ثابت  
کر چکے ہیں لہذا یہ علامت بھی مرزا صاحب میں نہیں پائی گئی۔ پس وہ مسیح  
موعود نہیں :

**اعتراض** [مرزا صاحب کی اولاد موجود ہے خاص کر وہ لوگ جسکے بارے میں پیشگوئی  
اشہد ۲۰ فروری ۱۸۹۷ء میں کی گئی تھی۔ محمود احمد ہے :

**الجواب** [اگرچہ ہم پہلے محمود احمد کا مصلح موعود نہ ہونا ثابت کر آئے  
ہیں تاہم مرزائیوں کا منہ بند کرنے کو مزید ثبوت دیتے ہیں  
حدیث کی جو تشریح مرزا صاحب نے کی ہے وہ ضمیمہ انجم آختم  
حاشیہ ص ۵۲ پر ہے۔ اسی ضمیمہ کے ص ۱۵ پر مرزا صاحب راقم  
میں :-

”پھر ایک اور الہام ہے جو فردی ۱۸۹۷ء میں شائع ہوا تھا  
اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں  
کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ  
تھے کہ تین لڑکے ہوں گے پھر ایک اور ہو گا جو تین کو چار کرے گا سو

۱۵ ص ۵۲ پر اس انجام آختم طبع دوم ہے اس میں یہی تاریخ لکھی ہے حالانکہ

اصل تاریخ ۲۰ فروری ۱۸۹۷ء ہے ۱۲ منہ۔

ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس  
 نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار  
 ہے جو بھی کو چار کرے گا۔

یہ غریب مرزا صاحب جنوری ۱۸۹۶ء کی ہے جس میں چوتھے لڑکے  
 - صلیح موجود - کی انتظار لکھی ہے حالانکہ میاں محمود احمد اس وقت موجود  
 تھے۔ محمود احمد کی پیدائش ۱۸۸۹ء میں ہوئی ہے دیکھو ص ۹۵ حریاق پ ۱۰۔  
 جس محمد وہ مصلح موجود نہیں۔

شاید مرزائی کہیں کہ گو مصلح موجود کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تاہم  
 وہ سرے میں لڑکے کو حسب پیشگوئی موجود ہیں۔ جواب اس کا یہ ہے جن  
 تین لڑکوں و مرزا صاحب نے پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے ان الفاظ  
 میں دہرایا کہ اس کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے، پھر ایک اور ہوگا  
 سو فیہ بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی تین لڑکے خدا نے تجھ کو عطا کئے، کامصدق  
 ٹھہرایا ہے یہ بھی ایک چالاک کی ہے اشتہار ۲۰ فروری میں ہرگز صاف الفاظ میں  
 تین لڑکوں کی پیشگوئی نہ تھی بلکہ اس وقت یہ ظاہر کیا تھا کہ:-

دو میں کو چار کرے گا اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔

مجموعی نام وقت کر اصل پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پھر ایک  
 دفعہ پڑھیں اس میں یہ فقرات صاف موجود ہیں۔ پس اولاد ہونے کے  
 بعد مرزا صاحب کا سے پیش گوئی بنانا اور حسب ضرورت حسب حال اس  
 کی تشریح و دلیل صداقت تو درکنار الظامرزا صاحب کو جھوٹے اٹکل باز  
 ہوں گے نہ مرے میں شامل کر رہا ہے۔

مجموعی نام ایک حدیث مذکورہ میں مسیح موعود کی یہ ہے کہ وہ  
 حضرت عیسیٰ بن مریم سے ملے گا۔ ۴۴ سال بعد پھر ہوں گے۔  
 مرزا صاحب نے اس سے مراد پیش کرتے ہیں:-

- ۱۔ میرا یہ دعویٰ تو نہیں کہ کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کردمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ (صفحہ ۳۷۷، ازالہ ط ۱)
- ۲۔ ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ شاید چٹکوٹی کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔ (صفحہ ۱۶۱، ازالہ ط ۱)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح دمشق میں نازل ہوگا۔ مرزا صاحب اس کا مطلب پیدائش بتاتے ہیں۔ پس بوجہ حدیث کے مرزا صاحب کی عمر ۴۵ سال ہوئی چاہیے تھی اگر وہ مسیح موعود ہوتے۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب بقول خود ۷۵ اور ۸۵ کے اندہ عمر پا کر مرتے ہیں لہذا مسیح موعود نہیں۔ پھر اگر نزول سے مراد سن دعویٰ مسیحیت یا جلائے جیسا کہ ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ اس کی یہ معقول تعبیر ہوگی کہ حضرت مسیح اپنے ظہور کے وقت یعنی اس وقت کہ جب وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے بیمار ہوں گے۔ (صفحہ ۱۶۱، ازالہ ط ۱)

اس عبارت میں نزول مسیح سے مراد سن دعویٰ لیا ہے اور مرزا صاحب نے دعویٰ مسیحیت ازالہ اوہام میں کیا ہے جو ۱۸۹۱ء مطابق ۱۳۰۸ھ میں تصنیف ہوا۔

اس لحاظ سے بھی مرزا صاحب کو ۱۳۰۸ + ۴۵ = ۱۳۵۳ء تک دنیا میں رہنا چاہیے تھا حالانکہ آپ ۱۳۳۶ء میں مر گئے پس وہ اپنے اقوال کی رو سے بھی کاذب مسیح ثابت ہوتے ہیں۔

**علامت نمبر ۱۰** [حدیث منقولہ بالا میں ایک علامت مسیح موعود کی یہ ہے کہ وہ میرے مقبرے میں دفن ہوگا۔ مگر مرزا صاحب مقبرہ نبوی میں دفن ہونا تو کیا۔ زیارت مقبرہ سے بھی مشرف نہ ہوئے؟  
**متر اعلیٰ**۔ حدیث میں "يُذَنَّبُ مَيْمَنِي فَيُكْفَرُ" لکھا ہے  
 یعنی مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا اور نبی صلعم کی قبر کو بھاڑ کر مسیح  
 کو اس میں دفن کرنا آنحضرتؐ کی اہانت ہے۔ پس اس سے مراد روحانی قبر ہے۔

ایک جگہ مرزا صاحب اس حدیث کا مطلب یہ بتاتے ہیں:-  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری  
 قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔ (ص ۱۸۸ کشتی نور)  
**الجواب** ایسا قبر معنی مقبرہ ہے۔ ایک حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔  
 اعلیٰ قاری فرماتے ہیں: "قَدْ جَاءَتْ عِشْرَتُ بَنِي  
 نِسْرٍ فِي الْكَرْبِ يَحْمِلُونَ حِجَابًا مَكْنُونًا  
 وَالْمَيْمَنَةَ فَيَحْمِلُونَ الْمَيْمَنَةَ فَيُذَنَّبُ فِي الْحَجَرَةِ تَشْرِيفًا"  
 یہ تین بیروانیہ مشکوٰۃ مجتہبی ص ۱۵۵ کتاب الفتن عیسیٰ علیہ السلام میں  
 پہلی شکار زمانہ گزار کر چلنے جائیں گے اور پھر واپس آئیں گے اور مکہ اور  
 مدینہ کے درمیان فوت ہوں گے اور پھر وہاں سے مدینہ کی طرف ان کو  
 حجازیہ لے جایا جائے گا اور پھر آنحضرت صلعم کے حجرہ میں دفن کیا جائیگا۔  
 (ص ۱۸۸ محمدیہ پاکٹ بک)

مرتبہ: دیکھا خدا کی قدرت کہ کس طرح خود تمہارے ہاتھوں تمہیں  
 حسینؑ سے محفوظ رکھا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ  
 نے: خیال زار! کوہِ بل کی ہمسری کا ہے  
 نظم زادے کو دعویٰ ہمسری کا ہے



یہ تحریر صاف فیصلہ کر رہی ہے کہ "قبر" کے معنی حجرہ منرا نبی صلعم ہے  
 اعتراض ۱: ہم احمدیہ پاکٹ بک والے کی روایت کو نہیں مانتے :-  
 الجواب نمبر ۱ [ اہل عرب قبر بمعنی مقبرہ بھی استعمال کرتے ہیں اور یہ چیز  
 ان کے ہاں بول چال میں عام تھی :-  
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَدْفِنُونِي فِي قَبْرِ عِثْمَانَ  
 بْنِ مَطْعُونٍ (ابن شیبہ: کتاب الجنائز ص ۱۳۲)  
 دوسری روایت ہے :-

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَنْدَبٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ رَجُلٍ رَجُلٍ تَخِيَّشَمَنَ  
 أَذْهَىٰ أَنْ يُدْفَنَ فِي مَقْبَرَةٍ فَقَرَأَ قَبْرَهُ  
 (حوالہ مذکور)

ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ "قبر" اور "مقبرہ" ایک  
 مضمون میں بھی استعمال ہوتے ہیں :-

الجواب نمبر ۲ [ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے معنی مقبرہ  
 بتائے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو حدیث ذیل :-  
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَدَّىٰ أَقْرَبُ عِثْنِ  
 بَعْدَكَ فَتَأْذَنُ أَنْ أَدْفِنَ إِلَىٰ جَنْبِكَ فَقَالَ ذَاكَ لِي بِمَنْ لَيْكَ  
 الْمُؤَمَّمِ مَا جِئْنَا إِلَّا مَوْضِعَ قَبْرِي وَقَبْرُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ  
 عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (کنز العمال برعاشیہ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۳۸)  
 جناب عائشہ صدیقہ نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میں ایسا معلوم کر  
 رہی ہوں کہ آپ کے بعد زندہ رہوں گی لہذا مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ  
 میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں فرمایا میرا اس جگہ پر اختیار نہیں کیونکہ  
 وہاں چار قبروں میری - ابو بکر - عمر - عیسیٰ کے سوا اور جگہ ہی نہیں  
 یہ حدیث فیصلہ فرما رہی ہے کہ جناب مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کے

مقبور میں دفن ہوں گے اور مرزا صاحب قادیان میں براجم رہے ہیں پس وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

**الجواب نمبر ۳۲** **بِئِنَّ قَبْرِيْ** سے مراد میری قبر کے پاس میں دفن سے مراد کسی قرب کے ہوتے ہیں جیسے فرمایا **يَا بُرَيْدُ مَا لَكَ مِنْ فِيْ** **مَشْرِقِ سُوْرَةِ نَمْلِ**، یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھا۔ نہ کہ اندر۔ چنانچہ علامہ رازی فرماتے ہیں **وَهَذَا أَقْرَبُ بَلَاةٍ** **مِنْ قَرِيبٍ مِنْ مَشْنِيْ خَدِّيْ قَالُ اِسْتَشِيْدُ تَفْسِيْرُ كَبِيْرٍ جَلْدِ سَادِسٍ** **مِنْ جَمْعٍ تَفْسِيْرُ آيَةِ مَذْكُوْرَةٍ**

مرزا صاحب بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں لکھتے ہیں :-  
معنی ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس مدفون ہو " (ازالہ  
ادھام ص ۱۹۶ طبع دوم)

اس حوالہ سے قبر معنی روضہ (مقبرہ) بھی مانا گیا ہے اور پاس دفن ہونا  
بھی مانا گیا ہے :-  
روضہ مطہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ حسب ذیل ہے :-

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم**

**آنحضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ**

**آنحضرت عمر رضی اللہ عنہ**

**آنحضرت علی رضی اللہ عنہ**

**علامت نمبر ۲۱** | احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۸۶ کی روایت درج کی جا چکی ہے  
 کریں گے اس کی تائید مرزا صاحب کے قول ذیل سے ہوتی ہے :-  
 "ہمارا حج تو اس وقت ہو گا جب دجال بھی کفر اور دجل سے  
 باز آ کر طواف بیت اللہ کریگا کیونکہ بموجب حدیث صحیح  
 کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہو گا <sup>۱۶۹</sup> ایام اہل صلیح اردو،  
 چونکہ مرزا صاحب نے حج نہ کیا جو بموجب حدیث صحیح موعود کے مسیح موعود  
 کی نشانی ہے اس لئے وہ مسیح موعود نہیں :-

**علامت نمبر ۲۲** | (الف) اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے  
 وقت اسلام دنیا میں بکثرت پھیل جائیگا اور مل باطلہ بلاؤں جو  
 جائیں گے (ص ۲۱۰ ایام اہل صلیح اردو)

(ب) "ہر ایک چیز اپنی علت غائی سے شناخت کی جاتی ہے" مفہوم  
 ص ۵۵۳ (انزالہ بطلان) اور علت غائی مسیح موعود کے آنے کی کسر  
 صلیب ہے " (تخفہ گولڑہ ص ۲۰)

(ج) "نہایت واضح اور کھلا اور موٹا نشان (جو احادیث میں) مسیح موعود  
 کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ وہ کسر صلیب ہے۔ (انجام آتھم ص ۲۸)  
 (د) حدیث نے مسیح موعود کی پہلی علامت یہ بتلائی ہے کہ اس کے  
 ہاتھ پر کسر صلیب ہو گا " (ص ۲۸ انجام آتھم)

(۴) "مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے کہ تاتین کے خیالات کو  
 ٹوکر کے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں ظاہر کرے۔" (ص ۲۸ ج اشتہار  
 چندہ منارۃ المسیح)

(۵) "میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ وہ

کچھ مسلمان ہوں اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا  
مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا ان کو بھول جاوے۔ (اخبار الحکم  
۱۷ جولائی ۱۹۵۷ء)

جس، عیسائی مذہب کا استیصال ہو جائیگا۔ (اخبار الحکم ۱۶ جلد ۸  
ص ۲ کالم ۲)

رسد اخذ یبالیہ من الشیطن الشیطان کے لفظ جیم سے نکتہ  
چھانٹتے ہیں کہ "واشارہ است سوسے ایں امر کہ دجال را خواہد  
نشت چنانچہ لفظ جیم فہمید میشود و آن زمانہ می آید کہ باطل دران ہلاک  
خواہد شد و در دنیا نہ خواہد ماند و بمنز اسلام ہمہ ملکہ ہوں مردہ  
خواہند گردید۔ (ص ۸۳ عجائب المسیح)

جس، مسیح کے ہاتھ پر تمنا کی ہلاکت مقدر ہے۔ (ص ۹۵ رپورٹ جلسہ  
قادیان ۱۹۵۷ء تقریر مرزا)

جس، مسیح موعود کی توجہ خاص اس طرف تھی کہ وہ تثلیث کو براہین قطعیہ  
سے معدوم کرے۔ (ص ۱۱۳ حاشیہ ایام الصلح)

خط، مخزن نے اس فعل کی کہ تمام قومیں ایک مذہب پر ہو جائیں۔

تکمیل کے لئے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم  
ہے۔ (ص ۵۵ چشمہ معرفت ملخصاً بلفظ)

محکمہ تحریرت میں مرزا صاحب نے جسک احادیث مسیح موعود کا یہ کام

تیس سو سال پہلے یہاں ہونے لگا اس کے اہل حق تمام ملتیں فتن

ہو جائیں گے وہ تمام قومیں ایک ہی مذہب پر آجائیں گی۔ مسلمان حقیقی مغلوں میں

سورج نہ ترے وہ عیسائیوں کی صلیب ٹوٹ جائے گی۔ ان کا بکلی استیصال ہو

جائے گا۔ نیت کا مسند معدوم خدا اعتقاد الوہیت مسیح تو اس طرح دنیا کی

خبر سے بے جوگہ کر دوں گے ذہنوں سے بھلا جائے گا وغیرہ پھر لایق نام

کاموں کو اپنی علت غائی اور حقیقی علامت قرار دیا ہے اور یہ بھی مرزا صاحب نے اپنی مسیحیت کا ذکر کرتے ہوئے فرما رکھا ہے :-

”جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ اپنے مبعوث ہونے کی علت غائی کو پہنچتے ہیں اور نہیں مروتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے“ (اخبار بلد ۱۹ جولائی ۱۸۶۸ء)

چونکہ مرزا صاحب اگر چلے بھی گئے اور دنیا اسی طرح کفر و کافری میں مبتلا، اور تثلیث پرست اپنے معتقدات پر شیدائے نظر آتے ہیں اس لیے مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہیں۔

”مسیح موعود کے زمانہ میں وحدت مذہبی ہونی مقدر ہے۔ مسیح قادیانی جواب [موعود نے خود ہی اس کے لئے تین صدیاں مقرر کی ہیں لہذا اس سے قبل اس کی تکذیب کرنا جہالت ہے، (ص ۱۸ تجلیات رحمانیہ - اللہ قادیانی)]

مرزا صاحب نے اس کام کو اپنی علت غائی اور حقیقی علامت اور محمدی جواب [اپنی مسیحیت کا موطن اور واضح نشان قرار دیا ہے۔ اگر اس علامت کے ظہور کے لئے تین صدیاں مقرر ہیں تو پھر کسی شخص کا قبل از مشاہدہ علامت نذا مرزا کو ماننا پر لے درجے کی جہالت اور نادانی ہے۔ مگر ٹھیکے۔ ہم دور کیوں جائیں خود مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت ہے۔ یہ کام ان کی علت غائی ہے اور یہ بھی کہ خدا والے لوگ اپنی علت غائی کو پورا کئے بغیر نہیں مروتے۔ جس کا مطلب صاف ہے کہ یہ کام ان کی زندگی میں ہوگا۔

علامت نمبر ۸۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

”ممکن ہے کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جن پر حدیثوں

کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس،

دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں

آیا (ص ۲۸۲ از باب ۱۰)

چونکہ مسیح موعود بموجب احادیث ظاہری حکومت کے ساتھ آئے گا جیسا کہ **ہذا حکمت غدا** اور مرزا صاحب کا اعتراف مذکورہ بالا دال میں اگر مرزا صاحب خود یا جوج و ماجوج کے غلام بلکہ ان کو اپنے اولی الامر سمجھتے تھے (ص ۲ ضرورت الامام) اس لئے وہ مسیح موعود نہیں۔

**علامت نمبر ۹** مرزا صاحب اپنی صداقت پر احادیث سے تمسک کرتے ہوئے حضرت مولوی محمد حسین بٹالویؒ کو طعنہ دیتے ہیں کہ **مبارک** سے نزدیک یہ حدیث بھی غلط، وہ بھی غلط حتیٰ کہ:-

نکلی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں اونٹیاں بیکار ہو جائیں گی اور اس میں یہ بھی اشارہ تھا کہ اس زمانہ میں مدینہ کی طرف سے مکہ تک ریل کی سواری ہو جائے گی۔ مگر آپ کے نزدیک یہ حدیث بھی غلط جبکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں آپ کے نزدیک غلط ہیں تو میری پیشگوئیوں کو غلط کہنے کے وقت آپ کیوں شرم کرنے لگے، (ص ۱۱۷)

فیصلہ نصرة الحق (ط ۱)

حصہ ہمارے تو یہ اگر ہم ان حدیثوں کو غلط کہیں۔ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ احادیث کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ مگر گستاخی معاف انہی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ کاذب مسیح ہیں۔ کیونکہ آپ کو دنیا سے رخصت ہونے سے متاخر ہو گیا مگر مکہ اور مدینہ کے درمیان آج تک ریل نہیں بنی۔ **ظہور نبی** کہ جو مدینہ کے درمیان ریل کا جلدی ہونا اور اونٹوں کا متروک ہونا **نمبر ۱۰** ہونا تو یہ پود کیا گیا ہے کہ اسی تک نہیں ہوا۔ مرزا صاحب نے یہ بھی باریک دیکھ کر باقی ممالک میں بھی اونٹ بیکار ہوں گے:- حضرت کی پیش گوئی میں یہ بھی تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ

بیکار ہو جائیں گے۔ یہ ریل کی طرف اشارہ تھا سو ریل کے جاری ہونے پر بھی پچاس سال گزر گئے، (ص ۱۱۱ ایام الصلح اردو) "ایسا ہی حاکم (نام کتاب حدیث) وغیرہ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ ان دنوں میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو رات دن صدا کو سچے گی۔ ان دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے،" (ص ۱۱۲ ایام الصلح) "ایک اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تھی جس نے اونٹوں کو بیکار کر دینا تھا۔ قرآن شریف نے "وَإِذَا الْبُخْتُ عُظِيطَتْ" کہہ کر اس زمانہ کا پتہ بتلایا، چند سالوں میں اونٹ کی سواری کا نام و نشان نکلے گا،" (ص ۳۱ ریویو جلد ۳ ص ۷۷ تقریر مرزا، ۲۰ مئی ۱۹۳۳ء)

ناظر بن کرام! تمام دنیا کے شہر و دیہات، سندھ و سرحد بلوچستان  
افغانستان، مصر و سوڈان وغیرہ تو درکنار اپنے ملک پنجاب کے شہروں میں  
نظر دوڑا کر دیکھیں کہ کیا اونٹ بیکار ہو چکا؟ ان پر کوئی سوار نہیں ہوتا؟  
اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ  
مرزا میسج صادق ہے یا کاذب؟  
بندہ پرور معصنی کرنا خدا کو دیکھ کر

مرزا سٹیوں کا غدر :- مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جاری ہونا مرزا صاحب کا اپنا مذہب نہیں بلکہ مسلم اخبارات کی نقل ہے۔ اگر دیگر ممالک میں اونٹ بیکار ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ تیز رفتاری کے لئے اونٹ استعمال نہیں ہونگے حدیث میں **فَلَا تَبْشَعِي عَلَيْهِمَا كَالْفَظْ** یعنی کوئی ان کو نہیں دوڑائیگا۔ پس ریل کی تیاری نے تیز رفتاری کے لحاظ سے اونٹ بیکار کر دیئے۔

الجواب :- مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جاری ہونا گو کسی مسلم نجد

نے بھی لکھا ہوتا ہم مرزا صاحب اس سے انکاری نہیں ہم جو خود مرزا صاحب کی اس بارے میں درج کر چکے ہیں اس میں صاف لفظ حدیث رسول اللہ کا موجود ہے۔ دیگر ممالک کے متعلق گزارش ہے۔ اوشٹوں کی سواری در فرب تیز۔ قاری نے محض سے متردک نہیں کی گئی۔ بلکہ مرزا صاحب کے نزدیک ہم و نشان۔ اوشٹوں کی سواری کا مٹ جاتا ہے۔ ریویو کی منقولہ بالا عبارت۔ جو خطِ مظلوم فرمائی۔ خدا تمہیں دینا ہی دے ۛ

## مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر تفسیری دلیل

### منہاج نبوت

مرزائی صاحبان ہمیشہ مناظرات میں ڈینگ مارا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو معیار انبیاء پر پرکھ لو خود مرزا صاحب بھی لکھتے ہیں:-  
"میں اپنے دعویٰ کو منہاج نبوت پر پیش کرتا ہوں منہاج نبوت ہر جو طریق ثبوت کا رکھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا ہی چاہے لے لے" (صفحہ ۳۱ منظور الہی بحوالہ اخبار الحکم، جلد ۷ ع)

میرا سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے اس منہاج کو چھوڑ کر جو اس کو آزمانا چاہے وہ غلطی کرتا ہے" (الحکم ع ۱۲ جلد ۷ ع)

معیار اول [۱] مَنْ التَّسْوُلُ بِمَا أُتِرَ عَلَيْهِ مِنْ دَرَجَاتٍ اَلْمُؤْمِنُونَ  
[۲] اَمَّنْ بِاللّٰهِ وَصَلَّيْكَتْ وَكُتِبَ وَرُسُلُهُ - اَلَا يَهْدِي  
سورہ بقرہ، بخش مائے رسول نے جو اس پر نازل ہوا اور مومنوں نے سب کے سب



ایمان لائے ہیں ساتھ اللہ کے اور فرشتوں کے اور کتابوں کے اور رسولوں کے آیت ہذا شاہد ہے کہ سب سے پہلے رسول اپنی وحی پر ایمان لاتا ہے خاص کر عہد رسالت پر۔ اور بات میں مقول ہے کہ جب تک کسی شخص کو اپنے عہدہ اور حیثیت پر خود اطلاع نہ ہو وہ اپنے اختیارات کو کیا برت سکتا ہے۔ یہ بات بہت ہی بودی بلکہ نفوس کے گورنمنٹ کسی کو وائسٹریٹ تو بناوے اور اسے ڈیوٹی پر کھڑا بھی کر دے مگر اسے اس کے عہدہ پر اطلاع نہ دے یا وہ خود اپنی حیثیت کو نہ سمجھتا ہو۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

”نبی کے لئے اس کے دعویٰ اور تعلیم کی مثال ایسی ہے جیسا کہ قریب سے آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے اور ان میں غلطی نہیں کرتی اور بعض اجتہادی امور میں غلطی ایسی ہے جیسے دوسری چیزوں کو دیکھتی ہے (مثلاً اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل و آئینہ کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے منع ہوئے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ پھر بعض دوسری جزئیات اگر اجتہادی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی انہیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا“ (۲۷۱ عجاز احمدی مصنفہ مرزا و ۲۷۲ احمدیہ پاکٹ بک)

اس عبارت سے مہر نیم روز کی طرح روشن کہ انبیاء کرام کو اپنی نبوت کے بارے میں ہرگز ہرگز کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہتا۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب کا یہ حال ہے کہ انہیں ابتدا سے ہی نبی اور رسول کہا گیا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں :-

”برایں احمدیہ میں بھی یہ الفاظ کچھ غلطوٹے نہیں۔ چنانچہ ص ۲۹۵

میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا پھر اسی کتاب میں یہ وحی ہے کہ خدا کا رسول نبیوں کے حلقوں میں۔ پھر اسی کتاب میں یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ الخ اس وحی الہی میں میرا نام محمد کھا گیا اور رسول بھی اسی طرح کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا، (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۷۱)  
مگر مرزا صاحب برابر نبوت سے انکار کرتے رہے۔ بلکہ برملا کہتے رہے

کہ مدعی نبوت :-

• مسئلہ کذاب کا بھائی، کافر بنیٹ ہے (ص ۱۷۱ انجام آقہم)  
• ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی قلا کے ہم قائل ہیں۔ راہبہار جزوی ۱۷۱ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۱۷۱

• میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (ص ۱۷۱ فیصلہ آسمانی)  
• تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام، توحی المرام، ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محض ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ یا محدثیت جزوی نبوت یا ناقصہ نبوت ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے سن کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے تھے جس سے وہ عا شاد کلام مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں بلکہ میرا یہ ہے کہ عباسی سید و مولانا محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ہیں۔ سونامہ مسلمان اگر ان لفظوں سے ناراض ہیں (جن میں جزوی نبوت وغیرہ کا دعویٰ ہے) تو ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر جو محسوس کے محض کا قصہ میری طرف سے سمجھ لیں۔ اللہ غفور

جانتا ہے کہ لفظ نبی سے مراد صرف محدث ہے جس کے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے متکلم مراد لئے ہیں قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَبْلِي قَبِيكَهُ مِنْ نَبِيِّ  
إِسْرَائِيلَ رَجَاءُ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءُ  
اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمائیں، اشتہار مرزا اور حقیقۃ النبوة  
صفحہ ۹۱ مصنفہ میاں محمود احمد

ان تمام مذکورہ بالاتحویرات سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب باوجود  
بقول خود نبی ہونے کے اپنی نبوت سے انکاری رہے۔ میاں محمود احمد لیسر  
مرزا خلیفہ قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ النبوة پر لکھتے ہیں:-

”آپ کو براہین احمدیہ کے زمانہ سے جو وحی سوری قیاس میں آپ  
کو ایک دفعہ بھی مسیح (ابن مریم علیہ السلام نبی اللہ و رسول اللہ)  
سے کم نہیں کہا گیا بلکہ افضل ہی بتایا گیا تھا۔ لیکن آپ چونکہ  
اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے اس کے معنی اور کورتے رہے بعد  
کی وحیوں نے آپ کی توجہ اس طرف پھیری کہ ان (پہلی)  
وحیوں کا یہی مطلب تھا کہ آپ مسیح سے افضل اور نبی ہیں“  
(صفحہ ۱۲۱ پر دیکھیں)۔ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء  
میں کھلا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں  
تبدیلی کی ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں  
آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں۔“  
(مختصاً بالفظ)

خلاصہ یہ کہ انبیاء کرام کو اپنے دعویٰ نبوت میں کبھی اور کسی قسم کا  
شک نہیں ہو سکتا۔ مگر مرزا صاحب نت نئے رنگ بدلتے رہے پس وہ  
میرا نبوت پر پورے نہیں اترے؟

وَوَسَّرَ مَعْيَارَ - لَا تَحْرُكْ بِهِ يَسَّانَكَ لِتَعْجَلَ بِمَا نَافَعُ  
عَيْنَا جَمْعُهُ دَقَرْنَا نَكَ - فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ  
عَلَيْهَا بِسْمِ اللَّهِ (سورة القیامتہ ۱۷-۱۹)

۱۔ حرکت دے اس وحی کے پڑھنے پر اپنی زبان کو کہ جلد ہی سیکھ لے لاریب  
اس وحی کو تیرے دل میں بٹھانا اور تجھ کو یاد کرانا ہمارے ذمہ ہے۔ پس جب  
یہ جبرائیل پڑھے تو اس کے ساتھ پڑھ لیا کر۔ پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول  
کر بیان کرنا :-

۲۔ آیت مقدسہ گواہ ہے کہ نبی پر جو وحی اترتی ہے۔ اس کی وضاحت  
۳۔ خدا کے ذمہ ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ نبی اپنی وحی کو نہ سمجھ سکے۔ چونکہ  
مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کو منہاج نبوت پر پیش کرنے کے علاوہ اپنی  
وحی کو قسم کھا کر اسی رنگ کی کہتے ہیں :-

۔ جس رنگ کا مکالمہ آدم سے ہوا پھر شیث پھر نوح پھر ابراہیم  
پھر اسماعیل پھر اسمعیل پھر یعقوب پھر یوسف اور موسیٰ۔ داؤد۔  
سلیمان۔ عیسیٰ بن مریم۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے  
ہوا۔ (مخلص ص ۱۷۰ انزول المسیح)  
بلکہ فرماتے ہیں :-

مَا آتَانَا إِلَّا مَا كُنَّا نَشْتَاتُ (۱۷۹ البقرہ جلد ۱) میں  
تو میں قرآن ہی کی طرح ہوں۔

۱۔ سو اس کے مرزا صاحب کا دعویٰ محمد صلعم ہونے کا بھی ہے جیسا کہ ہم  
شجاعت دے چکے ہیں اس لئے لازم ہے کہ ان کی وحی اس معیار پر پوری ہو  
مگر فرسوس ہے کہ عیسائیں۔ مرزا صاحب کی ساری عمر انہی چالوں میں بسر ہوئی کہ  
ہر ادویں کی طرح ایک آدم فقرہ بہ فقرہ گھڑیا کرتے۔ جس کا نہ سر ہوتا پیچ گول ہول  
سو کی تاک جدھر چاہا پھیر لیا جو چاہا اس سے نکال لیا۔ الہام سناتے وقت کہتے

کہ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی۔ خدا جاسے کیا معنی ہیں پھر لطف یہ کہ صمد یا الہام ایسے ہیں کہ ساری عمر ان کی کوئی تشریح و تعین نہیں کی بطور نمونہ چند ایک الہام بدیہ خدمت میں

۱- "أَخَذَ بَقِيعَ الْخَلْقِیَّتِ" (تشریح از مرزا) مراد زمانہ حال کے لوگ ہیں یا آئندہ زمانہ کے واللہ اعلم بالصواب (ص ۱۵۰ البشری)

۲- "پریشن۔ عمر براطوس۔ پلاطوس۔ آخری لفظ پڑطوس ہے یا پلاطوس بیاعت سرعت الہام معلوم نہیں ہوگا" (البشری جلد ۵)

۳- "بعد ۱۱۔ انشاء اللہ" (تشریح از مرزا) اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے" (ص ۶۶ البشری جلد ۲)

۴- "کَلَّا یَمُوتُ أَخَذَ قِیَ رَجَا بَکْھُ تہا سے مردوں میں سے کوئی نہیں مرے گا۔ اس کے حقیقی معنی تو نہیں ہو سکتے مگر مفہوم کا پتہ نہیں۔ شاید کوئی اور معنی ہوں۔" (ص ۷۷ البشری جلد ۲)

۵- "بلانازل یا حادث یا ..... معلوم نہیں کس کی طرف اشارہ ہے" (ص ۸۶)

۶- "میں ان کو سزا دوں گا۔ میں اس عورت کو سزا دوں گا۔" معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہے۔ (ص ۹۷)

۷- "عورت کی چال۔ ایللی ایللی لما سبتقانی۔ بریت" خیال گذرتا ہے۔ واللہ اعلم کوئی شخص زمانہ طور پر مکر کرے۔ یہ صرف اجتہادی رائے ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کے کیا معنی ہیں" (ص ۱۰۱)

۸- "امراض پھیلائی جائیں گی اور جانیں ضائع کی جائیں گی" معلوم نہیں قادیان کے متعلق ہے یا پنجاب ص ۱۱۱

۹- "موت تیرا ماہ حال کو، قطع طور پر معلوم نہیں کس کے متعلق"

ہے ص ۱۲

۱۔ "پس پاشدہ جوم۔" افسوسناک خبر آئی "اس الہام پر ذہن کا انتقال  
بعض لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا۔ مگر یہ انتقال ذہن بعد  
فریاد می ہوا۔ الہام بھی شاید اس کے متعلق ہو۔ ص ۱۲۴  
۲۔ کمتریں کا بیڑا غرق ہو گیا "کسی کے قول کی طرف اشارہ ہے  
شاید کمتر جس سے مراد کوئی شریر مخالف ہے۔" (ص ۱۲۵ احمدیہ  
پکٹ بک)

۳۔ "میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ ایک ناپاک روح کی آواز آئی  
ص ۱۲۶ احمدیہ پاکٹ بک)

۴۔ "عَفِمْ عَفِمْ عَفِمْ۔ ذَفِعَ إِلَيْهَا مِنْ مَالِهَا دِيَاگِا اس  
کو مل اس کا اچھا ملک۔" (ص ۱۲۷ پاکٹ بک)  
۵۔ "ایک ہفتہ تک کوئی باقی نہیں رہے گا۔"

کوئی پتہ نہیں کہ اس کا مطلب و منشا ملہم کیا ہے۔ کیا مرزا صاحب کے  
اہل و عیال سے ہفتہ تک کوئی نہ رہے گا۔ یا عام مرزائیوں  
سے۔ یا کل ملک ہندوستان سے۔ یا کل روئے زمین  
سے!

صحت مرزائی پاکٹ بک کہتا ہے کہ خدا کا دس ہزار سال کے برابر  
ہے اور عمر دنیا کل سات ہزار ہے پس مراد ایک ہفتہ سے سات  
جزو سال ہے۔

جواب: مرزا صاحب کہتے تھے۔ ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں  
سمجھ سکتا۔ (اشتہاد۔ اگست ۱۸۸۷ء)

پس جب وہ خود اس کے معنی و تشریح نہیں کو گئے تو آپ کون ہیں  
تو خود کو۔ جس شخص پر دی کرنے سے کیا فائدہ؟ علاوہ ان میں ہمارا اعتراض

تو مرزا صاحب پر ہے کہ وہ اس کی کوئی تشریح نہیں کر گئے نہ کہ تم پر۔ پھر بھی غلط ہے کہ عمر دنیا سات ہزار سال ہے۔ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے **وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ** (زخرف رکوع آخر) میں محمود احمد لکھتے ہیں :-

جب آپ (مرزا) دنیا کی عمر سات ہزار سال بتاتے ہیں اور اس کے بعد قیامت بتاتے ہیں تو اس قیامت سے اور قیامت مراد ہے۔ اس سے مراد اس دنیا کی نسل کا ایک دور ہے جو ختم ہوگا آپ (مرزا) پہلے دور کے خاتمے پر آئے۔ میرا عقیدہ یہی ہے کہ (آپ) اس دور کے خاتمہ ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہیں۔ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا رضیمہ اخبار الفضل بہ فردی ۱۲۸ھ

اندریں صورت احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف کی تاویل قطعاً باور ہونا ثابت ہوتی ہے۔ اگر سات ہزار میں کل بنی آدم کا خاتمہ تھا تو پھر مرزا صاحب جن پر یہ دور ختم ہوا کیسے بچے؟ اسی طرح دیگر لاکھوں انسان کیوں بچے؟ پس یہ الہام از سر تا پا جھوٹا ہے جو اصول قرآن کے خلاف ہے :

۱۵۔ "الہام ایلی اوس بیا عث سرعت و بود مشتبه رہا اور دیکھ معنی کھلے" (ص ۳۶ البشری جلد ۱)

مرزائی پاکٹ بک کا مصنف کہتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں وہ ہیں، ہمیں اس پر بحث نہیں خود ملہم کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ لہذا آپ کے معانی اگر فی الواقع بھی صحیح ہوں ہمارے اعتراض کو نہیں اٹھاتے :

۱۶۔ **هُوَ شَخْصًا نَحْنُ** یا الہام شاید عبرانی ہے جس کے معنی، (اصل مفہوم نہیں کھلے) اس کے لفظی معنی ہیں **فجاء**، دسے (ص ۳۳ البشری جلد ۱)





زبان میں بناتے تو کفار معترض ہوتے کہ اس کی آیات کھول کر کیوں نہ بیان کی گئیں۔ یہ کیا بات ہے کہ عجمی الہام اور عربی مخاطب، یہ آیت صاف ثبوت ہے اس امر کا کہ الہام الہی محفطوں کی مادر سی زبان میں ہوتا ہے۔

**اعتراض** قرآن مجید میں آتا ہے حضرت سلیمان کہتے ہیں عَلَّمَنَا بُولِي سَكَّاهِيْ جُوْيَانِ كُو كُوْصٍ، چیلوں، کبوتروں، بٹیروں اور تمام جانوروں کی زبان نہیں الہام ہوا۔

**الجواب** کہاں یہ امر کہ انبیاء علیہم السلام پر جو الہام لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوتا ہے وہ ان کی اپنی زبان میں ہوتا ہے اور یہ جواب کہ حضرت سلیمان کو خدا نے جانوروں کی بولی بھی سکھائی ہاں اگر تم قرآن مجید سے یہ ثابت کرنے کہ حضرت سلیمان کو جو الہام انسانوں کی ہدایت کے لئے ہوتا تھا وہ ان کی اپنی زبان اور ان کی قومی زبان میں دیا تھا۔ تو البتہ دلیل ہو سکتی تھی عَلَّمَنَا كَلِمَاتِ الْاِلَهِامِ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ طبعی فہم و تفہیم ہی اس میں داخل ہے سو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کی فطرت میں اپنی قدرت سے یہ طاقت ودیعت کر دی کہ وہ جانوروں کی بولی سمجھنے لگ گئے۔

**نوٹ** اعتراض کسی بولی کے سکھانے پر نہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ جس زبان کو نبی نہیں جانتا، اس میں الہام خلاف عادت اللہ اور خلاف سنت انبیاء ہے، اور مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ان زبانوں میں ہوتا ہے جنہیں میں نہیں جانتا خشتہ ثبوت۔

**چوتھا معیار** مرزا صاحب اپنی نبوت کو مجاز اور استعارہ قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سادہ کو مٹا دیتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استغاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن اور رسول بجز محمد صلعم اور دین بجز اسلام کے نہیں ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتاب ہے "وَجَدَ الْحُكْمَ ۱۱ اگست ۱۹۹۹ء"

ظاہر ہے کہ مرزا صاحب مذکورہ بالا منہاج پر پورے نہیں پس وہ نبی نہیں بلکہ متنبی ہیں :

غدر۔ مرزائی دھوکہ دینے کو کہا کرتے ہیں اس معیار پر بعض سابقہ بھی پورے نہیں اترے :

الجواب :- سابقہ نبی سب کے سب صاحب شریعت۔ براہ راست خدا سے فیض پانے والے تھے۔ کسی نبی کی اتباع سے درجہ نبوت پر فائز نہیں ہوتے دیکھو مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) "جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست جیسا یا تھا۔ حضرت موسیٰ ؑ کا اس میں کچھ دخل نہیں تھا۔ (حاشیہ ص ۱۱ حقیقۃ الوحی)

(۲) حضرت عیسیٰؑ بلکہ تمام انبیاء ان بدایتوں کے پیر و قصبے بنانے پر جن جن جوتی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر نبوت فرمائی تھی۔ خداوند تعالیٰ نے ان کے دل میں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان پر عمل کریں اور گروائیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر

گواہ ہے“ (ص ۱۹۲ بنیمہ نصرۃ الحق ط ۱)  
 قرآن مجید میں ہے اِنَّ اَتَتْحِ اِلَکَ مَا یُوْحٰی اِلَیَّ فِی  
 پانچواں معیار { صرف اپنی وحی کی پیروی کرتا ہوں (پ ۷) وَمَا  
 اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا یُطَاعُ بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ ۷) نہیں بھیجا ہم نے  
 کوئی رسول مگر مطاع بنا کر۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ نبی اپنی وحی کا تبع ہوتا ہے (دوسروں  
 کی وحی کو اسی صورت میں ماننا ہے کہ اس کی وحی کے خلاف نہ ہو یا اس کی  
 وحی کا حکم ہو کہ فلاں بات پہلی وحی کی مانو) نبی کسی دوسرے انسان کا مطیع نہیں  
 ہوتا۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی اقرار کرتے ہیں ۱۔

”خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا  
 میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف  
 اپنی وحی کا تبع ہوتا ہے“ (صفحہ ۷۶ دالہ ط ۱۔ ص ۲۲۸  
 ازالہ ط ۲)۔

بخلاف اس کے مرزا صاحب بقول خود امتی نبی۔ مطیع اور محکوم رسول  
 تھے۔ اور اپنی وحی کو مجزہ مطابقت قرآن کے نہیں مانتے تھے۔ پس  
 وہ منہاج نبوت کی رو سے ”بدعتی رسول“ ہیں۔

چھٹا معیار { مرزا صاحب اپنی کتاب تحفہ گولڑہ میں لکھتے ہیں کہ ”نبی کے  
 لئے ضروری ہے کہ چالیس سالہ عمر میں مامور ہو“  
 (ص ۱۶۸ تحفہ گولڑہ) بخلاف اس کے مرزا صاحب کی پیدائش مندرجہ ذیل تحریر  
 کی رو سے ۶۸ سالہ ثابت ہوتی ہے ۱۔

”بہت سے اکابر امت گزرے ہیں جنہوں نے میرے لئے  
 پیشگوئی کی اور مستہ بھی بتایا بعض نے تاریخ پیدائش بھی  
 بتائی ہے، جو چراغ دین ۶۸ سالہ ہے“ (الحکم ۱۰۔ اپریل

سنت :-

اور نہ بعثت مرزا ان کی ایک تحریر کی رو سے ۱۲۹۰ء ہے۔ بیساک  
کھا ہے۔ ۱۔

”ٹیک بارہ سو نوے ہجری میں یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ  
پاچکا تھا۔ (ص ۱۱۹ حقیقۃ الوحی)۔

دوسری صلب بوقت بعثت مرزا صاحب کی عمر کل ۲۲ سال ثابت  
موتی ہے۔ مگر قزوینی معیار مسلمہ مرزا انبیاء کے لئے سنت الہی یہی  
ہے کہ وہ چالیس سالہ عمر میں مبعوث ہوں۔

نوٹ ۱۔ مرزا صاحب نے ”اکابر امت کی پیشگوئی“ کی رو سے  
اپنی سماعت پیدا نش ۱۲۶۹ء لکھی ہے اور یہ بھی مرزا صاحب  
۵ مذہب ہے۔ ”مَایِیْطُنْ عِنَ الْهَدَیْ کے درجہ پر جب تک  
انسان نہ پہنچے اس وقت تک اسے پیشگوئی کی قوت نہیں مل  
سکتی۔ (ص ۲۱۶ ملفوظات احمدیہ حصہ اول بحوالہ المحکم جلد ۵  
ص ۱۶۹ تقریر مرزا ۲۸ دسمبر ۱۲۹۹ء)۔

پس مرزائی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ”اکابر امت کی پیشگوئی“ میں تاریخ  
پیدائش میں غلطی ہے +

ساقیوں معیار { فَإِنَّمَا تَزَالُمُ عَلَى قَلْبِكَ يَا دُنِيَ اللَّهِ (پ ۱۲ خ)  
یہ قرآن جبرائیل نے تیرے قلب مبارک پر نازل کیا  
ہے۔ مرزا صاحب بھی اقراری ہیں کہ ۱۔

۱۔ ”ممكن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق کے لئے آئے  
مگر اس کے ساتھ وحی الہی اور جبرائیل نہ ہو“ ازالہ ادہام ص ۲۳۹  
ط ۱۔ ازالہ ادہام ص ۲۳۹ ط ۲۔

۲۔ ”رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے ہی سنت اللہ اور قدیم

جاری ہے جو بواسطہ جبرائیل کے بذریعہ نزول آیات ربانی اور  
کلام رحمانی سکھائے جاتے ہیں“ (صفحہ ۵۹۹ ازالہ ط ۱)  
صاف عیاں ہے کہ ہر ایک نبی پر نزول جبرائیل بوجی الہی لازمی ہے حالانکہ الف  
یہ بات مستلزم حال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جبرائیل کی وحی  
رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے“ (ازالہ  
حوالہ بالا)۔

ب” صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیلؑ لاویں اور پھر چپ ہو  
جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے“ (صفحہ ۵۹۹ ازالہ ط ۱)۔  
نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب اس سنت انبیاء اور معیار رسالت  
سے باصول خود کورے ہیں۔

آٹھواں معیار (۱) کوئی بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے لئے ہجرت  
جلد ۵ (۱۸۰)

(۲) ”انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ بھی ایک سنت اللہ سے کہ وہ  
اپنے ملک سے ہجرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں  
بھی موجود ہے الخ“ (صفحہ ۱۸۰ ضمیمہ نصرۃ الحق ط ۱)  
مرزا صاحب نے ہجرت نہیں کی۔

نواں معیار (۱) یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اٰمَنَ مِنْكُمْ  
کی وفات کے بعد اس کی اولاد کو وارث قرار دیا  
گیا۔ (ناقل) میں جو استثناء ہے وہ آپ کی ایک صحیح حدیث  
کی وجہ سے ہے جو بخاری و مسلم بلکہ تمام صحاح میں مذکور ہے  
اور وہ هٰذَا هُوَ مَقَامُ النَّبِيِّ لَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ  
(یعنی ہم نبیوں کا گروہ نہ کسی کا وارث ہوتا ہے نہ ہمارا کوئی وارث

ہوتا ہے۔ ناقل) اگر کہا جائے کہ یہ حدیث اس لئے صحیح نہیں کہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ذریت سَخَلَ خَادَ (النمل ۲۷) خَبَّ بِي مِنْ لَدُنْكَ وَيَتَّيِسُّنِي ذِي نُوْثٍ مِّنْ اِلٰی يُّقْوِبُ (مریم ۶) آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیات میں روحانی ورثہ مراد ہے نہ کہ مطلق ورثہ (صفحہ ۲۴۵ احمدیہ پاکٹ بک)۔

جدت بلا سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام نہ تو خود اپنے والدین کے لئے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہی آگے ان کی اولاد ان کی جائیداد کی وارث ہوتی ہے حالانکہ مرزا صاحب نے اپنے والد کی جائیداد کا ورثہ بھی پایا، \* خطہ ہو سیرت مسیح موعود مصنفہ محمود احمد و صفحہ ۳۴۸ آئینہ کمالات۔ اور آگے ان کی اولاد بھی وارث ہوئی۔ پس مرزا صاحب اس معیار نبوت پر بھی پورے نہیں اترے +

دسوال معیار ۱) مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صحیح حدیث ہے ۱۔

اِنَّهُ لَكُوْنُكَ نَبِيٌّ اِلَّا عَاشَ يَضَعُ  
اَيْنَ عِيْ قَبْلَكَ وَ اَخْبَرَنِيْ اَنْ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ  
عَاشَ عِشْرِيْنَ سَنَةً سَنَةً فَلَا اَرَىْ اِلَّا ذَاهِبًا  
فَسَمِعْتَنِيْ وَ اَتَكَلَّمُ اِلَيْهَا لَاحِقًا هَذَا الْحَدِيثُ  
مِجْمُوعًا جَلِيْبًا قَلْبًا لِّمَاطَرَةٍ (انحضرت نے فرمایا مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے) کہ ہر ایک نبی اپنے سے پہلے نبی سے نصف عمر کا رہا ہے اور اس نے مجھے بتایا کہ عیسیٰ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے گا اور اس نے فرمایا کہ اس کا میں اس جہاں کے رحمت کر جاتوں گا (مرزا صاحب فرماتے ہیں) بھائیو! یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس کے سب راوی بالکل ثقہ ہیں۔ اور

معتبر ہیں اور اس کی بہت سی سندیں ہیں“ (صلۃ جہانگیر لکھنؤی مترجم اردو)۔

اس بیان کی رو سے جبکہ آنحضرت صلعم کی عمر ساٹھ سال ہوئی۔ تو مرزا صاحب کی اگر وہ صادق نبی ہوتے تو کل عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی چونکہ وہ ۵۹ برس کے ہو کر مرے، لہذا وہ اپنے ہی اس مسلمہ معیار نبوت کی رو سے کاذب ہیں۔

**اعتراض** یہ تمام انبیاء کے متعلق نہیں، صرف حضرت عیسیٰ اور آنحضرت کے متعلق ہے۔

**الجواب** - حدیث کے الفاظ عام ہیں، کوئی تخصیص نہیں۔

**مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر چوتھی دلیل**

### اختلاف اصحاب مرزا

لَوْ كَانَتْ مِنْهُ عِنْدَ غَيْرِ النَّاسِ نَجْدَةٌ وَبِإِسْمِ اللَّهِ خَلَقَ كَثِيرًا (قرآن)

### (۱) صرف محدث غیر نبی

”اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام - توضیح المرام - ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر معمول نہیں صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں سے بیان کئے گئے ہیں مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔ سو مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں تو وہ ان کو ترمیم شدہ

قصہ فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ ابتداء سے میری نیت جس کو اللہ خوب جانتا ہے اس لفظ سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ جس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل مراد لئے ہیں یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا قَدْ كَانَ ذِيَمَنْتٍ فَخَصَّ مِنْ بَنِي إِسْرَءِئِيلَ زَ جَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرِ آتٍ سَوِّوْا أَنْبِيَاءَ (اشتہار مرزا در ص ۱۶۹ حقیقۃ النبوة مصنفہ علی محمود اتمہ)۔

عبارت مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ بموجب محدث رسول کریم صلعم کے صرف محدث ہونے کا ہے جو غیر نبی ہوتا ہے ایک دوسری جگہ مرزا صاحب نے لکھا ہے :-  
"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو حکم خدا کی کیا ہے" (ص ۲۲۲ ازالہ پلٹ)۔

## اس کے خلاف صرف محدث ہونیسے انکار

جن (بروزی اور غلطی) معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں۔ اسی لحاظ سے صبیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نہ رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبر پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو کہ اس کا نام صرف محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی وقت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہے (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۳)۔

اس عبارت میں صرف محدث ہونے کا انکار اور غلطی بروزی یعنی برہنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونے کا اقرار ہے +



## ۲۔ غیر تشریحی نبوت کا دعویٰ

(الف) ”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا سو اب بھی میں انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا“ الخ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۷)۔

(ب) ”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی“ (توحیلات اکیہ ص ۲۵)۔

## اس کے خلاف تشریحی نبوت کا ادعاء

”اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے۔ نہ ہر ایک منقری تو اول یہ دعوتے بے دلیل ہے خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند اسرار ہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ

ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں  
 کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی، (صفحہ ۷۷ رسالہ  
 اربعین ص ۷)

مذہباتِ نبوی کی عبارت میں اپنے دعوئے کو لغوی غیر حقیقی نبی کہہ کر صرف  
 محدثِ غیبی ہونے کا اقرار کیا وہ بھی از خود نہیں بلکہ بخاری شریف کی حدیث  
 کی رو سے: "اس کے بعد" صرف محدث ہونے کا انکار کیا اور ہفواتِ نبویہ  
 کی پہلی تحریر میں بغیر شریعت کے نبی ہونے کا دعویٰ کیا مگر اربعین نمبر ۱ کی  
 حوالہ دہ تحریر میں صاحب الشریعہ ہونے کے مدعی بن گئے +

## ۳۔ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا

مفت زبدار سے میری مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ  
 سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا (ترویقای القلوب ص ۱۳۵ ط ۱)  
 جب: "مج کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا نہیں جو ہماری ایبائات کی جڑ  
 یا ہمارے دین کے رکنوں میں ہو۔ بلکہ صد ہا پیشگوئیوں میں سے ایک  
 چٹوٹی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس  
 زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام  
 کچھ خاص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام  
 بڑھ کر نہیں ہو گیا (ازالہ اوہام ص ۱۳۵ ط ۱)

یہ خبر یہ کہنے کے حق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ  
 محدثِ نبوی کا حق ہے جو خداوندی کلمات سے شریعت اور احکامِ جدیدہ لاتے ہیں،  
 میرے مذہب شریعت کے ماسوا میں قرآن مجید اور محدثِ گزرے ہیں کہ وہ کسی ہی جنابِ الہی  
 سے ملے تھے جو اس وقت مہرِ حق سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر  
 نہیں ہو سکتا (ترویقای القلوب ص ۱۳۵ ط ۱)

(ج) ”اس جگہ تو x انقلاب کا دعویٰ نہیں وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ دین میں سے کوئی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ مسیح موعود کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابل اعتناء ہوتا جبکہ اس کے ساتھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی“ (آئینہ کمالات ص ۲۲۹ ط ۱)

مرزا کا دعویٰ تھا۔ کہ میں وہ مسیح ہوں جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے وعدہ دیا کہ وہ آئے گا۔ عبارات بلا میں مرزا صاحب صاف مانتے ہیں کہ مسیح موعود کا اقرار و انکار ایسا نیاں میں داخل نہیں۔ کوئی شخص میرے انکار کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا۔ اس کے خلاف ملاحظہ ہو۔

## میرا منکر جہنمی، کافر غیر ناجی ہے!

(الف) ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (مکتوب مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب مندرجہ الذکر الحکیم ص ۲۳ مصدقہ مرزا در حقیقتہ الوحی ص ۱۶۳)

(ب) ”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔“ (ص ۱۶۳ حقیقتہ الوحی)

(ج) ”(اے مرزا) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا۔ وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“ (ص ۱۶۳ رسالہ معیار الانبیاء - الہام مرزا)

(د) ”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو فوج کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا“

(ص ۷۷ حاشیہ اربعین ص ۷۷)

مرزا کا دعویٰ تھا کہ میں وہ مسیح ہوں جس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی ہے بایں ہمہ پہلی تحریرات میں صاف لکھا کہ مسیح موعود کا انکار و اقرار ایمانیات میں داخل نہیں، میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ میری تعلیم میں کوئی انقلاب نہیں۔ ہماری عملی حالت دیگر مسلمانوں جیسے ہے۔ بخلاف اس کے دوسری تحریرات میں مسیح موعود یعنی بڑے خود خود بدولت کے انکار کو خدا و رسول کی پیشگوئی کا منکر کافر، بیعت نہ کرنے والے کو اور پیروں سے باہر رہنے والے کو جہنمی، اپنی تعلیم کو مدارِ نجات ٹھہرایا ہے +

بعض مرزائی جواب دیا کرتے ہیں کہ یہ کوئی اختلاف نہیں :-  
 ”جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل نہ ہو یا گیا۔  
 آپ انکار فرماتے رہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ فرمایا تو  
 دی آپ نے بھی اعلان فرمادیا“ (ص ۲۲۳ تفسیر: بریل)

یہاں اختلاف دعویٰ کے متعلق ہے اور ہم پہلے مرزا صاحب جواب کی تحریرات سے ثابت کر آئے ہیں کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے ہی مرزا صاحب بقول خود خدا کے نزدیک نبی و رسول تھے اور یہ بھی کہ انبیاء کو ان کے دعویٰ میں غلطی نہیں ہو سکتی (ملاحظہ ص ۱۷۱ اعجاز احمدی)۔ پس مرزا صاحب کا باوجود ”نبی اللہ“ ہونے کے یہ کہنا کہ ”میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا“ اور پھر کافر کہنا دلیل ہے اس بات کی کہ مرزا صاحب خدا کے نبی ہرگز نہ تھے بلکہ ایک مراقی یا حسب موقع ضرورت خود۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدل لینے والے تھے +

## ۴۔ مسیح ابن مریم دوبارہ نازل ہوگا

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ يَهْدِي إِلَى آيَاتِهِ جَسْمَانِي اور  
سیاست علی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ مار دین  
اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا۔ مسیح دوبارہ  
اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کے ہاتھ سے اسلام بھج آفاق میں پھیل  
جائے گا۔ (ملخص براہین احمدیہ ص ۹۹)

## اس کے خلاف

”قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیات بینات میں مسیح کے فوت ہو

جانے کا قائل ہے“ (ص ۱۲۲ ازالہ ط ۱)

”قرآن شریف مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر

نہیں“ (ص ۱۲۶ ایام الصلح اردو)

مقدم الذکر تحریر میں از روئے قرآن مسیح کی دوبارہ آمد بتائی اور مؤخر الذکر

عبارت میں از روئے قرآن انکار کیا اس سے نہ صرف اختلاف ثابت ہوا بلکہ

مرزا صاحب کی قرآن دانی بھی معلوم ہو گئی۔

اعترض { پہلے مرزا صاحب نے رسمی عقیدہ کی وجہ سے حیات مسیح تسلیم کی

بعد میں بوجی آہنی اس عقیدہ کو چھوڑ دیا۔

جواب { مرزا صاحب بقول خود براہین احمدیہ کے زمانہ میں ”نبی اللہ“ تھے اور

”امور الہی“ اور خاص کر امور بھی اس لئے کئے گئے کہ ”قرآن کی

اصلی تعلیم“ بیان کریں لہذا مرزا کا ایک ایسے عقیدہ کو رسم نہیں بلکہ

تہک قرآن لکھنا جو آئندہ ان کے اصلی دعوے کے مخالف بننے والا ہے۔

۱۔ ص ۱۲۲ ازالہ اوہام

صاف ثابت کر رہا ہے کہ وہ مقتدری علی اللہ تھے۔ انبیاء کو ان کے دعویٰ میں غلطی  
 میں جو سکتی۔ ماسوا اس کے مرزا صاحب کا یہ بھی مذہب ہے کہ :-  
 "انبیاء اپنے کل قون و انعال میں خدا کے ترجمان ہوتے ہیں  
 تن کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی، ایک کٹ پتلی کی طرح بلکہ ایک  
 مردود کی مانند خدا کے ہاتھ میں ہوتے ہیں" (صفحہ ۲۱۰ ریو لو  
 بعد دوم مفہوم)

پس برائین احمدیہ والا عقیدہ کبھی غلط نہیں جانا جاسکتا تا وقتیکہ انہیں  
 مقتدری علی اللہ نہ سمجھا جائے پھر مرزا صاحب کا یہ بھی قول ہے "روح القدس  
 کی تحدیث۔ ہر وقت۔ ہر دم، ہر لحظہ بلا فصل۔ ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی  
 ہوتی ہے۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے" (صفحہ ۹ حاشیہ آئینہ کمالات) خاص کر براہین  
 احمدیہ نو وہ کتاب ہے جو بقول مرزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار  
 میں وحی برپا ہو چکی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے اس کا نام طلب رکھا" (مفہوم صفحہ ۲۴۹ براہین احمدیہ)

ہاں ہاں۔ براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو بقول مرزا "مؤلف نے ملہم  
 وہ صوبہ جو بے غرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا" (اشتبہ براہین ملحقہ آخر  
 رسالہ سیرۃ ختم نمبر)

پس اس میں اصلاح کی بجائے مسیحیت پاش۔ مرزائیت سوز بارود  
 ہے۔ جو مرزا کے کذب ہونے کی شہادت ہے۔

## حضرت مسیح کی بادشاہت

حضرت مسیح کو خدا نے خبر دی تھی کہ تو بادشاہ ہوگا، نبیوں نے  
 اس کو خبر دی تھی کہ دنیا کی بادشاہی سمجھ لی۔ سی بنا پر حواریوں نے  
 وہ حکم دیا کہ پھر سے پھر کر اختیار خرید لو۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ پھر

عیسائی کی غلط فہمی تھی اور بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت تھی۔ اس پر ناحق نکتہ چینی کرنا شرارت اور بے ایمانی اور ہٹ دھرمی ہے۔ (ضمیمہ نمبر۱ الحق ص ۹۶ طغص)

## اس کے خلاف

یہ ناخدا ترس نام کے مولوی کہتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت جس یہودیوں کا یہی حال ہے۔ حال میں ایک یہودی کی تالیف شائع ہوئی ہے جو میرے پاس اس وقت موجود ہے۔ گویا وہ محمد حسین جالوی (رحمۃ اللہ علیہ) یا ثناء اللہ (فاتح قادیان امرتسری) کی تالیف ہے جو اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اس شخص یعنی عیسیٰؑ سے ایک معجزہ بھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ کوئی پیشگوئی اس کی سچی مکمل وہ کہتا تھا کہ ماؤد کا تخت ٹھٹھے گا، کہاں ملا؛ اب جلاؤ اس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میاں ثناء اللہ کا دل تشابہ میں یا نہیں میری کسی پیشگوئی کے خلاف ہونے کی نسبت کس قدر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نہیں نکلی۔ مگر جو اس فاضل یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں۔ کہ ان کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔ اگر مولوی ثناء اللہ یا محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں میں سے ان کا جواب دے

اے مظلوم بڑا کہ مرزا اور اس کے مرید جو ڈھنگیں مارتے ہیں کہ ہم نے اپنے خط وادھم کلام سے عیسائیت کو توڑ دیا یہ سب جھوٹ ہے بلکہ جو چند اعتراض عیسائیوں پر کئے ہیں۔ سب یہودی کے غمزدگی سے ہیں۔ ہاں

سکے تو ہم ایک سو روپیہ بطور انعام اس کے حوالہ کریں گے۔  
 (۱) اعجاز احمدی؟ یہودی تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان  
 کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ  
 ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں۔ (۲) اعجاز احمدی  
 صاحب کرام! غور فرمائیے کہ نصرة الحق کی عبارت میں انجیل کی بادشاہت  
 والی پیشگوئی کو بتا دیاں پوری ہو چکی ظاہر کر کے اس پر اعتراض کرنے والے کو  
 بے یقینی، شرم و ہتک و حرم کا خطاب دیا ہے۔ مگر جو نبی اپنی جھوٹی پیشگوئی کی رو  
 سے زیر موعظہ آئے جھٹ سے یہود ناموسود کے رنگ میں رنگین ہو کر انہی  
 قدس میں ہاں ملا دی کہ "مسیح کی کوئی پیشگوئی سچی نہ نکلی" وہ بھی اس انعام  
 میں کہ یہودیوں کے اعتراض ایسے قوی ہیں کہ ہم سے بھی ان کا جواب نہیں  
 ملتا۔ گویا مسیح کی پیشگوئی سچ رہی اور یسوعی طوبہ پر جھوٹی نکلی (اف سے غلم)  
 اس غلم پر ستم یہ کہتے ہیں "ایسی پیشگوئیوں پر تو سچ بھی جاری نہیں ہو سکتا  
 کیا یہ خیال کیا جائے کہ وہ منسوخ ہو گئی تھیں" (۳) دراصل یہود اسکریپچر  
 کے مرتد ہونے کا بھی یہی سبب تھا کہ علانیہ ہتھیار بھی خریدے گئے مگر بات  
 سب کچھ یہی اور حادثہ کے تحت والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی بلکہ اعجاز

## حضرت مسیح کے اخلاق پر حملہ

حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا انجیل  
 کے تحت کو غیر میل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور دوسروں  
 کو دھوکہ سکھایا۔ دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت  
 کہو مگر خود اس قدر جذباتی میں پڑ گئے کہ یہودیوں کو دلالہ

بہت زیادہ مل گیا ہے!



تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیوں  
 دیں اور برے برے نام ان کے رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض  
 یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔ (رسالہ چشمہ مسیحی)

## اس کے خلاف

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے  
 حق میں استعمال کئے ہیں۔ جیسا کہ سو رکھتے، بے ایمان، بدکار  
 وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق  
 فاضلہ سے۔ بے بہرہ تھے۔ کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھاتے  
 اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری  
 رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور جنونانہ طیش سے نہیں نکلتے  
 تھے بلکہ اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کیے جاتے تھے۔ ضرورت الامام

بہلی عبارت میں انجیل کے سخت الفاظ کو حضرت عیسیٰ کے بنا کر جناب  
 مسیح علیہ السلام کو بد اخلاق بد زبان۔ اخلاقی معلم مگر خود اخلاق سے بے بہرہ  
 قرار دیا ہے اور دوسری تحریر میں جنہی سخت الفاظ کو عین موقع و محل کے  
 مطابق لکھ کر حضرت عیسیٰ کو صاحب اخلاق کریم لکھا ہے۔

عذر مرزا انیسیم [پہلا بیان اس بنا پر ہے کہ عیسائی آنحضرت علیہ السلام کی حسب موقع  
 کو پھر اس طرح مسیح پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر دوسرا بیان اسلامی نقطہ نگاہ  
 کی روش سے ہے (مفہوم رسالہ تجلیات رحمانیہ ص ۵۳)

الجواب: رسالہ چشمہ مسیح (جس میں حضرت عیسیٰ کو بد زبان لکھا گیا ہے)  
 میں عیسائیوں کا آنحضرت پر سخت گوئی کا اعتراض نقل کر کے یہ جواب نہیں دیا

گی۔ یہ سرسرجھوٹ، فریب اور بہتان ہے چشمہ مسیحی تو ایک مسلمان مساکن  
بائس بریلی کے خط کا جواب ہے (ملاحظہ ہو ص ۱۱ چشمہ مسیحی) اس نے لکھا تھا کہ  
جیس یوں کی کتاب ینایع الاسلام سے مسلمانوں کو ضرر کا احتمال ہے مرزا صاحب  
اس کے جواب میں انجیل کے ناقص بیان کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں انجیل کی  
سختی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے انہیں بد اخلاقی بد زبان  
قراردیدے بخلاف اس کے ضرورۃ الامام کی تصنیف میں اپنی سخت گوئی پر پروہ  
و سننے کے لئے انجیل کے انہی سخت الفاظ کو اپنی پشت پناہ بنا کر عین اخلاقی مناسب  
موقع و محض ظاہر کرتے ہیں۔ پس مرزا لٹی جواب نفس و اربع کی بنا پر نہیں بلکہ مرزا  
صاحب سے اعتراض ٹھانے کو ایک ذہنی و خیالی جھوٹ توڑ ہے۔

## ۷۔ انجیل کی تعلیم حلیم منجانب اللہ نہ تھی

حضرت عیسیٰ نے یہودی علماء کو سخت کالیاں دیں۔ پس کیا  
ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا، خدا تم  
کی طرف سے ہو سکتی ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے  
نہیں؟ ۷۔ چشمہ مسیحی۔

## اس کے خلاف

مرزا صاحب قرأت جس کی مناسبت حضرت اور عالمگیر تعلیم پر عمل فرمائی  
یہ سچ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے۔

حق کی تعلیم جس کو انہوں نے مرتب سے جس نے نعام عالم،  
موجود و معبود سے ترن و فردوس سے اس تعلیم کو کامل خیال

بھی بخاری غلطی ہے یہ ان آیام کی تدبیر ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل کا اندرونی رحم بہت کم ہو گیا تھا اور خدا کو منظور تھا کہ جیسا وہ لوگ مبالغہ سے کینہ کشی کی طرف مائل تھے ایسا ہی تمبالغہ تمام رحم اور دگر کی طرف مائل کیا جاوے لیکن یہ رحم اور دگر کی تعلیم ایسی تعلیم نہ تھی جو ہمیشہ کے لئے قائم رہ سکتی بلکہ مختص المقام چند روزہ انتظام تھا۔ (ملخص براہین احمدیہ حاشیہ ص ۵۵-۵۶)

ایسا ہی احمدیہ پاگلٹ بک والے نے بھی صریح پر لکھا ہے۔  
حاصل یہ کہ چشمہ نبوی کی جلالت میں انجیل کی تعلیم علم و دگر کی غیر منجانب اللہ لکھا مگر براہین میں من عند اللہ:

## ۸۔ ختم نبوت

(۱) "چونکہ ہمارے سید در رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعداً حضرت صلعم کو نبی نہیں آ سکتا، اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں (شہادۃ القرآن) قرآن شریف سے ثابت ہوا کہ اس امت میں سلسلہ خلافت دائمی کا اسی طور پر قائم کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ کی شریعت میں قائم تھا، صرف اسی قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت تائید دین کے لیے نبی آتے تھے، ادب محدث آتے ہیں" (شہادۃ القرآن ص ۱۱ ملخصاً بلفظہ)

(۲) نہ مجھے دعویٰ نبوت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور محکم ایمانی رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں انجناب

کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا  
اور قرآن شریف کا ایک نقطہ یا شوقہ منسوخ نہیں ہو گا  
ہاں محدث آئیں گے جو اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت  
تامہ کے بعض صفات ظاہری طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور یہ  
بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کے بجائے  
ہیں۔ ان میں سے ایک میں ہوں (گویا ایسے بہت سے ہوتے  
ہیں۔ ماقول) (ص ۲۷ شہادۃ المہمین نشان آسمانی) :  
ایسا ہی ہم جنوفات مرزا علی میں اشتہار مرزا نقل کر آئے ہیں کہ مرزا  
ختم نبوت کا قائل اور دعویٰ نبوت سے انکاری ہے اور "صرف محدث غیر نبی"  
ہونے کا مدعی ہے۔

## اس کے خلاف

"وہ حقیقت یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں ختم نبوت کے ایسے معنی  
کرتے ہیں جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے۔ کیا ہم ختم نبوت  
کے یہ معنی کر سکتے ہیں کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی پیروی سے ملنی چاہئیں تھیں وہ سب بند ہو گئے  
(ص ۱۴) خدا کا یہ قول "لَکِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ"  
اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں  
کے لئے ہر شہرہ رائے گئے ہیں۔ معنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال  
بجز آپ کی پیروی کی فکر کے کسی کو حاصل نہیں ہو گا غرض اس  
آیت کے یہ معنی تھے جن کو اٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے  
انکار کر دیں۔ نیکو کمال ہے کہ وہ دوسرے کو ظاہری طور پر  
نبوت کے کمالات سے مستمع کر دے۔ (ص ۱۴) چشمہ میسر

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں“ (اخبار بدردہ مارچ ۱۹۷۱ء)

پہلی تحریرات میں ختم نبوت کا اقرار ہے دوسری میں انکار ہے:

## ۹۔ مسیح نیک تھا

(۱) ”حضرت مسیحؑ تو ایسے خدا کے متواضع اور حلیمہ و رتہ جزا اور بلیغ بندے تھے جو انہوں نے یہ بھی رد نہ رکھا جو کوئی ان کو نیک آدمی کہے۔“ (ص ۱۱۰ حاشیہ براہین احمدیہ)

(۲) ”حضرت مسیحؑ تو وہ بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ چاہا کہ کوئی ان کو نیک انسان کہے۔“ (چشمہ مسیح ص ۲۴)

## اس کے خلاف

”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن۔“ (حاشیہ ست بچن ص ۱۱۰)

”ست بچن میں کفارہ کے ابطال میں انجیل سے الزامی جواب [مزرائی عذر] دیا ہے۔ چنانچہ جس عبارت پر حاشیہ ہے اس کے یہ الفاظ ہیں:-

”یسوع کے معصوب ہو۔ نہ سے اس پر ایمان لا۔ نے واسے گناہ سے رک نہیں سکتے۔“ الخ

الجواب [یہ بچے یا نہ۔ ہمارا اعتراض یہ نہیں کہ کفارہ پر ایمان لانے سے عیسائی گناہ سے بچے جسے حضرت یسوعؑ کے انکسار و تواضع کا ثبوت بھی بنایا گیا

ہے اور دوسری جگہ اپنی نفسانی عادت " دشنام طرازی " کہہ ماتحت اسی  
فخر کو مورد اعتراض بتایا ہے :

۱۰۔ یسوع کی روح والا انسان شریر ہیکار

یک شریر ہیکار نے جس میں سر اسر یسوع کی روح نقلی  
(ص ۱۵۱ حاشیہ ضمیمہ انجام آختم)

اس کے خلاف

مجھے (خدا نے) یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا اور تو اور  
مسیح کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی " (تحفہ  
قیصر ص ۱۵۱)

مرزا یوں کی رسول دشمنی

کلمات نبویہ میں اختلاف ثابت کرنے کی ناپاک سعی

اعتراف اول : حضرت نے فرمایا مجھ کو موسیٰؑ سے اچھا نہ کہو " انبخاری  
فی الخصومات باب ما ینذکونی الاشخاص )

مکہ میں حضرت صلعم نے فرمایا " میں تمام انبیاء کا سردار ہوں "۔  
(نت نم ۱۵۱ ص ۴۹)

مرزا نے مسترض کا یہ کہنا کہ حدیث " مجھ کو موسیٰؑ سے اچھا نہ کہو "۔  
الجباب : وہ تو یہ کہے کہ میں یونسؑ سے بڑا ہوں " وہ جھوٹ  
ہے۔ مرزا حدیث میں " مجھ سے یہ فرمایا " میں تمام انبیاء کا سردار

ہوں، "مزدانی معترض ثبوت پیش کرے اور بتائے کہ کہاں لکھا ہے کہ پہلی دوسری میں پہلے بیان فرمائیں۔ اور تیسری بعد میں بیان فرمائی۔ ہم کتے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں تمام انبیاء کا سردار ہوں" پہلے فرمایا اور پھر خاص واقعات کی بنا پر، چند افراد کے دلوں سے گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے خلاف جذبات نفرت و حقارت دور کرنے کی خاطر فرمایا کہ "موسیٰ نے محمد کو اچھا نہ کہو۔ اس کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ انبیاء سابقے متعلق بھی لوگ نیا جذبات رکھیں اور کہیں مقابلے میں ان کے متعلق گستاخانہ کلمہ منہ سے نہ نکالیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے لے کر وصال الہی تک بالیقین اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ آپ تمام انبیاء کے سردار ہیں جیسا کہ قرآن مجید کی اکثر آیات شاہد ہیں۔ حضرت موسیٰ کی خصوصیت نہیں حضور نے دیگر انبیاء کے متعلق بھی ایسا ہی فرمایا کہ ان میں سے کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو وھن قال انا خیر من یونس بن مکتی فقد کذب (بخاری کتاب التفسیر - سورۃ نساء)

لاریب ایک نبی اللہ کا نام لے کر دوسرے کو اس پر فضیلت دینا ممنوع ہے لیکن بصورت تعبیر کیونکہ اس طرح باہمی انبیاء میں منافرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اسلام آیا ہے تمام انبیاء کے احترام کو قائم کرنے کے لئے (۱) خُفِیَ فَبَیِّنَ اَحْسَنَ مِنْ رُسُلِهِ بات یہ ہے کہ انہما پر فضیلت بصورت تعبیر درجہ ہے اور بطور اظہار حقیقت کے شئی دیگر۔ ممنوع پہلا جھگڑا ہے نہ دوسرا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ انبیاء کرام آپس میں فی الحقیقت بھی ایک درجے کے ہیں۔ قرآن پاک شاہد ہے کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (سپار) جماعت انبیاء سے ہم بعض کو بعض پر فضیلت دے چکے ہیں

"خاص کر نبی کریم کی تودہ شان ہے کہ تمام انبیاء سے آپ پر ایمان

لینے اور آپ کی مدد پر کمر بستہ ہونے کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے  
لیا ہوا ہے۔ (حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا حسنؒ)

۲۔ بڑے کو گھر تک پہنچانے کے لئے ہم اسی جواب پر اکتفا نہیں کرتے،  
بلکہ مرزا صاحب کے ہاتھ سے مرزائیوں کے کذب پر نہر تصدیق ثبت  
کراتے ہیں سینے اور گوش ہوش سے سنیں۔  
لَا مَنَبْرَئِكَ لَمْ يَذْهَبْ لَكَ أَمْرٌ ذَاتُ أَذْنٍ أَوْ لَيْسَ لِيْلَمِينَ کی  
تفسیر میں مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

۱۔ اس آیت میں اللہ نادان موجدوں کا رویہ جو یہ اعتقاد رکھتے  
ہیں جو ہمارے نبی صلعم کی دوسرے انبیاء پر تفصیلت کلی ثابت  
نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت  
صلعم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن مثنیٰ سے  
میں زیادہ تفصیلت دی جائے۔ یہ نادان ہمیں سمجھتے کہ اگر وہ  
حدیث صحیح ہی ہو تب وہ بطور انکار اور تذلل۔ ہے جو ہمیشہ  
ہمارے سید و مولیٰ صلعم کی عادت تھی ہر ایک بات کا ایک  
موقع اور محل ہوتا ہے اگر کوئی صالح اپنے خطا کے نتیجے "احقر  
بعوضہ" لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکال کہ یہ شخص درحقیقت تمام  
دنیا میں تک کہ بت پرستوں اور تمام فاسقوں سے بدتر ہے  
خود خود قرہ کر رہا ہے کہ وہ احقر عباد اللہ ہے کس قدر نادانی اور  
شرارت نفس ہے یہ آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳ ط ۱ مطبوعہ  
۱۹۲۷ء سلسلہ تعینات ص ۱۹۲ جلد ۵۔)

مزد ص ۱۱ کے قول کے بموجب معترضین میں "نادانی اور شرارت نفس"

ذکر ہے۔

آخر اخص دوم۔ - بخاری شریف میں ایک حدیث ہے ذائق النبی صلعم



بَنِي حَارِثَةَ فَقَالَ يَا بَنِي حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ  
الْتَفَتَ ثَقَانٌ بَنِي أَنْتَهَ فَنِيْلًا لِنَخَارِي كِتَابُ رَجْعِ بَابِ حَرَمِ الْمَدِينَةِ، یعنی  
ہی کریم صلعم قبیلہ بنی حارثہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا، اے بنی حارثہ  
تم لوگ حرم سے باہر نکل گئے ہو پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھ کر فرمایا، نہیں  
تم حرم کے اندر ہو، اب قَدْ خَرَجْتُمْ مِنْ حَرَمٍ اور بَنِي أَنْتَهَ دینسہ  
میں تناقض ہے یا نہیں؟ (۹۷۷) احمدیہ پاکٹ بک

**الجواب** [اس حدیث میں تو مزرائی معترض مصنف مزرائی پاکٹ بک کی یہودیہ  
تحریر نے یہودیوں کے بھی خصائص سرودیدہ کو مات کر دیا ہے۔  
جو لفظ اس کی تحریف کا اظہار کرنے والا تھا، اسے ہضم ہی کر گیا۔ حدیث میں  
أَرَاكُمْ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنْ الْحَرَمِ یعنی میں گمان کرتا ہوں کہ  
تم حرم سے نکل گئے ہو۔ أَرَاكُمْ مجہول کا ایسا صیغہ ہے جو ظن و گمان کے معنی  
دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو کتب لغت حدیث مثل نہایہ ابن اثیر وغیرہ۔ اسی لئے  
بخاری شریف کے حاشیہ پر اس کے تحت میں لکھا ہے :

جَزَاءُ مَا غَتَبَ عَلَى خَمْسٍ

پس ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظن و گمان کے تحت فرمایا  
کہ تم حرم سے نکل گئے ہو۔ مگر بعد میں جب آپ نے "ادھر ادھر" دیکھا  
اور معلوم کیا کہ وہ حرم سے نہیں نکلے تو فرمایا نہیں تم اندر ہی ہو۔ یہ تناقض  
کہاں ہوگا۔ فَخَطَلَتْ مَا كَانُوا يَأْتِيَانِ كُنُوتَ آه ۛ

الٹی سمجھ کسی کو بھی سرگزشت نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بدادانہ دے

تیسرا اعتراض [بعض دفعہ نا سمجھی سے معترض تناقض سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ  
در اصل تناقض نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیت  
وَحَدَّثَ ضَلًّا فَهَدَىٰ وَأَوْضَعَ ضَلًّا فَهَدَىٰ اور مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ

دَمَغَوٰی میں۔

**الجواب** [یہ سیاہ باطن انسان کیسی چالیں چل رہا ہے۔ کفر باطنی تو جو ش کے ساتھ اسے جس دنیا میں ذلیل کر دوں۔ مگر قرآنی آہنی دیوار سے سرکھانا بہت بلات سمجھ کر نادانی اور ناسمجھ کے قلعہ میں پناہ گزین ہوتا ہے۔]

جس طرح یہ صحیح ہے کہ اَنُوْلَدُ مِیْزَہَ لَا یَسِیْہَا اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ ایک مرتقی انسان کے سپردوں میں بھی مراق کا اثر ہو۔ احمدیہ پاکٹ جگہ کا مصنف مرزا صاحب کے ہفتوات کی مدافعت کرتا کرتا خود ہی مخالف ذہن کے مدھے کوٹیں میں اندھے بل گرا ہے۔

اب مرزا صاحب کے قلم سے اس کا مطلب سنئے اور اپنے احمقانہ عقائد سے توبہ کیجئے :-

وَذِجْدَكَ ضَالًّا خَمْدٰی اب ظاہر ہے کہ ضال کے معنی

مشہور اور متعارف جو اہل لغت کے منہ پر چڑھے ہوئے ہیں۔

گمراہ کے ہیں جس کے اعتبار سے آیت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ

خدا تعالیٰ نے (اسے رسول اللہ) تجھ کو گمراہ پایا اور ہدایت

دی۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گمراہ نہیں ہوئے

اور جو شخص مسلمان ہو کر یہ اعتقاد رکھے کہ کبھی آنحضرت

صلعم نے اپنی عمر میں ضلالت کا عمل کیا تھا تو کافر ہے

وہی جو حد شرعی کے لائق ہے بلکہ آیت کے اس جگہ وہ

معنی جتنے چاہیں جو آیت کے سیاق و سباق سے ملتے

حاشیہ صفحہ ۲۰۴، فقہ ضلالت حکمہ المعنی ہے بمنہ میں ہے الضلالتۃ الخیر

تغیر یہ ذیل۔ دشمن کافر بنی صلعم کو شر کے منوں میں ضال کہتے تھے بخلات

وہی ذہانت صاف و خمدی میں ضل کے معنی ظالم غیر اور عاقل حق و صداقت ہے

اور وہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا۔ اَلْحَرَّتِ عِدَّتُكَ يَتِيْمًا فَاَدْعُ دَوْجَكَ مِنْكَ مَنَادًا  
فَمَدَّ اِيَّكَ دَوْجَكَ عَائِلًا فَاَغْفُفْ یعنی خدائے تعالیٰ نے تجھے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی اور تجھ کو ہمال (یعنی عاشق و مجنون) پایا پس اپنی طرف بھیج لایا اور تجھے مدد و نیش پایا پس غنی کرو یا "آیتہ کلمات اسلام ص ۱۵۹ ط لاہور سلسلہ ج ۵ ۱۴۱۰ ط اول ۱۹۲۵ ھ

## کذب مرزا پر پانچویں دلیل

### کذبات مرزا

پہلا جھوٹ [اول تم میں سے مولوی اسماعیل علیگڑھی نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا سو دس سال کے قریب ہو چکے وہ مر گیا۔ (ص ۳۲ نزول المیج) مولوی اسماعیل نے یہ کہیں نہیں لکھا اور نہ کہا۔ ثبوت بذمہ مدعی ہے۔  
دوسرا جھوٹ [میرے پر افترا کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مغفرتی کو پکڑتا ہوں اور اس کو ہلکت نہیں دیتا۔ (ص ۳۲ شہادۃ المہملین)

ایسا ہی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹،

فی التثبید (سورہ یونس ۸) جو لوگ خدا پر اقرار کرتے ہیں وہ نجات نہیں پائیں گے،  
 ہاں دنیا میں انہیں نفع ہو تو ہو۔ ماسوا اس کے خود مرزا صاحب کو اقرار ہے کہ  
 مسخری کو ۴۰ سال تک مہلت مل سکتی ہے زیادہ نہیں ملاحظہ ہو صلاہ و بعین  
 صلاہ و صلاہ فیما بعد بعین صلاہ وغیرہ

**تفسیر جھوٹ** - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت  
 کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے  
 سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت اُجھائے گی (ص ۲۵۲) (۲۵۲) (۲۵۲)  
 ، صریح جھوٹ ہے۔ بہتان ہے اقرار ہے۔ کسی حدیث میں نہیں کہ تمام  
 بنی آدم پر سو سال تک قیامت اُجھائے گی۔

**چوتھا جھوٹ** - انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگا دی لگوا  
 (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہو گا اور نیز  
 یہ کہ پنجاب میں ہو گا (اربعین ص ۲۳) کسی بنی کا ایسا کشف موجود  
 نہیں جس میں یہ لکھا ہو۔

**پانچواں جھوٹ** - بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس (مسیح موعود  
 خلیفہ) کے لئے آواز آئے گی هَذَا خَلِيفَتُكَ  
 اللہ تعالیٰ (شہادۃ القرآن ص ۲۱۲) (۲۱۲)  
 بخاری میں یہ حدیث نہیں ہے۔

مرزا نے کہا کرتے ہیں فلاں امام نے فلاں حدیث بحوالہ بخاری لکھی جو اس  
 میں نہیں ہے۔ لہذا یہ بھی اسی طرح کی غلطی ہے۔

**جواب** - اس کا یہ ہے کہ ان کا دعویٰ مرزا کی طرح یہ نہیں تھا کہ روح القدس  
 کی قدسیت بروقت، ہر دم ہر لحظہ و فصل الخیم (خود بد دلت) کے  
 خدا کام کرتی رہتی ہے ص ۲۹ حاشیہ آئینہ کمالات  
**چھٹا جھوٹ** - تفسیر منائی میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ فہم قرآن میں

ناقص نقادوں کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہؓ میں  
نفل کرنے کا مادہ نقاد درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا  
تھا۔ (جگہ ۲ ضمیمہ نصرة الحق ج ۱)

یہ بھی ایک گندہ اور ناپاک جھوٹ ہے ہرگز تفسیر ثنائی میں یہ نہیں

لکھا ہے:

ساتواں جھوٹ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی  
شہر میں وبانازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف  
اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے  
واسے ٹھہریں گے۔ (اشتہار تمام مریدوں کے لئے عام  
ہدایت مندرجہ اخبار الحکم ۲۴ - اگست ۱۳۵۷ھ)

یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراف ہے:

آٹھواں جھوٹ: امیری پیشگوئی عبد اللہ آفیم، میں یہ بیان تھا  
افریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کی رو سے  
جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو مجھ سے وہ پہلے مرے گا۔ (کشتی  
نوح ص ۱)

حالانکہ پیش گوئی میں تھا کہ جو شخص غلط عقیدہ پر ہے وہ پندرہ ۵۶  
میں مر جائیگا۔ مگر مرزا صاحب اس جگہ پندرہ ماہ کی قید اڑا کر پیش گوئی کو  
وسیع کر رہے ہیں۔

نواں جھوٹ: احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی  
کے سر پر آئیگا اور وہ چودھویں صدی  
کا امام ہوگا۔ (ضمیمہ نصرة الحق ص ۱۸۸ ج ۱)

یہ بھی جھوٹ ہے کسی حدیث میں مسیح کا چودھویں صدی میں آنا نہیں  
لکھا ہے:

**دسواں جھوٹ** [تین ہزار بار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے  
بہانات کی مبالغہ پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالف  
نہیں پوری ہو چکی ہیں۔ (حقیقت المہدی ص ۱۸۹۹ ط ۱۸۹۹)  
حکایت کہ اس کے بعد ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب "ایک محفل کا ازالہ" کے ص ۱۸۹۹  
پر لکھتے ہیں:-

"پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب  
خدا کی طرف سے پاکر پچھم خود دیکھ چکا ہوں کہ مناف طور پر پوری  
ہو گئیں۔"

## جھوٹوں پر مرزا صاحب کا فتویٰ

(۱) "وہ کبھی جو دل الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرارت  
میں۔ مرزا اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی۔" (شخصہ حق  
ط ۱۸۹۹ ص ۱۸۹۹ مصنفہ مرزا صاحب)

(۲) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (حاشیہ ص ۱۸۹۹ اربعین ص ۱۸۹۹)

(۳) "جھوٹ بولنا اور گواہ کھانا ایک برابر ہے۔" (ص ۲۰۶ حقیقۃ الوحی)

(۴) "جھوٹ ام الفحشاء ہے۔" (اشتبہ مرزا در تبلیغ رسالت جلد ۲  
ص ۲۰۶)

(۵) "جب بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری  
بقوں میں بھی اس پر اچھا نہیں رہتا۔" (پیشہ معرفت ص ۲۲۲)

حسرت سے مغتری پر خدا کی کتاب میں  
عزت نہیں سے قدہ بھی اس کی جنب میں  
(ص ۱۸۹۹ الحق مصنفہ مرزا)

## مرزائی پاکٹ بک کے جموٹے اعتراضوں کا جواب

(۱) صحیح ترمذی کتاب المناقب میں ہے۔ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ ایک دن آنحضرتؐ نے مجھے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہ کو قرآن پڑھ کے سناؤں چنانچہ آنحضرتؐ نے لُحْ یٰمَنْ الدِّینِ کَفَرُوا والی سورت پڑھی اور اس میں یہ بھی پڑھا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِیْفِیَّةُ الْمُسْلِْمَةُ لَا یَهْدِیْهِ لِشَیْءٍ اب اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ان الدین عند اللہ الی الاخر کو قرآن مجید لم یتکون الذین کفروا والی سورت کی آیات قرار دیا ہے۔ ذرا کوئی مولوی لکھ سکتا ہے کہ سورت تو کجا سہرے قرآن میں سے کسی جگہ نکال کر دکھا دیں۔ (مخلص ص ۲۱۴ پاکٹ بک)

**الجواب** قرآن پاک عربی بمبیں میں ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا تھا میں نے پھر اللہ تعالیٰ نے جو ان پر آیات پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کی کیا وجہ! کیا وہ خود ان آیات کا نقلی ترجمہ نہیں جان سکتے تھے؟ یقیناً پھر بات کیا ہے؟ قرآن پاک شامیہ ہے کہ گروہ صحابہ میں سے ایک طائفہ تبلیغ و تقسیم قرآن کے لئے بالخصوص مخصوص تھا جن میں حضرت ابی بن کعبؓ بھی تھے پس آنحضرتؐ کا حکم خدا تعالیٰ کی تلاوت کرنا تعلیم الفاظ و کیفیت آداب و مواضع الوقوف کی تقسیم و مطالب قرآنیہ کی تشریح کے لئے تھا۔ لہذا صاف یہاں ہے کہ الفاظ و اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِیْفِیَّةُ بطور تفسیر میں ہے۔ خود حضرت ابی بن کعبؓ کا فرمانا کہ حضورؐ نے مجھ پر سورہ لم یتکون الذین کفروا اور اس میں یہ بھی پڑھا۔ صاف دال ہے کہ وہ خود بھی ان الفاظ کو قرآن نہیں بلکہ تفسیر سمجھتے تھے۔

مرقاۃ صاحب چونکہ دل سے جھلتے ہیں کہ حقیقت یہی ہے اس لئے بموجب  
حرب عقل - چور کی وارسی میں تنکا : آگے چل کر بطور خود جواب بھی دیتے ہیں  
کہ :-

- یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث مذکورہ بالا میں لفظ قَرَأَ : فِہَا  
بے معنی آنحضرتؐ نے اس سورت میں یہ عبارت پڑھی تھی اس کو  
سورت کی تفسیر نہیں قرار دیا جاسکتا۔ ورنہ خَالِ فِہَا کہنا  
چاہیئے تھا۔ (مرقاۃ ۴۶۲ مرزا ٹی پاٹ بک)  
گویا معترض ان الفاظ کو تفسیر ماننے کو تیار ہے اگر کَالِ فِہَا ہوتا۔  
بہت خوب ہے

راہ پر آگیا ہے وہ خود باتوں میں :

اور کھل جائیگا دو چار ملاقاتوں میں

قَرَأَ : کا لفظ قرآن کے لئے مخصوص نہیں۔ دیگر گفتگو پر بھی آتا ہے بخاری  
کتاب العلم باب القراءة والعرض علی المحدث کو غور سے پڑھیئے آپ کو معلوم  
ہو جائیگا کہ مفہوم قرآن پر بھی قرأۃ کا لفظ اہل عرب (بالخصوص جملہ محدثین)  
کے نزدیک مستعمل ہے چنانچہ امام المحدثین امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت  
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ الباری مفہوم اور معانی قرآن پر قرأت کا لفظ استعمال  
کرتے ہیں خُصَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَنَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ  
وَسَلَّمَ اَمَرَكَ اَنْ نَّصَلِّيَ الصَّلٰوةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَنْ  
اَمَرَكَ اَنْ تَقْرَأَ الْقُرْآنَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (بخاری کتاب العلم باب مذکورہ) تمام  
یہ تعلیم کا واقعہ ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ وسلم سے عرض کی  
اَمَرَكَ اَنْ تَقْرَأَ الْقُرْآنَ کی خدا تمہارے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم نماز پڑھیں فرمایا  
ہاں : امام بخاریؒ فرماتے ہیں یہ قرأت صلی اللہ علیہ وسلم ہے :  
فَرَأٰہُ بِمَرَكٍ قَرَأَ الْقُرْآنَ کے لفظ میں ؟ نہیں۔ پھر دیکھئے اس



پر امام المحدثین قرآن کا لفظ بولتے ہیں یا نہیں؟ اس پر بھی مذکورہ دلی دُور نہ ہو تو سینے قرآن پاک سے مثال دیتا ہوں قیامت کے دن جب دشمنان دین معاندین رسول - دست و پا بستہ دربارِ خداوندی میں حاضر کئے جائیں گے تو انہیں فرمان ہو گا - اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عُقَابًا حَسْبُكَ (بنی اسرائیل ع ۲) بذنبت آج تو خود ہی اپنے نامہ اعمال کو پڑھ لے۔

فریب خوردہ انسان! کیا اس دن خدا پر بھی اعتراض کریگا کہ قرآن کا لفظ تو صرف قرآن پر مخصوص ہے - اے - تو میرے سیاہ نا - مے پر اسے کیوں استعمال کر رہا ہے، غالباً نہیں، یقیناً جواب یہی ملے گا کہ ع :-

تو آشنائے حقیقت و خطا اینجاست

ایک اور طرز سے [حضرت ابی بن کعبؓ ان مبارک بستیوں میں سے ہیں، جنہیں عبد نبوی میں جمع قرآن کی خدمت سپرد ہوئی تھی عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا كُلُّهُمْ مِنْ أَنْصَارِ أَبِي رَمْثَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَابْنُ زَيْدٍ وَابْنُ ثَابِتٍ] (بخاری باب مناقب ابی بن کعبؓ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عبد نبوی صلعم میں چار بزرگوار انسان انصاری، جمع قرآن کی خدمت پر مامور تھے - ابی بن کعبؓ - معاذ بن جبلؓ - ابو زیدؓ و زید بن ثابتؓ اور خود آنحضرت صلعم کا - ثناء و تحذیر اللہ من أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمِ مَوْلَى أَبِي حَذَافَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَابْنِ زَيْدٍ وَابْنِ ثَابِتٍ (ترمذی مذکورہ) قرآن چار شخصوں سے سیکھو جن میں ایک ابی بن کعبؓ ہیں - اندر یہ حالات اگر زیر بحث الفاظ قرآن کے سوتے یا حضرت ابی بن کعبؓ انہیں قرآن میں شمار کرتے تو پھر کم از کم ان کے جمع کردہ قرآن میں



النَّاسِ وَالْجِبَارَةِ أَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ

جھوٹ نمبر ۳۔ حدیث ابراہیمی پر اعتراض اور اس کا جواب :-  
 قرآن پاک میں ہے کہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کے  
 بتوں کو توڑا فَجَعَلَهُمْ جُنًا اِذَا كَبَرُوا لَهُمْ لَحَنًا فِیْهَا لَبِیَّ  
 یَتَجَعَّلُونَ کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے مگر بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی  
 طرف رجوع ہوں جب وہ بت خانے میں آئے اور اپنے معبودوں کی درگت  
 دیکھی تو قَالُوا مَن جَعَلَ هَٰذَا اِِبْرٰہِیْمَۨنَا۔ بولے ہمارے خداؤں کی  
 یہ درو شا کس نے بنائی ہے کس نے کہا ابراہیم نے۔ تب حضور کو بلا کر کہنے لگے  
 عَمَّا نْتَ خَلَلْتَ کیا یہ تو نے کیا ہے؟ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ کَبِیْرٌ ھُوَ ھٰذَا  
 فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے (سورۃ الانبیاء ص ۵)

ایسا ہی ایک واقعہ سورۃ الصافات میں مرقوم ہے کہ کفار نے آپ کو  
 اپنے ساتھ آنے کی درخواست کی چونکہ آپ تہیہ فرما چکے تھے کہ آج ان کے بتوں  
 کو توڑ دوں گا۔ اس لئے آپ نے انہیں کہہ کر ٹال دیا کہ اِنِّیْ مُسْقِیْنٌ مِّنْ سَیْءٍ  
 ہوں۔ اسی طرح ایک یہ واقعہ ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا۔

ان تین واقعات میں پہلے دو واقعات تو سراسر مہمدی مخلوق پر مبنی ہیں  
 یعنی گمراہ ہوئی قوم کے لئے بتوں کو توڑنا وہ بھی اس طرح کہ آپ پہلے سے  
 کہہ چکے تھے ذٰلَکَ الَّذِیْ لَا یَمِیْنُ فَاَصْحٰفًا مِّنْکُمْ بَعْدَ اَنْ تَوْتُوْا  
 مِّنْ دُوْرٍ بَیْنَ (سورۃ انبیاء) خدا کی قسم جب تم چلے جاؤ گے میں تمہارے  
 بتوں سے ایک گہری تدبیر کروں گا۔ جب انہوں نے ساتھ چلنے کو کہا تو فرمایا  
 میں بیمار ہوں (یعنی تمہاری گمراہی میرے لئے روک بن رہی ہے جب تک  
 اسے دور نہ کر لوں تمہارا میرا ساتھ نہیں نبھ سکتا) پھر جب وہ چلے گئے تو  
 بتوں کو توڑ دیا اور بڑے بت کو رہنے دیا۔ جب انہوں نے اس بارے  
 میں سوال کیا تو فرمایا اس بڑے بت نے توڑا ہے فَسَلُّوْا ھٰذَا

کَاذِبًا يَلْعَنُ الْمُتَّقُونَ ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں۔ اب بھلا بت کیا بولتے۔  
 مش کے مجسوں میں طاقت گویا فی کہاں؟ اور یہی مطلب حضرت ابراہیمؑ کا عقائد کہ وہ  
 خود کریں جب یہ بول نہیں سکتے تو ہماری مدد کیا کریں گے۔ ہدایت و گمراہی کا  
 قصہ تو سعادت اور شقاوت قلبی پر موقوف ہے۔ تاہم جناب ابراہیمؑ کی تدبیر  
 کا قوی ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنی گمراہی پر مطلع ہو گئے ان کے ضمیر نے انہیں مجبور  
 کیا کہ اقرار کریں کہ ہماری یہ غلطی تھی۔ فَتَوَجَّهْنَا إِلَىٰ تَحْسِينِهِ فَقَالُوا  
 اِنْكُمْ اَتَّخَذْتُمُ الظَّالِمِينَ پس انہوں نے رجوع کیا ایک دوسرے کی طرف  
 اور بولے کہ ہر یب ہم ظالم ہیں اور یہی مطلب اس تدبیر سے حضرت تحلیل اللہ کا

۳۵

باقی رہا میرا واقعہ سو اس میں ایک کافر ظالم کے دستِ نظم سے بچنے کی خاطر  
ایک خطا ہوا انسانی تدبیر غلطی کہ یہ میری بہن ہے اور واقعی ہر انسان بحیثیت  
انسان ہونے کے اور ہر مومن بحیثیت اپنے ایمان کے ایک دوسرے کا بھائی  
ہے جیسا کہ خود اسی حدیث میں حضرت ابراہیمؑ نے یہی مطلب بتایا ہے یہ تینوں باتیں  
معرضی ہیں جیسا کہ امام نووی اور حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح میں کہا ہے  
کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ تینوں باتیں تعریفی ہیں جن کی حقیقت کذب  
کی نہیں ہے۔ یہ تو یہ مقصود ہے اس لئے حدیث میں صاف وارد ہوا کہ یہ  
سب خدا کے نئے فیصلے ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف خدا کے  
فیصلے میں اعتراض نہیں کیا۔ آپ نے ہرگز نہیں جھوٹ بولا۔ اور امام  
جہاد نے دوسرے موقع پر ایک باب خاص اسی مسئلہ تعریف کے متعلق  
فرمایا ہے: **مَنْ دَعَا إِلَى كَيْدٍ أَوْ قَتْلٍ فَمِثْلُ مَا دَعَا**۔ یعنی جو کس نے  
کفر، کذب، یا قتل کی دعوت دی تو اس کا بدلہ ایسا ہی ہوگا۔ نیز مرزا صاحب  
نے کتاب دفع الوسوس میں ص ۵۹۷ و ۵۹۸ میں واقعات ابراہیمی پر اٹھاض  
کرنے والے کو جہنم، حکمران شیطان کہتے ہیں :

اسلام میں، ہاں خدا کے سچے مذہب اسلام میں کسی قسم کا دل چھل یا  
سیر پھیر نہیں ہے اس لئے بانی اسلام علیہ السلام نے اس میں کوئی سیر  
پھیر نہیں کیا اور ان واقعات کو کذب ہی قرار دیا ہے۔ بتلایئے اس  
میں کیا کناہ کیا۔ اب سنئے ہم اس بارے میں مرزا صاحب کے کلمات  
پیش کرتے ہیں وہ بھی ان واقعات کو بہ ظاہر دروغ گوئی میں داخل  
سمجھتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

”یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار و قیقہ بصورت اذیالہ اذوال  
انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر  
میں سخت بیہودہ اور شرمناک لگے۔ مثلاً حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کا مصلوٹوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے  
جانا اور پھر اپنے مصرف میں لانا اور حضرت مسیح کا کسی  
ناحشہ کے گھر چلے جانا اور اس کا عطر پیش کر دہ جو کسی حلال  
وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور اس کے رخنہ  
سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین  
مہر تمہ ایسے طو پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں  
داخل تھا پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کی راہ سے اس بنا  
پر حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے  
والے تھے یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف  
کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ  
تخریب شائع کرے کہ مجھ جس قدر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی  
دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے  
ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے متاثر ہو  
ہوئی ہے اور شیطاں کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خبیث

آئینہ امت محترمہ صفحہ ۹۹ و ۱۰۰ طبع اول صفحہ ۸۷ و ۸۸ در ۱۲۵۳  
 تحریر میں صاف اترتے ہوئے حلت براسیم نے تین مرتبہ ایسے طور پر  
 جو یہ کہ جو یہ ہر دو کوئی تھا گئے یہ کہ اس دروغ کہ جی پر اعتراض کرنے  
 و چون کو نسبت دیگرہ القاب دیشہ

جھوٹ نمبر ۴۸ - ہم کذبات میں درج کر آئے ہیں کہ مرزا صاحب نے سونہر جھوٹ بدعا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا سو سال تک تمام بنی آدم پر قیامت بجائے گی۔ اس کے متعلق مصنف مرزا کی پاکٹ بک لکھتا ہے:

یہ حدیث متعدد کتب میں ہے اور ابو سعید (غدری) کہتے ہیں

فوج بہ جنگ تبوک سے واپس آئے تو ایک شخص نے آنحضرتؐ

سے دریافت کی کہ کب قیامت ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تمام بنی

دوم پر سو سال نہ گزرے گا مگر آج زندہوں میں سے ایک بھی رہوئے

زمین پر نہ سواہ ... (مرزا ابی پاکٹ باب ص ۲۶۸ بحوالہ معجم صغیر طبرانی ص ۱۵۱)

اس روایت کے ترجمہ میں مصنف پاکٹ باب نے عجیب ہوشیار سی سے

ہے الفاظ روایت لایا بقی علی الثانی ما سئد سنیہ و علی

دَرْضِ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ الْيَوْمَ ۝ کا ترجمہ یہ کیا ہے تمام

تیر سو سال نہ گزرے گا۔ مگر آج زندوں میں سے ایک بھی روئے زمین

۱۔ کبھی نہ عمل آمیز ترجمہ ہے، آج، اور "زندہ نہ ہوگا" یہ ترجمہ کیلئے ہے۔

یہ ہے۔ سو سال: گزریا مگر آج کے زندوں میں سے کوئی روٹے نہیں

۱- دست بجیات رحمانہ اللہ و ما مرزائی،

بہ سنیئے بغرض محال ہم مان لیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بلائی بیہوشی

خوف نے ایسی تہ ہے جو جس اس سے مرزا کی آمد پر دھویا نہیں جاتا

وہ جو میرے لئے نکلے ہیں یہ میں نے کیا فائدہ نہیں دیا

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آج کے دن جتنے لوگ زمین پر ہیں سو سال نہ گزرے گا کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ معاملہ صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودہ لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ سو سال تک ان میں سے کوئی دین پر نہ رہے گا۔ بتلائیے اس میں تمام بنی آدم پر قیامت کا ذکر کہاں ہے اس کی مزید وضاحت مسلم کی وہ حدیث کر رہی ہے جو مصنف نے ص ۶۹ پر نقل کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی خود کیا ہے کہ :-

”سو سال نہیں گزرے گا کہ آج کے زندوں میں سے کوئی بھی زندہ

بچن باقی ہو۔“ (حدیث ۱۲ جلد ۲ کنز العمال و مسلم کتاب الفتن)

یہ حدیث تو پہلی سے ہی صاف ہے کہ قیامت ذکر نہیں صرف موجودہ لوگوں کے سو سال تک زندہ نہ رہنے کا ذکر ہے۔ اس سے بھی زیادہ وضاحت وہ حدیث کر رہی ہے جسے مصنف نے دوسرے نمبر پر ترمذی کتاب الفتن سے نقل کیا ہے۔ سزا یہ تو اس کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ دوم خیانت کی ہے۔ یعنی حدیث کا اوصاف کو نقل کیا ہے اور آج جو مرزائی استدلال کی جڑ کاٹ رہا تھا چھوڑ دیا ہے مگر حال ہی میں پبلشر اسی محکمے کو زیر بحث لاتے ہیں تب مرزائی نے نقل کیا ہے جو مستحکم ہے۔

فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ لَيْسَتْكُمْ هَبْدَةٌ عَلَى رَأْسِهَا ثَبَدٌ

بَسْتِدْمَانَهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ

”آنحضرت نے فرمایا کہ آج کی رات سے سو سال نہ گزرے گا کہ

روئے زمین پر کوئی باقی نہ رہے گا۔

جی لوگوں کو زبان غریب سے ذرا بھر بھی مس ہے وہ مرزائی و جاہلیت پر مطلع ہو گئے ہونگے دیکھئے کیسے واضح الفاظ ہیں کہ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔ نہیں باقی رہے گا جو اس وقت زمین پر موجود ہے مگر مرزائی غاشی نے صحیح ترجمہ ہی نہ کیا اور لکھ دیا کہ سو سال نہ گزرے گا کہ نہ زمین پر

کوئی باقی درجہ گا۔ اللہ اکبر جو رمی اور سینہ زد رمی کی اس سے بڑھ کر مثال نہ  
چھوٹا علم کو خلا سے شرم نہ آئی کہ مرزا کے منہ سے سیباہی دعوے کو رسول اللہ کی  
نصوت پر حمد کر دیا بھلا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہوتا کہ سو سال  
مستقام بنی آدم پر قیامت آجائے گی اور نہ آتی جیسا کہ نہیں آئی تو معاذ اللہ  
آپ کے غیر صادق ہونے میں کیا شک رہ سکتا ہے۔ افسوس لَعَنَ اللہ  
عَنْكَ اِيْمَانِيْنَ اَلْمُقْتَرَبِيْنَ

مہینے دو سہرا احمد اس حدیث کا جو آئینہ کی طرح صاف ہے۔  
 قَالَ بَيْنَ عَمْرٍو وَهُوَ هَلِ النَّاسُ فِي مَقَالَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فِيمَا يَتَخَذُ ثَوْبًا بِهَذَا الْحَبَابِ  
 لوگوں کو اس حدیث سے حیرانی ہوئی (حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں حیرانی  
 کو کما دہر، مباحثاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک و  
 شبہ رسول اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ لا تبقي مثمن هو اليوم على ظهره  
 حدیث بخدا آج جو لوگ زمین پر ہیں ان میں سے سو سال تک کوئی باقی نہیں رہے گا  
 يَوْمَئِذٍ يَذِيكُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ ذَلِكَ الْقَرْيَةِ يَوْفِينًا رَسُولُ اللَّهِ كَا  
 رومہ میں حدیث میں یہی ہے کہ موجودہ قرن کے لوگ سو سال تک نہ بچیں گے۔  
 منہ حدیث صحیح

کسی ترمذی شریف کے اسی باب میں ایک اور حدیث میں اس سے بھی  
 زیادہ وضاحت ہے عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم من غلبه نفس منغوسه يغيب اليومي اقر عليه ما شئت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج کے دن جو بھی جاندار زمین پر ہے  
 سو سو تک نہ ہے گا دیکھئے اس جگہ خود نبی معلم نے یعنی کالفظ کہہ کر ایوم  
 وقیمہ لکھ کر۔ پس مرتبہ فریب بہاء منشوراً ہو گیا مختصر یہ کہ مرزا نے ازالہ  
 وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا ہے کہ ۷۰ سو سال تک قیامت،



آجائے گی :-

مرزا یوں اپنے تمام علماء کو اکٹھے کرو اور یہ حدیث دکھاؤ اگر نہ دکھا سکوں اور ہرگز نہ دکھا سکوں تو پھر اللہ سے ڈر کر منقری کذاب کو چھوڑ دو ورنہ یاد رکھو ہم قیامت کے دن بھی تمہارے گلوں میں رسہ ڈال لیں گے اور حضور باری اس کا جواب مانگیں گے۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ

# مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر چھٹی دلیل

## مراق مرزا

تعریف مراق [ (۱) "تَوْعٌ مِنَ الْمَالِخُولِ بِاسْمِ الْمَرَاتِي" مراق مایخولیا کی ایک نوع ہے۔

(شرح اسباب جلد اول ص ۷۷)

(۲) "مراق مایخولیا کی ایک شاخ ہے۔" (بیاض حکیم نور دین حلیہ

اول قادیانی جز اول مطبع وزیر ہند پریس دسمبر ۱۹۲۸ء ص ۲۱۱)

(۳) قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ بَيْنَاتٍ مَا يَخُولِي لَمَّا كَانَ حَدًا وَشَدَّ عَيْنَهُ  
مَتَدَاؤُ غَيْرَ مَعْتَرِفَةٍ تَشْبِيهُ لَدِيَّاسِ سَمِ الشَّيْبِ لَا تَنْفُضُ  
بِالْيُونَانِيَّةِ الْخَلَصِ الْأَسْوَدِ قَالَتْ يَوْمَ مَنَايَتِ مَرَاتِي  
مَعْنَاهُ الْفَرْقُ فَيَكُونُ تَشْبِيهُ لَدِيَّاسِ سَمِ عَرَفَ بِهِ (حدود  
الامراض مطبوعہ مجتہدانی ص ۵)

شیخ الرئیس فرماتے ہیں اس کو مایخولیا اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا عدد  
غیر محترفہ سودا سے ہوتا ہے اور یوحنا ابن سرافیون نے کہا ہے کہ اس

کے معنی ڈر، خوف کے ہیں (یہ اس کے عوارض ہیں) اس لئے بسبب ان عوارض کے اس کا نام مراق رکھا گیا ہے وہ

## حقیقت و اسباب و اقسام مرض۔

(۱) تَذَيُّرُ الظُّنُونِ وَالتَّوَكُّرُ عَنِ الْمَخْرِجِ عَلَى الطَّبْعِيِّ إِلَى الْفُسَادِ  
وَالْحَدِيثِ لِمَزَاجِ سَوَادِ دِقِّ وَتَوَكُّسِ أَمْرٍ وَدِحِّ وَتَقْزَعٍ  
وَلَا يُوْذِي أَحَدًا بِخِلَافِ جَنُوبِ السَّبْعِيِّ وَتَوَكُّسٍ قَسْدٍ  
يُقَالُ لِمَا الْمَرَاتِي وَهُوَ أَنْ يَكْمَدَنَّ بِشِدَّةٍ كَمَا  
الْمَرَاتِي (معدود الا مراض مذکورہ صاف)

سوداوی مزاج انسان کے ظنون و افکار طبعی، خوف و فساد کی طرف  
مائل ہو جاتے ہیں اس کا روح وحشت و خوف محسوس کرتا ہے یہ  
مرض کسی کو کوئی ایذا نہیں دیتی بخلاف جنون سببی کے کہ وہ مریض  
کو سخت تکلیف دیتا ہے، مایخولیا کی ایک قسم وہ ہے جسے مایخولیا  
مراقی کہتے ہیں یہ مرض مراق کی شرکت سے ہوتا ہے۔

مایخولیا سبب محل سبب تین قسم پر ہے اول دماغی جس کا محل وقوع  
دماغ ہے۔ اگلا اس کو شر الاصناف کہتے ہیں۔ دوم قلب اور دماغ  
کے ساتھ جس کا محل تمام بدن ہو۔ بخارات دماغ کی طرف چڑھیں۔  
سوم امعاء میں ردیہ فضلات سے یا معدہ کے سوداوی دم سے  
یا ہیکل کے دم سے یا جگر اور امعاء دونوں سے یا عروق وفاق  
سے یا ہیکل کے سوداوی دم سے یا ہیکل کے دم سے یا ہیکل کے دم سے  
معدت کو کثرت مرق تسمیہ نہیں اور مراق سے شکر دماغ کی طرف جائیں اور  
تھوہید شریں اس کو مایخولیا مراقی کہتے ہیں چونکہ مایخولیا جنون کا ایک شعبہ  
محسوس ہے۔ بخیر ویک شکر اور مایخولیا مراقی میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے

اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا ہے " (بیاض حکیم نور دین جز اول ص ۳۱۱)  
 مرزا صاحب کو مراق تھا [انحضرت نے پیشگوئی کی تھی جو اس  
 طرح وقوع میں آئی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب  
 آسمان سے اترے گا تو دوزخ و جہادیں اس نے پہنی ہوئی ہوں  
 گی سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی  
 مراق اور (ایک نیچے کے دھڑ کی) کثرت بول " (رسالہ تشیخ  
 الاذیان جون ۱۹۰۶ء جلد ۱۷ اسری مرزا۔ اخبار بلد جلد ۲ نمبر ۲۳  
 مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵)

(۲) "میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں تاہم  
 مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا  
 ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے  
 اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات  
 کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں" (کتاب منظور الہی مرتبہ  
 منظور الہی مرزا ص ۳۲۸ و اخبار الحکم جلد ۷ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء)  
 (۳) "حضرت مسیح موعود نے بیشک مراق کا لفظ اپنی نسبت بولا ہے۔"

(میں نے احمدیہ پاکٹ بک)

مراقی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی کوئی بات قابل اعتبار ہے

مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے  
 عقیدہ پر لکھتے ہیں :-

(۱) "یہ بات تو بالکل جھوٹا منصوبہ ہے اور یا کسی مراقی عورت کا وہم"  
 (حاشیہ کتاب البریت ص ۲۳۸-۲۳۹)

صاف ہیں کہ مرثیہ شخص کی کسی بات کا اعتبار نہیں اسکی باتیں وہم ہی وہم ہوتی ہیں نہ  
(۲) ڈاکٹر شاہ نواز مرزاٹی رسالہ ریویو اگست ۱۹۲۶ء پر راقم ہیں۔

ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا  
بالنچولیا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی  
اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو  
اس کی صداقت کی عمدت کو ہیخ وہی سے اکیرا دیتی ہے۔

(۳) اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی بطور مریض  
کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۷

(۴) مبنی میں اجتماع توجہ بالا راہ ہوتا ہے جذبات پر قابو ہوتا ہے (ص ۲)  
رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۶ء اور ڈاکٹر شاہ نواز احمدی

## مرزا صاحب کا حراق کے علاوہ ہسٹریا کے دور بھی طے کرتے تھے

مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر ایم۔ اسے کتاب "سیرۃ المہدی" حصہ اول  
ص ۱۳ پر لکھتا ہے:-

بیان کیا محمد سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے  
چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اٹھو آیا پھر اسکے  
کچھ عرصہ بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اسکے کچھ  
عرصہ بعد طبیعت خراب ہو گئی (فرمایا) میں نماز پڑھتا تھا کہ میں نے دیکھا  
کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھتی ہے اور آسمان  
تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا۔ اور غشی کی  
سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد سے  
آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔

مرزائی غدر [مراق والا حوالہ ڈاٹری کا ہے۔ اس لئے قائل اعتبار نہیں؟]

الجواب [یہ عبارت مرزا صاحب کی زندگی میں اسی کے سامنے ان کے اپنے اخباروں میں مغلط ہوئی اور مرزا صاحب کے قلم سے، جیسا کہ صیغہ متکلم سے ظاہر ہے۔ اگر یہ افترا ہوتا، تو یقیناً مرزا صاحب اس کی تردید کر دیتے، چونکہ مرزا صاحب نے اس کی تردید نہیں کی لہذا یہ انہی کے الفاظ ہیں اس کے علاوہ اس تحریر کی تردید ان کی جہت میں سے بھی کسی نے نہ کی حتیٰ کہ خلیفہ نور دین کا زمانہ بھی گزر گیا۔

(۲) ڈاٹری کی عبارت قابل اعتبار اس لئے ہے کہ مرزا محمود خلیفہ قادیانی نے بھی اپنی کتاب حقیقت النبوة میں جابجا ڈاٹری کے حوالے بطور شہادت نقل کئے ہیں، اگر ڈاٹری ناقابل اعتبار تھی تو پھر خلیفہ ثانی جیسا ذمہ دار آدمی کیوں اس جرم کا مرتکب ہوا؟ دیکھو حقیقت النبوت صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ حصہ اول ۱۹۱۵ء مطبع منیاء الاسلام قادیان۔

مرزائی غدر [حضرت نے بیشک مراق کا لفظ اپنی نسبت بولنا سے مگر اس سے مراد سوائے دوران سر کے اور کچھ نہیں۔ حضرت نے کب کہا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ میاں بشیر احمد نے حضرت ام المومنین کی ربانی ہسٹریا لکھا ہے۔ مگر آپ کوئی ڈاکٹر نہیں ہیں کہ جو ترجمہ مراق کا کیا ہے وہ درست ہو۔ ڈاکٹر شاہ نواز ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نے ریویو اگست ۱۹۲۶ء میں لکھا۔ ہے بلکہ ثابت کیا ہے کہ مراق کا ترجمہ قطعاً ہسٹریا نہیں۔ ڈاکٹر شاہ نواز نے طبی نقطہ نگاہ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت کو قطعاً ہسٹریا نہ تھا۔

(پاکٹ بک منہ)

الجواب [مرزا صاحب کو دوران سر بھی تھا اور مراق بھی۔ دونوں کو ایک بنانا نہ صرف علم لب سے کورا پن ہے بلکہ خود نحو برات مرزا کے بھی

خلاف ہے۔ کتاب منظور الہی کی تحریر جو ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔ جو پر صو۔ مرزا صاحب اپنے حق میں مراق اور دوران سر و دنوں میں۔ جہاں ملتے ہیں۔ ڈاکٹر شاہ نواز بھی یہی لکھتے ہیں کہ:-

واضح ہے کہ حضرت صاحب کی تمام تکلیف مثلاً دوران سر و دنوں۔ کمی خواب۔ تشنج دل اور بد ہضمی۔ اسہل، کثرت چھپ اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث کمزوری تھا، (ریپوٹو جلد ۲۶ نمبر ۱۶)

دیکھئے مؤثر صاحب دوران سر اور مراق کو علیحدہ علیحدہ مرضی سمجھ کر تے ہیں:-

(۲) آپ کی ام المؤمنین بیشک ڈاکٹر نہیں ہوں گی۔ مگر مرزا صاحب تو حکیم تھے اور حکیم بھی بقول خود ایسے کہ ہزار سے زیادہ کتب طب پڑھے ہوئے تھے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں:-

میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا اس لئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوئی جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے (یہ قطعاً جھوٹ و دروغ بیفروغ ہے منوائی اگر کچھ ہیں تو ہزار کتب طب کا نام بتا دیں جن میں ایسا لکھا ہے ناقل) اور ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے رحم بنائی تھی (مرعاشیہ لاز حقیقت ص ۷)

اس کے علاوہ مرزا صاحب کی اپنی اہلیہ عترتہ بھی اسی مراق کی مرض میں مبتلا تھیں (بحوالہ منظور الہی ص ۲۳ بحوالہ الحکم جلد ۵ ص ۲۹) اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مراق کی حقیقت اور اصلیت سے بخوبی واقف تھے اور اس مرضی کے متعلق ان کا علم تجربے پر مبنی تھا۔

پس آپ کی ام المؤمنینوں نے جو وہ ڈاکٹر نہیں۔ ضرور مرزا صاحب سے  
ہسٹریا کا نام مناسبت ہے ماسوا اس کے جب خود مرزا صاحب مانتے ہیں کہ مجھ  
مراق کی بیماری ہے تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے چہ

۵۱ مراق کا ترجمہ ہسٹریا جو یا نہ ہو۔ یہ سوال تو یہاں پیدا ہی نہیں ہوتا  
جبکہ مرزا صاحب خود ملتے ہیں کہ مجھے مراق ہے اور ان کی بیوی راوی  
ہے کہ ہسٹریا کے دورے بکثرت پڑا کرتے تھے، نتیجہ ظاہر ہے:

۵۲ مگر حکمِ شاہ فیض نے طبی نقطہ نگاہ سے ثابت کر دیا تھا کہ مرزا صاحب  
کو ہسٹریا نہ تھا تو آپ نے اس قیمتی نقطہ نگاہ کو پاکٹ بک میں درج  
کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کی حقیقت پر مطلع ہو جائے۔ اے جناب  
رضا کو دھوکا مت دو، وہ بھارے باوجود ہاتھ پیر مارنے کے رتی بھر  
اپنے دعویٰ کو مدلل نہیں کر سکتے۔ علاوہ جب خود مرزا صاحب کی  
بیوی راوی ہے کہ ہسٹریا تھا تو اب کسی اور غیر واقف حال کا خواہ مخواہ  
ہسٹریا سے بچانے کی ناکام سعی کرنا وہی بات ہے کہ

پلذ نتواند سپر تمام کند

عذر آنحضرت صلعم پر بھی کفار نے ایسے ایسے طواریف باندھے تھے:

الجواب | کجا کسی کا بہتان باندھنا اور کجا خود مرزا صاحب کا اپنی نسبت  
مراق کا لکھنا اور علی وجہ البصیرت اقرار کرنا۔

عذر۔ ہسٹریا مردوں کو نہیں ہو سکتی صرف عورتوں کو ہو سکتا ہے  
محباب۔ مرزا صاحب مرد تھے اور ان کو ہسٹریا تھا۔

کتاب مخزن حکمت طبع چہارم ۹۶۹ جلد دوم میں لکھا ہے:-

یہ مرض عموماً عورتوں کو ہو سکتا ہے اگرچہ خادون اور مرد بھی

اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

یعنی مردوں کو یہ مرض ہسٹریا ہوا ان کو مراقی کہتے ہیں عموماً الغلط

۳۰ جولائی ۱۹۲۲ء تا ۱۹۲۳ء (جلد ۸۳)

## ایک اور طرز سے

جو نیک مراق ایک ایسا مرض ہے جو بعض دفعہ کئی پشتوں تک اپنا اثر پہنچاتا ہے اس لئے اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا مراقی ہونا ہر طوع سے ثابت کرتے کے لئے انکی ہم جلیس بیوی صاحبہ اور اولاد کو بھی اس میں مبتلا کر دیا تاکہ اور نہیں تو اسی دلیل سے مرزا صاحب کا مراقی ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ جائے۔

”ایں خانہ ہمہ آفتاب است“

مرزا صاحب تو مراقی تھے ہی، مگر آپ کی بیوی بچہ مراقی ہے اس لئے اگر ہم مرزا صاحب کے خاندان کو ”مراقی کنبہ“ کے نام سے یاد کریں تو غلط نہیں۔

## مرزا صاحب کی بیوی کو بھی مراق تھا

مرزا صاحب کا اپنے جدی بھائیوں کے ساتھ مقدمہ تھا انہوں نے بطور گواہ مرزا صاحب کا بیان عدالت میں دلویا۔ آپ نے اس میں یہ بھی فرمایا۔ ”میرری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ جوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چھٹی قدمی مفید ہے۔“ (منقول اہل صفحہ ۲۴۴ بحوالہ الحکم جلد ۵ ص ۲۹۷)

مرزا صاحب کے فرزند خلیفہ قادیان بھی مراقی ہیں۔

رسالہ ریویو آف ریلیجز جلد ۲۵ نمبر ۶ بابت ماہ اگست ۱۹۲۲ء ص ۱۲۰ پر ڈاکٹر شاہ نواز مرزائی لکھتے ہیں:-



جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا چنانچہ حضرت جلیلۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کسی کسی مرقا کا درد ہوتا ہے۔

## مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر ساتویں دلیل

### تہذیب مرزا

یوں تو مرزا صاحب نے اپنے ارادتمندوں کو چننا رکھنے اور علم کو مغالطہ دینے کو بکرت و دمرات اپنا صاحب اخلاق ہونا بتلایا ہے۔ "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا" (اربعین ص ۷۷) اور یہ بھی لکھا کہ "گالیاں دینا اور بدنامی کرنا طریق شرافت نہیں" (اربعین ص ۷۷) کاغذ ص ۷۷ نیز اپنے مریدوں کو نصیحت کی اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو" (کشتی نوح ص ۷۷) اور خود اپنے متعلق لکھا "میں نے جوانی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی" مواہب الرحمن ص ۷۸ "مگر بقول شخص ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے" (مواہب معرفت)

لہذا ہم مرزا صاحب کے برتن قلب کا ڈھکنا اٹھا کر ناظرین کے روبرو پیش کر دیتے ہیں وہ خود ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں کیا کچھ بھرا ہے :-

اسے یہ بھی جھوٹ ہے کہ مرزا صاحب نے جواباً گالیاں نہ دیں وہ خود لکھتے ہیں کہ "میرے سخت الفاظ جوانی طور پر ہیں" ص ۷۸ کتاب البریت و تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۱۶۵ و اشتہار واجب الاطاعت ص ۱۲ منہ -

(۱)

کسی شخص کا حرامی یا حلال زادہ ہونا اس کے والدین کے ملاپ غیر صحیح یا صحیح پر مبنی ہے۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب کہتے ہیں :-

مَنْ مَثَلُوهُ يُقْبَلُ وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِي أَلَا ذُرِّيَّتُ الْبَغَايَةِ

(آیتہ کمالات اسلام ص ۵۴ ط ۱)

ترجمہ۔ کل مسلمانوں نے مجھے مان لیا ہے اور تصدیق کی ہے مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا ہے۔

(۲)

ذُرِّيَّتِي خُبْرًا فَكُنْتُ بِصَادِقِي

اِنْ كُوْنَتْ بِالْخُرِّي يَابْنَ بَغَايَةٍ

مرا خجاشت خود ایدا داری پس من صادق نیستم اگر تو اسے

نسل بدکاراں بذلت نمیری۔ (انجام آقلم ص ۲۸)

(سعد اللہ) تو نے مجھے اپنی خجاشت سے گھڑ دیا ہے پس میں صادق

نہ ہوں گا اگر تو ذلت کی موت نہ مرے اسے کنجری کے بیٹے (اردو ترجمہ از مؤلف)

نظر بغاؤ۔ بغیا کے معنی

”سعد اللہ حرام زادہ ہے“ (خبر

الفضل ۲۲۔ جولائی ۱۹۳۳ء)

مک عبد الرحمن خادم گجراتی)

وَمَا كُنْتُ مُتَفِئِفًا (سورہ مریم) اے مریم تو نہ پاکی

مرکب کیوں ہوئی جبکہ تیری ماں پاک دامن تھی نہ تھی کہیں تھی

جنا۔ محمد یار پکٹ بک

مَنْ مَثَلُوهُ دَعْوَتِي دَلِيلٌ وَمَنْ مَثَلُوهُ دَعْوَتِي دَلِيلٌ

برایک شخص کو دعوہ الہی ہے اور دعوہ الہی کی نسل سے

نہیں ہے بلکہ دعوہ الہی صرف مرزا صاحب

وَقَدْ تَقَبَّلْتُ مِنَ الْأَنْجِيلِ إِشْرَافًا أَدَى عَيْنًا كَافِيَةً  
 وَكَانَ إِشْرَافُ الْأَنْجِيلِ ثَابِتًا اسْتَكْرَامًا بَدَكَارًا نَزْدًا وَجَدًا  
 وَدَوَانًا زَمَانًا رَوْنًا فَاسْتَرُودَ وَكُنَّا بِكَ أَقْبَلَ عَلَى  
 بَعِيْثِ الْخُرَى وَبِصَحْبِ يَسُوعَ فِي رَيْبِ مَرْتَبَةٍ بَارِئٍ بِدَكَارٍ وَبِغَيْرِ  
 كَفْكَوَرٍ وَدَوْنِ الْبَلَاءِ فَرِيَادٍ وَصَنْفَةٍ مَرَا  
 وَالتَّضَحُّفُ وَالتَّقْفُفُ يَابِدًا وَالتَّوْاجِيْدُ  
 وَالتَّشَايَا وَالتَّشَوُّبُ إِلَى رَقِصِ الْبُعَايَا  
 وَبُؤْسِهِ وَخَنَاقِهِ

فارسی ترجمہ از مرزا صاحب :-

و خندہ و تہقہ بظاہر کردن و ندان پسین و دودندان پیشین و  
 شوق کردن سوئے رقص زنان بازاری او بوسہ گرفتن ایشان و نذر  
 اردو ترجمہ از مرزا صاحب :-

اور ہنسی اور تہقہ مار کر ہنسنا پھلے دانستوں کے نکلنے سے اور  
 لگے دو دانستوں کے نکلنے سے اور شوق کرنا یا نازی عورتوں  
 کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ اور گلے پکڑنا (خجلہ الہامیہ  
 رحمتہ علیہ ص ۱۹)

تعلیمہ ناظرین آگاہ رہیں کہ یہ تمام ترجمے بھی مرزا صاحب کے اپنے  
 قلم سے ہیں۔ مرنائی کہیں گے کہ یہ ترجمے مرزا صاحب نے خود نہیں کئے  
 بلکہ دوسرے لوگوں نے کئے ہیں۔ سو مرنائی دکھائیں کہ مرزا صاحب نے  
 کہاں لکھا ہے کہ کتاب تو میری ہے اور ترجمہ کسی دوسرے کا ؟

(۲۳)

”مگر عبداللہ! تم قسم نہ کھاؤ یا قسم کی مرزا میعاد کے اندر نہ لکھو

سہ این علم حضرت کے لئے قابل غور ہے۔“

لے تو ہم سچے اور ہمارے الہام سچے۔ پھر بھی اگر کوئی حکم سے  
ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو  
تو بیشک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا۔ (صفحہ ۲۹)  
”اب جو شخص زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری  
فتح کا قائل نہیں ہوگا نہ صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد  
الحرام بننے کا شوق ہے۔“ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے  
کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔“ (فتاویٰ اوار الاسلام مصنفہ مرزا)  
عیسائیوں نے یقیناً سچ کہا تھا کہ ہے

”ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر  
سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(الہامات مرزا صفحہ ۲۷ چہارم)

(۴)

آریہوں کو حق طلب کر کے لکھتے ہیں۔

ایسے ایسے حرام زادے جو سفلیہ طبع دشمن ہیں۔ (صفحہ ۵)  
رسالہ یہ (محرر)

(۵)

بِقَاتِلِ الْاَعْدَاءِ صَارُوْا خَتَا زِيْرًا نَفَلًا

وَبِنَاءِ مَعْنُوْمِيْنَ ذُوْ بَهْقِ الْاَنْكَبِ

منا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دشمن جٹوں کے  
سورہ احک عزمیں کیوں سے جڑھ کر رہیں؟

# نام بنام علماء اسلام کو گالیاں

(۷) توہینِ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحبِ محدث دہلویؒ

”مخطوطات الحواس نذیر حسین (ص ۳۲ استفتاء) بالاثق ص ۳۲ انجام آتھم)  
نذیر حسین کے یہ جملہ فتویٰ (ص ۱۵۱ انجام آتھم) مَاتِ حَتَّانِ  
حَقَّقْنَا (ص ۱۵۱) صاحبِ الرحمان ص ۱۲) مرگیا گمراہی میں حیران ہو کر  
(۷) فارح قادیان مولانا ثناء اللہ صاحبِ امرتسریؒ

”الہدیل ص ۳۲ ختمہ حقیقۃ الوحی (کفنِ فردوس ص ۱۳۳ اعجاز احمدی)  
کتب (ص ۳۳۱ اعجاز احمدی) ابنِ ہوا - محمد ار (ص ۳۳۱ اعجاز احمدی)  
کتے مردارِ خور (ص ۲۵۵ حاشیہ نمبر ۱۰ انجام آتھم) :“

(۸) حضرت مولانا محمد حسین صاحبِ بٹالوی مرحومؒ

یا شیعہ اَرَضِ الْجَنَّةِ اَرَضِ بِمَطَاكِنِ الشَّيْخِ  
زمینِ پلید - زمینِ بطالت (ص ۲۶۹ انجام آتھم) فرعون (ص ۲۲۰)  
استفتاء) بذخعت، دینِ فروش (ص ۳۱ فیاء الحق) آئندہ  
اس کی گندی اور ناپاک تحریروں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس  
شیخ، بے ادب، تیز مزاج (ص ۸۶) پلید - بے حیا، سفلہ گندی  
کاروائی، گندے اخلاقی، نافرقتی اور ناپاک شیوہ (ص ۱۳۳)  
ثرثرخا، بیہودہ (ص ۸۳) تربیاتی القلوب ط ۱

## (۹) مولوی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی

شہد و نادرہ (ص ۳ ضیاء الحق ص ۱۲ انوار الاسلام) بمخت  
(ص ۳ ضیاء الحق) بدخت دین فروش (ضیاء الحق ص ۳)  
شیطان فطرت نادان عدو الدین (انوار الاسلام ص ۲۶) غول  
لحم - فاسق - شیطان ملعون - لطفہ سفہاء - خبیث مقصد  
مزور - منہوس (ص ۲۸۱ انجام آتھم) مردار عدو اللہ شہد  
فغانی چدر ہزار (ص ۱۲) گھڑی کا بیٹا (ص ۲۸۱ انجام آتھم)

## (۱۰) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

میرے مقابل بیٹھ جاتے تاد ونگو - بے حیا کا منہ ایک ہی  
ساعت میں سیاہ ہو جاتا (ص ۶۲ نزول المیسج) ان لغتوں  
کو کیوں ہضم کر لیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کی نذر  
ہوئیں (ص ۱) یہ گوہ کھانا ہے اباہل بے حیا (ص ۶۳) خبیث طبع  
(ص ۶۴) جاسم سمیر صاحب کے منہ میں کھلائی (ص ۶۵ نزول المسج)  
کذاب دروغ گو مزور، خبیث - بچھو کی طرح بیش زن اتے  
گوڑہ کنہ می تھر پر خدا کی لعنت تو ملعون کے سبب ملعون ہو  
گئی (ص ۶۵) قویہ کینہ مگر اہی کے شیخ، دیو، بدخت (ص ۷)

## (۱۱) مولانا علی الحائری لاہوری مجتہد فرقہ شیعہ

جانی تر جیسی کی عہدت کرنے دو - دیو کھوٹی آنکھ والا -  
یک چشم (ص ۶۵) (عجی نامہ) خبر د - شیخ ضال بخفہ (ص ۲)  
شیخ - سات جمعہ

## (۱۲) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

- (۱) "بعض نادان صحابی" (ص ۱۲ نیمہ نصرۃ الحق)  
 (۲) "ابو ہریرہؓ غبی تھا دعائے اجمعی نہیں رکھتا تھا" (ص ۱۱ اعجاز احمدی)  
 (۳) "بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ جن کی ولایت عمدہ دینی" (ص ۱۱ اعجاز احمدی)

(۴) ابو ہریرہؓ فہم قرآنی میں ناقص ہے اس کی ولایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور ولایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا " (نیمہ نصرۃ الحق)۔

## (۱۳) مولوی عبدالحق غزنوی مرحوم

"بھائی مرزا اس کی بیوہ کو اپنی طرف کھینٹ لیا واہ سے شیخ علی کے بھائی (ص ۱۹ انوار الاسلام) مرزا کے شیطان کے بندے موصوم یہ عبدالحق (ص ۵۸) فیسمہ انجام آتھم (عبدالحق نے اشتہار دیا تھا کہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہو گا) یہ بالکل جھوٹ سے نازل (وہ لڑکا کہاں گیا کیا اندر ہی اندر تحلیل پاگ۔ پھر رحمت تہقیری کے لفظ سے گیا؟ (ص ۱۱۰) فیسمہ انجام آتھم و ص ۲۵ تحفہ غزنویہ اگر عبدالحق ہماری فتح کا قائل نہ ہو گا تو اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے (ص ۱۲ انوار الاسلام)

ناطون کرام! یہ مختصر سا خاکہ ہے ان گالیوں کا جو مرزا نے نام لے کر علماء کرام کو دیں حالانکہ خود انہی مرزا صاحب کا قول ہے:  
 "میں کسی شخص کو جاہل، نادان، دیبا پرست و تجار، فتنی، گنوار، متکبر وغیرہ الفاظ کہنے والا نہیں ہوں اور منصفوں اور دینیک مرثیت

لوگوں کے نزدیک گندہ طبع اور بد زبان ہوتا ہے (مفہوم اشتہار

۹۔ ستمبر ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۴ ص ۱۲)

اسی طرح محمد احسن امر وہی مرزا صاحب کے مقرب حواری ٹککتے ہیں کہ کسی خاص شخص کو بے جیا وغیرہ کہنا خلاف تہذیب ہے (ص ۱۹ اعلام الناس حصہ دوم)

## (۱۴) عام علماء کرام کو گالیاں

بدعت مغترلو۔ نہ معلوم یہ وحشی فرقہ شرم و جیاسے کیوں کام نہیں لینا  
مختلف مولویوں کا منہ کالا (ص ۵) ضمیمہ انجام آتھم) اسے بد ذات فرقہ مولویوں  
(ص ۱۲ حاشیہ) نا لائق مولوی لغاق زدہ یہودی سیرت (ص ۱۳ حاشیہ انجام آتھم)  
بعض غبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دنیا میں سب  
جامعہ اہل سے زیادہ پلید خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں  
مردار خود مولوی! اور گندی رو تو! (ص ۲ ضمیمہ انجام آتھم) یک چشم مولوی۔  
(ص ۱۳ ضمیمہ انجام آتھم) بعض مولوی دنیا کے کتے (ص ۱۲ استفتاء کم بخت  
مستعجب (ص ۱) پلید طبع (ص ۲) یہودی صفت (ص ۲) سراج منیر) یہودی صفت  
سراج منیر (ص ۲) چتر میس (ص ۲) تبلیغ رسالت جلد ۴ ص ۱۹) نابکار،  
(ص ۲) خنزیر (ص ۲) خنزیر کنوں کی طرح (ص ۲) تریاق بڑا (ص ۲) دنیا پرست (ص ۲)  
ظہری بیگات۔ سیاہ دل (ص ۲) اسے شہر مولوی! اور ان کے چیلو اور غزنی  
کے تپک سکھ (ص ۲) نیل طبع (ص ۲) ضیاء الحق) بد ذات مولوی (ص ۲)  
ضمیمہ) خنزیر ہے ایمنو نیم میسائو، وجہ کے ہمارے یہاں اشتہار لغاتی تین ہزار

## (۱۵) تمام قوم اہل اسلام و دیگر خفاغین

کو مذتبہ محمد بنو موسیٰ کے لئے چارہ نہیں کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح  
میں سے جس نے نہ سحر و جادو کی جوت کو مان لیا ہے (ص ۲) تذکرہ اہل



نادان بد بخت شقی (ص ۱۷۱ عجز احمدی) ظالم طبع مخالفوں نے جھوٹ کی نجاست کھا  
(ص ۱۷۲ نزوں المیج) بعض ڈوموں کی طرح (تبلیغ رسالت مجدد امن) بعض  
کتوں کی طرح، بعض بھیڑیوں کی طرح، بعض سوروں کی طرح، بعض سانپوں  
کی طرح ڈنگ مارتے ہیں (ص ۱۷۳ خطبہ الہامیہ) اے یہ حیا قوم (ص ۱۷۴ سراج منیر)  
محیث طبع لوگ (ص ۱۷۵ سراج منیر) اے نادانوا عقل کے اندھو (ص ۱۷۶ حقیقتہ الہی)

## (۱۷) آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں

مرزا صاحب جہاں اپنے دعاوی کے اتار چڑھاؤ میں مشتاق تھے وہاں  
لغاف کوئی میں بھی شہرہ آفاق تھے کہیں تو یہ مصلحانہ روش اور غریبانہ اور  
عاجزانہ انکساری ہے کہ۔

(۱) ہم قادیان کو چھوڑ دیں گے کیونکہ بھدراہم و شمنوں (آریوں) کے

دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے (ص ۱۷۷ شخصہ حق)

(۲) ایک شخص جو کسی کے باپ کو گندی گالیاں دیتا ہے اور پھر چاہتا

ہے کہ اس کا بیٹا اس سے خوش ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے جو لوگ محض

زبان سے صلح کے سے زور دیتے ہیں ان کو چاہیے صلح کے کام دکھائیں

اچھم وطن پیارو ہم ایک ہی ملک میں رہتے ہیں چاہیے کہ باہم محبت کریں مگر

یاد رکھو منافقانہ محبت نہیں ایک نہر پر لہجہ ہے بدرجائی اور صلح کاری جمع

نہیں ہو سکتے (ص ۱۷۸ تنبیہ چھترہ معرفت ملخصاً بلقلم)

مگر دوسری طرف یہ بہانہ بنا کر کہ آریوں کے روحانی باپ نے گردناٹک کو  
برا کہا ہے سو جی بی کو یوں کو سنا۔

”آریوں کے پنڈت دیانند اس خدا ترس بزرگ (گورونانک) کی

نسبت گستاخی کے کلمے ستیارتھ پر کاش میں لکھے ہیں۔ درحقیقت

یہ شخص سیاہ دل، جاہل، ناحق شناس، ظالم پنڈت، نالائق، یادہ گو

بذریبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود بین، انسانی اغراض سے  
بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، ششک دماغ، موٹی سمجھ  
کا آدمی نا اہل" (ص ۹ سنہ ۱۹۶۱ء)

احمدی دوستوں! مرزا نے گوردونامک کی طرف سے جو اتنے اہم  
سوامی دیانند کو دیئے۔ اگر کوئی آریہ انہی القابات فیثیہ سے مرزا  
جی کو ملقب کرے تو تم اسے بد تہذیب تو نہ کہو گے؟  
بندہ پرورد منصف کرنا خدا کو دیکھ کر

اور سنو! مرزا جی سوامی جی کے حق میں لکھتے ہیں:-

"گندہ نام منقول (ص ۱) دیانند ارمی فریب (ص ۲) دیانند ستیا نند  
پرکاش میں اپنے بد بودار جہالت کا گند چھوٹ گیا (ص ۳) سراسر  
جلسا سازی سے جو اس کی رگ رگ میں بھری ہوئی تھی (حاشیہ  
متعلقہ ص ۴) ملحقہ اخیر کتاب شمعہ حق (اب تو دیانند کی جہان گردی نا  
چاہیئے) (ص ۵) شمعہ حق (ص ۶)

ناظرین! اس سخت گوئی کو دیکھیے اور دوسری طرف براہین احمدیہ ص ۱۱  
تک کراہنے سے رکھئے جہان بزرگان مذہب کی توہین کو محبتِ عظیم قرار دیا  
ہے تو آپ نہ منصف بیعت ضرور فتویٰ دے گی کہ یہ

سولہ قاریانی کی رسالت بحالت ہے ملامت ہے جہالت

## (۱۷) وید اور مرزا صاحب

- ویدوں میں بجز آتش پرستی، ناپاک رسموں کے اور کچھ نہیں

تمام گندی تالیفوں کا بیدار وید ہی ہے۔ (ص ۱ سنہ ۱۹۶۱ء)

ویدندی وید ہندوں میں چار چہرے کے کو خراب بولتے چرتے

ہندو یوں کے مصلحت مندی کی غرض سے کسی برہمن کی مذہبی حیثیت کو

میں خاک کے نیچے دبی پڑی ہے (صفحہ ۱۲۱) قربان بایں ایسے ویدوں  
پر (صفحہ ۱۲۲) یہ بید بے ٹمر کی تہذیب ہے (صفحہ ۱۲۳) ویدوں کا بھانڈا پھوٹ  
گیا (صفحہ ۱۲۴) حق حالانکہ یہ وہ وید ہیں جنہیں آخری عمر میں مرزا صاحب  
نے یہ کہہ کر مان لیا :-

”ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں سوید انسان کا افسرانہیں“  
(صفحہ پیغام صلح مؤلف مرزا صاحب)

مرزائی کہا کرتے ہیں کہ جن ویدوں کی تردید کی گئی ہے وہ دیانندی موجودہ وید ہیں حالانکہ  
صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ پر قدیمی ویدوں کو انسانی ہست خیالات کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے :-

## (۱۸) آریوں کا پریشتر

تبد نصیب پریشتر (صفحہ ۱۲۹) ”دیانندی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ  
پریشتر کبھی رام چندر بنا کبھی کرشن کبھی مجھ پر ایک مرتبہ تو خود  
یعنی سوربن گیا“ (صفحہ ۱۳۰) (صفحہ ۱۳۱)

## (۱۹) عام آریہ قوم

یوں تو مرزا صاحب نے بڑے ہی شریفانہ لہجہ میں لکھا ہے :-  
”لعنت بازی کرنا صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا“  
(صفحہ ۱۳۲ از اہل طاعت ۱۳۹ از اہل طبع ۲)

مگر ان کی اپنی روش اس کے سراسر خلاف حقیقی ان کی کتابیں جابجا لعنتوں  
سے بھری ہوئی ہیں بطور نمونہ مسلمانوں کے حق میں دیکھنی ہوں تو صفحہ ۱۳۳ اجمارا احمدی  
دیکھئے اور عیسائیوں کے بارے میں دیکھنی ہوں تو نور الحق صفحہ اول کے صفحہ ۱۳۴  
سے ۱۳۵ تک ملا خٹہ کریں پورے چار صفحات صرف لعنت، لعنت، لعنت، لعنت،  
سے بھرے ہیں جن کی تعداد ایک ہزار ہے۔ آریوں کے حق میں مشیت نمونہ از

خود اسے ذیل میں ملاحظہ کریں :-

لعنت ، لعنت ، لعنت ، لعنت ، لعنت ، لعنت ، لعنت ، لعنت ، لعنت ، لعنت

لعنت ، لعنت ، ( ص ۵ شخصہ حق )

اسی طرح صفحہ ۶ پر پوری دس لعنتیں سطر وار لکھی ہیں۔ لعنتوں کے

علاوہ دیگر خوش کلامی ملاحظہ ہو :-

ہ شکم پرست پندتوں کے سیلے ، ( ص ۶ شخصہ حق )

کھوپری میں بجز بنی رات تعصب و عناد ( ص ۷ ) بیل نہ کودا کو دی

گاؤں ( حاشیہ ص ۷ ) یہودا اسکر لوطی یا بنگا سے ہوئے سکھ کی

دم دہی سے ( ص ۳ حاشیہ ) کیا رام سنگھ کو کو کی روح ان میں

کہیں گھس نہیں آئی ( ص ۷ ) تین بکاشن اور لالہ جی باغ میں ،

( ص ۵ ) بڑا نقش ، کھڑونچ ( ص ۱۳ ) دیکھا نہ بھلا صدقے گئی

خلد ( ص ۱۵ ) آریہ اوباشوں ، دیانندی تانیا بھیل ( ص ۳۸ )

کنجرو لد الونا جھوٹ بولتے ہوئے شرارتے ہیں مگر اس آریہ

میں اس قدر شرم بھی باقی نہ رہی ( ص ۱۷ ) لکھ رام کی کھوپری ( ص ۱۸ )

ایک آریہ نے مٹی کو مرزا کوڑی کوڑی کو لا چکا ہے ۔ اس کے جواب میں

اس قدر تپے سے بلہر ہو گئے کہ :-

حیرت ہے ہاں صاحبوں کو جہدے قرض کی ٹھیکیں پڑ گئی؟ ایک قوم

بندوبست جگہ نہ رکھی یہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی دختر کا ناٹ کسی

جہد کرنا چاہتے ہیں تو پہلے چپکے چپکے اس گاؤں میں چلے جاتے ہیں

جہاں اپنی دختر کی نسبت کا مزا وہ ہوتا ہے ۔ تب اس گاؤں میں

ہنچ کر جوہی کی کھوٹ اور گرداوری اور دفن نامہ سے دریافت کر

لیتے ہیں کہ اس شخص کی کتنی زمین ہے ، پڑتاں کے بعد اپنی دختر دے دیتے

ہیں لیکن اس جگہ تو ان امور میں سے کوئی بات نہیں ( ص ۱۸ شخصہ حق )

## (۲۰) عیسائیوں کے بارے میں

”بزرگان مذہب کی توہین جثت عظیم ہے“ (صفحہ ۱۱۱ برائین احمدیہ)  
 ”عیسائیوں کی مشرکۃ تعلیم کا تمام مزار اس شریر انسان کی باتوں پر  
 ہے جس کا نام پولس تھا۔“ (صفحہ ۱۱۲ تہمتنا لوجی اللہ القہار)  
 ”اس زمانہ کے پادری و جلال کذاب ہیں“ (صفحہ ۵۹) ”و جالی فرقہ“ (صفحہ ۵۹)  
 ”شہداء النعمانی ۲ ہزار“ ہزار لعنت کی ذلت کا رس گلے میں پڑ بگاڑ  
 (صفحہ ۱۱۱) پادری ہی و جلال ہیں“ (صفحہ ۱۱۲ نور الاسلام) ”بدگو بیہ اعتدال  
 بیہودہ، بدذاتی (صفحہ ۱۱۲) نادان پادری“ (صفحہ ۱۱۳) تمام بزرگ عیسائی  
 قسم کا خنزیر کھاتے رہے“ (صفحہ ۱۱۴ ضیاء الحق مصنفہ مرزا صاحب)

## (۲۱) خدا کی توہین

مسلمانوں کا بالاتفاق اعتقاد ہے کہ اب وحی رسالت مابقیامت  
 منقطع ہے۔“ (صفحہ ۶۱ ازالہ ۱ صفحہ ۲۵۲ - ازالہ ط ۲)

مرزا صاحب اس اعتقاد پر اعتراض کرتے ہیں :-  
 کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا  
 تو ہے مگر بولتا نہیں پھر بعد اس کے سوال ہو گا کہ کیوں نہیں  
 بولتا؟ کیسے زبان پر کوئی مرضی لاسی ہو گئی؟ (صفحہ ۱۱۵ ضمیمہ  
 نصرۃ الحق (معاذ اللہ))

## مرزا صاحب کی شانِ تقدیس

”میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے نفس کو ایسا  
 مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس

کو گندی گالیں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا  
پڑیگا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ دے گا (صفحہ ۱۸۸ منظر المہی،

بروایت مولوی عبدالکریم احمدی امام الصلوٰۃ مرزا)

احمدی بھائیو! اس تحریر کو پڑھ کر ذرا اس تحریر پر نظر ڈالو جس میں ایک  
آریہ نے صرف اتنا اعتراض کیا تھا کہ "آپ کوڑی کوڑی کو لاچار ہیں" اور مرزا صاحب  
نے اسے رٹا کی دینے کا قصہ سنایا ہے

مرزا صاحب کے سخت گوہونے پر دو عدالتوں کی رائے

رائے چند دلال صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کی عدالت میں بمقدمہ  
حکیم فضل دین بنام مولوی کرم الدین جہلمی۔ مرزا صاحب نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ  
"عین الیقین احق الیقین عدالت کے ذریعہ سے میسر آتے ہیں"

(صفحہ ۱۷۲ روڈاد مقدمہ مرتبہ مولوی کرم الدین صاحب جہلمی)

اب ہم عدالت کا فیصلہ بحق مرزا نقل کرتے ہیں امید ہے کہ احمدی

حضرات اس "حق الیقین" پر عین الیقین "کر لیں گے۔

نقل حکم مسٹر ڈگلسن صاحب مؤرخہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

"مرزا غلام احمد کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ جو تحریرات عدالت میں  
پیش کی گئی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ فقہ انگیز سے ان  
کی تحریرات اس قسم کی ہیں کہ انہوں نے بلاشبہ طباغ کو  
اشتعل کی طرف مائل کر رکھا ہے پس ان کو متنبہ کیا جاتا ہے  
کہ وہ مناسب اور محکم الفاظ میں اپنی تحریرات کو استعمال  
کر لیں ورنہ بحیثیت حاکم صاحب مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید  
کھدوائی کرنی پڑے گی۔"

(صفحہ ۴۴ روڈاد مقدمہ)

عدالت لالہ آقارام مہتہ بی۔ انے اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ

درجہ اول گورڈ سپور کا فیصلہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء

”مزم نمبر (مرزا صاحب) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال  
وہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے اگر اس کے  
اس میلان طبع کو نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا  
ہوگا۔ ۱۸۹۹ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے مزم کو کچھ قسم تحریرات  
سے باز رہنے کیلئے ہیمائش کی مئی ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب  
مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا کہ کچھ قسم نقص امن والے فعلوں  
سے باز رہے گا۔ (صفحہ ۱۶ روڈ او مذکورہ)

عدالت کا بیان منظر ہے کہ مرزا صاحب طبعاً گندہ وہاں ہونے میں مشہور  
تھے اور اس سے پہلے دو عدالتیں انہیں روک بھی چکی ہیں چنانچہ خود مرزا صاحب  
راقم ہیں کہ:-

”ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ  
ہم سخت الفاظ سے پہلے کام نہ لیں گے۔ (اشتہار مرزا صاحب بہکمبر  
۱۹۰۴ء مندرجہ کتاب البریت دیباچہ ص ۱۳۱ مصنفہ مرزا صاحب)

اس عبارت میں مرزا صاحب اپنی سخت گوئی کا اقرار کرتے ہیں اور آئندہ  
اس سے احتراز کا وعدہ کرتے ہیں مگر ۱۹۰۴ء میں لالہ مہتہ رام کی عدالت کا فیصلہ  
ہے کہ مرزا صاحب اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے اور ۱۹۰۴ء کے بعد برابر بدگوئی  
کو کام میں لاتے رہے آہ سے

نہیں وہ بات کا پورا عملینہ قول دے دے کر

جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

ہمارے ناظرین حیران ہونگے کہ آخر مرزا صاحب کو اس سخت گوئی سے فائدہ

کی تلاش کا ایک جواب تو عدالت دے چکی ہے یعنی "میلان طبع" دوسرا جواب مرزا صاحب کے بیٹھنے دیا ہے کہ:-

"جب متناسق دلائل سے شکست کھاتا ہے اور ہار جاتا ہے تو گالیوں  
دینی شروع کرتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی  
قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے" درود اللہ اور علالت مصنفہ  
میں محمود احمد خلیفہ قادریں :-

### عذرات مرزا ٹیہ اور ان کا جواب

مرزائی کہا کرتے ہیں کہ:-

"نبی دنیا کے سامنے حج کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے اور اس کا فرض  
ہوتا ہے کہ تاریکی کے فرزندوں پر فرد جرم لگانے سے پہلے ان کے  
جرموں پر جان کو آگاہ کر دے"

الجواب [حج کا کام ان کی غلطیوں پر آگاہ ہو کر انہیں مستعد بنانا بیشک ہے مگر حج  
اغلاط کا انہماک کرنے کے خود اسی غلطی میں یا جرم میں مبتلا نہیں ہوا  
کرتا، علاوہ ازیں حج مقدمہ پیش ہو چکنے کے بعد یہ انتظار نہیں کیا کرتا کہ اب یہ  
میری پگڑی بھی اچھالیں تو انہیں سزا دل ورنہ چھوڑ دوں۔ اگر مرزا صاحب حج  
تھے تو جہر باوجود لوگوں کی گالیاں سننے کے بقول خود عرصہ دراز تک اپنے اختیار  
کو کیوں کام میں نہ لائے جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں کہ:-

"میں نے اس (سعد اللہ) کی بلند بانی پر بہت صبر کیا اور اپنے  
تئیں روکا لیکن وہ حد سے گذر گیا تب میں نے نیک نیتی سے وہ  
الفاظ استعمال کئے" (عذرات تجلیات رحمانیہ بحوالہ منہا تہتمہ حقیقۃ الوحی)

یہ تمہرہ کہہ رہی ہے کہ مرزا حج وغیرہ کچھ نہیں کھتا۔ اس کی گالیاں کچھ تو اپنی  
شکست کو چھپانے کے لئے فقیہیں اور کچھ اپنی توہین کا بدلہ لینے کے لئے :-



نبی کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی غلطیوں سے بچنے کی ہدایت کرے  
خود ان غلطیوں میں مبتلا نہیں ہو جایا کرتا۔ خود مرنا صاحب فرماتے ہیں کہ:-  
"گالی کے جواب میں گالی دینے والا کتا ہوتا ہے" (تقریر مرزا مندرجہ  
صفحہ ۹۹ رپورٹ جلسہ قادیان ۱۸۹۷ء)

**قرآن کریم سے نج کی مثال** [ہم لکھ آئے ہیں کہ نج مجرموں پر فرض جرم  
ہیں کہ فلاں جرم قابل مؤاخذہ ہے اس سے اجتناب کریں۔ بعینہ یہی مثال قرآن  
پاک سے ملتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ خدا لوگوں کو ہدایت فرماتے  
ہیں:-

ذَٰلَا تُطِيعُ اَمْرًا بَيْنَ لَوْكَ! صداقت کے جھٹلانیوں کی اطاعت  
نہ کرنا۔ ذَٰلَا تُطِيعُ كُلَّ حَلَّابٍ مَّهْمٍ۔ حَمَّازٌ مَّشَارِبٌ بَدِيعٍ مَّشَارِبٌ  
بَلْعُورٍ مَّعْتَدٍ اَشْيُو۔ مَتَّبِعْ بَعْدَ ذَٰلِكَ ذَٰلِكَ الْآيَةِ۔  
(سورہ قلم ۱۱)

نہ کہا ماننا بڑے جھوٹے۔ طعن کرنے والے۔ جہن خور۔ خیر کے کام سے منع  
کرنے والے۔ حد سے نکلے ہوئے۔ بد عمل۔ متکبر۔ نسل بدلنے والے کا۔  
دیکھئے! یہ طریقہ ہدایت کا یعنی برے اشخاص سے پرے رہنے کا وعظ  
مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ اس آیت میں کافروں کو زنیم یعنی حرام زادہ کہا گیا  
ہے حالانکہ یہ غلط ہے جس نے یہ معنی کئے ہیں یہ اس کی اپنی رائے ہے:-  
لغوٰی معنی ہیں، ذِی الْقُوٰمِ لَیْسَ مِنْهُوَ اَیْکَ اَیْسا شخص خاص  
کا باپ کسی دوسرے قبیلہ کا ہو مگر وہ کسی دوسرے قبیلے اور قوم  
کی طرف منسوب ہوتا ہو" (مرزا قادیانی پاٹ بک)

مثلاً مرزا صاحب منغل تھے (۲۲ تذکرۃ الشہادین) مگر جتنے تھے ناری والا  
(۲۵ آنحضرت گوڑہ) ماسوا اس کے اگر ہم یہی مان لیں تو بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اس

آیت میں کسی کا نام لے کر اس کو حرام قرار دہ نہیں کہا گیا بلکہ مومنوں کو ہدایت ہے کہ ایسے لوگوں سے بچو اور انکی اطاعت نہ کیا کرو کیا بروں کی مجلس سے اجتناب کی تلقین کسی کو گالی ہے؟ قرآن میں مجاہدوں کو شَرُّ النَّبِیِّتِ تَزِیَّتِہِمْ مِّنْ خُلُقِہُمْ (۷۶) مہ مرزا نے

غلط کیا ہے؟

پاکت بک، کہا ہے:

اول تو شراب پر یہ کوئی گالی ہی نہیں۔ شرعی مفید اور مضر چیز کو کہتے ہیں

الجواب اور لاریب جو شخص خدا کا منکر ہو اور صداقت کا دشمن، وہ نقصان

رساں ہی ہے اور یقیناً حمد مخلوق سے نقصان دہ ہے اب آئیے قرآن پاک سے

دیکھیں کہ ایسا کس کو کہا گیا ہے ملاحظہ ہو: "إِنَّ شَرَّ الْعَذَابِ عِندَ اللَّهِ

لِذَيْنِ كَفَرُوا ذَا قَعُورَ الْيُونُسَ الَّذِينَ عَاهَدْنَا مِنْهُمْ ثُمَّ بَيَضُوا

عَهْدَهُمْ" (الأنفال ۸) سب جہاندار چیزوں سے زیادہ مضر وہ ہیں جو منکر

ہوئے اور ایمن نہیں لائے یہ وہ لوگ ہیں جن سے تو نے عہد باندھا پھر انہوں نے

توڑ دیا اس عہد کو:

نورسیدیا اس عہد کو تو:  
 نافرین کرم! میں خدا کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ کسی بد عہد کو  
 نقصان دینے والا کتنا گالی ہے؟ بد تہذیبی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کیا  
 سرزمینوں کی سب بد تہذیبی ہے کہ وہ تہذیب سے تو کورے ہیں۔ تہذیب کی تعریف بھی  
 نہیں جانتے؟

خبر:- قرآن میں محاصی کو کالاً نعام کہا گیا ہے۔

جواب میں: رَأَيْتَ مِنَ الْقِتَادِ لَهَا هُوَ مَا أَفَانَتْ تَكُونُ عَلَيْهِ  
ذِكْرًا مَرْغُوبًا أَفَى أَكْثَرِهِمْ يَتَعَمَّقُونَ أَوْ يُقَلِّبُونَ إِنْ هُمْ

کے دیکھے سنہ صاحبے بلوچہ صحت میں گامیوں سے اجتناب کا عہد کرنے کے عہد گامیوں میں جس  
کے عہد مقدر ہو، اور فریقین کے بہت زیادہ کا نقصان ہو، اور مسافرت جو صی ۱۲ منہ۔

اَلَا كَاذِبًا وَّهَبْلًا هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان ع ۴) بھلا دیکھو تو اس آدمی کا حال جو اپنی خواہشات کو بیکاری ہے۔ کیا تو ایسے شخص کا ذمہ دار ہو سکتا ہے یا کیا تو خیال کر سکتا ہے کہ ایسے اشخاص سننے سمجھنے والے ہوتے ہیں؟ نہیں ایسے لوگ تو چارپایوں کی مانند ہوتے ہیں۔

معزز و منصف قارئین! اللہ کے کلمے بتلاؤ اس آیت میں کونسی بد اعمالی ہے، کیا سخت گوئی ہے، کسی کو برا بھلا کہا گیا ہے؟ انصاف!  
 غدر :- قرآن نے کفار کو سؤرا و خنزیر کہا۔

جواب :- یہ بہتان ہے ہاں ایک گزشتہ واقعہ کی حکایت ضرور ہے کہ بنی اسرائیل کے بعض بد اعمال و ناقربان لوگوں کو ان کی بار بار کی بد اعمالی کے سبب ان کی شکلیں مسخ کی گئیں۔ کیا یہ گالی ہے؟

میں کہتا ہوں اگر ایسے ایسے غلط اعترافات کی وجہ سے جو خدا اور اس کے صادق و مصدوق رسول علیہ السلام کی ذات والاصفات پر مرزا ٹیوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ خدا کا غضب ان پر بھر پور اور ان کی شکلیں مسخ کر دے اور گوئی مؤرخ اس واقعہ کو اپنی کتاب میں درج کرے۔ کیا کوئی ٹھاننا انہی نقل کی وجہ سے مؤرخ کو بد اخلاق، بد زبان کہے گا یقیناً نہیں؟

غدر :- ”اگر کوئی کسی کو کانا کہے تو دوسرے کا حق ہے کہ کہے میں کانا“  
 [نہیں تم خود داندھے ہو، تمہیں میری آنکھ نظر نہیں آتی سرورہم]  
 پاکٹ بک مرزا (یہ)

مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

الجواب [لوگ بزرگ کو کہتے تھے کانا اس کی بڑی بولی پہنے کیوں نہ کاٹ کھایا۔ جواب دیا بیٹی انسانی سے کتے بہ نہیں جوتا۔ بیسویں انسان کو چاہیے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو رحم ہے کہ عراض کرے نہیں تو وہی کتے بن کی مثل صادق کہنے کی

تقریر مرزا مندرجہ رپورٹ مجلس سالانہ منعقدہ قادیان ۱۸۹۷ء  
(۹۹)

ملاحظہ ہو مرزا صاحب تو اس جگہ فعل لڑے بری ہونا چاہتے ہیں مگر ہمارے  
احمدی دوست ہیں کہ خواہ مخواہ مرزا صاحب کو اس صف میں لانا چاہتے ہیں جہاں  
ایسے نادان درست ہوں وہاں مرزا صاحب کی دانا دشمنوں سے حفاظت بعینہ ایسی  
ہوگی **فَرَقَ مِنَ الْمُنْظَرِ ذَاتَا مَرَّتَحْتَ الْمِنْزَابِ** یعنی مینہ سے بھاگا  
اور پر تلے کے نیچے جا کھڑا ہو مرزا صاحب کی روح یقیناً آپ کو کہتی ہوگی کہ

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر

خدا غواستہ گزشتگیں ہوتے تو کیا ہوتا

گالی اور امر واقع میں فرق ہے۔ مطلب یہ کہ مرزا نے جو کچھ کہا ہے  
عذر واقعی لوگ اس کے حقدار ہیں۔

۱۔ یہ مرزا صاحب کی گالیوں سے بھی بڑھ کر گالی ہے یعنی علماء اسلام  
الجواب [فضلاء انام کو سچ مچ سوزا کتے، بے ایمان، دجال وغیرہ بنا کر مرزا نے  
اللہ سے ڈرو۔ یقین جانو اس طرح مخالفوں کو بھی حق ہے کہ وہ ان جملہ القاب  
کا آپ کے مسخ موعود اور جملہ علماء احمدیہ کو حقیقی مصداق قرار دیں اور یقیناً امر واقع  
سہی سے سایہی سے کہو اس سے تمہیں کچھ رنج ہوگا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو یہی  
مسلک مذہبہ جی کے مسلک بزرگوں کو تمہارے مسخ موعود، نبی اللہ، رسول اللہ نے  
آیتہ فی غیر شریفانہ طرز میں گالیاں دی ہیں :-

۱۔ مزاق جواب۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

تخذ تصنیف کی سچی اطاعت اور نوع انسان کی بھلائی وہی شخص  
بھیج سکتا ہے جو وقت شناس ہو ورنہ نہیں، مثلاً ایک شخص  
گدست ہو ہے مگر اپنی راستی کو حکمت کے ساتھ ملا کر استعمال نہیں  
کرتا مگر ناشی کی طرح مارتا ہے اور بے تمیزی سے ایک شریفانہ فہمت

کھبے عمل کام میں لاتا ہے تو وہ ایک حکیم منش کے نزدیک ہرگز قابلِ تعریف نہیں سمجھتا ایسے کو جاہل نیک نعت کہیں گے نہ دانا نیک نعت اگر کوئی اندھے کو اندھا نہ صا، اندھا کر کے پکارے اور پھر کسی کے منع کرنے پر یہ کہے کہ میاں کیا میں جھوٹ بولتا ہوں تو اسے یہی کہا جائیگا کہ بیشک تو راست گو ہے مگر احمق یا شریر کہ جس راستی کے اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اس کو ذرا الاظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کے دل کو دکھاتا ہے" (شخصہ حق ص ۲۷ ط اول سلسلہ تعینات لاہوری جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

## مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر اٹھویں دلیل

### مرزا صاحب کے مغالطے

مرزا صاحب کی ساری عمر انہی چالوں میں گزری کہ عجب طرح کے بے تنگے گول مول فقرات بنام الہامات مبنی پر پیشگوئیاں گھڑا کرتے تھے جیسا کہ ہم شروع میں اس کی متعدد امثلہ درج کر آئے ہیں۔ اس کو ڈھ پر کواج یہ کہ اس عید عطار کی مانند جو بیماری کے دنوں میں ایک ہی بوتل سے ہر طرح کے شربت دیا کرتا ہے۔ کسی کو نیلو فر کی ضرورت ہوتی تو اسی سے نکال دیا کوئی بنقشہ لینے آیا تو اسی سے دے دیا۔ کوئی سکجین مانگے تو اسی سے الٹ دیا وغیرہ۔ مرزا صاحب بھی اپنے الہامات سے اسی طرح کام لیا کرتے تھے ایک ہی الہام ہوتا تھا حسب ضرورت اسے جگہ بہ جگہ چسپال کر دیا کرتے تھے بطور نمونہ چند امثلہ درج کی جاتی ہیں :-

مثال نمبر ۱ "۹ جنوری ۱۹۱۷ء قتلِ خبیثہ کو زید خبیثہ ایک شخص جو مخالفانہ کچھ امید رکھتا تھا۔

وہ ناامیدی سے ہلاک ہو گیا اور اس کا مرنا ہیبت ناک ہو گا۔

(معنی البشر جلد ۲ بحوالہ البدر جلد ۱۲)

اس الہام میں عجب دورنگی ہے قتل صیغہ واحد مذکر غائب مجہول فعل ماضی ہے جس کے معنی ہیں مارا جا چکا زمانہ گزشتہ میں چنانچہ مرزا جی بھی اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں "ناامیدی سے ہلاک ہو گیا" مگر آگے چل کر لکھتے ہیں اس کا مرنا ہیبت ناک ہو گا، "یعنی آئندہ خیر اس میں تطبیق ہو سکتی ہے کہ مرزا تو گیا ہے مگر اس کی موت کا نتیجہ آئندہ برا اثر ڈالے گا۔ مگر مرزا صاحب کے ذہن میں یہ مفہوم نہ تھا بلکہ دورنگی غفی جو آگے آتی ہے بہر حال اس الہام میں کسی کے مرنا و ناکام مرنے کا ذکر ہے گورا و لوں کی طرح گول مول اور بلا تعین ہے آگے چھپے خدا کی قدرت اس الہام کے دو چار دن بعد ہی ایک غریب ماشکی جو مرزا صاحب کا تمام لف تھا مر گیا تو مرزا صاحب نے ہاں ان مرزا صاحب کے جن کا دعویٰ تھا کہ:-

میں نبی ہوں۔ اور بمیوں کے جملہ افعال و اقوال اور خیالات

سب تعریف باری سے ہوتے ہیں (صلیہ ریویو جلد دوم)

یوں فرمایا:-

ایک ستر مر گیا اسی وصال کی شادی تھی آپ نے فرمایا

مجھے خیل: یا قیل خیلہ ذریعہ حقیقت بودی ہوئی تھی وہ

ہی کی طرف اشارہ ہے۔ (اجلہ جلد ۲ مؤرخہ ۱۰)

فرمانی شہداء و امری ۴ جنوری ۱۹۰۲ء)

تقریباً مسل بہا میں کسی مخالف کی گزشتہ ناکام موت کا ذکر تھا۔

مرزا س جگہ مرزا نے عجب ہوشیار ہی سے اسے ماشکی پر لگا دیا ہے خیر یہ تو

بکی ایک معمولی عادت تھی۔ آگے چلے۔ ملک کابل میں مرزا صاحب کے

دوسرے میں عبدالرحمن و مولوی عبداللطیف سنگسار کے گئے تو مرزا صاحب

انہما تذکرۃ الشہداء میں ص ۷۷ حاشیہ پر مؤرخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو لکھا:-

اس سے پہلے ایک صریح وحی الہی مولوی عبداللطیف کی نسبت ہوئی  
تھی یہ وحی البدر ۱۶ جنوری ۱۹۳۳ء کالم درمیں شائع ہو چکی ہے  
جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے  
قُلْ خَشِيتُكُمْ قَدْ يُدْخِلُكُمْ فِيْ سَيِّئَاتِ اٰیْسٰی حَالَتِمْ مِیْنِ اٰیْسٰی اَرَا کِیَا  
اس کی بات کو کسی نے نہ سنا۔ اور اس کا مارا جانا ہمیشہ تک امر  
مقاین لوگوں کو بہت بینناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا  
اثر دلوں پر ہوا ۱۱

برادران! مرزا صاحب کی چلا کیوں اور مغالطوں پر غور کیجئے۔ کہاں ایک  
گول مول بے تکافقرہ بے تعین اور جس میں کسی مخالف کی گزشتہ موت کا حوالہ  
تھا پھر کہاں تاویان کا ایک بے ضرر غریب ماضی جو مرزا کے گھر پانی بھرا کرتا تھا وہ  
کہاں عبداللطیف کا بی مرزائی جو نہ مخالف مرزا تھا اور نہ اس کی موت ملام و ملاو  
تھی بلکہ اگر مرزا صاحب صادق تھے تو اس کی موت اعلیٰ شہادت تھی نہ کہ نامرادی  
کی۔ پھر مرزا یہ کہہ سکتے ہیں۔ عبداللطیف کی موت کا صریح الہام تھا:  
مثال نمبر ۲ | ۱۹۳۳ء کے درمیانی زمانہ میں بوقت تالیف براہین احمدیہ "منہا  
صاحب نے ایک الہام سنایا تھا:-

شَاتَا تَنْتَجَا وَ کُلَّ مَنَ عَلَیْهَا حَنَاب  
دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور زمین پر کوئی نہیں جو مرنے سے  
بچ جائے گا۔ کوئی چار روز پہلے اس دنیا کو چھوڑ گیا کوئی پیچھے  
سے چلا آیا۔ (الہام شہید علامہ براہین احمدیہ)

یہاں تعین و قطعیت عام رنگ کا الہام ہے دنیا میں ہر روز سزاوار  
بکرے ذبح ہوتے ہیں۔ خود مرزا صاحب کو ایک "الہام" ہوا۔ میں  
بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ آپ نے تین بکرے اس کے بعد ذبح کر  
دیے (صفحہ ۱۵۱ البشری جلد ۲)

جو یک معمولی بات ہے مگر چونکہ مرزا صاحب کا مطلب ان جیسے الہاموں کے گھڑنے سے کچھ اور ہی تھا۔ چنانچہ اس الہام پر جب قریباً ۱۱ برس گزر گئے تو منکوحہ آسمانی کی پیشگوئی کے دوران میں آپ کو یہ یاد آیا۔ پھر کیا تھا نہ آؤ ویکھانہ آؤ آپ نے جھٹ سے اس الہام کو آسمانی تحسّر اور زمینی رقیب مرزا احمد بیگ و سلطان محمد پر لگا دیا کہ دو بکریوں سے یہ مراد ہیں جو یقیناً ذبح ہوں گی۔ (صفحہ ۵۵ ضمیمہ انجام آتھم)

چونکہ قدرت کو مرزا کا کذب منظور تھا وہ بھی اچھی طرح ذلت و خواری کے بعد اس لئے بہ سلطان محمد نہ مرا اور یہ الہام جنوں کا توں رہ گیا آخر سوچتے سوچتے ۱۹۰۲ء میں اسے بھی عبد اللطیف و عبد الرحمن کا بلی مقتولوں پر چسپاں کرنے کی سوچی۔ چنانچہ آپ نے بحال ”کشان نبوت“ اس الہام کو ان کی موت پر لگا دیا۔

”خدا تعالیٰ ہر اپن احمدیہ میں“ فرماتا ہے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی یہ پیشگوئی مولوی عبد اللطیف اور ان کے شاگرد عبد الرحمن کے بارے میں ہے جو پورے تینس برس بعد پوری ہوئی۔ (صفحہ تذکرۃ الشہادتین)

ہندو۔ مسلم۔ سکھ اور مسیح بھائیو! کہہ دو غلام احمد کی جے۔  
 ۳۱۔ مئی ۱۹۰۲ء کے اخبار الحکم صفحہ ۹ پر مرزا صاحب کے کئی  
 مثال نمبر [الہام درج ہیں۔ ان میں سے یکم جون ۱۹۰۲ء کا الہام ہے۔

عَفَّتِ السَّيِّئَاتُ مَحَلَّتْهَا ذِمَّتُهَا  
 خطوط و حدانی کے اندر اس کے آگے لکھا ہے متعلقہ طاعون، اسی کی  
 تہذیب مزید ختم ہو گئی۔ مندرجہ ذیل رسالت جلد ۱۰ ص ۵۷ تا ۵۸ میں یوں کی

۱۔ پھر مرزا صاحب کا ایک الہام ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۷ مکاشفات۔ مرزا۔ ۱۲



گئی ہے :-

دوستو! میں نے خدا کی طرف سے اطلاع، اگر یہ وحی شائع  
کرائی تھی غَفَّتَ الدَّيَارُ مَحَلَّتْهَا وَمَقَامُهَا دِيْكُو اَنْجَارِ الْحَكَمِ  
۳۰۔ مئی ۱۹۴۲ء (غلط ہے صحیح ۳۱۔ مئی ہے ناقل) نمبر ۱۸

جلد ۸ کالم ۲ (یہ بھی جھوٹ ہے کالم ۴ میں ہے) قرآن میں بھی  
آتا ہے مگر طاعون اس کثرت سے ہوگی کہ کوئی جگہ پناہ کی نہ دے گی  
میرے الہام : **حَالِ الدِّيَارِ مَحَلَّتْهَا وَمَقَامُهَا** کے ہیں معنی ہیں

معلوم ہوا کہ اس الہام میں طاعون کی پیشگوئی ہے مگر اب مرزا صاحب  
کی استاد دی دیکھو کہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۲ء کو پنجاب میں زلزلہ عظیم آیا تو مرزا صاحب  
نے جھٹ سے الہام کو یہاں لاک عطار کی طرح اس زلزلے پر لگا دیا۔ چنانچہ اشتہار  
"الانذار" مؤرخہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۸ صفحہ ۸  
پر یوں لکھا :-

"دیکھو وہ نشان کیسے پورا ہوا۔ پیشگوئی اس زلزلہ سے پہلے  
شائع کر دی گئی۔ پیشگوئی یہ ہے غَفَّتَ الدِّيَارُ مَحَلَّتْهَا وَمَقَامُهَا  
اسے عزیز داس کے یہی معنی ہیں کہ محلوں اور مقاموں کا نام و  
نشان نہ رہے گا۔ (سبحان اللہ کی عربی دانی ہے لکھے نہ پڑھے نام  
محمد فاضل) طاعون تو صرف صاحب خانہ کو لیتی ہے مگر جس حادثہ  
کی اس وحی میں خبر دی گئی تھی اس کے معنی تو یہی ہیں نہ خانہ کے  
گانہ صاحب خانہ سو خدا کا فرمودہ پورا ہوا"

دیکھا جناب کہ ایک ہی الہام سے طاعون مراد لی اور وہ بھی بصورت حصہ  
اور قرآن کی تائید سے، اور پھر اسی سے زلزلہ بھی :-

مخاطبہ درمخاطبہ [اس الہام کو سناتے وقت تو اسے متعلقہ طاعون لکھا  
کیا اور اس کے بعد اشتہار الوصیت میں بھی

بڑے زور سے یہی کہ لفظ سے طاعون کے بارے میں کہا مگر جب زلزلہ پر لگایا اور لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ پہلے آپ اسے طاعون کے متعلق کہہ چکے ہیں تو جواب دیا کہ :-

اسے طاعون کے متعلق لکھنا ایڈیٹر الحکم کی غلطی ہے اور

اجتہادی غلط انبیاء سے بھی ہو جاتی رہی ہے (صفحہ ضمیمہ نصرة الحق)

کس قدر مغالطہ ہے ایڈیٹر الحکم کی کیا مجال کہ وہ "حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ان کے پاس رہتے ہوئے از خود ان کے ایک گول مول الہام کو متعین کر دے۔ اسے بھی جھوٹ و بھلا اخبار الحکم کے الفاظ پر تو یہ قلم کر دیا۔ مگر باقی کے کانوں بچنے لمحے طویل طویل اشتباہ الوصیت میں بھی ایڈیٹر الحکم نے اسے طاعون کے متعلق لکھا ہے ؟ وہ تو خود مرزا صاحب کا اشتباہ ہے۔ کیسے اس کی کیا تاویل ہے ؟

البشری جلد ۲ صفحہ ۹۹ پر الہام :-

**مثال نمبر ۳۷** [خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی نہیں تھا ۱۶۰]

گو ایک سابقہ مرید کی صحت پر لگایا ہے مگر صفحہ ۲۶ تتمہ حقیقۃ الوحی کہا کہ "مولوی عبد الکریم سیالکوٹی کی موت کے بارے میں یہ الہام تھا"

**مثال نمبر ۴** [ایسا ہی البشری جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ پر الہام درج ہے "میں سال کی عمر اٹالند" اور اخبار الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۷ء میں لکھا کہ یہ

الہام ہر شخص کے متعلق ہے جس کا خط آیا ہے کہ میں نے ۷۷ سال کی عمر میں

میں قسم کے منافع کی بیسیوں مثالیں الہامات مرزا میں موجود ہیں مگر پھر اختصار کی پرکھ کر کے چند ایک دوسری قسم کے مرزا صاحب کے

صادق ہونے کو ملاحظہ فرمائیں :

مثال نمبر ۶ [رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کو فرمایا ہے چونکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد اور مال کا نام چراغ بی بی تھا اس لئے آپ نے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کو یہ چال چلی کہ بعض اکابر صوفیہ کی کتابوں میں تصوف کے کہا کہ آنے والا مسیح صرف بروزی رنگ میں ہے نہ کہ حقیقی۔ چنانچہ ایک شخص نے مرزا جی سے سوال کیا کہ "صرف الفاظ عیسیٰ یا مسیح اگر احادیث میں ہوتا تو مثل کی گنجائش تھی لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے" جواباً مرزا جی نے لکھا :-

"ہم بھی کہتے ہیں مثیل آیا۔ مگر بطور بروز۔ دیکھو آفتاب اس نام کتاب جس میں لکھی ہیں یہ تمام رموز۔ روحانیت مکمل گاہ ہے بر ارباب ریاضت چنانچہ تصوف میں فرماید کہ فاعل افعال شان میگوڑ وایں مرتبہ را صوفیا بروز میگویند و بعضے برآمد کہ روح عیسیٰ در ہمدی بروز کنند و نزول عبارت از یں بروز است مطابق ایں حدیث لا متقدی الا عیسیٰ (ایام الصلح اردو حاشیہ صفحہ ۱۳۵)

اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۸ پر لکھتے ہیں :-  
"کتاب آفتاب الانوار میں جو تصنیف شیخ محمد اکبر صابری ہے۔ جس کو صوفیوں میں بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے یہ وحدت لکھی ہے۔"

تحریر مذکورہ میں مرزا صاحب نے "حضرت شیخ محمد اکرم صابری" کی مفصل و ذی حرمت ہستی کا سکہ بٹھاتے ہوئے اپنی معی گھڑت تاویل (آئینہ بصورت بروز) کی تائید میں ان کی کتاب کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ کتاب آفتاب الانوار میں اس بروز وغیرہ کے عقیدے کو بغایت بودا لکھا ہے۔ چنانچہ عبارت ذیل ملاحظہ

برہ

و بطنے براندر روح عیسیٰ و مہدی بروز کنند و نزول عبارت  
ازیں بروز است مطابق حدیث لا یموت عیسیٰ و ایس  
مقدمہ بغایت ضعیف است (ص ۵۲)  
آگے چل کر صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں :-

یک فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخر الزماں عیسیٰ ابن مریم  
است و ایس روایت بغایت ضعیف است زیرا کہ اکثر اتحاد  
صحیح و متواتر از حضرت رسالت پناہ در دیافتہ کہ مہدی  
از بنی فاطمہ خواہد بود و عیسیٰ بن مریم با و اقتدا کردہ نماز  
خواہد گزارد و جمیع عارفین صاحب تمکین بریں متفق اند!

حضرات! ملاحظہ ہو اس تحریر میں بالفاظ اصرح حضرت شیخ محمد اکرم  
صاحب صلابی جن کے نام پر مرزا صاحب نے عوام کو مغالطہ دیا ہے  
اس قول کو مردود قرار دیتے ہیں اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام  
کے نزول کو احادیث صحیحہ و متواترہ سے مدلل و مبرہن بنا کر جمیع عارفان  
یا تمکین کا متحدہ و متفقہ عقیدہ ظاہر فرماتے ہیں :-

بجائو! یہ ہے دیانت اور ایماندار کی مرزا صاحب مدعی نبوت و رسالت  
کی کہ دھک تو بجاتے ہیں شیخ محمد اکرم صاحب کناہ کی ادا قوال وہ  
جنگ کہتے ہیں جنہیں خود شیخ موصوف مردود کہہ چکے ہیں۔ قطع نظر اس  
منہور مرزا کے شیخ موصوف کی جہالت سے واضح ہے کہ روایت لا  
تبعیہ و تنقیح بنیات ضعیف ہے۔

امجدی دوستو! یہ کچھ تہہ نہنی کے مسدہ بزرگ کی زبان سے ثابت  
ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب مہدی و مسیح کو ایک بتاتے اور روایت لا یموت  
عیسیٰ کو بیخ خبر نے میں جو ہے کہ تم اس اکابر از صوفیا متاخرین

یوہ اندہ کے قول پر ایمان لاتے ہو یا ان کی بزرگی و شہیت کا انکار کر کے مرزا صاحب کی تکذیب پر آمادہ ہو۔

الحجہ ہے پاؤں یا رکاز لاف دراز میں  
لو آپ اپنے دام میں میتا د آگ

**مثال نمبر ۱** مرزا صاحب نے تو بیٹی عبداللہ آتھم عیسائی امرتسری سے پندرہ  
عجا ئبات روحانی معارف، قادیانی علم کلام سے ایک بھنگی بھی متاثر نہیں  
ہوا۔ آخری روز یہ پیشگوئی جڑی کہ میرا حریف ادرہ مقابل پندرہ ماہ میں  
بسزائے موت ہادیہ میں گرے گا۔ ایسا نہ ہوا تو مجھے لعنتی ٹھہرا کر پھانسی کے  
تختے پر لٹکا دینا وغیرہ :-

قدرت کے بھی عجیب کام ہیں کہ وہ سال خود وہ بڑھا جو قبر میں پاؤں  
لٹکائے بیٹھا تھا۔ ان پندرہ ماہ میں شہر موت تو درکنار معمولی معمولی امرات  
زکام وغیرہ سے بھی محفوظ و مامون رہا۔ جس سے قادیانی قصر نبوت میں نہلکہ رنج  
گیا۔ بڑے بڑے مقرب حواری جو آہنی میخوں اور چوبی شبیروں کی مانند اس  
کے مامن و بلجی اور زینت و آرائش تھے، ڈٹکے اٹھے اور کسی ایک مریدان باصفا  
عیسائی ہو گئے۔

تب مرزا صاحب نے یہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" پیش کیا کہ وہ عبداللہ آتھم  
دل میں ڈر گیا۔ ہے۔ چنانچہ میرے بلیم نے مجھے اس کی اطلاع دی ہے۔ اگر آتھم  
انکاری ہو تو حلف مؤکد بعد ازاب میعاد ای ایک۔ مل اٹھاوے۔

مقصود اس سے مرزا جی کا یہ تھا کہ بصورت قسم کھانے عبداللہ آتھم کے  
اول تو پہلی رسوائی دور ہو جائیگی۔ دوئم آئندہ ایک سال کے لئے وہ بہت بڑھ  
جھانگی جس کے دوران میں اگر اتفاقاً مر گیا تو چاندی ہے ورنہ اور حال یہاں گے

۱۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴۔ انوار الاسلام مصنف مرزا صاحب۔

اور کہہ دیں گے رجوع بہت کی شرط الہام میں موجود ہے۔ سو عبد اللہ انھم نے قسم کھانے سے ایندھن و عذابت کر دیا۔ کیونکہ عیسائی مذہب یہ ہیں کہ قسم کھانا ممنوع ہے اور حق تعالیٰ نے قسم کھانے کو کفر قرار دیا ہے۔

فہرہ مطلوب

مغزوہ چڑا تھم اپنے مذہب سے پورا ابراہیم و میر میں نہکتہ شمس و قمر  
وہ جو علم پہلواں میں لب و لہجہ والا تھا۔ اس نے مہر افشاں لہریاں کہ حضرت زبیر  
الحمیریؓ نے انہیں نہنے والا نہیں ہوں۔ کیا آپ کے خونی فرشتوں کو پہلے موقع  
میر نے انہیں لگا رہا۔ ایک سال کی دیانت انکھتے ہو۔ باقی رہا  
آپ کے کہہ مار۔ سو جب میر کے مذہب میں ممنوع بات تو میں۔ یکے

تو یہ مرزا صاحب نے باوجود یہ ماننے کے کہ اقصیٰ اقصیٰ کے نزدیک  
 یہ قسم لیا تھا اور واجب اپنے سر پر لیا اور عاصم علیہ السلام اور متبعین وغیر  
 لوگوں کو یوں مٹا لیا کہ اللہ تعالیٰ کے

اور انہیں ان کے لئے لکھ دیا۔  
 (۱)۔ وہ ایک جگہ ٹھہر کر رہے ہیں کہ ہمارے مذہب میں قسم

کہنا ممنوع ہے۔ " (اشرتہ اہل اہلبائتہ ہزار صلے)

ج۔ سب مجھوٹے بچے ہیں کونسا ممنوع ہے؟ (تربیتی اقترب ص ۹۵)

-2-

مرزا نے دوستوں کو اس تحریر کی بنا پر تم کسی مجلس مناظرہ یا پرائیویٹ  
گھوڑیوں میں جہاد آٹھم کے اس غدار ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے  
نویسٹا، پانڈا، کبیر، اٹھو اور مخاطب علاوہ انجیل کے خود تمہارے مجدد مسیح  
مرزا صاحب نے قادیان کی کتاب کشتی نوح کا صفحہ ۷۲ نکال کر تمہارے روبرو  
پیش کر دے جس میں مرزا صاحب صاف اقرار ہی ہو رہا ہے:-

”قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھاؤ۔“

تو بلاؤ اور ایمانداری سے بلاؤ کہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی؟

**مثال نمبر ۱** [مرزا صاحب: ابتداء ایک مسلم اہل ایمان کی حیثیت میں طلبہ ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے اوپر کے زینہ پر قدم رکھا یعنی اپنی وحی کو انبیاء کرام کی وحی کی مانند قرار دیا۔ تب بقول مرزا صاحب بعض علماء نے اس قسم کی وحی کے نزول سے انکار کیا۔ جس کے جواب میں مرزا جی نے حضرت مجدد سرسندی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر اپنی تائید میں بایں الفاظ پیش کی :-

”امام ربانی اپنے مکتوبات میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات حضرت امدت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور انبیاء کرام کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے (براہین احمدیہ ص ۵۴۶)

حضرت مجدد صاحب کی تحریر کے جن کے الفاظ غیر نبی، محدث کو ہم نے نمایاں کر کے لکھا ہے انگریز، انیس، یاد رکھیں۔ اس کے بعد جب مرزا جی نے کھلم کھلا نبوت کا دعویٰ کیا تو انہی حضرت مجدد صاحب کی اسی تحریر کو یوں لے لیا :-

مجدد سرسندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و دعا طبع الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جو شخص کو مکشرت اس مکالمہ و دعا طبع سے مشرف کیا جائے وہ نبی کہلاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۳۹۰)

تاریخین کرام! لفظ فرایمے اس جگہ مرزا صاحب نے اس مرتبہ

الفاظ میں عوام کو مغالطہ دینے کے لفظ غیر نبی محدث کو اڑا کر نبی کا لفظ لکھ دیا وہ بھی بایں طرز کہ جن الفاظ کو حضرت محمدؐ صاحب کی طرف منسوب کیا ہے ان پر خط غلطی دیا ہے گو یہ اصل الفاظ حضرت مومنونہ کے ہیں۔ معاذ اللہ کتنی مجرمانہ جرات اور بے باکانہ جسارت ہے کہ بے خبر لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے وہ نبوت کا ذکر کو منوانے کے لئے مقبولانِ خدا کی تحریروں میں خیانت کی جاتی ہے اودہ

زہنی ہے نہ پہنچے کا تمہاری ستم کشی کو  
جرم ہے جو چکے ہیں تم سے پہلے قتل گرا لکھو

**مثال نمبر ۹** آنسو فیہ عظام میں ایک بزرگ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "فصوص الحکم" میں ایک چیز کوئی کی ہے کہ:-

یعنی نوزائش میں ایک انثری لڑکا ہوگا جس کے بعد لڑائی  
معاذ اللہ وہ لڑکا لوگ اس وقت بشر نہ سماج کریں گے اگرچہ  
مردنہ عظم کوئی اولاد نہ ہوگی۔ اس لڑکے کے ساتھ ایک لڑکی پیدا  
ہوگی جو اس سے پہلے نکلی گی اور وہ بعد پیدا ہوگا۔ ۲۱ سال  
بچہ کی کے پاؤں لے ساتھ لڑکا ہوگا۔ وہ لڑکا ۱۰ سال  
پیدا ہوگا۔ اس کی بونہ بھی مینی ہوگی وہ لوگوں کو نہ لگا کر نہ  
بچہ کوئی نہ یہ محسوس ہوگا۔

یہ عجیب و غریب جبروت اللہ معلوم ہے کہ وہ مرد و عورت میں پیدا ہوگا  
یہ جبروت اللہ معلوم ہے کہ وہ مرد و عورت میں پیدا ہوگا  
یہ جبروت اللہ معلوم ہے کہ وہ مرد و عورت میں پیدا ہوگا

یہ جبروت اللہ معلوم ہے کہ وہ مرد و عورت میں پیدا ہوگا  
یہ جبروت اللہ معلوم ہے کہ وہ مرد و عورت میں پیدا ہوگا  
یہ جبروت اللہ معلوم ہے کہ وہ مرد و عورت میں پیدا ہوگا



مہم بشرطیکہ کوئی بوجہ نہیں کی زبان آتا ہی نابلد تھا جتنا ایک خاص راس کے ذائقہ سے۔  
اس لئے مرزا صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب حقیقۃ الوحی میں لوگوں کو مخاطب میں  
ڈالنے کو شیخ موصوف کی پیشگوئی میں یوں تحریر کی کہ:-

”شیخ ابن عربی نے لکھا ہے کہ وہ جہنمی الامل سو گیا۔“ (ص ۲۰)

صاحبانِ دیانت غور فرمائیں کہ شیخ موصوفہ تو لکھتے ہیں یوں کہ وہ کہتا ہے  
بِالصَّحِیحِ اس کی ولادت سرزمینِ حیران میں ہوگی وَ لَعَنَ اللَّهُ نَفْسَ بَلْبِہِ اس  
کی بولی اس شہر کی ہوگی۔ مگر مرزا صاحب کس دلیل پر سے ان کی عبارت میں  
تخریف بلکہ مکمل تبدیلی کرتے ہیں کہ میں عربی نے لکھا ہے وہ چینی الاصل  
ہوگا واہ رے تیرے میسائی! مطلب اس تخریف سے مرزا جی کا یہ عقائد اس  
پیش گوئی کو وسعت دی جائے۔ چنانچہ بعد تخریف کے اسکو اپنے خود پر بولی دے

۱۰۔ ہمیشہ گوئی سے مطلب یہ ہے کہ اس خاندانی میں ترک نہ ہو۔

اسوگہ۔ سید رضا دران جو بہشتی شہرت کے لیے غصے مغیہ خاندان

کہلاتے اس بیگونی کا مصداق ہے (محققہ اومحیٰ مایہ شریعت)

اس پر سینہ زور دے کہ یہ عالم ہے کہ سخت ترین مکروہ اور فروعی اثم

میں لکھتے ہیں:-

”کوئی نرا بے حیا نہ ہو تو اسی کے لئے اس سے پیار نہ ہو کہ

انھیں بڑے دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اس نے آنحضرتؐ

کی نبوت کو مانا ہے۔ (ص ۱۷ تذکرۃ الشہداء و میمن)

برطانیہ باریکب میں واعظ کی حیالیں

مثال نمبر ۱] ۲۰ فروری کو بطور پیشگوئی اشتہار دیا کہ ہمارے گھر لڑکا

پیدا ہوگا جو گویا ایسا ہوگا جیسا خدا آسمانوں سے اتر آیا وغیرہ :

اسی جمل سے توڑ کی پیدا ہوئی۔ مگر جس کے دوسرے حمل سے مؤرخ

۱۔ حکمتِ حق کو ایک لڑکا پیدا ہوا جسے مرزا صاحب نے مصلح موعود ظاہر  
کیہ خدا کی قدرت سے کہ وہ لڑکا اپنی عمر کے سولھویں فیئے میں واپس بلایا  
گیا۔ (صاحفائی تقریر پر واقعہ و نوات بشیر سبزا شتہار)  
پھر کیا عقلمانیوں نے مرزا صاحب کو دھڑکڑا اور گربا گرم تحریر کیا ہے  
ان کے سینہ مہماوز کینہ کو خوب جھلایا۔ جو اب مرزا صاحب نے بھی علادہ ایک  
ایک بار دہر دہر سنانے کے یہ جس گل کھلا کر :-

”حضرت موسیٰ نے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں اجتہادی طور  
پر غلطی کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خیال اجتہادی غلطی تھا۔“  
(مذہب سبزا شتہار حاشیہ)

اس سے بھی بڑھ کر آپ نے اپنی نفسانی بادِ سموم سے گلستانِ رسالت  
کو جھلانے کی یوں اپاک کوشش کی کہ :-

بائبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے چار سو  
بنی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلطی  
مگر اس عاجز کی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں (حوالہ مذکور)

اس تحریر پر تیز دیر کو مان کر کون دانا ہے جو سلسلہ انبیاء کرام کو منظر  
حضرت و تحریر دیکھے گا :-

اف قصر نبوت پر کس غضب کا ہم مارا ہے کہ چار سو بنی کی خبر غلط مکی معاذ  
ثم معاذ اللہ مگر کی یہ بیج ہے ؛ نہیں ہرگز نہیں ؛ سو سزاوار نہیں ؛ مرزا  
صاحب نے اس جگہ دجل سے کام لے کر اس مقام کی بنا پر لوگوں کو مغالطہ  
و یہ ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ بنی خدا کے بنی نہ تھے بلکہ کافریت پرست تھے  
جو مرزا صاحب کی طرح اپنے آپ کو بنی کہلاتے تھے چنانچہ ہم یہ عبارت  
بائبل سے آگے چل کر نقل کریں گے (ملاحظہ ہو ص ۳۳)  
مرزائی صاحبان نے اس صریح جھوٹ اور بدیہی مغالطہ کو صحیح بنا

کی حتی الامکان پوری کوشش کی ہے اس لئے ہم ان کی قدر کرنے کو ان کے جہاد  
عذرات آپ کے سامنے پیش کر کے ان کا جواب دیتے ہیں :-

ہم نے اخبار المحدث مؤرخہ ۲۰ ستمبر ۱۳۱۲ھ میں مرزا صاحب  
کے نہایت مغالطہ باز ہونے پر یہ قصہ بطور دلیل پیش کیا تھا جس کے جواب  
میں مولوی المدد قادیانی مبلغ نے قلم اٹھایا چنانچہ انہوں نے جو کچھ کہہ دیا ہے  
قادیانی مجیب کا پہلا عذر ہے کہ :-

”بائبل کے چار سو بنی بائیبلی محاورہ کے مطابق بنی تھے اور  
یہ بات عیسائیوں اور یہود پر حجت ہے (حضرت مرزا صاحب)  
کے بیان کا یہی مقصد ہے۔“ (الفصل ۲۰ نمبر ۱۳۱۲ھ)

اس عبارت کا بظاہر یہی مفہوم ہے کہ مرزا صاحب انہیں خود تو بنی نہیں  
کہتے تھے۔ البتہ بطور حجت۔ مگر وہ کہے یہود و نصاریٰ کا منہ بند کیا گیا ہے۔ حالانکہ  
صریح غلط بیانی ہے مرزا صاحب یقیناً انہیں صادق بنی اللہ ظاہر کرتے تھے  
اسی لئے تو انہوں نے مسخر اشتہار کی عبارت میں اپنی جھوٹی پیشگوئی کی نظیر  
میں ان کی غلط خبر کو پیش کیا ہے وہ بھی یوں کہ ان کے مقابلہ پر اپنے لئے  
”ماجزہ“ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے۔ ”آخرین کرام“ پر ”ورقی الٹا کر  
اس مقام کی عبارت کو دوبارہ ملاحظہ فرمایا میں مرزا صاحب وضاحت کیلئے  
ہم مرزا صاحب کی دو ایک اور تحریریں بھی پیش کرتے ہیں جن سے ہر ایک منصف  
مزاج اور متدین شخص پر بخوبی عیاں ہو جائے گا کہ مرزا صاحب نے ”انسان  
کو مادہ انبیاء کی شکل میں یہود و نصاریٰ نہیں بلکہ مسلمانوں کے سامنے  
پیش کیا ہے ملاحظہ ہو مرزا صاحب راقم ہیں :-

(۱) مولوی محمد الدین صاحب الھندی اور مولوی عبدالحق صاحب غزنوی  
نے مرزا صاحب کو بہتمسک اپنے الزامات کے الحمد و کافر و غیرہ لکھا تو ”  
کے ہوا با میں مرزا صاحب نے کہا :-



ان نبیوں نے دھوکا کھا کر زبانی سمجھ لیا تھا (گویا وہ نبی تو صادق تھے۔ مگر انہیں دھوکا لگا) ص ۶۱۹ ازالہ اوہام و ص ۲۵ طبع ۲

(ب) "جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کا تمام تعلیموں کا انکار ہی ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے۔ یائیل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعہ سے جو ایک سفید چرن کا کرب تھا ایک بادشاہ کی فتح کی پیشگوئی کی آخر وہ بڑی ذلت سے ابرا گیا، الخ (معاذ اللہ عنہ) (الامام)

ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ مرزا صاحب ان چار سو اشخاص کو درحقیقت نبی اللہ جانتے اور مانتے تھے اسی لیے بھی کہ مرزا جی ان کی مثال اہل اسلا کے سامنے پیش کر رہے ہیں نہ کہ یہود و نصاریٰ کے رو برو۔ پس مرزائی نمونوں کا مغالطہ تاہل افسوس ہے۔

ناظرین کرام! چونکہ یہ اعتقاد سخت گندہ ہے کہ یوں کھلے بندہ انبیاء کرام کی ایک کثیر تعداد کو شیطانی چھندے میں پھنسا ہوا تسلیم کیا جائے وہ بھی اس رنگ میں کہ آخری وقت تک وہ اپنی کذب گوئی پر مصر بلکہ حسب بیان یائیل لڑنے مرنے پر نظر آئیں اور یہ لڑائی بھی ایک صادق نبی کے ساتھ ہو جو رو در رو کہہ رہا ہے کہ: "پیشادئی جھوٹی ہے (جب کہ آگے چل کر ہم یہ تمام واقعہ نقل کریں گے) اس لئے مرزائی عجیب اس مقام پر قبضہ الٰہی کعبہ کا زندہ نمونہ بن رہا ہے۔ اگر وہ ان کو نبی تسلیم کرتا ہے تو علم و ادب پر چھری پھیرے

لے یہ بھی مرزا صاحب کا جھوٹ ہے بالخصوص میں صاف مرقوم ہے کہ وہ الہام ایک روح یعنی فرشتہ کی طرف سے بدعا الٰہی تھا تاکہ شاہ انجی اب ذلت کی موت مرنے لکھ میدان میں نکلے ۱۲ منہ۔

کے علاوہ اس کا ضمیر بھی اسے ملامت کرتا ہے اور اگر نبی نہیں مانتا تو مرزا صاحب کی نبوت جو ذریعہ معاش ہے ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہے۔ بیچارہ کرے تو کیا کرے آخر بعد غور و فکر ان لوگوں کی راہ چلتا ہے جن کے حق میں دارو ہے:

”وَمُؤَيَّدُونَ أَنْ يَقْتَضُوا آيَاتِنَا ذُلًّا مُبِينًا“

ایک تیسری صورت نکالتا ہے کہ وہ اشخاص نہ نبی تھے نہ متنبی بلکہ: وہ صرف محدث کے درجے پر تھے۔ ان کی وحی دخل شیطان سے پاک نہ تھی۔ بموجب آیت ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رَجُلًا إِلَّا كَانَتْ آيَاتُهُ فِي سِفَرٍ شَاطِرٍ“ صرف انبیاء کی وحی دخل شیطان سے پاک کی جاتی ہے (مفہوم الفضل ۲۰ نومبر ۱۳۸۷ء)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی عجیب اپنے دل میں سمجھ رہا ہے کہ میرے مضامین پڑھنے والے مرزائی ہی تو ہیں جو ایمان و اسلام کے علاوہ عدل و انصاف سے بھی میرا ہیں۔ اس لئے جو چاہوں لکھوں۔ مرزا صاحب نے سچ فرمایا ہے کہ: ”جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے کون اس کو روکتا ہے“ (حد ۲۱ عجاز احمدی)

مگر جناب ہم تو جھوٹے کو گھرنک پہنچا کر چھوڑیں گے۔ سنیئے صاحب! یہ اشخاص محدث بھی نہیں بنائے جاسکتے کیونکہ مہار سے نبی کے فرمان کے موجب محدث کی وحی بھی دخل شیطان سے پاک ہوتی ہے، ملاحظہ ہو محو ذیل: ”محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ رسولوں اور پیروں کی وحی کی حرمت اسکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منترہ کیا جاتا ہے“ (حجۃ النبوة ص ۱۵ بحوالہ توضیح المرام ولالہ ص ۱۵۵)

اسی طرح ایک اور مقام پر خاص اسی آیت کی رو سے جو مرزائی عجیب نے صرف انبیاء کی وحی کے متعلق لکھی ہے حسب قرأت ابن عباس ”مرزا صاحب نے محدث کو بھی اسی میں داخل کیا ہے ملاحظہ ہو حد ۲۳۔ لہذا مرزائی صاحب

کا ان سوا شخص کو محدثین میں شامل کرنا جھوٹ ہے، فریب ہے۔ بہتان ہے۔  
کیونکہ ان کی وحی غلطی سے پاک نہیں کی گئی۔ جیسا کہ بائبل کے مطالعہ سے مرافق  
تیار ہے۔ اور خود عمارے محافل نے اپنی کتاب تفہیمات ربانیہ میں تسلیم  
کیا ہے :-

”تورات سے ان نبیوں کا جو حال ثابت ہے وہ یہ ہے کہ وہ

انیتراک اپنی بات پر پختہ رہے۔“ (صفحہ ۲۸۸)

پھر لورینے مرزا صاحب کے نزدیک - محدث ارشاد دو ہدایت خلق اللہ  
کے لئے - امور ہوتا ہے - تحت ضرورت اور امام و مسئلہ حقیقت - انبوتہ بخود توضیح امام  
بخلاف اس کے یہ چار سو صاحب امور خدا و بادی خلق اللہ تو کیا - انتہائی گمراہی  
پر کہ بسنے نظر آئے ہیں چنانچہ آپ خود مانتے ہیں کہ وہ اپنی غلط پیشگوئیوں پر یوں  
اڑے بیٹھے تھے کہ جب ان کے روبرو ایک مصدق نبی اللہ - نے ان کی گمراہی  
کوئی عیاں کیا تو :-

”ان میں سے ایک نے میکا یہ نبی کی دستکوتی پر ایک تجر بھی

مار دیا۔“ (صفحہ ۲۸۹ تفہیمات - ربانیہ)

حیرت ہے کہ باوجود اس کافرانہ جرأت و جسارت کے بھی انہیں  
امور اللہ و رت وغیرہ تسلیم کیا جاتا ہے :-

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا

یہ تیرے زمانے میں دستور ٹھکرا

اگے چل کر اور گل کھلایا ہے ہر دو

”بلعم بن باعور کی طرح نا تمام سالک تھے۔“

کہ ”انہی اللہ کہ اہل محدث اور کہ اہل نا تمام سالک جو بقول مرزا آیت  
هَلْ أَمِيتُكُمْ عَلَىٰ مَن نَّزَّلُ الشَّيْطَانُ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ أَفَآلَتْ آيَاتُنَا  
کے تحت داخل ہیں (صفحہ ۱۲ ضرورت الامام)

اس کو چھپ چکا ہے۔ اور ملاحظہ ہو کہ یہی صاحب اپنی کتاب تفہیمات  
ربانیہ میں یہ بھی لکھ گئے کہ:-

”ایسا ہے کہ چار سو بیویوں کی حیثیت محض معمولی کاموں کی حیثیت تھی۔<sup>۳۹۹</sup>  
وہ جسے تیری نہافت: چھپا صاحب اگر یہ محض معمولی کاموں کی حیثیت  
نہیں تھی تو آپ نے بتیئے ان کاموں کی کذب گوئی کو اپنی پشتگوئی پر عبور فقیر  
کیوں نہیں کیا اور ان کے معذرت پر اپنے لئے لفظ ”عاجز“ کیوں لکھا؟ کیا مرزا  
صاحب ان جیسے یا ان سے جس گئے گندہ سے بچتے؟“

میرے پہلو سے کیا بالاستمدر سے پڑا  
مل گئی مرزا تجھے کفران نعمت کی سزا

مولوی صاحب آئیے آپ کے نبی کی تحریر سے تمہیں کاموں کی تقویٰ  
کے ورثہ کراؤں۔ ہوش و حواس کو قائم کر کے اپنے ایمان کے آئینہ میں ان  
کا عکس جمائیے کیوں کہ آخر بقول شما یہ آپ کے مسلمہ مقتدا کے ہم شکل ہیں  
ملاحظہ ہو مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

”اللہ نے جو کاموں اور جنونوں کی تردید کی ہے تو اسی  
واسطے کہ آخر ان کو بھی بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔“ (الحکم غلام جلال)  
معلوم ہو کہ کاہن زمرہ مردودین میں داخل ہیں۔ مولوی صاحب آپ  
نکھڑے۔ ”احمدیہ“ اپنے دعویٰ لینے اشخاص کے جھوٹے نبی ہونے کا ثبوت  
دے۔ ”مجھے تم سے یہیل کے حوالہ سے پہلے پہلے خود آپ ہی کی تحریرات سے ثابت  
ہو گیا کہ جو بڑا کچھ کس سے توادرسئے خود آپ کے تلم سے حق تعالیٰ نے  
منع فرمایا ہے کہ وہ جھوٹے نبی تھے۔“ (لاحظہ ہو آپ لکھتے ہیں:-)

”حضرت (مرزا صاحب) نے بائبل کے چار سو بیویوں والے قصہ  
کو متعدد کتب میں ذکر فرمایا ہے ضرورتاً الامام میں ان کے الہام  
کو شیعیان قرار دیا (ص ۱۷) اور از الہام میں ان کے جھوٹے



ہونے کا ذکر فرمایا ہے (الفصل ۲۰، لومبر ۳۱)

کیا خوب ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں  
لواپ اپنے دام میں صیاد آگیا

قطع نظر ان سیرانچسریوں کے جو مرزائی صاحب نے کی ہیں۔ ابھی یہ سوال باقی ہے کہ انہوں نے جو بلغم بن باغور کو نام تمام سالک لکھ کر زمرہ اذالہ وائیم میں داخل کیا ہے یہ کس بنا پر؟

مولوی صاحب! آپ کے پاس اس کا کئی ثبوت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ آپ کے نبی نے اسے ہلاک شدہ لکھا ہے (صلا ضرورۃ الامام) اس لئے آپ نے بھی ان کی اندامی تقلید میں ٹھوکر کھائی ہے۔ اے جناب غلط قصہ جات کی بنا پر کسی لمحہ ملہ کو اخوان شیفین میں داخل کرنا۔ علم و دیانت عقل و اخلاق کے منافی ہے۔ لا تقوا اللہ

ناظرین! مرزا محمد نے جو بھٹے اٹھائے ہیں ان کے بعد اب ہم بائبل سے ثابت کرنے میں رو بہ پرمندہ شخص کا ترجمہ سنیں۔ حقہ جو لہر دو تہہ۔

اسلام میں اس بات پر ۲۵ سے ۲۶ سلاطین تک (تلازم)

اور شاہ یہوداہ کی سلطنت کے اٹھیسویں سال اخی اب

نبی اسرائیل کا بادشاہ ہوا (اس نے) خداوند کے حضور بد کیا

بلا کیس۔ اس نے یہ سمجھ کر کہ یربعام کے گناہوں کی راہ چلنا چاہی

(تھیر) بات ہے۔ صیدانیوں کے بادشاہ استقبل کی بیٹی ایزبل

سے بیاہ کیا اور جاکے بعل (بت) کو پوجا ۱۶ اور بعل کے گھر جو

اس نے بنایا تھا بعل کے لئے ایک مذبح تیار کیا ۱۷ اور ایک گنا

بارغ لگایا (ناظرین! کھنے بارغ کو خوب یاد رکھیں) ۱۸ اس سے

آگے جناب ایلیاہ نبی اللہ اور شاہ اخی اب کا مکالمہ درج

ہے ایلیاہ کا قتل کی پیشگوئی کر کے چلا جا کر قوم ہے اور ایسا ہوا کہ بہت دنوں کے بعد خداوند کا کلام ایلیاہ پر نازل ہوا کہ جا اور اپنے تئیں انجی اب کو دکھا میں زمین پر برساؤں گا ۱۸ سو ایلیاہ روانہ ہوا ۱۹ اس وقت انجی اب نے عبدیہ کو جو اس گھر کا دیوان تھا طلب کیا ۲۰ اور عبدیہ خداوند سے بہت ڈرتا تھا کیونکہ جس وقت (انجی اب کی) کافریہ بیوی (ایزبل نے خداوند کے (صادق) بیوں کو قتل کیا تو عبدیہ نے سو بیوں کو چھپا دیا اور انہیں روٹی پانی سے پلا ۲۱ اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ انجی اب اور اس کی بیوی کے سامنے جتنے صادق نبی تھے وہ سب کے سب قتل کئے گئے بجز ایک سو کے جن کو عبدیہ نے چھپا دیا ہے۔ (ناقل) اور ایسا ہوا کہ جب (ایلیاہ) انجی اب کے سامنے آیا تو اس نے ایلیاہ کو کہا کیا تو ہی اسرائیل کا ایذا دینے والا ہے ۲۲ وہ (ایلیاہ) بولا نہیں بلکہ تو اذیت دے باپ کا گھرانا ہے کہ تم نے خداوند کے حکموں کو ترک اور بدعتیں پیروی کیں ۲۳ اب تو لوگ بھیج اور سارے اسرائیل کو اور بعل کے سارے چار سو بیوں کو اور گھنے باغوں کے چار سو بیوں کو جو ایزبل کے دسترخوان پر کھاتے ہیں کوہ کرمل پر میرے پاس اکٹھا کر ۲۴ (تحریر) صاف منظر ہے کہ بعل کے ۵۰۰ بی اور گھنے باغوں کے چار سو بی جملہ ۸۵۰ کافر ہی تھے کیونکہ ایزبل صلاتوں کی دشمن اور قاتلہ تھی اور بد بخت اس کے دسترخوان کی مکھیاں تھیں۔ (ناقل) چنانچہ انجی اب نے سارے بنی اسرائیل کو طلب کیا اور بیوں کو کوہ کرمل پر اکٹھا کیا ۲۵ اور ایلیاہ نے بیوں کے درمیان آکر کہا کہ تم کب تک دو فکروں میں گھرے ہو گے۔ اگر خداوند خدا ہے تو اس کے پیرو ہو۔

اگر ایل۔ ہے تو اس کے پیرو ہو۔ مگر لوگوں نے اس کے جواب میں  
 ایک بات نہ کہی ۱۴ تب ایلیاہ نے کہا کہ خداوند کے بیوں میں سے  
 میں، ہاں میں ہی اکیلے باقی ہوں یہ بیان کھلے طور پر شاہد  
 ہے کہ اس وقت سوائے ایلیاہ جملہ ۸۵۰ بنی خدا کے بنی بنے  
 ناقص) پر بعل کے بنی کھلانے والے چار سو بچاں ہیں  
 ۱۵ سو وہ ہم کو دو بیل دیں اور اپنے لئے لان میں سے ایک  
 پسند کر لیں اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کریں اور لکڑیوں  
 پر دھریں اور آگ نہ دیں اور میں دوسرا بیل لوں گا اور سے  
 لکڑیوں پر دھروں گا اور آگ نہ دوں گا ۱۶ تب تم اپنے  
 خداؤں کا نام لو اور میں یہوداہ کا نام لوں گا۔ (ان الفاظ سے  
 ثابت ہے کہ جناب ایلیاہ کے مقابلہ پر بعل کے چار سو بچاں  
 بنی گئے تھے دوسرے ۵۰۰ بنی جو اس کا فرہ ایزہل کے دست نگرانہ  
 اسکے ابو بنی نعت کے چوبے تھے وہ مقابلہ پر نہیں لائے گئے اس کے  
 آگے مذکور ہے کہ ۵۰۰ اسی میں بعل کے بنی بوجہ نہ دکھ سکے مجز  
 کے بذلت و خواہی جناب ایلیاہ کے ہاتھوں قتل کئے گئے آگے لانا جس  
 پھر اخی اب نے سب کچھ ایزہل سے اگر کہہ کہ ایلیاہ نے یوں یوں کہا  
 اور کیونکر اس نے (بعل کے) سارے بیوں کے تیغ کیا؟ اسوا بیل  
 نے ناصدک معزنت ایلیاہ کو کہ لا بھیجا اگر میں کل کے دن اسی وقت  
 تجھے بھی ان میں کا ایک (یعنی مقتول) نہ کر دوں تو معبود مجھے ایلیاہ  
 کریں ۱۷ یہ سن کر ایلیاہ و ہاں سے جان بچا کر بھاگ گیا (اور) ایک  
 غار میں گیا اور وہیں رہا اور دیکھو کہ خداوند کا کلام اس پر  
 نازل ہوا اور اس نے کہا اے ایلیاہ تو کیا کرتا ہے؟ وہ  
 بولا خداوند بنی اسرائیل نے تیرے بیوں کو تلوار سے قتل کیا

درمیں ہاں میں ہی ایک جتنا بچا سو وہ میری جان کے خواہاں ہیں  
 کر اسے لیں اور اس کے آگے بنی اسرائیل کے بادشاہ اخئی اب کی  
 لمبی کہ فی سے۔ اس ضمن میں جناب ایلیاہ کی پیشگوئی ہے کہ اخئی اب  
 یوں مرتجا وغیرہ آگے باب ۲۲ سے ملاحظہ ہو بعد اس کے  
 تین برس تک اسرائیل اور ارم کے درمیان لڑائی نہ ہوئی  
 اور تیسرے سال ایسا سو کہ یہوداہ کا بادشاہ یوسفشاہ  
 اسرائیل کے یہاں آ رہا تھا تب شاہ اسرائیل نے اپنے  
 ملازموں سے کہ تم جانتے سو کہ ملات جلعاد سے آ رہے کیا تم  
 چکے رہیں اور شاہ ارم کے ہاتھ سے پھر نہ لے لیں؟ ۲۲ یہوفا  
 نے شاہ سے کہ، آج دن خداوند کی مرضی الام سے دیا آت  
 کیجئے ۲۲ تب شاہ اسرائیل نے اس روز نبیوں کو جو قریب چار  
 سو کے تھے اکٹھا کیا (ناظرین!) یہ چاہا۔ سو نبی شاہ اسرائیل  
 کے خوشامدی وہی پرانے اپنی جھنڈے باغ دے بت پرست ایزیل  
 کے صاحب اس کے خزانہ طعام کی ہڈیاں چھوڑنے والے انسان  
 نما حیوان میں داخل، اور ان سے پوچھا میں رات جلعاد پر برتر  
 جو ہوں یا اس سے باز۔ ہوں؟ وہ بولے چہ صوبہ خداوند اسے  
 بادشاہ کے قبضے میں کر دیکھا ۲۲ پھر یہوفا سلفط بولا کہ ان دنوں  
 میں خدا کے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں تب  
 شاہ اسرائیل نے یہوفا سے کہا کہ ایک شخص اللہ کا بیٹا میکاہ  
 تو ہے۔ یہ نبی آوان سربازیوں سے ہے جن کو قتل سونے سے بچا کر عبدان  
 چھوڑ دیتا۔ یا پھر جناب ایلیاہ کے چل جانے کے بعد خلعت نبوت  
 نے تنہا لیا (میکاہ) اس (میکاہ) سے ہم خداوند کی مشورہ  
 پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں۔

کیونکہ وہ میرے حق میں بدی کی پیش خبری کرتا ہے۔ تب یہ ہو سفت بولا  
 بادشاہ ایسا نہ فرمائیے ۲۲ تب شاہ اسرائیل نے ایک خواجہ سرا کو  
 حکم کیا کہ اہلہ کے بیٹے میکایاہ کو لا ۲۲ سو وہ شاہ پاس آیا ۲۲ پھر  
 اس نے کہا کہ اس لئے کہ تم خداوند کے سخن کو سنو۔ میں نے خداوند  
 کو کرسی پر بیٹھ دیکھا اور آسمانی لشکر اس پاس اس کے داہنے  
 اور اس کے بائیں ہاتھ کھڑا تھا ۲۱ خداوند نے فرمایا کہ اخی اب  
 کو کون ترغیب دے گا کہ وہ چڑھ جائے اور رومات جلعاد کے  
 سامنے کھیت آئے تب ایک اس طرح سے بولا اور ایک اس  
 طرح سے ۲۲ ایک روح اس وقت نکل کے خداوند کے سامنے  
 آکھڑی ہوئی اور بولی کہ میں اسے ترغیب دوں گی ۲۲ پھر خداوند  
 نے فرمایا کہ کس طرح سے وہ بولی میں روانہ ہوں گی اور جھوٹی روح  
 بن کے اس کے سارے نبیوں کے منہ میں پڑوں گی وہ  
 بولا تو اسے ترغیب دے گی۔ وہ غالب بھی ہوگی۔ روانہ ہوا اور ایسا  
 کر ۲۲ وہ بیان کر کے جناب میکایاہ نے فرمایا اسو دیکھ خداوند نے  
 تیرے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی ہے اور مجھے  
 خداوند ہی نے تیری بابت بری خبر دی ہے ۲۲ الخ

معزز قارئین کرام! بائبل کی اس تمام عبارت سے ظاہر باہر ثابت و عیاں  
 ہے کہ وہ چار سو اشخاص جن کو مرنا قادیانی نے خدا کے نبی قرار دیکر لوگوں کو  
 دھوکہ دیا ہے۔ جھوٹے کافریت پرست۔ حقہ۔ خاص کر آخری سطور میں اس  
 آسمانی روح یعنی فرشتے کا بیان جس نے ان نبیوں کو فتح کی خبر دی اور جناب  
 میکایاہ کے یہ الفاظ:-

”میں جھوٹی روح بن کے اس کے نبیوں کے منہ پڑوں گی“  
 ”خداوند نے تیرے ان نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی“

۱۔ اور بھی دنیا حیات کر رہے ہیں کہ وہ نبی خدا کے رسول نہ تھے بلکہ شاہ  
انجیل کے نبی تھے وہ خدا کا مطلوب اس پر مزید بحث عشاء  
موسیٰ ص ۱۲۹۔

# مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر نویں دلیل

## توہین انبیاء کرام

مرزا صاحب نے جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی۔ خاص  
کر حضرت مسیح علیہ السلام کو تو کھلے الفاظ میں گالیاں دی ہیں۔ مسیح علیہ  
السلام کو کھلی کھلی گالیاں دینے کا سبب یہ تھا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح  
ہونے کا تھا اور حضرت مسیح انکے دعویٰ میں روک تھے۔ اس لئے حسب  
تاکید ذیل ضروری تھا کہ حضرت مسیح کی توہین کرتے۔

”جابلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کی  
پڑی جتنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں“  
(مختصر ملاحظہ ص ۵۸ ست بچن مصنفہ مرزا)  
مگر یاد رکھو:-

وہ شخص بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بد ذات ہے جو خدا  
کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ (البلاغ  
المبین ص ۱۹ مرزا کا آخری لکچر لاہور)  
”اسلام میں کسی نبی کی بھی تحقیر کرنا کفر ہے اور سب پر ایمان  
لانافرض ہے۔“ (ص ۱۱ چشمہ معرفت)

## مرزا صاحب کی گالیاں بحق مسیح علیہ السلام

- ۱- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا  
بذریعہ بانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو دوا الحرام  
نما کہہ دیا۔ اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت  
گالیاں دیں۔ (چشمہ مسیحی ص ۹)
- ۲- انجیل میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے یسوع کو نیک کہا (مقرس  
باب آیت ۱۸) تو جواب دیا تو مجھے کیوں نہیں کہتا  
ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔  
مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ نیک نہ کہلانے والا حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام تھا:-  
”حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ  
چاہا کہ کوئی ان کو نیک کہے“ (چشمہ مسیحی)  
مگر جب مرزا صاحب پر غیظ و غضب کا زور ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام  
کی توہین کا بھوت سوار ہوا تو آپ نے لکھا:-  
”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکتا اور جانتے  
تھے یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن“  
(حاشیہ سہ ماہی، ص ۱۷۱)
- ۳- اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی طرزہ منسوب کیا گیا ہے کہ  
آپ نے ایک بدکار عورت سے عطر ملوایا (بروایت مرزا)  
مرزا صاحب مانتے ہیں کہ عطر ملوانے والا یسوع درجہ حق حضرت مسیح  
علیہ السلام تھا اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس فعل پر اعتراض کرنے والا شیطان  
طہنت، بد خصلت انسان ہے۔ چپا کہ ہم باب کذبات مرزا صاحب پا کر

ہک ہذا پر آئینہ کمالات ص ۵۹ ط ۱۰ کے حوالہ سے لکھ آئے ہیں۔ مگر جب مرزا صاحب کو حضرت مسیح مکی تو پہن مطلوب ہوئی تو اسی فعل پر یوں اعتراض کیا کہ :-

”آپ کا کبجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان نوجوان کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ رکھ دے۔ اکا۔ ہی کی کہانی کا پلید عطر اس کے سر پر نہ لٹے سمجھنے والے سمجھ نہیں کہ ایسا انسان کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ (منہجہ انجام آقلم ص ۸۱ حاشیہ)

۴۔ مرزا صاحب باوجود یہ ماننے کے کہ ”شراب ام الخبائث ہے“ (ص ۲۵ نصرۃ الحق) پھر بھی نہ کہتے ہیں کہ :-

(۱) ”عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے۔ پیرانی عادت کی وجہ سے مگر قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔“ (ص ۲۵ کشتی نوح حاشیہ)

(ب) ”میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔“ (ص ۱۲۲ ریویو جلد ۱۹۷۲)

(ج) ”کسی نے مرزا صاحب کو مرض ذیابیطس کے علاج کے لئے افیون کھانے کا مشورہ دیا تو مرزا نے کہا :-

”میں جڑتا ہوں کہ لوگ مٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا دوسرا افیونی“ (سیم دعوت ص ۶)

مرزائی غلط ہے۔

الجواب: کو انجیل کے حوالہ سے ہی کہا ہو۔ مگر خود ان کا اپنا مذہب



بھی اس بارے میں یہی ہے۔ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے :-  
 ۵۔ مرزا صاحب یہ مانتے ہوئے کہ انبیاء کا خاندان ہمیشہ پاک ہوتا ہے  
 (اعجاز احمدی ص ۷۷) پھر بھی حضرت مسیح السلام پر بدیں و بدبہ و دہنی  
 زبان طعن کھولتے ہیں :-

(۱) "اُپ (یسوع) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تبین  
 دادیاں اور زانیاں آپ کی زنا کار اور کیسی عورتیں تھیں جن  
 کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا" (ضمیمہ انجام حاشیہ ص ۷۷)  
 اعتراض [یہ سب اعتراضات اناجیل کے بیانات کی بنا پر ہیں اور یہاں  
 یسوع کا ذکر ہے نہ کہ مسیح کا :-]

الجواب [۱] جن نبیوں کا اس وجود غفیری کے ساتھ آسمان پر  
 جانا تصور کیا گیا ہے وہ دونی ہیں ایک یوحنا جس کا  
 نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ  
 اور یسوع بھی کہتے ہیں" (توضیح مرام ص ۷۷)

(۲) "ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں ایک بندہ عاجز و  
 بنی مانتا ہوں" (ریویو ماہ ستمبر ۱۸۷۲ء ص ۱۷۱ قول مرزا)

(۳) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام یسوع اور جیزس یا یوز آسف نے انا  
 سے بڑے مشہور ہیں" (راز حقیقت ص ۱۹)

(۴) "یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام  
 جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول  
 اللہ کی شریعت کی پیروی کو کے خدا کا مقرب بنا"

(چشمہ مسیح ص ۷۷ کا حاشیہ)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یسوع مسیح اور عیسیٰ ایک  
 ہی ہستی کا نام ہے :-

علاوہ ازیں مرزا صاحب مانتے ہیں کہ جس یسوع کی دادیوں انیوں پر اعتراض ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہیں کہ اعتراض واقعی ذہنی ہے۔ ایسا ذہنی کہ مجھ کو بھی اس کا جواب نہیں آتا چنانچہ عیسائیوں کے جواب میں لکھتے ہیں :-

”ہاں مسیح کی دادیوں اور انیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہو گا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں نانیاں اس کمال کی ہیں“ (نور القرآن ص ۱۲)

(۶) مرزا صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا مقابلہ کرتے ہوئے ہاں یسوع کا نام لے کر کہیں بلکہ ”حضرت مسیح“ (علیہ السلام) کا نام لے کر مقابلہ کرتے ہوئے لکھا کہ :-

”مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو۔ شرابی۔ زرا بد نہ عابد نہ حق پرستار۔ نہ کبتر۔ خود دین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا“ (ص ۱۲)

تامہ المکتوبات ائمہ جلد ۳

(۷) جناب یسوع علیہ السلام کے معجزات پر بھی یہود نے اعتراضات کئے ہیں مرزا صاحب اقرار کرتے ہیں کہ یسوع درحقیقت حضرت عیسیٰؑ ہیں چنانچہ لکھتے ہیں :-

”عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے۔ اگر ان کا خدا ہے تو وہی ہے جو تخت سوئی مرگیا اور سری نگر محمد خان یار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ گواہی کے معجزات ہیں تو دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں بلکہ عیسیٰؑ نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں جو موجب بین یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہو سکتا۔ فریبہ و مکر تھا۔ کیونکہ بادشاہت حضرت عیسیٰؑ کو پیشگوئی کے

موافق مل گئی۔ (مخلص چشمہ مسیحی ص ۷)

اس بیان سے ظاہر ہے کہ عیسائی جسے خدا سمجھتے ہیں کے معجزات یہود فریب اور کفر کے الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ سے بہت خوب۔ ناظرین اسے ملحوظ رکھ کر یہودی فانی کا بیان سنیں:-

آپ (یہود) کے باغذ میں سوا کد فریب کے کچھ نہیں تھا۔  
(ضمیمہ انجام تاشیہ ص ۷)

(۸) انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بعض پیشگوئیاں منسوب کی گئی ہیں۔ جو بظاہر الفاظ صحیح نہیں نکلیں۔ ہمارے نزدیک تو اناجیل غیر معتبر ہیں اور مرزا صاحب بھی یہی مانتے ہیں۔ مگر چونکہ خود مرزا صاحب کی اکثر پیشگوئیاں جھوٹی نکلی ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی کالک و صونے کی بجائے حضرات انبیاء کرام کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کی ناپاک کوشش کی اور یہودنا مسعود کی کتب کی بنا پر عیسائیوں کے سامنے یہ نہیں خود اہل اسلام کے مقابل پر بھی انجیلی غلط پیشگوئیاں اور پیش کیا چنانچہ لکھا ہے:-

(۹) جو اس فانی یہودی نے حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں۔ بلکہ وہ ایسے اعتراض ہیں کہ ان کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔ اگر مولوی شاد اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی دوسری صاحبوں سے ان اعتراضات کا جواب دے سکے تو ہم ایک سو روپیہ نقد بطور انعام کے اس کے حوالے کریں گے۔ خدا کہہ کر پیشگوئیوں کا یہ حال ہے اس سے تو ہمیں بھی تعجب ہے ایسی پیشگوئیوں پر تو فخر بھی جاری نہیں ہو

لے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ یہ چاروں انجیلیں ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔

(ص ۷۵ تریاق ص ۱۵۵ تریاق ۲۵)

سکتا انبیاء کی جائے اودہ منسوخ ہو گئے ہوں اور دوسری  
پیشگوئیاں جیسا کہ آئینہ کی پیشگوئی یا امدیہ ایک لکے والی  
کوئی نہ رہی۔ ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کی قرآن اور تورات  
کی مدد سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے اور ان کا التوا ان کے لذب  
کو مستلزم نہیں (اعجاز احمدی ص ۱۸)

(ب) یہود تو سخت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں ان کی پیشگوئیوں  
کے بارے میں بے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ یہ بھی ان کا  
جواب دیتے ہیں کہ میں بغیر اس کے کہ انہیں ضرور عیسیٰ ہی ہے  
بلکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے (اعجاز احمدی ص ۱۸)  
جی ہائے کس کہ آگے یہ باتم نے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر چھوٹی نکلیں  
(اعجاز احمدی ص ۱۸)

برادران! دیکھئے کس یقینی انداز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں  
کو جھوٹا قرار دیا ہے حالانکہ یہ مرزا صاحب انہی مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھ  
آئے ہیں کہ:-

قرآن شریف میں ہے بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں بھی  
ہے کہ مسیح موعود کے وقت ملائکہ نازل ہوں گے (یہ جھوٹ ہے  
ماتل بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی  
ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں) (مکنتی نوح ص ۱۸)  
(۹) مرزا نے جو اہل کتاب کی صفات موعودہ میں سے ہے صحیح  
ہونا کوئی اچھی صفت نہیں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت  
مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے  
نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے بھی اور کامل حسن معاشر

کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے الخ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۰) خدا کے نبی تو حیدر سکھانے آتے ہیں۔ اب اگر نادان لوگ انہیں خدا بنا لیں تو اس میں انبیاء کا کوئی قصور نہیں۔ اس بنا پر نبیوں کو مورد طعن بنانے والا بددیانت انسان کہلائے گا مگر افسوس کہ مرزا صاحب اس خصوص میں بھی پیش پیش میں چنانچہ لکھتے ہیں :-

”ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آکر وہ کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہشمند ہیں۔“ (اجلہ بد مذہبہ ص ۹۰)

معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ کیسا مرتجح تو ہیں آمیز بہتان ہے۔ ناظرین : یہ اقوال صرف بطور نمونہ سمجھیں۔ ورنہ اس قسم کے بیسیوں حوالے ہیں جن میں مرزا جی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ مرزائی غدر : یہ تحریکات جوابی طور پر لکھی گئی ہیں۔

الجواب :-  
”مسلمانوں سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کالی دے۔“ (حجۃ ضمیمہ حریاق ص ۲۲۲ تریاق ص ۲۱۱)

مرزائی غدر : مرزا صاحب نے یسوع کو برا کہا ہے نہ کہ مسیح علیہ السلام کو۔

الجواب : مسیح درنوں ایک ہی ہیں پھر لطف یہ کہ مرزا صاحب کی اکثر تحریریں ہم نقل کر آئے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے ہیں :-

ما سوا اس کے اگر مان بھی لیا جائے کہ بعض جگہ اپنی کتب میں مرزا صاحب نے عیسائیوں کے کسی فرضی سیون کو برا بھلا کہا ہے۔ تو یہ بھی خود مرزا صاحب کے نزدیک ایک گندہ طریقہ ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

لا، اس کتاب (براہین احمدیہ) میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقے کی کسر شان لازم آوے خود مگر ایسے الفاظ کو مر احتیاطاً نہ اختیار کرنا خبیث عظیم سمجھتے ہیں اور مرکب ایسے امر کو پرلے دیجے گا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔

(صلوات) مختلف فرقوں کے بزرگ باریوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پارسے درجے کی خباثت اور شرارت ہے  
(براہین احمدیہ)

(ج) مولوی اللہ تاجا لندھری احمدی اپنی کتاب "تقییمات ربانیہ" ص ۱ پر لکھتا ہے :-

"میں دنیا کے شرفاء کے سامنے اس ذہنیت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ایک شخص لاکھوں انسانوں کے پیشوا جان و مال اور عزت سے بدرجہا محبوب پیشوا پر حملہ کرتا ہے اور نادانوں اور ساقیانہ الفاظ استعمال کرتا ہے وہ کموں بندگانِ خدا کے دلوں کو دکھ دیتا ہے۔ اور پھر اس کو نعمتِ دین سمجھتا ہے کیا سچ اسلام کا یہی منشا ہے؟ کیا باقی اسلام کا یہی اصول ہے؟ اور پھر کیا اسی طریق سے اصلاح جو سکتی ہے؟" (تقییمات ربانیہ ص ۱)

## فہمیمہ توہین مسیح علیہ السلام

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ یہودیوں  
وہاں و کذاب پیدا نہ ہوں یہی کھٹھہ یزَعُودُ اِثْنَا بِنِیْ اِلٰہِ وَاَنَا حَاتِثُ  
اِثْنِیْنِ لَا بِنِیْ بَعْدِی ہر ایک ان میں سے دعویٰ نبوت کا کرے گا حالانکہ  
میں ختم کرنے والا ہوں گا ہوں (ازالہ اوہام ص ۶۱) میرے بعد کوئی نبی  
پیدا نہ ہوگا۔ حدیث بان کو ملحوظ رکھ کر مزہ صاحب کے حالات پر نظر ڈالیں تو  
صاف معلوم ہوگا کہ یہ یقیناً قیس میں کے ایک ہیں :

مرزا جی نے جب تک دعویٰ مسیحیت و نبوت نہ کیا تھا تب تک وہ  
مسلمانوں کی طرح عقائد رکھتے تھے اور معجزات انبیاء کے قائل تھے جنہوں  
انہوں نے دعویٰ رسالت کی۔ حدیث نے اپنی صداقت کا جلوہ دکھایا کہ  
مرزا جی عقائد کے حصار سے نکل کر وہاں تک برس کی ٹول کی طرف مسرت  
شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ ان سے بھی دس قدم آگے بڑھ  
گئے :

انبیاء کرام کے معجزات کو جادو۔ شعبدہ۔ کمر و فریپ وغیرہ  
کہنا کفار کی سنت مستمرہ ہے۔ حضرت مرسل علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے آیات و بینات لے کر آئے تو کفار نے کہا ہذا سحر  
صینیع (المنزل ۷) یہ تو کھلا جادو ہے ایسا ہی :

”صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ جاندو و کھڑے  
ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا جادو ہے۔“

(سمرقند ٹیم امریکہ مسند مرزا صاحب ص ۶۲/۵۹)

اسی طرح یہود نے نامسعود نے۔

حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی معجزات دیکھے مگر ان سے

کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ نصرۃ الحق مصنفہ مرزا صاحبہ (۲)  
بلکہ میں تک عداوت و ظلم پر اتر آئے کہ مسیح سے :-  
کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور مکر تھا۔

(چشمہ مسیح مصنفہ مرزا صاحبہ)  
مخلاف اس کے مومن باللہ انسان کبھی اس قسم کی ظالمانہ جرأت دگستا  
کے نہ کب نہیں ہوئے اور چشمہ اس قسم کے اقوال و گریہ و شبہات باطلہ  
و اسیہ سے محفوظ رہے۔ چنانچہ مرزا صاحبہ - فہم ہیں -

جب لوگوں نے منتقون معجزات و مشاہدہ کیا ان کے لئے  
وہ نسل تمام کا موجب نہیں تھیں کیونکہ بہت سے ایسے  
عجاہات بھی ہیں کہ اباب شعبہ، بازی دکھلاتے پھرتے  
ہیں، وہ مگر اور ہیں مگر اب مخلاف بداندیش پر کیونکہ ثابت  
کر کے دکھا دیں کہ انبیاء سے جو عجائبات ظاہر ہوئے ہیں یہ  
اس قسم کی دست بازیوں سے منترہ ہیں۔ یہ مشکلات ممکن سے  
انہی باتوں میں پیدا ہوئی ہوں مثلاً جب ہم پوتنا کی انجیل،  
دیکھتے ہیں تو اس میں لکھا ہوا پاتے ہیں، درجہ حکیم ہیں باب  
تھانہ کے پاس ایک حوض ہے اس کے پانچ اسارے ہیں ان  
میں نہ مومن حکیموں کی ایک بھیڑ پانی کے لینے کی منتظر ہیں  
پانی نہ۔ بعد جو کوئی پہلے اس میں اتر آئیس ہی بیماری  
لکھتے ہو اس کے چنگا ہو جاتا رہا ایک شخص تھا جو کہ انتہیس  
برس سے بیمار تھا یسوز۔ نہ جب اسے پڑے ہوئے دیکھا  
تو نہ کیا تو چاہتا ہے کہ چنگا ہو جائے۔ بیمار نے کہا کہ اے  
خداوند یہ ہے پاس آدمی نہیں کہ جب پانی لے تو مجھے اس میں  
ڈال دے۔ یہ بیان انجیل سے نقل کر کے مرزا صاحب



لکھتے ہیں:- ناقل) اب ظاہر ہے کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کی نبوت کا منکر ہے اور ان کے معجزات کا انکار می ہے جب (انجیل) یوحنا کی یہ عبارت پڑھے گا تو خواہ مخواہ اس کے دل میں ایک نوی خیال پیدا ہوگا کہ حضرت کا مدح اس حوض کے پانی میں کچھ تصرف کر کے ایسے خوارق دکھلائے ہوں گے۔ یہ بات قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ سے اندھوں کو نظر آوے وغیرہ کو شفا حاصل ہوئی تو بالیقین یہ نسخہ حضرت مسیح نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا۔ بالخصوص جبکہ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیحؑ (انجیل میں) یسوع لکھا ہے) اسی حوض پر اکثر جایا بھی کرتے تھے غرض اس بات کے ثبوت میں بہت سی مشکلات پڑتی ہیں کہ یہودیوں کی رائے کے موافق مسیحؑ متجاوز شعبہ باز نہیں اور سچے معجزات ہی دکھائے ہیں اگرچہ قرآن شریف پر ایمان لانے کے بعد من و سادس سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر جو شخص قرآن شریف پر ایمان نہیں لایا اور یہودی یا ہندو یا عیدائی ہے وہ کیونکر ایسے دس ادس سے نجات پاسکتا ہے۔

(براہین احمدیہ مرزا ص ۳۲ تا ص ۳۹)

تحریر بالا مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ صاف واضح ہے کہ انجیل کا جسے یہود و مکا و شعبہ باز کہتے تھے دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اور ان کے معجزات کا انکار کرنے والا ان کے معجزات کو حوض کی تاثیر بتانے والا قرآن شریف کا منکر۔ معجزات بلکہ نبوت مسیحؑ کا کافر بے ایمان ہے، بہت خوب! آئیے اب مرزا صاحب کی تحریرات پڑھیں کہ ان میں معجزات مسیحؑ کو کس نظر سے دیکھا ہے یہ تحریر مرزا صاحب کی اس وقت کی ہے جب انہوں نے دعویٰ رسالت کا ذیہ نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے جب دعویٰ

کیا۔ اور لوگوں نے ان سے قیل میسج ہونے کے ثبوت میں معجزات عیسویہ کی مثال مانگی۔ تو مرزا صاحب نے وہی جواب دیا جو کفار مشرکین نبوت کی سنت ہے۔ چنانچہ کہیں تو عیسوی معجزات کو ناپیز محض اسی تالاب کی وجہ سے مشکوک قرار دیا (فرقہ دوہام ص ۱۷) اور کہیں مسٹر سٹرنز، ٹیلر، ٹرب، فطرتی طاقت خداوندیہ، ٹگر، سٹکس، کی کہیں اس عقائد کو بکھڑا کر لیا، لفرٹ سمجھتا ہوں اور کہیں ٹھونے ساز بخاروں کی مثال۔ کونہ معجزات عیسوی کو مستنوی قرار دیا (ازالہ دوہام ص ۱۷ تا ۲۲)۔ پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گئے کہ:-

عیسائیوں نے آپ (یسوع مسیح) کے معجزات۔ انھیں ہیں مگر حقیقات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو روعیہ کا علاج کیا ہو مگر بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکوہ فریب کے کچھ نہ تھا۔

(ضمیمہ انجام آتمہ ص ۱۷)

تاریخ گرام: ملاحظہ فرمائیے۔ وہی یسوع مسیح ابجلی ہے وہی اس کے سوت۔ وہی توبہ کا قہر۔ اور وہی مرزا صاحب کا دایانی پے پینوں میں جو نہ نہی حالت کے ہیں۔ ان معجزات کو بیچ بچ "مسیحی خدمت گران" کے انکار کرنے والے کو۔ یا اسے تو حق کی وجہ سے مشکوک ٹھہرنے والے کو:-

بد مذہب مسیح مخالف، یہودی، ہندو، مشرک قرآن، خارج اسلام قرار دیا ہے مگر اس جگہ بعد دعوی نبوت کے اسی یسوع کے معجزات

کو:-

”حق بات یہی ہے کہ اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا ہے  
کہہ کر انہیں یہود کی طرح، تمکار، فتنہ پی لکھا ہے :-  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو مین

ہم سابقہ معیار انبیاء میں قرآن پاک سے ثابت کر آئے ہیں کہ یہ ناممکن  
ہے کہ نبی اپنی ساری عمر بھر کسی وحی الہی کو نہ سمجھ سکے۔

۱۔ چونکہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ نشانیاں  
اور علامات جو مسیح موعود کے وقت کی ہیں۔ آپ میں پائی نہیں گئیں اس  
لئے مرزا صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یہ گستاخانہ حملہ  
کیا کہ:-

”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم  
اور دجال کی حقیقت منکشف نہ ہوئی ہو۔ اور دجال کے ستر  
بارغ کے گدھے کی اصل کیفیت نہ کھلی ہو۔ اور نہ یا حور ماجون  
دابة الارض کی مابیت کما ہی تھا۔ ہر فرمائی گئی“ (ص ۱۱۱ از اذ ۱۰)  
بجلاف اس کے اپنے مریدوں کا حال یہ لکھتے ہیں کہ:-

”اب رہی اپنی جماعت خدا کا شکر ہے کہ (انہوں) نے دمشق کے  
منارہ پر مسیح کے اترنے کی حقیقت۔ دجال کی حقیقت۔ ایسا ہی دابة  
الارض (دیگرہ کے بارے میں) خدا نے ان کو معرفت کے مقام تک  
پہنچا دیا ہے“ (ص ۱۱۱ فتاویٰ احمدیہ جلد ۱)

۲۔ مرزا صاحب ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو صرف تین ہزار  
معجزات بتاتے ہیں“ (ص ۱۱۱) پتا چلا کہ گویا وہ دس لاکھ  
نشان۔ (ص ۱۱۱) تذکرہ مشہد دہلی،

واضح رہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک نشان اور معجزہ ایک ہی ہے  
چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

”سچا مذہب ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا  
نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت  
امر ہے۔“ (منہ نمرۃ الحق)

۳۔ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا (قرآن شریف  
میں انگلی کا اشارہ مذکور نہیں یہ قرآن پر تجرید ہے۔ ناقل)  
اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا  
دوراء میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں۔  
(صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حصہ دوم)

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کو از قسم کسوٹ خسوف کہنا  
اس کی عظمت کو کم کرنا ہے جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”گرچہ شق القمر کا معجزہ ہو تو یہ بیحد و طبعی کے نامور اور مائنس  
کے درجہ کی بات ہے۔ کسوٹ خسوف میں داخل کرنا اس کی  
عظمت کو خیر چاہی ہے۔“ (منہ نمرۃ الحق ص ۱۱۰)

خیر یہ کہ مرزا صاحب نے صرف اس معجزہ بڑی کسوٹ خسوف  
کو قیاسی طور سے بنا دیا، مگر صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی عظمت بتانا  
تو یہ نہیں ہے۔

اس کے لئے چاند کا خسوف نشان ظاہر ہوا ہے اور میرے  
لئے پانچ سو درجوں کا۔“ (صلی اللہ علیہ وسلم)

خیال زان کو بلبل سے برتری کا ہے

غلام زادے کو دعویٰ پیمبری کا ہے

۴۔ مرزا صاحب خطبہ الہامیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فوقیت ایک عجیب

نفریب میں بتاتے ہیں کہ :

”حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت،

پہنچ مرزا، چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں اقویٰ

اکمل اشد ہے بلکہ چودھویں لاکھ کے چاند کی طرح ص ۱۵۱

اسلام لال دیپنی لاکھ کے چاند کا وضعی نام بلبل ہے (۱۵۱)

کی طرح ندرت ہو اور مقدر تھا کہ آخری زمانہ یعنی مرزا کے

زمانہ میں بد رسد چودھویں لاکھ کے چاند کا وضعی نام بدست

ماتل کی شکل اختیار کرے“ (ص ۱۵۲ خطبہ الہامیہ)

ناطور ہی کو ام ابو یحییٰ کس نفریب آمیز طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کیا ہے

بنت کریں آرزو خدائی کی

شان ہے تیری کبریائی کی

قطع نظر اس سے صاحب علم نور کریں کہ اسلام کی ابتدا جسے مرزا پہلی

کے چاند جیسا کہتے ہیں ایسی درخشاں ہے کہ جب سے دنیا کی بنیاد پڑی ہے اس

کی نظیر نہیں ملتی، معطل بھر بنتے اور غیر مدنی بے سرد سامان انسانوں نے اپنی

اولوالعزمی، ایک جہتی، جان نثاری اور دنا داری سے، قیصر و کسریٰ ایسے جابر

و قہر بادشاہوں کے تختوں کو الٹ دیا۔ ان کی تہذیب دینار و میخدر پرستی

غرض مجد اوصاف شرافت ایسے نمایاں ہیں کہ آج غیروں میں تو

مگر خود مسلمانوں میں بھی ایک شخص طعون و بدھمنے سے ان پر یہ نہیں

تھ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے بھی مرزا کی تھے، آپ

آپ کی روحانیت کا تو ٹھکانا ہی کیا۔ بقول مرزا صاحب:

اُدھ سے لے کر اخیر تک کسی نبی کو ایسی قوت قدسی نہیں دی گئی  
جو آنحضرت کو عطا کی گئی اور افسوس یہ کہ ایسی جماعت ہم کو بھی  
نہیں ملی۔ (اخبار بدیع ۱۲ جنوری ۱۹۰۴ء)

پس مرزا صاحب کا اپنے وقت کی روحانیت کو آنحضرت صلیم کے  
زمانہ سے چودہ گھنٹے بڑھ کر لکھنا سراسر خلاف واقعات اور ایک سفید  
جھوٹ ہے جو تو بین نبوی ہے:

۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا اس زمانہ میں تمدنی ترقی  
زیادہ ہوئی ہے اور ہر جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح  
موعود کو آنحضرت صلیم پر حاصل ہے، (تا دینی ریویو ماہ مئی  
۱۹۲۹ء)

۶۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے  
سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے  
بھی بڑھ سکتا ہے۔ (ڈاکٹری خلیفہ تادیان مطبوعہ اخبار  
الافتاد ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

۷۔ ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے  
بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پیروں پر پاؤں  
لا کر کھڑا کیا۔ کلمہ حق میاں محمود احمد خلیفہ تادیان ص ۱۱۱

# مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر دسویں دلیل

## مبالغات مرزا

مثال اول [یوں راقم میں :-] مرزا صاحب مبالغہ گوئی میں اپنی مشافی کاثبوت دینے کو

دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کر ڈرہا  
انسان مر جاتے ہیں اور کر ڈرہا اس کے ارادہ سے پیدا  
ہو جاتے ہیں، (کشتی نوح ص ۳۲)

اس قول میں حضرت قابض الارواح جل شانہ کی صفت اہلک کا  
جس انتہائی مبالغہ آرائی سے اظہار کیا گیا ہے۔ اس کی نفیر انبیاء صادقین  
کی تحریروں میں تو کہاں ملے گی کسی افسانہ گوشتا عمر کی تالیفات میں بھی  
شاذ و نادر نظر آئے گی ؟

خدا نہ کرے کہ کسی وقت فی الواقع وہ ایسی موجب تریر مرزا نظر کرے  
..... اگر ایسا سوچا۔ ٹھہرے تو غالباً بلکہ یقیناً وہ تین دن کے اندر ہی سب  
جانداروں کا عذابا ہو جائے۔ رہ جائیں دو دین تین دن کے چھوٹے چھوٹے  
بچے سودہ بھی ایک دو دن میں پھلاستے ہو۔ ٹھہرے بحر نما میں غرق ہو جائیں اور سب  
مذکورہ پر ایک منفس بھی جیتا جاگتا چلنا پھرنا نظر نہ آئے۔ پناہ بخدا !  
مرزا یوں اتم بلکہ تمہارے اعلیٰ حضرت بھی انجیل کے اس قول پر کہ :-  
"بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جہاد جہاد لکھے  
جہاد تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جائیں دنیا میں نہ سما

کتیبہ" (لوچھو)

چنانچہ اگر ہم بڑی بڑی کتابیں جھوم جھوم کر زبان طعن و تخریب

تصحیح و تزکیہ کرتے ہو۔ خدا رکھی اپنے ان مہمل اور بے معنی مبالغات پر بھی  
تقریر و فکر و کیا وہی بات تو نہیں کہ:-

”خاتم کو اپنی آنکھ کا شہینہ نظر نہیں آتا پر غیر کی آنکھ کا تنکا بھی  
خارج ہو کر اس کے سینہ میں گھسکتا ہے۔“

**مثال دوم** مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں جو اشتہار دے دیے وہ انگلیوں  
پر شمار ہو سکتے ہیں چنانچہ منشی قاسم علی احمدی نے تبلیغ  
رسالت جلد اول سے دس تک میں ان کو درج کیا ہے جن کی جملہ تعداد ۲۶۱  
ہے مگر مرزا صاحب نے جس مبالغہ آرائی سے اس کا ذکر کیا ہے وہ قابلِ دید  
و شنید ہے، آپ لکھتے ہیں:-

”میں نے پچاس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب  
اپنے دعویٰ کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے  
ہیں وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے  
ہیں“ (اربعین ص ۲۵۵)

مواثیو! ایمان سے کہو اگر تم میں کچھ ایمان باقی ہے، کہ یہ سچ ہے  
تو یا تو دروغ بے فروغ؟ بصورت اثبات ان ساٹھ ہزار رسالوں کا ذرا  
بھس بھس کرنا بصورت ثانیہ افتراء اور جھوٹ کی وعید شدید انشاء  
یَقْتَرُ عَلَىٰ مُكْذِبٍ مِّنْهُمْ لَا يُلْزَمُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ سَ وَرَدُ:

**مثال سوم** مرزا صاحب نے اسی کے قریب کتابیں لکھی ہیں ان سب کو  
انکشافِ حقائق کے تحت ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب  
تاریخی اپنی جیسی مدت مبالغہ کوئی سے مجبور ہو کر فرماتے ہیں:-

میری عمر کم از کم سولہت انگریزی کی تائید و حمایت میں  
گزر چکی ہے۔ وہ میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی الماعت  
کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ وہ اشتہارات شائع کئے



ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس  
 الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں (ترویاق القلوب ص ۱۵۱ ط ۱)  
 اس اظہارِ وفاداری پر حکومت کا مرزا صاحب کو کوئی خطاب نہ دینا  
 پرے درجے کی ناقدر شناسی ہے۔

ہم کو ان سے ہے وفا کی امید  
 جو ہمیں جانتے دنا کیا ہے

حالانکہ مرزا صاحب نے خطاب کی آرزو میں الہام بھی گھڑا دیا  
 کر دیئے کہ "لَتَّ خُطَابُ الْبَغَاثِ لَتَّ خُطَابُ الْبَغَاثِ"  
 (ضمیمہ ترویاق ص ۱۵۱ ط ۱)

تیرے لئے عزت کا خطاب تیرے لئے عزت کا خطاب۔ مگر۔ ع  
 ائے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مثال چہارم | ریویز بات ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء کے منہ ۲۴ میں قول مرزا یوں  
 مسطور ہے :-

"اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی  
 سے توبہ کر چکے ہیں"

اس تحریر کے تین سال پانچ ماہ گیارہ دن بعد لکھتے ہیں :-  
 "میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے معافی سے  
 توبہ کی" (تجلیات الہیہ صفحہ ۱۵ تاریخ ۱۱۶۱ھ)

کس قدر مبالغہ ہے کہ ستمبر ۱۹۰۲ء سے مارچ ۱۱۱۱ھ تک  
 لاکھ انسانوں نے بیعت کی۔ یعنی مرزا صاحب متواتر ساڑھے تین سال صبح  
 ۶ بجے سے شام ۶ بجے تک ہر روز لگاتار بیعت ہی لیتے رہے۔ فقہ حنفی  
 کا حسب یوں ادا کیا جاسکتا ہے کہ آپ ہر ماہ میں ۱۴۲ یا ۱۴۳  
 میں ۲۸ یا ۲۹ یا ۳۰ یا ۳۱ منٹ کے عرصہ میں دس شرائط بیعت

سن کر اور بن پر عمل کرنے کا وعدہ لے کر ایک مرید بچا ہستے رہے۔  
**مثال پنجم** امیر صاحب اپنے مرنے سے قریباً ساڑھے چار سال پہلے فرماتے ہیں:-

”میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر مہذب انسان ظاہر ہوئے۔“

(تذکرۃ الشہداء دین صفحہ ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

میر مرزا صاحب کی کتنی بڑی کرامت ہے کہ اس کے بعد ان دنوں  
 دوزخ میں منت کے اندر ہی اسی کتاب اسی صفحہ میں صرف دو سطر بعد صدمہ  
 نشان کو ”دردِ دل“ بنا دیا۔ لا آگے چل کر صفحہ ۳ پر جو مشین مبالغہ کے کل  
 پندرہ دن کو حرکت دی تو بیک جنبش قلم ”دس لاکھ“ تک نو بت پہنچا دی۔

## دلائل مرزائیت کا جواب

### دلیل نمبر ۱ پاکیزہ زندگی

**اعتراف** قرآن مجید میں ہے فَقَدْ يَنْتُقْتُ فِيكُمْ عَمَزَاتٍ قَبْلِهِ  
 اَلَّذِي تَحَقُّقُوْنَ (سورہ یونس ۷) یعنی نبی صلعم فرماتے  
 ہیں اے لوگو! میں تم میں ایک عرصہ تک زندگی گزار چکا ہوں۔ کیا تم نہیں  
 سوچتے۔۔۔ یہ کہ میں آنحضرتؐ نے اپنی پاکیزہ زندگی کو اپنی نبوت  
 کی دلیل قرار دیا ہے۔ یہاں مرزا صاحب کا حلال ہے۔ کوئی  
 شخص پاک پستی زندگی میں قیام نہیں نکال سکتا بلکہ آپ کے  
 اشد ترین پیغمبروں کی شہادت موجود ہے کہ آپ بڑے پاک۔ تھے  
 چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی شمس الدین  
 اعتراف ہے:-

**الجواب** ۱۱۔ بلاشبہ انبیاء کرام کی پہلی کیا ساری زندگی پاک ہوتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس آیت میں کیا پاکیزہ زندگی کو دلیل نبوت قرار دیا ہے؟ نہیں۔ کیونکہ دنیا میں ہزار ہا ایسے اشخاص ملیں گے جن کی زندگی عیوب سے خالی ہے پھر کیا وہ بھی نبی مانے جائیں؟

بنی اپنی زندگی کو کئی حیثیتوں میں پیش کر سکتا ہے اول یہ کہ میں امیر ابن امیر ہوں اور تم بخوبی جانتے ہو پھر کیا میں نے کسی لالچ کی بنا پر دعویٰ نبوت کیا ہے؟

ظاہر ہے کہ اس جگہ یہ حیثیت مقصود نہیں کیونکہ نبی کریم صلعم ایک یتیم بیکس اور غریب تھے؟

دوم یہ کہ نبی کے مخالف اس کو جنوں وغیرہ قرار دیں (جیسا کہ انحضرت صلعم کو بھی کہا گیا) اور اس کے جواب میں نبی خدا انہیں متوجہ کرے کہ میں تو تم میں کافی عمر گزار چکا ہوں اور تمہیں علم ہے کہ میں صحیح المدعا ہوں پھر کیا تم انہیں سوچتے؟

مرزا فی صاحبان کو مسلم ہے کہ اس جگہ یہ حیثیت بھی مراد نہیں۔ تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میں نے آج تک اقرار نہیں کیا پھر اب کیسے کر سکتا ہوں۔ یہ صورت بھی غیر معقول ہے کیونکہ کسی شخص کا چالیس سالہ عمر کے بعد منقرض ہو جانا محال نہیں ممکن ہے اور لوں بھی یہ غیر معقول ہے کیونکہ محض پاکیزہ زندگی دلیل نبوت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مرزا صاحب راقم ہیں:-

(۱) پاک تاپاک ہونا بہت کچھ دل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا حال سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں۔ پس پاک وہ ہے جس کے پاک ہونے پر خدا گواہی دے۔

(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۳۵۷ء)

(ب) ایک ظاہری راستہ کے لئے صرف یہ دعویٰ کافی نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام پر چلتا ہے بلکہ اس کے لئے ایک امتیازی نشان چاہیئے جو اس کی راستبازی پر گواہ ہو۔ کیونکہ ایسا دعویٰ تو ہر بنا ہر ایک کر سکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے اور اس کا دامن تمام اقسام کے فسق و فجور سے پاک ہے مگر ایسے دعویٰ پر تسلی کیوں کر ہو کہ فی الحقیقت ایسا ہی امر واقع ہے اگر کسی میں مادہ سخاوت ہے تو ناموری کی غرض سے بھی ہو سکتا ہے اگر کوئی عابد زاہد ہے تو ریاکاری بھی اس کا موجب ہو سکتی ہے اگر فسق و فجور سے بچ گیا تو ہتی دستی بھی اس کا موجب ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے لئے طعن خوف سے کوئی پارہ طالع بن بیٹھے اور عظمت الہی کا کچھ بھی اس کے دل پر اثر نہ ہو پس ظاہر ہے کہ عمدہ چال چلن اگر ہو بھی تاہم حقیقی پاکیزگی پر کامل ثبوت نہیں ہو سکتا شاید درپردہ کوئی اور اعمال ہوں الخ (۴۹ نصرۃ الحق مصنف مرزا صاحب)

قرینہ مرقوم بالا شاہد ہیں کہ پاک ہونا دلیل صداقت نہیں ہو سکتا پس قرآنی یہ مشاہدہ نہیں :-

بہ صرف ایک ہی صورت باقی ہے جس کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں یہ سجدہ یہ سب کہ آیت ذر غور کا سیاق و سباق شاہد ہے کہ آنحضرت سے کہتے تھے کہ اس قرآن کو بدل دیا اس کے سوا کوئی اور قرآن لے آؤ جس کے جواب میں آنحضرت فرماتے ہیں کہ بھلے لوگو! غور تو کرو کہ میں تو ایک الٰہی چرچہ نامزدہ محض انسان ہوں امیر تم بخوبی جانتے ہو کیونکہ میں عرصہ تک تم میں رہ چکا ہوں چرک تم قتل سے کام نہیں لیتے یہ محمد ان پڑھ کی کتاب ہی نہیں ہے۔

کیسے سکتا ہوں :-

نبی کریم صلعم کا ان پڑھ ہونا جملہ مخالفین کو مسلم ہے خود مرزا صاحب کو بھی  
لاحظہ ہو صفحہ ۸۷۳ تا ۸۸۰ براہین احمدیہ :-

حاصل یہ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اچھا جرنیل نبی ہوتا ہے تو میں  
کہوں گا یہ ضرور سچ نہیں لیکن کامل نبی۔ کہ لئے اچھا جرنیل ہونا  
ضروری ہے اسی طرح اعلیٰ درجہ کا قاضی ضروری نہیں نبی  
ہو کا فر بھی اچھے نچ ہوتے ہیں۔ تو ہر اچھا قاضی بیشک نبی نہیں  
ہو سکتا۔ لیکن نبی کے لئے اچھا قاضی ہونا ضروری ہے۔ "قول  
میل محمود احمد خلیفہ قادیان در الفضل یکم اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۱۲۷

ٹھیک اسی طرح ہم مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ ہر نبی بیشک پاک  
ہوتا ہے مگر ہر ایک پاک شخص نبی نہیں ہوتا۔ پس یفرغی محل مرزا صاحب پاک  
بھی ہوں تاہم ان کی پاکیزگی نبوت کی دلیل نہیں بن سکتی :-

باقی رہا مولانا محمد حسین شاہیؒ اور مولانا شاہ عبداللہؒ اسب کا مرزا پر ابتداً  
حسن ظن رکھنا۔ سو گزارش ہے کہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سید  
المرسلین کو بغیر وحی الہی کے معلوم نہ ہو سکا کہ سجادے اور دگر مناقب بہ شکل مشہور  
منقول تھے۔ تو میں وہی اہل اللہ مبینہ کس دوا علی المذاق لا  
تخلکم عن حق فقلتم انکم الایہ درالمدینہ سے کئی مناقب ہیں جنہیں اسے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہیں جانتے ہم جانتے ہیں تو اس کے مقابل مذکورہ بزرگ  
کا مرزا صاحب کی ظاہری شکل پر دعوہ کیا جانا کون سی بڑی بات ہے :-

الغرض نصرة الحق کی تحریر سے یہ عبارات النص ثابت ہے کہ پاک  
زندگی نبوت و صداقت کی دلیل نہیں بلکہ دلیل صداقت معجزات و آسمانی نشانات  
ہیں۔ اس کی مزید تائید قول ذیل سے ہوتی ہے :-

"سو عزیزو! یقیناً سمجھو کہ صداقت کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے



پہلی زندگی سے کیونکر واقف ہو سکتے تھے؟ پس پیغمبر کی سابقہ زندگی معیار نبوت نہیں ہو سکتی۔

۳۔ بغرض محال اگر پیغمبر کی سابقہ زندگی معیار نبوت بھی ہو سکتی تو پھر مرزا کا اس پر پورے نہیں اتر سکتے کیونکہ وہ بالکل غیر معروف آدمی تھے تو وہ کیونکر اس معیار پر پورے اتر سکتے ہیں وہ خود مانتے ہیں:-

”پھر دوسرا نشان یہ ہے کہ اس گزشتہ زمانہ میں جس کو سترہ برس گزر گئے یعنی اس زمانہ میں جبکہ یہ عاجز گوشہ گمنامی پڑا ہوا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا کہ کون ہے اور نہ کوئی آتا تھا۔“  
(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ص ۲)

”اس بات کو عرصہ قریب بیس برس کا گزر چکا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مجھ کو بحر قادیان کے چند آدمیوں کے اور کوئی نہیں جانتا تھا یہ الہام ہوا۔“ (۲ اتریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۲۲ء)

(۴) انبیاء کرام شرک و کفر سے پیدا نشا پاک ہوتے ہیں بخلاف اس کے مرزا صاحب قادیانی قبل از دعویٰ نبوت کے بقول خود مشرک تھے کیونکہ وہ عرصہ دراز (۵۲ سال) تک عقیدہ حیات مسیح کے معتقد بلکہ مستشرق مبلغ رہے اور بعد میں آپ نے کھلے الفاظ میں اس عقیدہ کو شرک قرار دیا نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب پہلے خود مشرک تھے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے: مَنْ خَلَفَ بَعْدِي اللَّهُ فَقَدْ أَشْرَكَ (ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی اور کو قسم کھانا شرک ہے مگر آپ نے دوسرے وقت ایک شخص کے باپ کی خود قسم کھائی جیسا کہ حدیث میں ہے: ذَا بَابٍ...  
اس حدیث کے بعد باب الایمان باب دشرک الخ الخ کہ اس کے باپ کی قسم اگر اس نے سچ بولا ہے تو وہ نجات پا گیا ہے۔

**جواب نمبر ۱۱** اے۔ قَدْ اخَذَ دَرِيْثًا بِاَيْتِہٖ اِس شخص کے باپ کے رب کی قسم یہ نجات پائی۔ اس طرح کہ یہ حذف، مخدوف کا مہرب میں بکثرت ہو۔ تھے میں خود قرآن مجید میں ہی سوانح کثیرہ میں اس کی مثالیں ملتی ہیں بطور نمونہ ایک مثلاً پیش کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ یوسف، واسئل القویۃ، ہ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ پوچھ لے قریہ سے۔ حالانکہ قریہ کوئی قابل استغناء ہستی نہیں سو اس آیت میں بھی ایک لفظ احصل مخدوف ہے جس کے ملاحظہ سے عبارت یہ ہوگی کہ پوچھ لے بستی میں رہنے والوں سے۔ اور یہی صحیح ہے۔ حاصل یہ کہ حدیث میں غیر اللہ کی قسم ہرگز نہیں کھائی گئی۔ نیز مرزا صاحب کو مسلم ہے کہ:-

رسول مسلم کی مقدس ذات نے کر دہا انسانوں کو بتوں

در عیسیٰ پرستی اور مخلوق پرستی سے نجات دے کر

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ پُر تائم کیا، (حدیث بہت بچن مصنفہ مرزا صاحب)

یہ نہیں ہو سکتا کہ انبیاء جو شرک مٹانے آئے ہیں خود شرک میں

مبتلا رہیں اس کی تائید مرزا صاحب سے بھی مرقوم ہے جیسا کہ لکھا ہے:-

اور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ جبکہ ان (انبیاء) کے آنے کی

اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کے احکام پر چلا دیں

تو گویا وہ خدا کے احکام کو عمل و درآمد لانے والے ہوتے

ہیں اس لئے اگر وہ خود ہی احکام کی خلاف ورزی کریں

تو پھر عمل و درآمد کرنے والے نہ رہے۔ یاد دہرے لفظوں

میں یوں کہو کہ نبی نہ رہے وہ خدا تعالیٰ کے مظہر اور اس کے

اقوال و انعال کے مظہر ہوتے ہیں پس خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف

ورزی ان کی طرف منسوب بھی نہیں ہو سکتی (حدیث درود و دعا)



نیز نبی صلم نے باپ کی قسم کھانے سے منع کر دیا تھا :-

(۱) مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَجْعَلْ إِلَّا بِاللَّهِ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ

تَخْلِفُ بِيَابِهَا فَقَالَ لَا تَخْلِفُوا بِيَاكُمْ (مسلم کتاب الایمان ص ۱۸)

(۲) لَا تَخْلِفُوا بِأَطْوَاعِي وَلَا بِبَابَاتِكُمْ (كتاب

الایمان صفحہ ۱۹۷)

**جواب نمبر ۲** | صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے مگر الفاظ ذابیب منقول نہیں ہیں

اَقَدْ اخْلَعْتَ اِنْ صَدَقَ اور یہی الفاظ مسلم کی ایک روایت

میں ہیں قَدْ اخْلَعْتَ اِنْ صَدَقَ اور جس حدیث میں یہ الفاظ قَدْ اخْلَعْتَ

ذابیب اب صَدَقْتَ آئے ہیں اس میں راوی کو خود شک ہے کہ نبی

مسلم نے یہ الفاظ کچھ یادہ - لہذا یہ الفاظ قَدْ اخْلَعْتَ اِنْ صَدَقْتَ

زیادہ صحیح ہیں کیونکہ یہ الفاظ امام بخاری ایسے نقاد حدیث نے نقل کئے

ہیں اور مرزا صاحب کا یہ فتویٰ ہے کہ :-

”یہ کتاب اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے“

(شہادۃ القرآن ص ۱۱)

بلکہ مرزا صاحب نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ جو حدیث بخاری میں نہ ہو

وہ ضعیف ہے۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ کے منارہ و دمشق پر آنے کی حدیث

کو اس لئے ضعیف قرار دیتے ہیں کہ گو وہ حدیث صحیح مسلم میں تو ہے مگر

بخاری میں نہیں :-

یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم نے لکھی ہے

جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام خدا اسماعیل بخاری

نے چھوڑ دیا۔ (صلوٰۃ الزوالہ اوہام)

لہذا یہ الفاظ قَدْ اخْلَعْتَ ذابیب بَارِئٌ صَدَقْتَ اتا بل حجت نیس۔

لے مرزا صاحب نے غلط لکھا ہے اصل امام محمد بن اسماعیل ہے۔

کیونکہ اس کو امام بخاریؒ نے چھوڑ دیا اور صحیح الفاظ یہ ہیں اَقْدًا اَخْلَعَ اِنْ صَدَقَ  
کیونکہ ان کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے

## مرزائیوں کی دوسری دلیل

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقْبَابِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ  
يَالْفُتَيْنِ ثُمَّ لَنَقْبَضَنَّ مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقہ ۲)  
کہ اگر (نبی صلعم) کوئی جھوٹا الہام بنا کر میری طرف منسوب  
کرتے تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑ کر ان کی شاہ رگ کاٹ  
دیتے۔ گویا اگر کوئی جھوٹا الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کرے  
تو وہ قتل ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرتؐ جو صداقت کی کسوٹی  
ہیں، آپ ۲۳ سال دعویٰ وحی والہام کے بعد زندہ رہے اس  
لئے کوئی مدعی الہام دوحی نبوت اتنا عرصہ زندہ نہیں رہ  
سکتا بشرطیکہ وہ مجنون نہ ہو (۲۶) وہ مدعی الوہیت نہ ہو (۲۷) (۲۸) پابک بک  
(ب) لَوْ تَقَوَّلَ سِے پاگل۔ نفسانی خرابیوں اور الہام والا۔ یا بدبغی  
کی شدت و کثرت کی وجہ سے یا شیطان الہام والا اپنے آپ کو  
خدا قرار دینے والا۔ یہ لوگ مستثنیٰ ہونے چاہئیں (ریورٹ مٹی  
صفحہ ۲۹-۳۰ از مولوی اللہ داتا جالندھری)

## الجواب الاول

مفسرین نے دلیل مذکورہ کی تائید میں بعض مفسرین کے  
قول میں پیش کیے ہیں کہ شرع عقد منسفی وایہ قیم کی تحولات بھی پیش  
کی میں جو میں شرعاً خیانت مجرمانہ سے کام لیتے۔ مگر ہم سر دست  
اس بحث کو چھوڑتے ہیں کیونکہ ہم نے مت کے اقوال کا اگر وہی مطلب ہو

جو مرزائی۔ یعنی میں تو بھی انہیں مفید اور سہیں مضر نہیں۔ کیونکہ سہارا اور ان کا مسلمہ ہے کہ اقوال الرجال حجت شرعی اور لائق استناد نہیں ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب تو اس بارے میں اس قدر بے باک واقع ہوئے ہیں کہ لکھتے ہیں،

(ا) "امت کا کوئی اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے؟" (صفحہ ۱۲۲ از الزلزال)

(ب) "تفسیر کی کتابوں میں چھ چھ سات سات اقوال مستفادہ (ہیں) از الزلزال صفحہ ۲۲۸" اب رہا اصل دلیل کا معاملہ سو بالکل واضح ہے یہ آیت بنی مسلم کے

حق میں ہے اور آپ ہی اس کے مخاطب ہیں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے جس میں ارشاد ہے۔ **ذَانِ كَادُؤُاْ يَفْقُتُونَكَ عَنِ الْاِنْفِاْ اَوْ حَيْكَا الْيَمِيْنِ لَنْفَضَحَنَّا غِيْرَهٗ ۚ وَاِذَا لَا خُدُوْكَ خِيْلُوْهُ ۚ وَنُوْزِلْ اَنْ تَبَيِّنَكَ لَقَدْ كُنَّا تَرَكُوْكُمْ اَيْهُوْ شَيْئًا قَلِيْلًا ۚ وَاِذَا لَا ذُقْتَا اَنْ تَبَيِّنَكَ الْحَيٰوةِ ۚ وَنَضَعُ الْمَوَاقِيْثَ ثَمَّ لَا تَجِدُ لَكَ اَعِيْنًا نَّصِيْرًا ۚ** .... (بنی اسرائیل ع) یعنی وہ کافر تو مجھے وحی الہی کے خلاف لے جانے میں کوشاں ہیں جو ہم نے تجھ پر امدادی ہے تاکہ تو ہم پر اتر کر رہے

اور وہ تجھے اس صورت میں دوست بنا لیتے۔ اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو اجماعاً ان کے داڑ ہیں۔ اندیس صورت ہم تجھے دنیا و آخرت میں دو گن عذاب چمکھاتے اور کوئی شخص بھی تجھے ہم سے نہ بچا سکتا۔

پس جس طرح اس آیت میں خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اسی طرح مرزا ٹیوں کی پیش کردہ آیت بھی مخصوص ہے بنی مسلم سے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو خدا تعالیٰ نے جملہ مخلوق سے بزرگ و بزرگتر مرتبہ پر فائز کیا ہے اور اپنی تمام نعمتیں نبوت کی آپ پر تمام کر دی ہیں اور دنیا کی کوئی خونی نہیں جو آپ میں جمع نہیں کی گئی۔ باوجود اس کے بھی اگر آپ خدا پر اتر کر رہیں اور خدا کی بھی ہوئی وحی میں "بعض" "افتریات ملا دیں تو خدا ام فرماتا ہے ہم آپ کی قطع دین کر دیں؟

اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر وہ شخص جو پرلے سرے کا دجا  
و کذاب ہے اور خدا کی رحمت سے ہزار ہا کوس دور۔ زمرہ شیطانی کا سرچا  
جس پر خدا نے اپنی رحمت و انعامات روحانیہ کا قطرہ بلکہ قطرے کا ہزاروں  
حصہ بھی نہیں ڈالا ہے۔ وہ اگر اپنی خجائیت طبعی کے زیر اثر خدا پر افسر کرے  
تو خدا اسے ہلاک کر دے گا۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اکثر طور پر  
صلوات و گمراہی کے بدترین فرزندوں کو جو مفتری علی اللہ اور روحانیت سے  
کوڑے و نیا جیفہ کے طالب، مدعیان کاذب ہوں، ان کو کبھی کبھی ڈھیل دیتا  
ہے۔ قُلْ اِنَّ دَعْوِيْنَ يَفْتُرُوْنَ عَنِ اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلِحُوْنَ وَرَبِّ السَّامِ  
فِي السَّمٰوٰتِ ثُمَّ اِلَيْنَا رُجُوعُهُمْ ثُمَّ اُنْفِخُ فِي الصُّورِ اِنَّا بِلَهِّ السَّمٰوٰتِ اَبَدٌ  
بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ذٰلِكَ رِیْضٌ عَلٰی كٰفِرٍ جَهِوْطٍ اَفْتَرَا  
کرنے والے میں وہ نجات نہیں پائیں گے۔ ہاں انہیں دنیا میں بیشک فائدہ  
ہے۔ مگر جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ہم انہیں عذاب شدید میں  
بتلا کریں گے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا وَاَوْكَنَتْ  
بِالْحَقِّ لَمَّا جَاؤَا اَكْبٰسُ فِیْ جَهَنَّمَ هَشُوْا لِكَيْفَ يُرٰوْنَ  
دوسرے حکمت اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے کہ وہ خدا پر افسر کرے، یا  
پھل کی تندیب کرسد یہ مت سمجھنا کہ ان کا یہ ظلم بالا بالا جائے گا، کیا کفاروں  
کا ہم تا جہنم نہیں، یعنی یہ ظالم جہنم میں ڈالے جائیں گے ذٰلِكَ اَظْلَمُ  
مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا وَاَوْكَنَتْ اَوْحٰی اِلٰی ذٰلِكَ یُوْحٰی اٰیٰتِ  
سَبَّحْ لِلّٰهِ دَعْوٰی رَسُوْلٍ اِذْ اَخْلَصَ لِمَنْ اَمَرَ اٰتِ السُّوْرٰتِ وَاٰتِ  
بِاٰیٰتِ اٰیٰتِ یٰمُوْا اَخْرِجُوْا اَنْفُسَكُمْ اِیُّوْمَ تَخْرُجُوْنَ عَنِ  
السُّوْرٰتِ یٰمَنْ تَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ اَوْحٰی غَیْرَ الْحَقِّ

(سورہ انعام ۷) لاریب وہ بڑا ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ بنا رہے اور کہے کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے حالانکہ نہ ہوتی ہو۔ اسے نبی تو دیکھے ان کی درگت بنتی جب ہوتے ہیں یہ موت کی بیہوشی میں اور فرشتے پھیلا رہے ہاتھ کہ نکالو اپنی جازاں کو آج بدلہ لینگام کو، عذاب ذلیل کرنے والا سبب اس کے کہ تم خدا پر جھوٹے باندھتے تھے إِنَّ الشَّيْطَانَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يُفْسِدُونَ مَا أَقْبَلُكُمْ عَذَابَ الْبُيُوتِ (النمل ۲۷) تحقیق مفسر ہی نجات نہیں پائیں گے انہیں نفع نہ ہوگا اسے عذاب دردناک مثل سب سے زیادہ ہے الضَّلَاةَ فَلْيُذَدِّدْ لَهُمُ الْعَذَابَ مَذًا - قَدْ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ (سورہ مریم ۷) کہہ دے یا نبی مسلم گمراہی کے مجسوں کو بعض اوقات خدا تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے یہ باتانکہ وہ اس عذاب موت تک پہنچ جائیں جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے :

مختصر یہ کہ ان اور ان جیسی دیگر کئی آیات سے عیاں ہے کہ مدعیان نبوت کا ذبہ اور مفتریان علی اللہ انخوان الشیاطین کو بجهت قانون مقررہ مرنے کے بعد سزا ملتی ہے اِنْ شَاءَ اللَّهُ۔ ایک ایسی لعین ہی کو دیکھئے کہ اس کو تیا مت تک ڈھیل دی گئی ہے :

## جواب دوم

اس کو بھی چھوڑئیے۔ آئیے ہم بطور فرض محال مان لیتے ہیں کہ آیت نُوْتَقَوِّلُ خَلِیْقًا الْاٰیۃ عام ہے جو ہر مفتر ہی مدعی نبوت کو شامل ہے۔ ہے تو بھی مرزا صاحب یہ اصول خود اس آیت کی رد سے کا ذب ثابت ہوتے ہیں ناظرین بنور سنیں :

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ آیت مدعیان نبوت کے بارے میں ہے۔ (۱) خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتاب میں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی

ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل پر یہ پیش کرنا کہ لکیر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یا روشنی دین جلد صحریٰ نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حجت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور تئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ہی لوگوں کی خواص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ \* غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیے کہ کونسا کلام الہی اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اس کے یہ ثبوت دینا چاہیے کہ جو تئیس برس تک کلام الہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے؟ \* جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا \* شریر لوگوں کا کام ہے۔ (ص ۳۱ ضمیمہ بعین ۳)

(۲) ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے \* تئیس برس تک ہمت پاسکے \* ضرور ہلاک ہوگا۔ (ص ۳۱ بعین ۳)

(۳) صدقوں کا پیمانہ عمر تئیس سال کا ذب کو نہیں ملتا۔ (ص ۳۱ ضمیمہ بعین ۳)

(۴) \* مومنوں کو ایک ایسے شخص کو پاؤ جو \* تئیس برس

تک وحی الہی پانے کا دعویٰ کرتا رہا x x x تو یقیناً سمجھو کہ وہ  
خدا کی طرف سے x x x ہاں اس بات یا واقعی طور پر نبوت  
ضروری ہے کہ اس شخص نے x x x تئیس برس کی مدت  
حاصل کر لی ہے۔ (اربعین ص ۳۳ ط ۲۷-۲۸)

تحریرات مذکورہ سے ثابت ہے کہ یہ آیت مدعی نبوت کے دعویٰ  
سے مخصوص ہے اور زمانہ میعاد ۲۳ سال ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا  
صاحب نے نبوت کا دعویٰ کب کیا اور اس کے بعد کس سال زندہ رہے۔  
سو ہمارے حیطین قادیانی مرزا بیوں کو مسلم ہے کہ :-

”ترباق القلوب کی اشاعت تک جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع  
ہوئی اور ۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی آپ مرزا صاحب  
کا یہی عقیدہ تھا کہ x x x آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے یہ ایک  
قسم کی جزوی نبوت ہے (۱۹۰۲ء) کے بعد میں آپ (مرزا)  
کو خدا کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں (رسالہ القول  
الفصل ص ۲۴) مقتدہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان (پسر مرزا)

عبارت مر قومه بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا نے دعویٰ نبوت ۱۹۰۲ء  
میں کیا اس کے بعد آپ ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔ یعنی بعد نبوت صرف ۶ سال  
کے قریب زندہ رہے حالانکہ اگر وہ صادق ہوتے تو لازمی تھا کہ وہ تئیس سال  
دعویٰ نبوت کے بعد زندہ رہتے چنانچہ ہم ان کا قول نقل کر آئے ہیں کہ :-  
”ہرگز ممکن نہیں کہ جھوٹا تئیس برس دہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔“  
(اربعین ص ۶۷)

ناظرین کرام! اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب نے نہایت  
سے مفالطے اور بکثرت کذب بیانیوں کی ہیں۔ کہیں اس آیت کو عام مدعیان  
الہام کے بارے میں لکھا ہے اور کہیں خاص مدعیان نبوت کے حق میں۔

کہیں منقری کی سزا طبعی موت بتائی اور کہیں قتل۔ کہیں دست بدست اور جلدی  
فودا غفری مار لھانا قانون قرار دیا اور کہیں مدت ۱۳ سال مقرر کی پھر کسی  
جگہ ۵ سال لکھی تو کسی جگہ ۱۲ سال۔ کہیں ۱۴ سال کہیں سولہ سال کہیں ۲۰ سال  
کہیں ۲۳ سال کہیں ۲۴ سال کہیں ۲۵ اور کہیں ۳۰ بلکہ اس سے بھی زیادہ  
میعاد بتائی۔

اسی طرح اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنانے کو کتنی جگہ ایک ہی  
سال کی تصنیفات میں کہیں اپنی عمر ۲۰ سال لکھی ہے دوسری طرف اسی  
سال کی دیگر کتب میں ۲۵ سال۔ آج اگر اس سال لکھیں تو چند دن بعد ۲۰  
سال پھر لطف یہ کہ اس کے تھوڑا عرصہ بعد صرف ۱۵ سال عمر بتائی غرض  
کئی ایک اس طرح کے فریب کھیلے ہیں۔

## جواب سوم

بفرض جمال یہ آیت عام ہو تو بھی مرزا صاحب اس کے مصداق اس  
وجہ سے نہیں بن سکتے کہ وہ مراۃ ہیں اور بقول مولوی نور الدین خلیفہ اول  
کا وہاں مراۃ ایک شعبہ جنون کا سا ہے۔ ماسوا اس کے مرزا صاحب کی طرف  
کا تو ان شخص کو پاگل اور مجنون فرماتے ہیں (صفا ست پہن) اور  
اس کے اقوال میں صدمات اختلاف ہیں۔

نیز انہوں نے خدائی کا دعویٰ بھی کیسے جیسا کہ ثبوت یہ جابجا  
میں دھڑکی سزا سے باہر ہیں کیونکہ مصنف مرزائی پکٹ بک مولوی  
محمد محمدی وغیرہ کا اقرار ہے کہ ایسا شخص کو تقویٰ کی سزا کا مستحق  
نہیں مگر کہ جسے کہ مرزا کا دعویٰ خدائی خواب ہے تو جواب یہ ہے  
تم مرزا کو نبوت سے ہوا اور خود تمہیں مسلم ہے کہ روایا الہی و وحی  
مرزائی پکٹ بک



ایسا ہی مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے :-  
 پیغمبر کا کشف اور خواب وحی ہے ۱۱ (صفحہ ۱۲۰ ایام الصلح)  
 ع تو آپ اپنے دام میں حیا دا گیا

## جواب چہارم

یہ استدلال کہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہنے والا سچا نبی ہوتا ہے بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس قاعدے کا ذکر قرآن شریف نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ۲۳ سال کے الفاظ قرآن مجید سے نکال سکتا ہے۔ اگر آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کے بعد زندہ رہے تو یہ عمر مفقود کی وجہ سے ہے اس سے عام قاعدہ مستنبط نہیں ہو سکتا۔ قادیانیوں کا یہ استدلال اس لئے بھی غلط ہے کہ کفار بنی اسرائیل نے جو حضرت یحییٰ بنی اللہ علیہ السلام کو قتل کیا تھا تو وہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال گزر جانے کے بعد قتل کیا تھا پہلے۔ اگر بعد قتل کیا گیا تھا تو اس کی سند درکار ہے جو نہیں ملے گی۔ بلکہ اس کے برخلاف ثابت ہے کہ آپ دعویٰ نبوت کے تھوڑے عرصہ بعد ہی قتل کر دیئے گئے تھے اور اگر ۲۳ سال سے پہلے قتل ہوئے تھے جو بالکل درست ہے۔ تو مرزائیوں کو دو باتوں میں سے ایک بات ضرور میمانی پڑے گی۔ یا تو معاذ اللہ حضرت یحییٰ بنی صادق نہ ہوں گے یا قادیانیوں کا قاعدہ غلط ہوگا۔ چونکہ حضرت یحییٰ معاذ اللہ جھوٹے نبی ہرگز نہ تھے لہذا قاعدہ بالکل غلط ہے :-

## جواب پنجم

اگر یہ غلط استدلال بفرض محال صحیح ہو تو پھر ہاؤ اللہ سچا ہے کیونکہ وہ بعد از دعویٰ چالیس سال تک زندہ رہا :-

(۱) حضرت بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۲۶۹ھ میں کیا۔ اور آپ ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہے۔ (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء ص ۴)

(۲) حضرت بہاء اللہ کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔ (کتاب الفرائد ص ۲۵، حکم ۱۰، ۱۱، ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۹، ادعیہ محبوب ص ۲۵، حکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۴)

(۳) حضرت بہاء اللہ بعد از دعویٰ وحی چالیس سال تک زندہ رہے آپ اپنے دعویٰ پر اخیر دم تک قائم رہے۔ (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱، حکم ۱۰، ۱۱، ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۹ و کتاب الفرائد ص ۲۵، ص ۲۶)

## مرزائیوں کی تفسیری دلیل

یَنْبَغُ خُوشًا كُنَّا يَنْبَغُ نَحْنُ اَبْنَاءُ هُمَّا کہ نبی کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح باپ اپنے بیٹے کو۔ گویا جس طرح بیوی کی پاکیزگی خاوند کے لئے اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ پیدا ہونے والا اسی کا بچہ ہے اسی طرح مدعی نبوت کی قبل از دعویٰ پاکیزگی اس کی صداقت پر دلیل ہوتی ہے۔ (ص ۲۵ مرزائی پاکٹ بک)

## الجواب

اس متعلق میں مرزائی صاحب نے یہود نامہ مسعود سے بھی بڑھ کر تحریف و دجلیت سے کام لیا ہے۔ آیت کا سیاق و سباق یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام کو بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تو سفید کمنے اس پر اعتراض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ذَاتِ الشَّيْئِينَ أَذْتُوا الْكِتَابَ لِيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ الْآيَةُ  
اور بلاشبہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ تغیر و تمسوخ  
قابل اعتراض نہیں کتب سابقہ اس پر شاہد ہیں کہ کبھی خدا تعالیٰ اپنے بندوں  
کی ضروریات کو ملحوظ رکھ کر اور کبھی سزا کے طور پر اور کبھی ابتلا کے طور پر احکام  
جدید بھی کرتا ہے پس اس معاملہ میں بھی وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی  
طرف سے حق ہے۔ اب رہے خدای متمر و شخص سو اگر تو دنیا جہان کی نشانیاں  
اور دلائل بھی ان کے رد و برپوش کرے ماتبعد فبئذ انت ز چلیں تیرے  
تیلے پر اور نہ پیروی کرتو ان کے منسوخ شدہ قیلے کی۔ اگر تو نے بعد اس کے  
بھی ان کی ہوائے نفسانی کی اتباع کی تو شک تو بے انصاف ہو گا اَلَّذِينَ  
اٰتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَغْرِبُونَ ۝ لَمَّا يَغْرِضُونَ اَبْنَاءَهُمْ الْآيَةُ جن لوگوں  
کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا پھانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں  
کو اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کی کتابوں میں مرقوم دسوجو دے کہ موسیٰؑ کے  
بعد ایک اور شخصیت آنے والی ہے مگر موسیٰؑ سے ان کی محبت پر کہ ذَاتِ  
قُرْبَانٍ اَمَّا لَمْ يَكُنْ مِنَ الْاَحْقِ وَهُمْ يَغْسُونَ ۝ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ  
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ کہ ایک فرقہ باوجود جاننے  
بوجھنے کے خدا حق کو چھپا رہا ہے ان کی اس کج روی پر دھیان نہ کرو۔ یہ تیرے  
رب کی طرف سے حق سے سونم ان شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔ ایسا ہی کفار  
کے جواب میں دوسری جگہ فرمایا اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ  
يَتْلُو شَاهِدًا مِّنْهُ ۚ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسٰى اِمَّا سَآءَ  
رُحْمًا ۙ اَوَلَمْ يَكُنْ يُوْمِنُوْنَ بِهَا ۙ اِلٰى فَلَا تَكُنْ فِيْ فِرْيَةٍ مِّنْ اَدْنٰى الْحَقِّ  
مِنْ رَبِّكَ الْآيَةُ (ہود ۲۴) بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلے  
دلائل یا چچا ہے کہ وہ دلائل آپ اپنی صداقت پر گواہ ہیں پھر موسیٰؑ کی کتب  
میں اس کی سچائی پر اسہما ہے وہ کیسے شک کر سکتا ہے لاریب جو صاحب

عقل و علم واقف تو رات و انجیل ہیں) وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ پس تو کسی قسم کے شبہ میں نہ پڑے بیشک وہ خدا کی طرف سے سچ ہے۔  
 ناظرین کرام! یہ ہے تفسیر القرآن بالقرآن یعنی اس آیت میں قرآن مجید کو میٹوں کی طرح پہچانتے کا ذکر ہے۔ مگر مرزا کی محرف نے اس کو یہودی کی طرح الٹ پٹ دیا۔

## دوسرا جواب

بعض مفسرین رَحِمَهُ اللہُ غِلْمَهُ الْجَدِیْرَ نے اس آیت یَعْرِضُونَہُ کی ضمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیری۔ ہے یعنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو۔ اس صورت میں بھی مطلب واضح ہے ارشاد الہی ہے: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ اَلَا فِیْ الْکِتٰبِ یَجِدُوْنَ مِنْکُمْ مَثَلًا ۚ وَیُحَدِّثُھُمْ فِی الْتَوْرٰتِ وَاَلْاِنْجِلِ اَلَا فِیْہِ سَیْرٌ ۙ (الاعراف ۱۹) وہ لوگ جو تابع رہی کرتے ہیں اس رسول ان پر بھی کی (محض تقلید) یا کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ لکھا ہوا پاتے ہیں احکامات و انجیل میں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کا قرض دینا چاہا۔ اس نے ایک دن مائٹا حضور نے کہا کہ اس وقت موجود نہیں۔ اس نے سختی کی یہ مائٹا کہ صبح کو رام دھ میں سخت غم و غصہ اور رنج کی لہر دوڑ رہی تھی حضور نے انہیں فرمایا کہ اس پر ہاتھ اٹھانا بڑا ظلم ہے مجھے خدا نے اس سے منع فرمایا ہے۔ یہ سن کر وہ یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور اسی ساری جامد ادیں۔ سے آدمی اللہ کی راہ میں وقف کر دی۔ پھر ابن اس سختی اور انتہائی تقاضا کا سبب بیان کیا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لا تُفْرَیْ وَیُفْرَیْ فِی الْکِتٰبِ وَیُحَدِّثُھُمْ فِی الْتَوْرٰتِ وَاَلْاِنْجِلِ اَلَا فِیْہِ سَیْرٌ ۙ

لَا تَنْظُرْ إِلَى نِعَتِكَ فِي التَّوْرَةِ مَعْدُونٌ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَمَعْدُونٌ  
بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَبَيْنَ يَدَيْهِمْ وَبَيْنَ يَدَيْهِمْ وَبَيْنَ يَدَيْهِمْ  
غَلِيظٌ ذَلَالٌ خَائِبٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا تَنْظُرْ  
بِالْفُحْشِ وَلَا تَنْظُرْ بِحَبَاءٍ (مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ)

تا امتحان کردوں میں ان امور میں آپ کا جو تورات میں مذکور میں  
محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ولادت اس کی مکہ شریف - ہجرت نگاہ  
طیبہ مقدسہ ملک شام نہ وہ بد زبان ہے - نہ سخت دل - نہ بازاردوں میں  
چلانے والا - نہ فحش گو - نہ یہود و قوئل کا قائل -

اندریں حالات مطلب آیت کا یہ ہے کہ بعض یہود آنحضرتؐ  
کو لوجہ لکھا ہوا ہونے تورات میں خوب جھانستے ہیں - مگر تعقب  
کی راہ سے حق سے اعراض کرتے ہیں - پس اس آیت سے خواہ  
نخواہ پاکیزہ زندگی کی طرف اشارہ مکان یہودیہ نہ تحریر ہے  
بحالیکہ خود مرزا شیوں کا بنی صاف صاف لکھ گیا ہے کہ :-  
"پاک زندگی اگر ہو بھی تو پھر بھی دلیل صداقت نبوت  
نہیں" ۛ

## تفسیر جواب خود مرزا صاحب کی تحریر سے

مرزا صاحب آنحضرتؐ معلم کی اُمتیت ثابت کرتے ہوئے  
لکھتے ہیں :-

"بلا شبہ ان پر یہ بات بحکمال درجہ ثابت ہو چکی تھی کہ جو  
کچھ آنحضرتؐ کے منہ سے نکلتا ہے وہ کسی امی اور ناخواندہ  
کا کام نہیں ۛ ۛ جو ان میں سے دانا اور واقعی اہل علم تھے  
وہ بخوبی معلوم کر چکے تھے کہ قرآن انسانی طاقتوں سے باہر

ہے اور ان پر یقین کا دروازہ ایسا کھل گیا کہ ان کے حق میں خدا نے فرمایا یَعْرِضُونَ عَنْكُمْ مُبَارَكًا كَمَا يُبَارَكُ مَنْ بَدَأَ فَعَمَلُهُ یعنی اس نبی کو ایسا شناخت کرتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو۔

(براہین احمدیہ ج ۲۵ ص ۶۶)

براہان مرزا صاحب کی اس تحریر کو بغور پڑھیے۔ پھر اس کے بعد فریڈ پاکٹ بک کے مصنف کی یہودیانہ تحریف اور دجالانہ دلیل بازی کو مدلل حلف فرمائیے۔ آپ پر صاف عیاں ہو جائے گا کہ اس فرقہ کے تمام چھوٹے بڑے ایمان و دیانت سے دُور حق و انصاف کے دشمن عدل و ایمان سے ماری۔ محض دنیا کے ہندے ہیں۔ خدا ان سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

## مرزائیوں کی چوتھی دلیل

يَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا کہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان کی قوم نے کہا کہ اے صالح! آج سے پہلے تیرے ساتھ ہماری بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو بنی بن میٹھا۔ کو جب بنی دعویٰ نہیں کرتا تو اس کی مداح ہوتی ہے مگر جب دعویٰ کر دیتا ہے تو تہذیبِ آشور کہنے لگے جاکیں! خدا کی بات ہے کہ تم لوگ

الحجاب بیشک اکثر انبیاء کو ام ابتدا سے ہی قوم کی امید کا ہوا ہے میں اکثر کا لفظ ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ بعض انبیاء کی پیدائش کے وقت ہی ان پر بدظنی کی گئی ہے جیسا کہ مسیح کے ساتھ ہوا۔ مثل مشہور ہے کہ ہونہر مرد کے چکنے پکنے پات، لوگ ابتداء سے ہی مخالف کیوں نہ ہوں مگر اللہ والوں میں شروع سے رشد و ہدایت کا اظہار ہوتا ہے

ہاں اس کا مطلب نہیں کہ بعض بد انجام لوگوں سے ابتداً امیدیں وابستہ نہیں ہوتیں۔ دنیا کے ہر ایک نیک و بد کے بچپن میں اس کے حوالی موالی خویش واقربا۔ ماں باپ، اس سے نیک امیدیں رکھتے ہیں۔ مگر کیا سب نیک ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بعض نیک اور بعض آخری درجہ کے چھٹے ہوئے بد معاش نکلتے ہیں۔ بعض شریف طبع، بعض بد اخلاق، بعض سعید، بعض شقی، عام کی امیدوں کا تو گویا ذکر۔ آئیے ہم کتب مرزا سے اس کی مثالیں پیش کریں۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب جو مدعی نبوت تھے، جن کا ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون بقول خود تصرف قدرت کے تحت تھا، بعض لوگوں کے بارے میں یہ امید رکھتے تھے:-

(۱) خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ان کے چہرہ پر نیک بختی کے نشان پاتا ہوں (ص ۳۳) حاشیہ ضمیمہ انجام اعظم

(۲) محمد علی صاحب ایم اے پلڈر میں۔ ان کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں الخ (اشہار ۴۴) اکتوبر ۹۹ء تبلیغ رسالت جلد ۸ ص ۶۸

(۳) ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کو اصحاب بدر کی طرح قرار دے کر قین سو تیرہ اصحابیوں میں داخل کیا (ص ۲۳) ضمیمہ انجام اعظم

(۴) میر عباس علی لدھیانوی کے متعلق توہم اتارا کہ اصلہا ثابت ذفر عثمانی الستماء (ص ۲۲۲) ازالہ طلم

قادیانی احمدی دوستو! یہ چاروں شخص جن سے تمہارے بن کی بہت سی عمدہ رائیں اور امیدیں تمہیں حتی پر رہے؟ پہلے دو صاحب تو مدعی نبوت کو دجل کذاب کہتے ہیں ہمدے ہمنوا اور دوسرے صاحب مرزا صاحب برانگی کو تر نہیں جھوٹا قرار دے گئے۔ خلونکہ یہ سب

ایک نئی فتنہ کے مدد و حقفے۔ پھر اگر بعض عوام مسلمانوں نے مرزا صاحب کی ابتداء منافقانہ سعادت سے دھوکہ کھا کر انہیں نیک کہا تو کیا وہ حقیقت نیک ہو جائیں گے۔ واللہ یشہد ان المنفقین کذبون (سورہ منافقون)

تیرمی تکذیب کی شمس و قمر نے

ہوا تیرا خراب انجام مرزا

## مرزائیوں کی پانچویں دلیل!

مرزا صاحب کی دو کتب اعجاز المسیح و اعجاز احمدی کا بے نظیر ہونا

بتایا ہے کہ

**الجواب** | اعجاز المسیح کے متعلق مرزا صاحب نے دعویٰ کیا تھا۔ یہ میں نے ستر دن میں لکھی ہے۔ اور اعجاز احمدی پانچ دن میں اس کا جواب بھی ملے گا۔ ہمارا اس پر اعتراض یہ ہے کہ نہ تو مرزا صاحب نے اعجاز المسیح ستر دن میں تالیف کی تھی اور نہ اعجاز احمدی پانچ دن میں یہ بالکل جھوٹ اور افتراء اور دھوکا ہے۔ بھلا یہ کیا دلیل ہے کہ آپ تو سالہا سال کو امت میں تصائد لکھیں یا کسی سے لکھوائیں۔ مگر حق لقوں سے ستر دن اور ۵ دن کی معاد کے اندر جواب طلب کریں۔ کہا جاتا ہے کہ قصیدہ عجیبہ محمدی مباحثہ مد کے بعد کی تصنیف ہے جیسا کہ اس کے مضمون میں اس مباحثہ کا ذکر ہے۔ اور یہ مباحثہ ۲۹۔۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور قصیدہ ۵ نومبر ۱۹۰۲ء تک تیار ہو گیا تھا (اعجاز احمدی) مولانا محمد رشید کے اس لمحہ سے بھی اگر مرزا صاحب کا یہ بیان سچا سمجھا جائے کہ موصیخ مد سے ۲ نومبر کو ہمارے دوست (مولانا شاد) نے سے شکست کھ کر (ناقل) قادیان میں پہنچے اور ۷ نومبر ۱۹۰۲ء میں



ایک گواہی کے لئے کچہری میں گیا تھا (صفحہ ۸۹ عجائز احمدی) تو بھی ۳۔ نومبر سے ۱۶ نومبر تک ۱۰ دن ہوتے ہیں جن میں سے ایک دن کچہری جانے کا نکال دیں تو ۹ دن باقی رہے۔ پس پانچ دن میں کہنا صریح جھوٹ ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کہن کہ ۸ نومبر کو میں نے لکھنا شروع کیا تھا بے ثبوت بات ہے اور ہم اس میں مرزا صاحب کو سچا نہیں مانتے۔ خیر یہ تو مرزا صاحب کی دروغ گوئی کا ذکر تھا:

تفسیرہ العجاۃ احمدی عربی وار دو بروہ مضامین پر مشتمل ہے عربی اشعار ۵۲۳ میں جن میں سے صرف ۹ شعر ایسے ہیں جن میں مباحثہ مد کا ذکر ہے ان سب میں اگر صرف معمولی سافعلی تغیر نہ مانا جاوے تو انہیں مباحثہ مد کے بعد تصنیف شدہ کہا جاسکتا ہے۔ مگر باقی کے ۴۳ ہم اشعار میں نہ تو اس مباحثہ کا ذکر ہے۔ نہ مولانا ثناء اللہ مخاطب۔ بلکہ ان میں سے پہلے حصہ تو اپنی خود ستائی سے بھرا ہوا ہے اور نہ حصہ مخالفین کو گالی گلوچ ائمہ مطہرین مثل حضرت حسینؑ وغیرہ کی توہین سے پر ہے۔ سہارا بغین ہے کہ یہ سب کے سب اشعار مباحثہ مد کے پہلے سے تیار کئے ہوئے ہیں۔ جن میں بعد کو کچھ اشعار مباحثہ مد کے ساتھ ملا کر دنیا کو دھوکا دیا گیا۔ احمدی دوستوں! بتلاؤ تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ سب شعر بعد مباحثہ لکھے گئے؟ ہمارا یہ اعتراض ایسا ہے جس کی اہمیت خود مرزا صاحب کو مسلم ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

”مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر صرف کتاب عجائز المسیح کی تفسیر طلب کی جائے تو وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیونکر ثابت ہو کہ ستر دن کے اندر یہ تالیف کی گئی ہے۔ اگر وہ یہ جنت پیش کریں کہ یہ دو برس میں بنائی ہے ہمیں بھی دو برس کی مہلت ملے۔ تو مشکل ہوگا کہ ہم صفائی سے ان

کو ستر دن کا ثبوت دے سکیں، (ص ۲۵ اعجاز احمدی)  
 ناظرین کرام! مرزا کی پاگل بک کے مصنف نے دو کتا میں بطور  
 اعجاز پیش کی گئیں۔ جن میں سے ایک کی "ٹانگ" خود مرزا صاحب نے  
 توڑ دی اور دوسری کی کمرہم توڑ دیتے ہیں کہ اعجاز احمدی کا وہ حصہ جس  
 میں مباحثہ کا ذکر نہیں پہلے کی تالیف ہے اور یقیناً ہمارے اس اعتراض  
 کا جواب دینا بشرطیکہ احمدی صاحبان میں حیا ہو۔ بقول مرزا صاحب "مشکل"  
 ہے۔ فہم الحمد۔

## دوسری طرز سے

برادران اعجاز احمدی کے دو حصے ہیں۔ ایک عربی جس کا ذکر ہو  
 چکا، دوسرا اردو جو ۲۹ صفحات کا مضمون ہے۔ مرزا صاحب نے ۲۰  
 دن کی میعاد میں عربی اردو دونوں حصوں کا جواب مانگا ہے وہ بھی اس  
 طرز میں کہ کوئی بات رہ نہ جائے، (ص ۹ اعجاز احمدی) پھر کمال یہ کہ ۲۰  
 دن صرف جواب لکھنے کے لئے نہیں بلکہ لکھ کر اور چھپوا کر مرزا صاحب  
 کے پاس پہنچا دینے کے لئے۔ صاحبان اتنے سے ہی مرزا کی اعجاز نمائی پر  
 مطلع ہو سکتے ہیں۔ بیس روز کی قلیل مدت میں تین چار کام کیسے ہوں۔  
 (۱) تصنیف کتاب مع قصیدہ طویلہ عربیہ (۲) کاتب کی کتابت (۳) مطبعہ کا فعل  
 طباعت (۴) تہ بندہ و سلائی (۵) مرزا صاحب کے پاس پہنچانے کے لئے  
 ڈاک خانہ کے دن جو خود مرزا صاحب نے "تین دن" مانے ہیں (ص ۹  
 اعجاز احمدی)

بھائیو! انصاف کیجئے کہ مرزا صاحب کا یہ مقابلہ مخالف علماء سے  
 تھا یا کہ کاتب اور پریس سے بھی؟ غور کرو کہ اگر ایک مصنف بڑا جلد نویس  
 ہو تو بھی ایک ایسے مضمون کا لکھنا جس میں مخالف کی باتوں کا اور اس کی

پیشگوئیوں وغیرہ کا جواب اسی کی کتابوں کو دیکھ بھال کر دینا ہو پڑے  
سے بڑا پانچ صفحات روزانہ سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ فرض کے طور پر  
دس صفحات روزانہ بھی شمار کریں تو ۹ دن میں کتاب تیار ہوئی۔ اب  
کاتب کی باری آئی۔ بتلائیے وہ ۲۰ x ۲۶ تقطیع کے نوے صفحات کتنے  
دنوں میں لکھے گا؟ بڑا تیز نویس ہو تو بھی فی یوم ۶ صفحات سے زیادہ  
نہ لکھ سکے گا۔ پس ۵ ایوم میں کتاب ختم ہوئی۔ اس کے بعد ابھی پریس  
کا مسئلہ ہاتی ہے۔ تجربہ کار اصحاب جانتے ہیں کہ جلدی سے جلدی  
دیں تو دو ہفتہ تک دیں گے پھر سلائی اور تہ بندی پر کتنے یوم خرچ  
ہوتے ہیں فرمائیے؟ یہ مہینے سوا مہینے کا کام ۲۰ دنوں میں کس طرح ہو  
سکتا ہے یہ بھی ہم نے سرسری طور پر حساب لگایا ہے۔ ورنہ اعجاز احمد کی  
میں عربی قصیدہ کے علاوہ بھی باتوں کا ترتیب وار جواب مانگا گیا ہے۔  
ایک انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ بیس پچیس دن میں طبع کو دنیا  
تو درکنار صرف جواب ہی لکھ سکے۔ ملاحظہ ہوں وہ امور یہ ہیں:-

- (۱) طاہون مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے مطابق آئی یا نہیں؟
- (۲) طاہون ستارہ ذوالسنی علامت مسیح ہے یا نہیں؟
- (۳) اونٹوں کی بیکاری جو علامت مسیح موعود ہے وہ پوری ہو چکی  
یا نہیں؟
- (۴) کسوف خسوف کی روایت صحیح ہے یا موهوع؟
- (۵) بشرق اول مرزا کے وقت جو کسوف و خسوف ہوا وہ اس روایت  
کے مطابق ہے یا نہیں؟
- (۶) بشرق ثانی اس روایت کا موهوع ہونا ثابت کرنا۔
- (۷) پسر مصلح موعود کی پیشگوئی جو مرزا نے کی تھی اس کا رد۔
- (۸) لیکھ رام والی پیشگوئی کا رد۔

۹۰۔ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کا جواب :-

۹۱۔ محمدی بیگم کے نکاح و ولد پیشگوئی کا رد :-

۹۲۔ مرزا صاحب نے جو بیخ مبالغہ علماء کو دیا تھا اس کا جواب :-

۹۳۔ وہابی دقات مسیح جو مرزا نے پیش کیں ان کا جواب :-

۹۴۔ حیات مسیح کا ثبوت :-

۹۵۔ حضرت مسیحؑ پر جو اعتراضات مرزا نے بہ تمسک کتب یہود کے کئے

ان کا جواب :-

۱۵۔ احادیث میں جو تضاد ہے ان میں تطبیق متعلقہ حیات و وفات مسیحؑ

یہ پندرہ مضمون توار و دو حصہ کے قابل جواب لکھے۔ ایسے کئی مسائل

عربی قصیدے میں ہیں۔ یاد رہے کہ ان میں سے بعض مسائل ایسے ہیں

جہاں پر سو سو صفحات لکھنے ضروری ہیں۔ فرمایے ! ایک انسان سے کہا

یہ ممکن ہے ؟ پھر اس پر بھی مرزا صاحب کی جالا کی باقی ہے۔ بغرض محال

کوئی ایسا کر بھی لے تو مرزا صاحب جھوٹے بننے کو تیار نہیں۔ کیونکہ جواب

کے بعد ہسیدوں عذر پیش کئے جاسکتے تھے کہ ہم نے جو دس ہزار روپے

کا عالمی اشتہار جواب دینے کے لئے مقرر کیا ہے وہ یوہنی محض جواب

دینے سے نہیں بل سکتا۔ منصف مقرر کرو۔ پھر منصف کے تقرر میں

اتج پیچ، پھر جواب الجواب کا ڈھکوسلہ۔ غرض یہ سب مرزا صاحب کی

چال بازی ہیں جنہیں ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت مولانا صاحب نے ایک

نزدیک تریس راہ سے مرزا صاحب کو پکڑا۔ چنانچہ آپ نے مولانا

شاہ کو اشتہار دیا کہ :-

آپ پہلے ایک مجلس میں اس قصیدے مجازیہ کو سنیں

جہاں میں بیش کروں صاف کروں۔ تو پھر میرا آپ سے

زبانو بہ زانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا یہ ایک نکتہ ہے

گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں  
 لکھیں اور صحت کو جسے آپ کی صحت کا کوئی علم نہ ہو  
 محدود وقت کا پابند کریں۔ اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے  
 ہیں اور جہد صحت آپ کا منہ ہے اور صحت ہی خدا کا منہ ہے  
 جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں  
 اگر طبع آزمائی نہ کریں بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی

بنائی آڑیوں دیوار کھینچو

نکل دیکھیں ہم تیری شعر خوانی

حرم سرا سے ہی گولہ باری کریں۔ (الہامات مرزا ص ۹۶)

چونکہ مرزا صاحب اپنی کم مائیگی اور بے بقاعدگی کے خوب واقف  
 تھے اس لئے وہ میدان میں نہ نکلے اور گھر میں ہی شور مچاتے رہے۔  
 الغرض مرزا صاحب کا اس قصیدے کے جواب پر قلیل ميعاد مقرر کرنا ہی  
 ان کی اندرونی کمزوری پر دلالت ہے۔ اگر مرزا صاحب کا کلام واقعی اس قدر  
 کا طرفہ سے ہے جس نے قرآن پاک کی مثل لانے پر کوئی ميعاد مقرر نہیں  
 کیا تو مرزا صاحب کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا :

ایسا اس لئے نہیں کیا گیا کہ قرآن (پاک) کی برابری  
 اعتراض نہ ہو۔

جواب [جہاں بنی صلعم کے لئے صرف چاند کا خسوف اور اپنے لئے  
 چاند اور سورج دونوں کا۔ بنی صلعم کے وقت میں اسلام  
 کی سمالت پہلی رات کے چاند کی طرح اور اپنے وقت میں چودھویں رات  
 کے چاند جیسی بتائی ہے وہاں یہ ادب کیوں روا نہ رکھا گیا۔ ہاں اپنے  
 معجزات و کرامات کو جہاں لوگوں کو پھنسانے کے لئے بنی صلعم کا معجزہ قرار  
 دیا ہے وہاں اگر قرآنی برکات سے بے مثل کلام الٰہی یوم القیام کا دعویٰ

کیا ہے۔ اتنا اس سے قرآن اور نبی علیہ السلام کی عزت و در بالا ہو تو باز نہ گھٹے۔  
 بہائی۔ ہاں ہاں جب یہ دعویٰ ہے کہ :-

”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے  
 ہاتھ پر ظاہر ہو گا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہو گا“ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(جلد ۲)

پھر اس جگہ کیوں دیک گئے۔ اچھا اگر قرآن کا اتنا ہی ادب...  
 ... ملحوظ تھا تو کم از کم در چار دس پانچ سال کی مبعاد تو مقرر کر  
 دیتے۔ : سہن دس پانچ ماہ کی ہی کر دیتے۔ جس سے قرآن کا مقابلہ بھی  
 نہ ہوتا اور گو دل پر تہذیب و سوجانا حجت پر ہی ہوتا اصل بات رہی ہے کہ مرزا نے اپنی کفری  
 پر پردہ ڈانے کو ایسی ویسی یہود و مشرکوں میں منہ چھپاتے رہے۔

بیخودی بے سبب نہیں غالب  
 کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

## تفسیری طرز سے ۶

مولانا غنیمت حسین صاحب مونگیری نے اعجازِ احمدی کے  
 جواب میں کتاب الباطل اعجازِ مرزا دوحصوں میں لکھی پہلے حصے میں  
 مرزا صاحب کے اشار کی صرنی، نحوی، عروضی اور ادبی غلطیاں  
 ظاہر کیں اور دوسرے حصے میں چھ سو سے زائد اشعار کا عربی  
 نصیذہ لکھا جو نہایت فصیح و بلیغ ہے اور اغلاط سے پاک۔

دیگی یہ کہ مرزا صاحب نے حضرت مولانا اصغر علی صاحب مدنی  
 سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی گرفت و اعتراضات پر اپنے  
 اغلاط کو خود تسلیم کر لیا کہ میں نہ عربی کا عالم ہوں نہ شاعر ہوں۔

وغیرہ وغیرہ (مخلص تحریک مرزا مندرجہ اخبار المحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء ص ۵) نیز مرزا صاحب کے مقابلے میں قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم پروفیسر عزیزی اور نسل کالج لاہور نے قصیدہ راثنیہ بحواب قصیدہ مرزا لکھا اور وہ نہایت فصیح و بلیغ اور مطابق قواعد عروض و قوافی ہے۔ اور صر فی و نحوی۔ عروضی۔ ادبی اغلاط سے پاک ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے جب اپنا کلام مصرع بھیجا تو وہاں کے ادیبوں نے اس کی دھجیاں اڑا دیں اور اسے پر از اغلاط پاکر لکچر قرار دیا۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنی کتاب الہدی میں اس کی شکایت کرتے ہیں کہ اہل مصر نے خصوصاً مدیر "المنار" نے میرے کلام کی قدر نہیں کی بلکہ بعض مہری جرائم و رسائل نے یہاں تک لکھ دیا کہ مرزا قادیانی کے کلام کے مطالبہ سے دماغی اور ادبی سل و دوق ہو جاتی ہے۔ ان رسائل و جرائم میں "الفتح" پیش پیش ہے۔

## مرزاٹیوں کی چھٹی دلیل

یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم خدا کے دوست ہیں۔ خدا نے کہا اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ مگر انہوں نے نہ کی۔ پس ثابت ہوا کہ جھوٹا موت کی تمنا نہیں کرتا۔ حالانکہ مرزا صاحب نے لکھا کہ اے خدا اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے مار دے مگر خدا نے آپ کو ترقی دی پس ثابت ہوا کہ آپ سچے ہیں۔

الجواب | یہ سچ ہے کہ یہودیوں کو ایسا حکم ہوا تھا مگر اس واقعہ کو عام بنانا کس بنا پر ہے؟ ان کے متعلق تو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ اگر وہ موت مانگیں گے تو خدا انہیں مرہ چکھا ٹیگا۔ مگر یہ وعدہ عام تو نہیں ہے کہ جو شخص بھی اپنے حق میں موت کا عذاب طلب کرے گا وہ اس میں ضرر مند نہ ہو جائیگا۔ قرآن شریف کے اس مقام کو عام قاعدہ قرار دینا یہودیانہ تحریف ہے دیکھیے کفار مکہ نے بھی تو موت مانگی تھی فَاَمِطْنَا جَحَادًا

صِبِّ السَّمَاءِ اِذْ اُنْتَبِذَ اِيَابُ الْيَوْمِ (سورۃ انفال ع)  
 اے خدا ہم پر پتھر برسایا اور ناک عذاب سے آجواب ملا مَا كَانَ اللّٰهُ يُعَذِّبُكُمْ  
 كَاُنْتُمْ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبُكُمْ وَيَسْتَغْفِرُ لَكُمْ خَدَاتِ اِلٰهِي اِنْ لَكُمْ  
 پرجن میں تو موجود ہے یا جو استغفار کرنے والے ہیں عذاب یہ نہیں بھیجے گا۔  
 عذر:-

یہ دعا ابو جہل نے کی تھی۔ جنگ بدر میں قتل ہوا۔ خدا تعالیٰ  
 نے اس جنگ کے متعلق مَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتْ اِلَّا يَمُوكَا  
 ارشاد فرمایا گو یا کفار آسمانی پتھروں سے ہلاک کئے گئے  
 جو آنحضرت کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اس نے ڈبل بدعا  
 کی تھی پہلی کے مطابق وہ آسمانی پتھر کا نشانہ بنا، دوسری  
 کے مطابق متول ہوا اور مخصوص ضد ۳۸ پاکستان بک مرزا فی مطبوعہ

(۱۹۲۲ء)

جواب اللہ تعالیٰ نے تو کفار کی بد دعا پر عذاب کی نفی کی ہے مگر مرزا فی تحریف  
 ملاحظہ ہو کہ کس دھڑلے سے قرآن پاک کی تکذیب پر کمر بستہ ہے استغفر اللہ  
 براور ان جبکہ قرآن پاک شاہد ہے کہ ان کی بد دعا کے جواب میں عذاب  
 نازل کرنے کا وعدہ الہی ہے تو یقیناً ان کی موت اس بد دعا کے تحت نہیں ہو سکتی  
 خود مرزا فی پاکستان بک کا مصنف اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۳-۲۲۸ پر اسی آیت سے  
 استدلال کرتا ہے کہ جب سلطان محمد مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی کا خداوند  
 نے توبہ کر لی سو ہلاکت سے بچ گیا

خدا توبہ کرنے والوں پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ اسی طرح مرزا  
 احمدی بھی اس آیت کا یہی مطلب بتاتے ہیں:-  
 مَا كَانَ مِنْهُ اَنْ يُعَذِّبَكُمْ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
 خدا مرزا نے آیت کو غلط سمجھا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ۱۲-۱۳



مکہ والوں پر غلاب نازل کرے اور تو ان میں ہو۔

(انوار الاسلام ص ۴۴)

مگر جب مرزا ٹی صاحب کو مرزا جی کی نبوت بنانے کی ضرورت ہوئی تو اس مسئلہ ترجمہ سے روگردانی کر کے وعدہ الہی کو غلط ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کر رہا ہے۔

حاصل یہ کہ ہر بد دعا مانگنے والے کی دعا قبول ہو جانے کا قاعدہ نہیں ہے۔ نہو المطلب

## مرزائیوں کی ساتویں دلیل

”قرآن میں ہے کہ ہم نے نوح اور آپ کے ساتھ بیٹھے والوں کو بچالیا۔ اس پچھنے کو بطور صلات نوح، نشان مقرر کیا حضرت مسیح موعود (مرزا) کے زمانہ میں آپ کی پیشگوئی کے مطابق طاعون بڑی حضور نے فرمایا کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے اِنْ اُخِذْتُ مِنْ مَّنْ فِي السَّاءِ اَبَدًا میں ان تمام لوگوں کو جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے طاعون سے محفوظ رکھوں گا خاص کر تیری ذات کو چنانچہ آج تک حضور کے گھر میں کبھی کوئی چڑھا بھی نہیں مرا۔ لہذا آپ کی صداقت ثابت ہے، (ص ۲ پلٹ باء مرزا ٹی)

جواب چار دیواری سے مراد مرزا صاحب کا خشت و خاک کا گھر ہی نہیں بلکہ روحانی چار دیواری ہے ملاحظہ ہو قول مرزا:-

”جو شخص میری تعبیر پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا کے حکم میں یہ وعدہ ہے اِنْ اُخِذْتُ مِنْ مَّنْ فِي السَّاءِ اَبَدًا کشتی نوح میں

نیز مرزا جی نے طاعون کو جہنم کا عذاب لکھا ہے جو صرف کافروں سے مخصوص ہے :-

«عَزَّ وَجَلَّ جَهَنَّمَ يُؤْمِنُ بِالْكَافِرِينَ عَزَّ وَجَلَّ يَسْمَعُ

موجود کے زمانے کا ایک نشان ہے کہ اس دن جہنم پیش کیا جاوے گا x جہنم سے مراد طاعون ہے (بدر ۲۳ جنوری ۱۳۴۴ء)

آئیے اب ہم دیکھیں کہ جس طرح نوحؑ کے جملہ ساتھی ایماندار بچائے گئے تھے اسی طرح یہاں بھی حسب پیشگوئی مرزا، احمدی لوگ طاعون سے محفوظ رہے ؟ اور جس طرح حضرت نوحؑ کے جملہ مخالف غرق کئے گئے اسی طرح یہاں بھی مخالفین مرزا طاعون میں مبتلا ہوئے۔ خدا کا فضل ہے کہ آج جبکہ مرزا کو مرے ۲۶ سال ہو گئے ہیں کہ دروں کی تعداد میں مخالفین مرزا ہزاروں کا سر کھینے کو نندہ ہیں خاص کر اشد ترین مخالف جن کے نام سے مرزا کی روج کا پٹھن تھی۔ مثل حضرت مولانا شاد اللہ صاحب امرتسری و حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی مدظلہم العالی وغیرہ صد ہا علمائے اسلام سلامت یہ کلامت موجود ہیں۔

باقی رہی دوسری شق، سو مرزائیوں پر طاعون آئی اور ایسی آئی کہ مرزا صاحب کا رکن ٹٹھے کہ :-

اے خدا ہماری جماعت سے طاعون کو اٹھا لے۔

(اخبار بدر بہار ۱۳۴۴ء)

یہ پیشگوئی صاف مجبوتی تھی :-

# مرزائیوں کی اٹھویں دلیل

اَلَا بِحِزْبٍ مِّنْهُمْ مَّيْمُونٌ خُذْ مِمَّنْ يَّحِبُّونَ  
بِحِزْبٍ مِّنْهُمْ مَّيْمُونٌ خُذْ مِمَّنْ يَّحِبُّونَ

شیطان کا گروہ ناکام و ناکام رہتا ہے۔ اب اس بات کا فیصلہ  
 کس طرح ہو کہ غالب گروہ کون ہے اور مغلوب گروہ کون؟  
 فرمایا اَفَلَا يَتَذَوَّنَ آثَانَا فِي الْأَرْضِ نَنْقُصُهَا مِنْ  
 أَطْرَافِهَا أَفَلَا تَعْلَمُونَ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین  
 کو چاروں طرف سے کم کرتے چلے آ رہے ہیں اب بھی وہ خیال  
 کرتے ہیں کہ وہ غالب اجماع میں گئے۔ گھریا کافر ایک زمین  
 کی طرح ہیں اور خدا اس کو دن بدن چاروں طرف سے کم  
 کرتا چلا آ رہا ہے۔ پس نیکی جماعت کا دن بدن بڑھتا جاتا ہے  
 غالب اور اسکے مخالفوں کے مغلوب ہونے کی دلیل ہے۔ (ص ۲۸۱)

الجواب | مومنین کے خلیہ دلائل کا ذکر ہے نہ کہ کثرتِ جماعت کا۔ قرآن مجید  
 اشارہ ہے کہ کثرت و ملت معیار صداقت نہیں۔

اسی طرح گروہ شیطان کے خسروانہ سخت کا تذکرہ ہے مَا يَشْتُمُ بِقَوْلِ دُونِهَا الْآيَةِ۔ پوجواند کے سوا جو چاہو اسے نبی کہہ دیجیے  
 گھانا پانے والے دہی میں جو بمبہ اہل و عیال قیامت میں گھانا پائیں۔ ان کا  
 اوڑھنا بچھونا آگ ہے۔ جس سے اللہ ڈرتا ہے۔ اے بندو! ڈر جاؤ  
 (سورہ زمر) آیت تیسری زمین کے کھٹے آنے والی بھی یونہی بے سمجھی سے  
 بخش دی گئی ہے۔ اب تو مشاہدہ میں آچکا ہے کہ فی الواقع زمین کن رو سے  
 کھٹی چلی آ رہی ہے۔ یہی نشانہ آئی ہے ناظرین اس آیت کا سیاق و سباق  
 ملاحظہ کر لیں (سورہ انبیاء) کافر کہتے مَتَى هَذَا الْوَعْدُ يَا قِيَامَتِ  
 کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ خدا فرماتا ہے ہم زمین جیسی ٹھوس مادی چیز کو مٹا  
 دینے چلے آ رہے ہیں پھر نہیں جو خاک کی پیدائش ہو ہمیشہ زندہ رہنے کا  
 کیا گھمنڈ ہے اے نبی اگر کبھی مَشْتَقُ نَفْسًا مِنْ مَقْدَابِ رَبِّكَ  
 يَتَقَرَّنَ يَوْمَئِذٍ نَارًا كُنَّا ظَالِمِينَ۔ ایک جگہ

الہی سے من کو چھو جائے تو یقیناً پکارا ٹھیں کہ بیشک ہم ہی ظالم تھے :-  
 بتائیے اس جگہ کثرتِ قلتِ جماعت کا کیا ذکر ہے۔ فرمنا اس آیت  
 کے وہی تاویلی معنی ہوں جو مرزائی کرتے ہیں۔ تو بھی اس میں جماعت کا  
 بڑھنا دلیل صداقت نہیں گردانا گیا۔ "خدا فرماتا ہے ہم کفر کو مٹاتے تھے  
 میں کیا وہ غالب آجائیں گے" پس اس ترجمہ کی رو سے کبھی کفار کا غلبہ علی الحق  
 بدلائل معقولہ مراد ہے نہ کہ کثرتِ جماعت کا غلبہ۔ کیونکہ کثرت کے لحاظ  
 سے ہمیشہ منکر بن حق زیادہ رہے اور رہیں گے۔ بخلاف اس کے مسلمان  
 اللہ کے فضل و کرم سے قرآن پاک کی براہین باہرہ کی برکت سے ہمیشہ مرزائیوں  
 پر غالب رہے اور رہیں گے۔ اور مرزائی (نابالغ) ہمیشہ مغلوب رہیں گے جیسا کہ  
 انہی کے دلائل سے عیاں ہے کہ انہیں مرزا کی سچائی ثابت کرنے کے لئے  
 نہ صرف قرآن میں تحریف کرنی پڑتی ہے بلکہ خود اپنے نبی اور اپنی دستِ تحویلات  
 کی بھی خلاف ورزی کی ضرورت پڑ رہی ہے۔

برادران! مرزائی صاحبان نے جو آیات پیش کی ہیں۔ ان سے بنی  
 کی جماعت کا دن بدن زیادہ ہوتے جانا دلیل صداقت ثابت نہیں ہوتا۔  
 تاہم جس تسلیم ہے کہ اسلام کی صداقت کی یہ دلیل ہے کہ ایک یتیم و یتیم  
 بے پردہ و عریضہ۔ غریب انسان تنہا سچائی کا پیغام لے کر لاکھوں مخالفوں  
 کے مقابلہ پر کھڑا ہو گیا ہے۔ پھر مخالف بھی وہ خونخوار و رندے جن کی وحشت  
 فریب تر ہے اور پھر پکار کر علی الاعلان کہتا ہے کہ جملہ شیاطین الجن والانس  
 تمہارے جوکر ہیں اور میرے خلاف جو مکر تم سے ہو سکے کر لو۔ تاہم میں ہر مکر  
 کا۔ چوڑوں کا۔ پھلوں کا۔ جس کے لئے خدا نے کی طاقت نہ ہو گی، حالانکہ تم مسلح  
 میں بہت سو۔ تم سزاؤں میں کیلا جوں، تم لاکھوں کے مالک، میں غریب و  
 نادار ہوں۔ تم وحشی چاڑھ کے مانند۔ میں صاحب اخلاق کریم سلیم المرزائی  
 شریف اچھے بے فرائض ہوں۔ باوجود اس کے وہ زمانہ نہیں آئے گا کہ

وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا  
 الفصح حبلى على محمد وبارك وسلم  
 پچھلے نبی چونکہ خاص خاص قوموں کی طرف اور خاص خطوں کے لئے  
 مبعوث ہو کر آئے تھے۔ اس لئے ان کا غالب و مغلوب ہونا دلیل صدق  
 و کذب نہیں تھا۔ چنانچہ احادیث گواہ ہیں کہ بعض نبی قیامت کے دن ایسے  
 آئیں گے جن کے ساتھ صرف ایک ہی امتی ہوگا (بخاری و مسلم در مشکوٰۃ باب  
 التوکل) بخلاف اس کے ہمارے رسول چونکہ کافراناس کے لئے رسول  
 تھے۔ کامل و مکمل شریعت کے مالک حجۃ اللہ علی الارض الی یوم القیامۃ۔ اس  
 لئے آپ کی ترقی آنا فنا ہوئی۔ وہ بھی ایسی کہ خاک سے اٹھ کر عرش افلاک  
 تک پہنچ گئی۔ ہاں وہ جو کل تک محتاجوں کا محتاج تھا آج دنیا جہان لی حکمرانی  
 پر فائز نظر آتا ہے۔ بالآخر اپنے جملہ منافق صدیق کامیاب و بامراد ہو کر اپنے  
 خدا سے جاملے۔ صلی اللہ علیہ وسلم :-

چنانچہ مرزا صاحب بھی لکھتے ہیں :-

”حاصل مطلب یہ کہ قرآن جس قدر نازل ہونا تھا جو چکا اور  
 مستعد لوگوں میں نہایت عجیب اور حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا  
 کر چکا اور تربیت کو کمال تک پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر  
 پورا کر دیا۔ اور یہی دور کن ضروری ہیں۔ جو ایک نبی کے  
 آنے کی علت غائی ہونے میں ہیں۔ اب دیکھو یہ آیت کس  
 قدر زور سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت معلم نے ہرگز اس دنیا  
 سے کوئی نہ کیا جب تک کہ دین اسلام کو تنزیل قرآن اور  
 تکمیل نفوس سے کامل نہ کیا گیا اور یہی ایک خاص علامت  
 ہے منجانب اللہ ہونے کی۔ جو کاذب کو ہرگز نہیں دی جاتی  
 بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی صادق



۱۹۳۱ء میں مردم شماری ہوئی تو صرف ۵۶۰ ہزار اٹکلے (قولِ محمود در الفضل ۲۶ - نومبر ۱۹۳۱ء)

گویا کفر کی زمین دن بدن گھٹ رہی ہے۔ "آہ"۔  
کوئی بھی بات مسیحائیری پوری نہ ہوئی  
نامراد می میں ہوا تیرا آنا جانا

## مرزائیوں کی ناویں دلیل

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَيْتِ ذَا النُّجُيَا \* بنی اس وقت آتا  
ہے جب دنیا میں کفر و ضلالت پھیل جائے۔

جواب :- مرزا صاحب راقم ہیں کہ :-

قرآن کے زمانہ میں ملاوہ فسق و فجور کے عقائد میں بھی  
فتور ہو گیا تھا۔ ہزار ہا لوگ دہریہ تھے۔ ہزار ہا وحی و  
الہام کے منکر تھے اور ہر قسم کی بدکاریاں زمین پر پھیل گئی  
تھیں۔ اور دنیا میں اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ایک سخت  
طوفان برپا تھا (حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ ناقل) اگر کوئی کہے  
کہ فساد اور بد عیندگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو  
کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی بنی کیوں کہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے  
کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا  
اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ انسان لاکھا اللہ  
کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ  
نے مجتہد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا (تور القرآن ص ۸۷)

تحریر مذکورہ بالا زبانی پکار رہی ہے کہ ہمارا زمانہ کسی بنی کی آمد کا حق  
نہیں۔ باقی رہے مجتہد و سوخواند احمدیوں کو مسلم ہے کہ آنحضرت کے بعد

ہر صدی کے سرچڑھتے رہے اور آتے رہیں گے چونکہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت بھی کیا ہے۔ حالانکہ خود ان کو مسلم تھا کہ اس زمانہ میں نبی کی ضرورت نہیں بلکہ مدعی نبوت کا فر ہے (حصہ فیصد آسمانی) اسلئے مرزا صاحب مجدد بھی نہیں ہو سکتے بلکہ بقول خود کافر ہے

ہو اے مدعی کا فیصد اچھا میرے حق میں  
زلیخانے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

## مرزائیوں کی دسویں دلیل

جو خدا پر مجبوت باندھے خدا اس کو کامیاب نہیں کرتا۔  
[جواب] ہم دلیل دوم کے جواب میں آیات قرآن ثابت کر آئے ہیں کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ مقرر یوں کو ڈھیل دیتا ہے اور انہیں دنیوی فوائد سے بہرہ مند کرتا ہے یا سوا اس کے مرزا اپنے مقاصد میں نامراد رہا ہے

## مرزائیوں کی گیارھویں دلیل

مسوا انبیاء کے کوئی غیب پر بکثرت مطلع نہیں کیا جاتا مرزا صاحب نے لاکھوں پیشگوئیاں کیں جو پوری ہوئیں :-  
[جواب] مرزا صاحب کے الہامات غمو نا خواب اور کشوفات ہیں اور مرزا صاحب خود فرماتے ہیں :-

بعض ناسق مادم ناجر۔ ثانی غیر متدیس۔ چور حرام خور خدا  
کے احکام کے خلاف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں  
کہیں کو کہیں کسی سچی خوابیں آتی ہیں حصہ حقیقہ الوہی  
الہاموں کے متعلق مرزا صاحب کہتے ہیں :-

وہ کاہن جو عرب میں آنحضرتؐ کے پہلے بکثرت تھے۔ ان



لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہونے لگے۔ ان کی بعض پیشگوئیاں  
سچی بھی ہوتی تھیں، ضرورۃ الامام،

پیشگوئیوں کے متعلق کہنے کو تو کہا ہے کہ مرزا کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں مگر افسوس کہ پیش کرتے وقت ایک بھی نہ کر سکے جسے پیشگوئی کہا جائے بلکہ چند گول مول بے سرو پا اقوال وہ بھی صرف ۲۵ کے قریب دھونڈ کر اکٹھے کئے ہیں جن کا منبر و بار جواب ملاحظہ ہو:-

مرزا صاحب کی پیش گوئیاں ۴۶

نمبر ۱۰: مثلاً سعد اللہ دھیا نوی کے ابتر ہونے کی پیشگوئی۔

الجواب [لفظ ابتر کے کئی معانی ہو سکتے ہیں دل ابتر بمعنی مفلس (ص ۲۴) تتمہ حقیقۃ الوحی (۲) ناکام، زیاں کار، نامراد (ص ۱۱) تتمہ ح - وحی (۳) بے برکت (ص ۲۵) اعجاز احمدی (۴) پوتے سے آگے اولاد نہ چلے تو بھی ابتر (ص ۱۱) تتمہ حقیقۃ الوحی ان معانی کے ہوتے ہوئے شاید ہی کوئی خوش نصیب ایسا ہو گا جو ابتر نہ بن سکے۔ دیکھیے خود مرزا صاحب بوجہ نامراد کے ابتر ہوئے اور بے برکتی تو ان کی مشہور ہے بھلا اگر ابتر کے یہی معنی تھے کہ سعد اللہ کے والد ازل و نہ ہو گئی یا موجودہ اولاد سے آگے نسل نہ چلے گی تو کیوں مرزا جی نے مولوی نجی الدین صاحب (ولد اکبر مولانا حافظ صاحب لکھنوی) مصنف تفسیر محمدی) کو ابتر لکھا (ص ۲۵) حقیقۃ الوحی) حالانکہ اللہ کے فضل سے ان کی اولاد و اولاد موجود ہے۔

اسی طرح حضرت المکرم مولانا سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو ابتر لکھا (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۷) حالانکہ ان کے بھی پوتے درپوتے موجود ہیں۔ ایسا ہی اور بھی کئی ایک صاحب اولاد بزرگوں کو ابتر لکھا۔

(صفحہ ۲۳۲ تہہ ح)

مولوی سعد اللہ مرحوم کے متعلق مرزا نے الہام ابتر ۱۸۹۲ء میں وضع کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ص ۱۲۰ اشتہار انعامی تین ہزار مگر چونکہ لفظ ابتر کے کوئی معنی ہو سکتے تھے اس لئے مرزا صاحب نے ہوشیار می سے اس جگہ کوئی معنی نہ لکھے بلکہ عربی الہام کا اردو ترجمہ بھی نہ کیا۔ پھر جب اس الہام پر قریباً تیرہ سال گزر گئے تو ۱۹۰۶ء میں :-

”معتبر فرائع سے یہ معلوم کر کے کہ سعد اللہ کا بیٹا محنت ہے“

(ٹریکیٹ خواجہ کمال الدین بجواب موقوف نامہ ثنائی ص ۱۸)

حقیقتہً الوحی میں لکھ دیا کہ سعد اللہ کے ہاں اولاد نہ ہوگی (حاشیہ

صفحہ ۲۴۲)

بھائیو! یہ ہے وہ پیشگوئی جسے بڑے طمطراق سے احمدی برگ بار بار پیش کیا کرتے ہیں۔ آہ! سچ ہے! اِذَا لَمْ تَسْتَحْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ براہِ دلان! چونکہ اس مضمون میں مرزائی پکٹ بک کے مصنف کی پیش کردہ پیشگوئیاں سب کی سب اسی قسم کی پیرا پیرا پھریوں سے ملی ہیں اس لئے مناسب ہے کہ پہلے ہم تحریر مرزا سے دکھائیں کہ پیشگوئی کس قسم کی ہونی چاہیئے جو دلیل بن سکے۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

(۱) - پیشگوئی سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کیلئے

بھروسہ دین کے کام آسکے۔ لیکن جب ایک پیشگوئی خود

دین کی محتاج ہے تو کس کام کی پیشگوئی میں تردد اسر

پیش کرنے چاہیئے جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے

(صفحہ ۱۲۱ تحفہ نور و اقل ص ۲۵)

(۲) - ہر ایک پیشگوئی میں دیکھا ہے کہ x x x جب پیشگوئی

شاخ کی گئی x تو کیا اس کے مضمون میں کوئی خات

عادت بیان عقابو انسانی اٹکوں کے دائرہ سے بالاتر  
خیال کیا جاتا یا ایسا بیان تھا کہ ایک عقلمند علم ہیئت  
یا طبعی (یا طبی یا قانونی ناقل) سے مدد لے کر یا کسی اور  
طریقہ سے بیان کر سکتا ہے۔

(تزیاق ص ۱۱۵ ط ۲)

ممبر ۲۔ "کرم الدین جہلمی والے مقدمہ سے بریت اور اس  
کا مفصل حال پہلے سے شائع کیا (مواہب الرحمن ص ۱۲۹)  
"یہ مقدمہ چند دلال اور آتما رام کی کچہری میں چلتا رہا  
اسوکار حضرت بری ہوئے" (مرزائی پاکٹ بک ص ۲۸۳)

**الجواب** [یہ پیشگوئی اگر ہے تو مرزا صاحب کے قانونی و کلام کی ہے  
مرزا صاحب کی نہیں۔ تفصیل سنئے:-]

مرزا صاحب کے مخالفوں میں ایک صاحب مولوی محمد حسن فیضی  
ساکن جہلم بھی تھے جنہوں نے اپنی علمی قابلیت سے مرزا کا قافیہ تنگ اور  
ناطقہ بند کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء میں جبکہ مرزا صاحب سیالکوٹ میں  
وارد تھے، موصوف نے ایک عربی قصیدہ بے نقطہ منظومہ خود مرزا کے  
سامنے پیش کیا کہ آپ بڑی قابلیت کے مدعی ہیں اس قصیدہ کو مجلس  
میں پڑھ کر سنا دو اور اس کا ترجمہ کر دو۔ چونکہ مرزا صاحب خیر سے  
رسمی باتوں ہی سے واقف تھے اس لئے قہریت الکی کی کفایت بن کر  
رہ گئے۔ مولوی صاحب مذکور نے وہ قصیدہ رسالہ انجمن نہمانہ  
لاہور ماہ فروری ۱۸۹۹ء میں نیز سراج الاخبار جہلم ۹ مئی ۱۸۹۹ء میں  
شائع کر دیا اور مرزا صاحب کی لاجوابی کا بھی اظہار کیا۔ اسی طرح  
مولوی صاحب نے کئی دفعہ مرزا صاحب کو دعوت مقابلہ دی (ملاحظہ  
ہو سراج الاخبار ۱۳۔ اگست ۱۸۹۹ء وغیرہ) مگر مرزا صاحب مقابلہ

میں نہ نکلے۔ خدا کی قدرت ہے کہ مولوی صاحب الکتوبر ۱۹۰۱ء کو وفات پانگئے۔ پھر کیا تھا مرزا صاحب نے ان کی وفات کو معجزہ ظاہر کیا۔ اور اپنی تعصبات میں حسبِ عادت قدیم ان کو خوب خوب گلیاں دیں۔ جس سے مشتعل ہو کر فیضی مرحوم کے غمزا و بھائی مولوی کرم الدین صاحب بھیجیں۔ مرزا صاحب کو نوکس دیا کہ آپ پر مقدمہ کیا جائے گا؟

مرزا صاحب نے پہل کر کے اپنے ایک مرید حکیم فضل دین سے مولوی کرم دین پر مقدمہ زیر دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند دائر کر دیا۔ اس کے بعد مولوی کرم الدین صاحب نے جہلم میں رائے سنار چند صاحب کی عدالت میں مرزا صاحب پر مرحوم کی توہین کا مقدمہ قائم کیا جس میں مرزا صاحب سے بذریعہ وارانٹ ضمانتی ایک سزار روپیہ طلب ہوئے۔ پیشگوئی نمبر ۳ بابت موت ڈوئی کی کہ اگر مبالغہ کرے یا نہ کرے تب بھی اس کو اللہ ہلاک کر دے گا (صفحہ ۳۸)

الجواب اس کو پیشگوئی کہتا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ اس طرح ہلاک ہو گا۔ خلیفہ تادیاتی ہلاک ہو گا بلکہ کل مرزا کی مرجائیں گے اور دوزخ میں پڑیں گے۔ کیا کوئی دانا اس کا نام پیشگوئی رکھے گا؟ تاریخین مرزا تب تھا کہ مرزا صاحب اس کی ہلاکت کی میعاد اور تاریخ بتاتے پھر اگر وہ اس کے مطابق مرجاتا۔ تو ہم صاف مان لیتے کہ:-

”شیطانی الہام حق ہے اور شیطانی الہام ہوا اگر تلبہ“  
(مذاہرت الامام مصنف مرزا)

پیشگوئی نمبر ۴ [طاہون سے گھر محفوظ رہے گا] (صفحہ ۲۸)  
پاکٹ بک مرزا کی بحوالہ ص ۲۱۹ حقیقت الوحی

**جواب** [حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۹ پر کشتی نوح کا حوالہ دیا ہے اور کشتی نوح میں گھر سے مراد جملہ مرید بتائے ہیں سو ہم ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا کے مرید طاعون سے مرے۔ پس یہ پیش گوئی غلط نکلی۔  
دیکھو دلیل نمبر ۷ کا جواب]

**پیشگوئی نمبر ۵** [عبدالرحیم بن نواب محمد علی خاں کے حق میں " (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۹)

**جواب** [جن دنوں وہ بیمار تھا۔ مرزا صاحب نے اس کی صحت و موت پر وہ پہلو ہاتھ میں رکھے تھے جب اسے آرام آنا شروع ہو گیا اور وہ تندرست ہو گیا تو کہہ دیا کہ پہلے اس کی نسبت دعا کی غی خدا کی طرف سے یا لوس کن جواب ملا۔ مگر بعد میں مجھے اس کی شفاعت کی اجازت مل گئی تھی چنانچہ وہ اسی وجہ سے راضی ہوا ہے (تفصیل ملاحظہ ہوا اخبار البدر جلد ۲ ص ۴۷ و ص ۲۱۹ حقیقۃ الوحی)

پس یہ سب بعد از صحت گھڑی گئی ہیں جو قابل قبول نہیں بلکہ اللہ مرزا صاحب کے مغالطہ باز ہونے کی دلیل ہے۔  
"پیشگوئی میں وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو دنیا کھلے کھلے طور پر دیکھ سکے" (تحفہ گورنر ص ۱۲۳ تا ۱۲۵)

**پیشگوئی نمبر ۴** [دافع البلاء میں چراغ دین جوئی کے طاعون سے ہلاک ہونے کی پیشگوئی ہے۔ سودہ بے بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

**جواب** [یہ قطعاً دروغ بے فروغ ہے دافع البلاء میں اس کا طاعون سے مرزا ہرگز نہیں لکھا ہے۔ البتہ یہ گیدڑ بھبکیاں دی ہیں کہ:-

"میں فنا کر دوں گا، غارت کر دوں گا، غضب نازل کر دوں گا" (ص ۲۷)

طبشری جلد ۲)

سوائسی ویسی بے تعین پاور ہوا باتیں بیسیوں بھنگی اور چرسہ تکیوں  
میں بیٹھے کیا کرتے ہیں جنہیں کوئی عقلمند شائستہ اعتقاد نہیں جانتا بلکہ  
دیوانے کی بڑ سمجھتا ہے۔ بقول مرزا ایسی ویسی پیشگوئیاں کچھ نہیں :-  
پیشگوئی نمبر ۱ [مُخَلَّتْ دَمَقَاتُهَا يَوْمَ ۱۹۰۵ء  
کو کانچوہ والے زلزلے سے واقع ہوا :-

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو جو زلزلہ آیا وہ ایسا ہولناک قیامت  
جواب [خیز تھا کہ پنجاب کے رہنے والے آج بھی اس کی یاد سے  
کانپ اٹھتے ہیں۔ بخلاف اس کے اس زلزلہ کے وقوع کے لئے جو  
اہام پیش کئے گئے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ زلزلہ کا دھکم مرزائی صاحب  
نے اس کے لفظ جو اسے بالکل معمولی واقعات ہر کرتے ہیں پورے نہیں لکھے  
ملاحظہ ہوں وہ یہ ہیں :-

”رودیا میں دیکھا کوئی کہتا ہے زلزلہ کا دھکم، مگر میں نے  
کوئی زلزلہ محسوس نہیں کیا۔ نہ دیوار نہ مکان ہلتا تھا بعد میں  
اہام ہوا ان شاء اللہ لَا يَضُرُّكَ اللَّهُ تَعَالَى ضَرَرٌ نَحْنُ  
(۱) طبشری جلد ۲) (رسالہ مکاشفات ص ۲۴)

جانتے بالائیں اگر ایک طرف بتایمیں وقت و تخصیص مدت و تحدید  
تحدید راولوں کی طرح زلزلہ کی خبر دو بھی اس طرح کہ نہ معلوم سابقہ زلزلہ کی  
صحیت ہے یا اٹھہ کی پیشگوئی، وی ہے تو دوسری طرف ساتھ ہی کہہ دیا  
کہ یہ ایک معمولی زلزلہ ہے جس سے کوئی ضرر و نقصان حتیٰ کہ اس کا اثر،  
عملات پر محسوس ہی نہیں ہوتا پس اسے اس قیامت خیز زلزلہ اور ہولناک

نہ چیتوں سے یا بعد ہی بعد کے معلقہ کا ابتدائی مصرع ہے !

واقعہ کی پیشگوئی بنانا ڈھٹائی ہے۔ ماسوا اس کے یہ الہام ۱۹۰۳ء کا ہے  
پس اگر کوئی زلزلہ اسی زمانہ میں آجاتا تو البتہ کہہ سکتے تھے کہ :-

”اس در ماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی زلزلے  
آئیں گے (زلزلہ کا دھک) x پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں  
نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی (نبوت) کی دلیل ٹھہرائیں x کیا  
ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟ (ضمیمہ انجام آختم حاشیہ صفحہ مصنفہ مرزا)  
مگر اب تو وہی بات ہے کہ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن د

دوسرا الہام جو پیش کیا ہے وہ اس سے بھی پرہیز ہے جس میں  
زلزلہ وغیرہ تک کا نام نہیں۔ صرف یہی لفظ بہ صیغہ ماضی ہیں کہ ”مٹ گئے  
رہائشی اور عارضی مکان و مقام“ پھر لطف یہ کہ مرزا صاحب نے اس الہام  
کو سناتے وقت اس کا اردو ترجمہ بھی نہیں کیا تاکہ آگے چل کر پھنس نہ  
جائیں مگر اپنے حلقہ احباب میں کہہ رکھا تھا کہ اس الہام میں طاعون کا ذکر  
ہے چنانچہ جس پرچہ الحکم میں یہ الہام شائع کرایا اس میں لکھا ہے ”متعلقہ  
طاعون“ (اخبار الحکم ۳۱ مئی ۱۸۸۷ء)

اب بظاہر اس سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ گزشتہ طاعون کی تباہی  
کا تذکرہ ہے اور اسی لئے مرزا صاحب نے نہ اس کا ترجمہ کیا نہ کچھ مزید تفسیر  
مطلب ان کا یہ تھا کہ اگر آج سے بعد مثل سابق طاعون کا کبھی زور ہو تو کہہ  
دیں گے کہ پہلے سے ہم نے الہام کر رکھا تھا دیکھو وہ کیسا سچا نکلا۔ اور  
اگر امن رہا تو بھی کچھ ہرج نہیں۔ کیونکہ الہام بہ صیغہ ماضی ہے اور تو کھیلے  
برسوں میں طاعون زور شور سے پڑ چکی ہے۔ مگر خدا کو کچھ اور منظور تھا  
اس کے چند ہی ماہ بعد پھر پنجاب میں طاعون کا زور ہوا اور مرزا صاحب

لے یہ الفاظ مرزا صاحب نے انجیل کی زلزلہ دالی پیشگوئیوں کے حق میں  
لکھے ہیں جو وہ بھی اسی طرح بے تعین وقت ہیں ۱۲ منہ۔

نے بڑے طمطراق سے بکمال شان غیب دانی لکھا:-  
 "کسوف خسوف کے ساتھ قرآن شریف میں آیتیں المَکْرَمِ  
 آیا جس سے یہی مراد ہے کہ طاعون اس کثرت سے ہوگی  
 کہ کوئی پناہ کی جگہ نہ رہے گی میرے الہام عَقَبَتِ الدَّيَّارُ  
 مَحَلِّهَا مَعْقَاتُهَا کے یہی معنی ہیں"

(اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۳۳۸ء)

مگر آہ! کس قدر افسوس۔ حیرت بلکہ شرم سے ڈوب مرنے کا  
 مقام ہے کہ جب اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں زلزلہ عظیمہ آیا تو مرزا صاحب  
 نے محبت سے اس الہام کو زلزلہ پر لگا دیا:

ناظرین کرام! یہ ہے حقیقت ان پیشگوئیوں کی جو مصنف مرزائی  
 پاکٹ بک مرزا کی نبوت پر بطور دلیل پیش کر رہا ہے:

پیشگوئی نمبر ۸ [کی بات پوری ہوئی] چنانچہ ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کو وہ  
 زلزلہ آیا (ص ۳۸۴ مرزائی پاکٹ بک)

الجواب [یہ پیشگوئی مرزا صاحب کی صاف غلط نکلی ہے جیسا کہ ہم مرزا  
 صاحب کی غلط پیشگوئیوں کے ضمن انیسویں نمبر پر اس پیشگوئی  
 کا باطل ہونا بوضاحت ثابت کر آئے ہیں۔ دیکھو ص ۳۸۴ تا ص ۳۸۵ پاکٹ بک  
 بند]

پیشگوئی نمبر ۹ [ہندت دیانت کی موت کی پیشگوئی جس کا گواہ  
 لاہ شرم پت ہے۔ چنانچہ دیانت مرگ گیا]

الجواب [یہ سفید جھوٹ ہے اور دروغ بے فروغ، سچے ہوتو مرزا  
 صاحب کسی تحریر سے جو دیانت کی وفات سے قبل شائع کی گئی  
 ہو اس کا ثبوت پیش کر دلائل شریعت کا نام بھی بونہی جھوٹ لیا ہے اس نے]



مرزائی پیشگوئیوں کی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب کی ہے۔ دیکھو کلیات  
پنڈت لیکھ رام اور تکذیب براہین احمدیہ :

پیشگوئی نمبر ۱۱ [براہین احمدیہ میں مولوی عبداللطیف کی شہادت کی  
پیشگوئی کی سیوا ایسا ہی ظہور میں آیا :

جواب [یہ بھی کذب ہے۔ براہین میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ ایک الہام  
گول مول جو موم کی ناک کی طرح ہر طرف پھیرا جائے۔ یہ تھا  
کہ "دو بکریاں ذبح ہوں گی" (ص ۱۱۵) اس کے سترہ سال بعد کہا کہ  
ان دو بکریوں سے مراد آسمانی منکو حر کا خاوند اور والد سے (ضمیمہ  
انجام آئیم ص ۱۱۵) مگر جب یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو تذکرۃ الشہادتین میں  
لکھ دیا کہ اس سے مراد مولوی عبداللطیف و عبدالرحمن تھے :

پیشگوئی نمبر ۱۱ [لیکھ رام کی موت کی پیش گوئی بہت ہی واضح طور  
پر بیان فرمائی :

الجواب [یہ پیشگوئی صاف جھوٹی نکلی۔ تفصیل ملاحظہ ہو :-

پنڈت لیکھ رام آریوں میں ایک سرکردہ شخص تھا۔ جب  
مرزا نے براہین احمدیہ ہاشتمہ النامی دس ہزار روپیہ شائع کی تو پنڈت  
مذکور نے اس کے جواب میں کتاب "تکذیب براہین احمدیہ" لکھی جس میں  
مرزا صاحب کی درگت بنائی۔ جس پر مرزا صاحب کو بڑا غصہ آیا۔ دوسرا  
حملہ مرزا صاحب پر لیکھ رام نے یہ کہ ایک اور کتاب "نسخہ خطبہ احمدیہ"  
میں مرزا کی خاطر تواضع کی۔ اب تو مرزا جی اور بھی گرم ہوئے۔ اسی گرمی میں  
اسے الہامی نشان دکھانے کو قادیان میں آنے کی دعوت دی۔ ادھر پہنچا  
دو برتھی۔ وہ اندھی اور بٹولے کی طرح آیا اور آتے ہی مرزا صاحب پر چھا گیا  
لٹکا رہا کہ آؤ نکلو میدان میں۔ مگر مرزا صاحب کو اپنا علمی بول معلوم تھا۔ ادھر  
ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کیا بلا آخر اس کے تنگ کرنے پر نشان دکھانے کا

وعدہ کیا ہے

دو ماہ بعد مرزا جی نے بذریعہ اشتہار یہ چال چلی کہ اس کو ڈرانے  
دھمکانے کی غرض سے لکھا کہ :-

”اگر تم کو پیشگوئی کے ظاہر کرنے سے رنج پہنچے تو اس کو ظاہر  
نہ کیا جائے“ (ص ۱۹ استغناء)

مگر وہ کچھ ایسا کوہ و قار مستقل مزاج تھا کہ اس نے لکھا :-  
”میں آپ کی پیشگوئیوں کو واسیات سمجھتا ہوں جو چاہو شائع  
کردا اجازت ہے“ (ص ۱۹ استغناء)

”مگر میعاد مقرر ہوئی چاہیئے“ (ص ۱۹ نزول المسیح مصنفہ مرزا)

اس جرأت اور دلیری کو دیکھ کر مرزا تادیبانی کے چھلکے چھوٹ گئے

..... اور کچھ ایسا رعب چھایا کہ متواتر سال تک چپ سادھے رہے

مطلب یہ تھا کہ شاید اتفاق وقت سے کوئی واقعہ عجیب دنیا میں ظاہر  
ہو جائے یا خود لیکھرام ہی پر گردشِ نلک کا وار ہو جائے تو ہم اسی کو  
اپنی کرامت بنا کر دنیا کو دھوکا دیں۔

مگر جب کچھ نہ ہوا تو لیکھرام کے مؤلفات اور مریدوں کے  
اصرار و تکرار سے گھبرا کر آپ نے ۷۰ فروری ۱۹۰۳ء کو زبان کھولی :-

”لیکھرام نے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری

نسبت جو چاہے شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت

بجائے اشارہ اسی شاعرانہ خط کی طرف ہے، سو اس

کی نسبت جتنی جی چاہے تمہارا ہونا کہ عجل جلد خط

مے نخب و عنایت چنی یک بے جان کو سد ہے جس کے

خبر مگر وہ آواز نکلے ہی ہے اس کے لئے ان گستاخیوں اور

جن جنیم کے غوغاؤں میں صبر و صفا ہے جو فرد کو مگر

رہیگا۔ اس الہام کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۹۳۲ء ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے (لئے) توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۹۳۲ء چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا x اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو ا جو معمولی تکلیفوں سے نہ والا اور خارق عادت اور اپنے اندر ہیبت الہی رکھتا ہو تو میں خدا کی طرف سے نہیں (اشتہا) ۲۰ فروری ۱۹۳۲ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۵۵ منقول از نزول المسیح (۱۹۳۲ء)

اس سے صاف واضح ہے کہ لیکھرام پر ایسا خارق عادت عذاب نازل ہوگا جو اپنی نثری وضع سے ایک نشان کہلا سکے مگر ایسا ہوا؟ ہرگز نہیں بجائے اس کے کہ اسے آسمانی نشان دکھایا جاتا ہے مرزا صاحب کے معلم نے کسی شیطان کے ذریعہ اس کا خون کلا دیا۔ وہ بھی کسی نرے ڈھنگ یا انوکھے رنگ یا خارق عادت تیر و تنگ سے نہیں۔ معمولی شہدوں کے طور پر کہ ایک شخص منافق بن کر لیکھرام کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ عرصہ تک اس کی خدمت کرتا رہا ایک موقع پر جبکہ لیکھرام اکیلا تھا اور وہ ظالم بد معاش بھی پاس تھا۔ اس نے اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی اور بزدل بھاگ گیا۔ الغرض یہ پیشگوئی موت نہ تھی۔ خارق عادت عذاب کی تھی۔ بفرق محال مان بھی لیا جائے کہ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی تھی تو بھی یہ موت ایسے طریق سے واقع ہونی چاہیے تھی جسے خارق عادت کہا جائے۔ خارق عادت کی تعریف خود مرزا نے یہ کی ہے:-

(۱) "جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں" (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱۹۲۳ء)

(۲) خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں جس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔  
(ص ۱۹۶ حقیقۃ الوحی)

چونکہ اس طرح کے قتل دنیا میں ہزاروں ہوتے رہتے ہیں اسلئے:-  
"ظاہر ہے کہ کسی امر کی نظیر پیدا ہونے سے وہ امر بینظیر نہیں  
کہلا سکتا" (ص ۹۹) بڑا تحفہ گوارا ہے

پس یہ پیشگوئی مرزا کی ہر طرح سے جھوٹی - غلط - باطل - دروغ -  
کذب ثابت ہوئی۔ فَلَکُمُ الْخَمْدُ

پیشگوئی نمبر ۱۲ | مرزا صاحب نے کہا تھا کہ مجھے الہام ہوا کہ دو دروہ  
سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔

الجواب | کہتے ہیں کہ کسی فریبی شخص نے مشہور کر دیا تھا کہ مجھے خدا نے  
الہام کیا کہ عنقریب تجھ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے گا۔ اور  
ساتھ ہی اس نے اپنے مریدوں میں یہ مسئلہ بیان کر دیا کہ شراب  
حلال ہے اور ماں سے نکاح جائز ہے جب علماء کو معلوم ہوا تو  
انہوں نے اس پر فتویٰ کفر لگا دیا۔ اب تو وہ صاحب اور اس کے چیلے  
چانٹے لگے بغلیں بجانے کہ دیکھو جی! ہماری پیشگوئی کیسی سچی نکلی  
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

ٹھیک ایسا ہی مرزا صاحب کا حال ہے کہ ایسے ایسے الہاموں کے  
ساتھ عجیب و غریب دعاوی کی بھرمار کر دی۔ اب کوئی شخص  
مرید ہو کر نہ سہی صرف یہ دیکھنے کو جائے کہ یہ کون خال و  
مضل ہستی، گمراہ انسان، "مراقی" شخص ہے تو بھی مرزا صاحب  
کی پیشگوئی درست ہے۔ اور اگر کوئی سمجھانے بھانے کو  
جائے تو بھی :-

ماسوا اس کے اس پیشگوئی کے وقت مرزا صاحب بوجہ اشتہار بازی کے کافی مشہور بھی ہو چکے تھے۔ اس لئے یہ پیشگوئی ایسی نہیں جسے کوئی اہمیت دی جائے۔

**پیشگوئی نمبر ۱۳** [سر الخلافت صفحہ ۶۲ پر مع لفوں پر طاعون پڑنے کے لئے دعا کی سوطاعون پھیل گئی۔]

**الجواب** [سر الخلافت صفحہ ۶۲ پر طاعون کا ذکر نہیں صرف رجز کا لفظ ہے اور رجز کے خود مرزا صاحب نے کئی ایک معنی کئے ہیں مجملہ ان کے ایک معنی از روئے لغت عرب یہ کئے ہیں کہ:-

”رجز لغت عرب میں ان کاموں کو کہتے ہیں جن کا نتیجہ عذاب ہو“

(ایام الصلح اردو ص ۹۳)

گویا مرزا صاحب کے مخالف نیک اور پاک تھے اور باوجود مرزا کو کاذب و جال کہنے کے بھی مستحق عذاب نہیں تھے۔ تب مرزا نے بقول شما، سر الخلافت میں بد دعا کی کہ خدایا ان پر رجز نازل کر یعنی انہیں بد اعمالیوں میں گرفتار کر جن کی وجہ سے وہ لائق عذاب ہو جائیں۔

ناظرین کرام! بغور فرمائیں کہ جب لوگ مرزا کو کافر وغیرہ کہنے میں اور طرح طرح کی شوخی و تکذیب کے ہوتے ہوئے مستحق عذاب نہیں تھے تو پھر انہیں نابالغ عذاب ٹھہرانے کو مرزا کی دعا کیا اثر رکھ سکتی ہے کیا کافروں کی دعائیں ان کی نبوت کی دلیل ہوتی ہیں؟ وَمَا ذُكِّرُوا بِهَا إِلَّا فِي ضَلَالٍ دُنْيَا جِب سے شروع ہوئی ہے تب سے ہی حسب موسم و وقت و حسب اعمال لوگوں کے ان پر دہائیں (طاعون، سیغمہ، بلیریا وغیرہ) وارد و نازل ہوتی رہی ہیں اب رجز کے معنی محض طاعون بیان کرنا بھی کیا دلیل ہے کہ اس بد دعا مرزا کے آٹھ سال بعد جو مالک پنجاب میں طاعون پھوٹی تھی وہ مرزا کی کرامت ہے۔ کیا دنیا میں طاعون اس سے پہلے نہیں آئی۔

تھی یا مرزا کے مرنے کے بعد آج تک کبھی نہیں آئی یا آئندہ نہیں آئے گی؟  
ہاں اگر یہ طاعون مرزا کی بد دعا کا اثر تھا اور یہ محض مخالفین کے لئے عذاب  
تھا جیسا کہ مرزا بھی کہتا ہے :-

”طاعون کا عذاب ظالموں اور فاسقوں کے لئے ہے۔“

(تفسیر خزینۃ العرنان جلد ۱ ص ۱۳۱)

تو پھر مرزا کے مانتے والے کیوں اس میں گرفتار ہو گئے؟ مرزا  
کی بات ہے، بقول مرزائیوں کے مرزا نے مخالفین کیلئے طاعون کی دعا کی،  
مگر جب وہ آئی اور اس نے بھوکے شیر کی طرح مرزائیوں کو کھانا شروع  
کیا تو مرزا صاحب کلمے چٹخنے چلائے کہ :-

”میں دعا مانگتا ہوں کہ خدا ہماری جماعت سے اس طاعون

کو اٹھالے“ (بدر ۴، مئی ۱۸۵۷ء)

مخفق یہ کہ کر ڈرنا مخالفین پر بد دعا کرنا وہ بھی کسی مخصوص مرض سے  
نہیں ذرا معنی لفظ رجز سے اور ساتھ ہی ”یا کسی دوسری موت ہے ہلاک  
کر یا کوئی اور موٹا خذہ کر“ (ص ۱۵۶ نزول المسیح) کے سے ویسح القاط  
میں پیش کرنا کوئی دلیل نہیں بقول حکیم نور الدین خلیفہ اول :-

”کل مورز لزلے اور وبا کا واقع ہونا نیچر کی ایسی عام

میں سے ہے کہ اس کی نسبت کسی ایک بلا کا بلا تعین

وقت اور گول مول پیشگوئی کرنا کبھی غلط نہیں جانا جا

سکتا مفصل الخطاب مصنفہ حکیم نور الدین صاحب

حلیۃ تلامذہ

کہ صبح مرزا صاحب ملکتے ہیں کہ :-

پس اس صبح سرزمینی حضرت مسیح علیہ السلام معاودہ

تھی کہ یہ سچوئیں کی تھیں یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے

لڑائیاں ہونگی۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے؟ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا؟ (ص ۹۷ ضمیمہ انجامِ آختم)

مرزا یوں کیا ہم اپنی الفاظ کو الٹ کر کہہ سکتے ہیں کہ اس مرزا قادیانی کی بددعا میں کیا تجھیں؟ یہی کہ گول مول اور ذمہ معنی الفاظ میں وہاؤں کی ڈنگ مارنا اور بلا تعین وقت زلزل کی پیشگوئیاں جڑنا وہ بھی اس رنگ میں کہ "مجھے معلوم نہیں کہ زلزلہ کے کیا معنی ہیں؟" (ص ۹۷ ضمیمہ نصرۃ الحق)

ہاں ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب نے جب اس بلا تعین وقت اجمال کو چھوڑ کر طاعون کے لئے مدت لگائی تو وہ سراسر جھوٹی اور شیطانی ثابت ہوئی چنانچہ ۶ فروری ۱۹۰۸ء کو جب مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ :-

"میں نے خواب میں طاعون کے درخت دیکھے ہیں مجھ پر یہ مشتبہ رہا کہ یہ آئندہ جھاڑے میں بہت پھیلے گی یا اس کے بعد کے جھاڑے میں" (اختیار ۶ فروری ۱۹۰۸ء، مندرجہ صفحہ ۱۲۱ (ایام الصلح))

"ابھی ہم خطرات کی حدود سے باہر نہیں آئے جب تک دو جھاڑے کے موسم نہ گزر جائیں" (ص ۲۶ ایام الصلح اردو) تو یہ پیشگوئی صریح غلط نکلی کیونکہ طاعون کا زوران ہر دو جھاڑوں میں نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ ملاحظہ ہو تحریر ذیل مرزا صاحب خود لکھتے ہیں :-

"چار سال ہوئے کہ میں نے پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے x x x جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اب دیکھ رہے ہو" (ریویو جلد ۲ ص ۲۵۴ ۱۹۰۳ء)

**پیشگوئی نمبر ۱۲** [مباہلہ کے طور پر لعنت اللہ کہنے سے کئی مولوی مرزا صاحب کے مخالف مر گئے۔]

**الجواب** مرزا صاحب انروٹے شریعت اسلام بوجہ مدعی نبوت کا ذہبہ ہونے کے مستحق لعنت تھے۔ اس لئے اگر کروڑ یا مائے الفوں نے مرزا صاحب کو ایسا لکھا تو خوب کیا۔ چونکہ وہ خدا سے ہمیشہ زندہ رہنے کا وہم لے کر نہیں آئے تھے اس لئے کئی ایک فوت ہو گئے۔ اور اللہ کے فضل سے کروڑ ہا کی تعداد میں زندہ بھی موجود ہیں حالانکہ مرزا صاحب اور ان کے ہزار ہا مرید قبروں میں جا چڑھے اور لعنت کا یا اصول شیمانہ بن گئے

فما عتبروا یا اولی الابصار

اگر محض لعنت کہنے سے مباہلہ منعقد ہو جاتا ہے اور لعنت کرنے والے کا مرنا اس کے ملعون ہونے کی علامت ہے تو پھر مرزا صاحب اول درجے پر ہیں کیونکہ ان کی زبان پر تو لعنت و طیفہ کی طرح جاری تھی۔ ہر وقت مخالفوں کو لعنت لعنت کہتے رہتے۔ ملاحظہ ہو رسالہ نور الحق اول صفحات آخری، جہاں پوری ہزار لعنت گئی گئی ہے۔ اسی طرح رسالہ سر الخلافت و تحفہ حق و اعجاز احمدی وغیرہ۔

علامہ ازیں مرزا صاحب نے اپنے اشد ترین مخالف حضرت مولانا شفاء اللہ صاحب امرتسری کے لئے اپنی تحویلات میں بار بار لعنت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مثلاً صفحہ ۱۱۲ اعجاز احمدی پر سطر اول و دس لعتیں ہیں مگر خود ہی مولانا کی زندگی میں مر گئے ہیں۔ کیا تم اپنے اصول کی رو سے مزدکوں میں لو گے؟

**پیشگوئی نمبر ۱۵:** مولوی غلام دستگیر مباہلہ کے بعد ہلاک ہو گیا۔

**الجواب** مولوی غلام دستگیر نے مرزا صاحب کے ساتھ کبھی مباہلہ نہیں کیا۔ یہ تمہارا سفید جھوٹ ہے۔ ہاں انہوں نے خط سے دعا



ضرور کی تھی کہ یا مرزا صاحب کو ہدایت نصیب ہو یا ہلاکت چونکہ خدا کا قانون ہے کہ **ذَنُورًا لِّخَلْقِكُمْ مَسْأَلَةٌ لِّجَنَاءٍ هُمْ وَالْغَنَابُ** (عنکبوت) بلا وقت مقررہ عذاب نہیں بھیجی کرتا (إِلَّا مَا شَاءَ) اس لئے مرزا کو ڈھیل دی گئی یہاں تک کہ اس کی اجل آگئی :-

مرزا صاحب مباہلہ کی تعریف لکھتے ہیں :-

”مباہلہ کے معنی لغت عرب کی رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کی رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں **مَوَالِیْنِ ۲ ص ۳۱**

اگر محض یکطرفہ دعا کا نام مباہلہ ہے تو پھر خود تمہارے قول کے مطابق مرزا صاحب نے اپنے جملہ مخالفین کے حق میں موت کی بددعایں کیں۔ اور ظاہر ہے کہ کثیر حصہ مخالفین کا ابھی تک زندہ ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب عرصہ ہوا مر گئے ہیں۔ تو بتلائیے اور انصاف سے کام لیکر بتلائیے کہ مرزا جھوٹا ہوا یا نہ؟

**پیشگوئی نمبر ۱۱** | مواہب الرحمن میں محمد حسین بھین والہ کے متعلق پیشگوئی تھی سو وہ بھی مطابق وعید ہلاک ہوا۔

**الجواب** | مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ جھوٹ بولنا گوہ کھانا برابر سے اگر تم مواہب الرحمن سے مولوی محمد حسین صاحب مرحوم فیضی کی موت کی پیشگوئی دکھا دو تو ہم سے منہ ماتھا انعام لو۔

ماسوا اس کے یہ بھی کوئی پیشگوئی ہے کہ فلاں آدمی مرجائے گا کیا انسان ہمیشہ زندہ رہا کرتے ہیں بغور تو کرو کہ عقلمند لوگ تمہاری اس قسم کی یہودہ باتوں کو سن کر اول لغو ہل پیشگوئیاں دیکھ کر سوائے اس کے کیا کہیں گے کہ اس گروہ کے پاس کوئی وزنی دلیل نہیں۔

**پیشگوئی نمبر ۱۲** | مرزا صاحب کو خدا نے الہام کیا تھا کہ ”میں تجھ کو

لوگوں سے بچاؤں گا۔

**جواب** اگر سلطنت انگریزی نہ ہوتی جس کی مدح سرائی اور دن رات کی خوشامدانیہ کاروائیوں میں مرزا صاحب کی عمر گزری ہے۔

اور سلطنت اسلامی ہوتی تو مرزا صاحب کا بیچ رہنا ہم بھی اس آیت کے ماتحت جانتے کہ مَنْ كَانَتْ فِيهِ ضَلَالَةٌ فَلْيَنْتِزِعْ دَلْمًا لِرَحْمَتِ مَدَام (سورہ مریم) بعض اوقات خدا تعالیٰ گمراہوں کو لمبی ڈھیل دیتا ہے مگر اب تو جو کچھ ہے وہ مرزائیوں کے "یا جوج ما جوج" یورپین آقاؤں کی برکت و رحمت ہے۔

**پیشگوئی نمبر ۱۸** (مرزا کا الہام تھا) اَشْدَى الْقَرْدِيَّةِ اس کے لفظوں کو اپنی پناہ میں لے لیگا۔ (پابک مرزائیہ ص ۲۸۶ بحوالہ حقیقۃ الوحی ص ۲۳۲)

**جواب** اَشْدَى کے معنی ہیں "پناہ میں لے لینا" (ص ۲۳۲ ح) پس جس تکلیف سے خدا پناہ دیوے اس میں اسی شخص کا گرفتار ہونا قطعاً محال ہے۔

و یکے حضرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حق میں آیا ہے اَشْدَى الْقَرْدِيَّةِ قَدْ دَاوَى قَتْمِیوں کو تنگی اور تکلیف کے وقت ماں باپ یا دوست

تے میں سے صحت اسخترت کی تھی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ آپ کا مرتی ہو گیا تو قَتْمِیوں نے کسی بھر کبھی آپ پر وارد نہیں ہوئی۔ اسی طرح مرزا صاحب کہتے ہیں کہ بعد از صلیب کے اللہ تعالیٰ نے مسیح اور اس کی والدہ کو

اَوْتَمَّ بِرَبْوَةٍ ذَهَبَ قَرَابَاتِ مَدَنین "دونوں کو ایک بہتر پر پنی دی جو سب بہانوں سے اونچا تھا یعنی کشمیر کا پہاڑ (ص ۲۳۲ ح)

جسے یسوعیوں نے یسوعیوں سے قبول مرزا خدا نے مسیح اور اس کی والدہ و صلیب مسموم کو پناہ دی، اس میں پھر وہ ذرہ بھر بھی مبتلا

ہوئے؟

ایسا ہی مرزا نے تیسری مثال جو دی ہے وہ بھی ہماری موید ہے کہ  
 "سورۃ کہف میں آیت ہے فَاِذْ اِلٰی الْكَهْفِ يَنْشُرُ لَكُمْ  
 (رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ) (سورۃ کہف) یعنی غار کی پناہ میں  
 آجاؤ خدا اپنی رحمت تم پر پھیلانے گا، (ص ۱۲۲ ح)

اجمعی دوستوں کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ پناہ میں آنے کے بعد ان  
 پر پھر کوئی ظلم ہو سکتا ہے؟ یا سوا اس کے ابتداء خود مرزا صاحب  
 نے جب قادیان کے لئے الہام گھڑا تو یہی معنی کئے تھے:-

"جس گاؤں میں تو ہے خدا اسے طاعون سے یا اس کی  
 آفات لاحقہ سے بچائے گا،" (ص ۱۵۶ ایام الصلح)

حالانکہ قادیان میں خوب خوب طاعون نے صفائی پھیری، ایک  
 دفعہ کی شدت "تو خود مرزا نے مانی ہے (ملاحظہ ہو ص ۲۳۲ حقیقۃ الوحی)  
 پس یہ الہام سراسر جھوٹا۔ بناوٹی من گھڑت۔ افترانکلا۔

پیشگوئی نمبر ۱۹ [دلیپ سنگھ والی پیشگوئی بحوالہ ص ۲۳۶ ح]

حقیقۃ الوحی پر جو پیشگوئی متعلقہ دلیپ سنگھ لکھی ہے وہ  
 [جواب] قطعاً جھوٹی اور بعد از وقت بناوٹ ہے۔ ہرگز ہرگز  
 مرزا نے اس واقع سے پہلے کوئی پیش گوئی شائع نہیں کی تھی۔ اگر  
 سچے ہو تو دکھاؤ۔

"پیشگوئی میں وہ امور پیش ہونے چاہئیں جن کو کھلے کھلے

طور پر دنیا دیکھ سکے" (مفہوم ص ۱۲۱ ط او ص ۲۰۱ ط ۲ تحفہ گوشت)

پیشگوئی [عبدالحق غزنوی کے اصرار پر مرزا نے مباہلہ کیا۔ جو  
 کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں۔ مگر

صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے، (ص ۳۳)

جواب۔ مباہلہ کرنے کے بعد جھوٹے کی نشانی ہے وہ

مبادلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ بچے کی زندگی میں

ہلاک ہو جاتا ہے۔ (اخبار الحکم ۱۰ - اکتوبر ۱۹۰۷ء)

سومرزا صاحب مبادلہ کے بعد کا ذبوں کی طرح صادق کے سامنے  
مر گئے۔ مولوی عبدالحق عرصہ بعد تک زندہ رہے۔

پیشگوئی نمبر ۲۱ حضرت مسیح موعود کی دعا کے مطابق پانچ لاکھ مرید  
ہیں۔ یہ سچائی کی دلیل ہے۔

جواب [مرزا صاحب کے مرید سارے کے سارے لاکھ کے اندر  
اند میں جیسا کہ ہم بہ تحریر محمود احمد اس کا ثبوت دے

آئے ہیں (ملاحظہ ہو جواب دلیل نمبر ۸) حالانکہ مرزا صاحب دنیا بھر  
کی جملہ اقوام کو اپنے دام میں لے آئے کے مدعی تھے۔ اور اسی کو  
اپنی آمد کا مقصد اور علت غائی ٹھہرا کر اپنی زندگی میں اس کا ظہور  
بتاتے تھے ملاحظہ ہو پاکٹ بک ہذا باب علامات مسیح موعود پس ایک  
آدھ لاکھ لوگوں کا مرزا ٹی ہو جانا دلیل صداقت نہیں ہو سکتا سنو لکھا ہے

ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکھ ہو کر اس کی ترقی ٹھہر

جائے تب بھی کچھ نہیں۔ پھر بھی یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل

نہیں ٹھہرتی۔ اس لئے صداقت کی دلیل بننے کے لئے ہفتر

ہے کہ ساری دنیا پر پھیل جائے اور مقدار اور حجت کی رو

سے غالب ہو جائے۔ (اخبار الحکم ۷ - اگست ۱۹۰۵ء متون)

از الفضل ۱ - اگست ۲۲ء)

پیشگوئی نمبر ۲۲ مولوی محمد علی کو بخار ہو گیا ظن ہوا کہ طاعون ہے  
مرزا نے کہا کہ اگر تم کو طاعون ہو جائے تو میں جھوٹا۔

جواب [معلوم ہوا کہ مرزا کے مریدوں کا طاعون میں مبتلا ہونا مرزا  
کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ سو ہم کئی تحریرات مرزا کی نقل کر

آئے ہیں جن میں خود مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کا طاعون میں مبتلا ہونا تسلیم کیا ہے پس مرزا جھوٹا :

پیشگوئی نمبر ۲۳ [دیہی دوبارہ پیش کی گئی ہے جو نمبر ۹ میں پیش کی تھی یعنی مولوی عبداللطیف کابلی میں سنگسار ہونا جس کا جواب ہم دے آئے ہیں]

پیشگوئی نمبر ۲۴ [جلسہ و صرم ہو تو سو میں مرزا کی ایک تقریر کا عندہ ہونا اور سب پر فائق ہونا لکھا ہے :

جواب [اس جلسہ میں ہر مذہب کے لوگ پہلے سے مدعو تھے کہ اگر تقریریں کریں کسی کیلئے گھنٹہ وقت تھا کسی کے لئے اس سے کم و زیادہ ، چونکہ تمام لیکچرار اسے ایک معمولی جلسہ سمجھ کر آئے تھے جنہوں نے وقت کی پابندی میں اپنا اپنا مضمون ختم کیا۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب نے یہ چالاکی کی کہ گھر میں بیٹھ کر ایک طویل مضمون لکھا جس کے سنانے کیلئے بائیں جلسہ کو وقت مقررہ سے چار گنا وقت دینا پڑا۔ اس لئے لازمی تھا کہ مقررہ وقت دیگر مضامین کے بعض جلد باز لوگ اسے فضیلت دیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مرزا صاحب پہلے سے ایک شگونہ چھوڑ چکے تھے کہ مجھے الہام ہوا۔ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔

(اشنہار ۲۲ دسمبر ۱۸۹۶ء)

بس پھر کیا تھا آپ نے آسمان سر پر اٹھالیا کہ دیکھو جی! ارم ایسے ہم دیے :

ہم حیران ہیں کہ اس ڈھٹائی کا جواب کیا دیں۔ مزائب تھا کہ باقی گجراتوں کی طرح یہ بھی قواعد جلسہ کی پابندی کرتے۔ اور وقت مقررہ میں اپنے مضمون کو ادا کرتے پھر اگر یہ مضمون فائق رہتا تو ہم علی الاعلان اعتراف کرتے کہ :-

گو مرزا صاحب کا اپنی کسی قیاسی پیشگوئی میں سچا نکلنا اس کے بنی اللہ  
 و رسول اللہ ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ علاوہ اس ایک دھوکے کے اس  
 کی سب متحدیانہ پیشگوئیاں صاف جھوٹی - صریح - باطل - واضح - دروغ  
 ثابت ہوئی ہیں۔ تاہم یہ پیشگوئی ضرور برضو شیطانی الہام - ہے جو  
 بقول مرزا صاحب ہوا کرتا ہے۔ -لاحظہ ہو صفحہ ۱۸ ضرورۃ الامام :-  
 گزشتہ جگہ تو سنا بھی نہیں کیونکہ وقت مقررہ کی پابندی نہ کرتے  
 ہوئے ہر شخص جو اٹری سے چوٹی کا زور لگا کر گھر سے مضمون اس نیت سے  
 لکھ کر لائے کہ یہ باقی تقریروں پر غالب رہے۔ یقیناً اس کا مضمون غالب  
 رہے گا۔ یقین نہ ہو تو مرزائی ایک اسی طرح کا جلسہ کر کے مرزا صاحب  
 کی تردید میں مضامین سننے کو آمادہ ہوں۔ میں ابھی سے علی الاعلان پیشگوئی  
 کرتا ہوں کہ میرا مضمون دنیا بھر کے جہاد لکچراروں پر غالب رہے گا۔  
 بفضل اللہ الکریم :-

ایک اور طرح سے [مثلی مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے  
 پہچانا جاتا ہے۔ آؤ اسی اصول سے ہم  
 اس پیشگوئی کے دیگر لازمی پہلوؤں پر نظر ڈالیں۔ یہ صحیح اصول مسلمہ مرزا ہے  
 کہ کوئی پیشگوئی اس صورت میں سچی ہو سکتی ہے جبکہ اس کے  
 ساتھ تمام پیشگوئیاں سچی ثابت ہوں۔ (ص ۲ کتاب البریت)  
 مرزا صاحب نے مذکورہ بالا پیشگوئی کے ساتھ اسی ہاشتہار کے  
 ساتھ لکھا ہے :-

میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل  
 پر غیب سے ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھو گئے سے  
 اس محل میں سے ایک نور سا طعہ نکلا جو ارد گرد پھیل گیا۔  
 ایک شخص بولا "اللہ اکبر خبر بت خیر ہو" اس کی تعبیر

یہ ہے کہ محل سے مراد میرادل ہے اور وہ نور قرآنی معارف میں خیر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی بلونی ہے۔ سو مجھے جتلا یا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جوئے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا۔ اور قرآنی سچائی زمین پر دن بدن پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کر لے۔  
(اشتہار مذکور)

بھائیو! کیا یہ سب کچھ ظاہر ہو گیا؟ کیا جوئے مذاہب خراب ہو گئے اور قرآنی سچائی اپنے انتہائی دائرہ پر پہنچ گئی؟ میں کہتا ہوں ایسا ہونا تو دکن ر مذاہب عالم کے لوگ مرزا صاحب کے اس مضمون سے آشنا بھی ہیں؛ یقین نہ ہو تو جس جس کے پاس یہ پبلک بک پہنچے وہ پہلے اپنے وجود سے اس کے بعد دیگر لوگوں سے مل کر اور انہیں صرف اس مضمون کا خلاصہ ہی پوچھ دیکھے۔ یقیناً ہزاروں میں سے ایک شخص واقف ہو تو جو عہدہ کنڈا نے اپنی کئی ایک تحریروں میں لکھا ہے کہ یہ کام میری زندگی میں ہو جائیگا کما مرسیا نہ اذ۔

اور تو اور خود مرزائیوں کا یہ حال ہے کہ ایک فرقہ سے دوسرے فرقے دن رات آپس میں سر چٹوں کر رہے ہیں۔ وہ انہیں ضال و مضل کہیں وہ انہیں۔ الغرض مرزا کی یہ پیش گوئی جھوٹی ہے باطل سے پڑ پشگوئی نمبر ۲۵۔ فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی تقسیم کے متعلق پیشگوئی کی۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری ہوا تھا گیا، اب ان کی دلجوئی ہو گئی۔ ۱۹۱۱ء میں ملک معظم جارج پنجم اس حکم پورا ہونے کا باعث بنے۔

تقسیم بنگالہ پر جب اہل بنگال نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور جواب | گورنمنٹ کے حضور میں درخواست پر درخواست دی

دینے کے علاوہ بدیش مال کا بائیکاٹ بھی کیا تو گورنمنٹ نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ایسے وقت میں اکثر اہل عقل کا خیال تھا کہ ضرور گورنمنٹ اپنی روش کو چھوڑنے پر مجبور ہوگی۔ کیونکہ راعی رعایا کو دکھ دے کر کبھی فلاح نہیں پاتا۔ ایسے وقت میں ہمارے قادیانی مسیح نے جھٹ سے ایک وسیع المعانی فقرہ بول دیا کہ ”بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی“ خدا کی قدرت ہے کہ گورنمنٹ اپنے حکم کو واپس لینے پر آمادہ نہ ہوئی۔ شاید اس لئے کہ خدا تعالیٰ قادیانی صاحب کا کذب واضح کرنا چاہتا تھا:

ادھر گورنمنٹ اپنی بات منوانے پر اڑ گئی اور بنگالی بھی تن گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گورنر سر فلر صاحب نے استغفیٰ دے دیا۔ بنگالی اسے اپنا جانی دشمن جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کے استغفیٰ دینے پر خوب خوب مسرت کا اظہار کیا۔ اندریں حالات مرزا صاحب کو بھی ہوش آئی کہ اب بنگالی کچھ کچھ نرم ہو چکے ہیں اس لئے اب تقسیم بنگال جیسا کہ گورنمنٹ کے عزم سے مترشح ہے، منسوخ نہ ہوگی ایسا نہ ہو ہمارا اہام برباد ہو جائے اب تو موقع ہے خلا معلوم اس وقت حالات اس سے بدتر ہیں ہو جائیں۔ آپسے فوراً اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ کلمہ دوسرا پیشگوئی کا اتنا ہی مطلب تھا چنانچہ ریویو ماہ ستمبر ۱۹۰۴ء میں مولوی محمد علی صاحب درخواست کمال الدین کی طرف سے مضمون شائع ہوا کہ:-

”تقسیم بنگالہ بھی منسوخ نہ ہوگی اور بنگالیوں کی دلجوئی بھی ہو جائے گی“ (صفحہ ۳۴)

مطلب یہ کہ سر فلر کے استغفیٰ دینے سے بنگالیوں کی دلجوئی بھی ہو گئی ہے۔ یہ ہماری پیشگوئی تھی۔ ع

بس جو چکی مندر محلہ اٹھائے



قدرت کے بھی عجیب کام ہیں ادھر مرزا صاحب تو یہ تاویل کر کے  
چلتے بنے۔ ۱۹۱۱ء میں اللہ تعالیٰ نے ملک معظم کے دل میں یہ خیال ڈالا  
کہ جاؤ ہندوستان میں مرزا قادیانی کے کذب کو آشکارا کرو چنانچہ  
وہ تشریف لائے اور تقسیم بنگال کو منسوخ کر دیا۔

## مرزائیوں کی بارہویں دلیل

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب ایمان دنیا سے اٹھ جائیگا تو فارسی  
الاصل ایک یا کئی اشخاص اس کو واپس لائیں گے۔  
قطع نظر اس کے کہ حدیث کا جو مطلب لیا گیا ہے وہ نہیں  
الجواب میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب تو مغل زادے تھے جیسا کہ  
وہ خود راقم ہیں :-

”خاتم الخلفاء و صیغی الاصل ہو گا یعنی معنوں میں سے۔  
(تذکرۃ الشہداء و تین ص ۲۲)

پس وہ فارسی الاصل کیسے بن گئے؟

ناظرین کرام! حدیث میں آیا ہے کہ نسب بدلنے والے کی نماز  
چالیس دن قبول نہیں ہوتی اور قرآن پاک میں بھی سخت وعید ہے مگر  
ہمارے مرزا صاحب کچھ ایسے نڈر تھے کہ جہاں شیخ ابن عربی کی پیشگوئی  
کا مصداق اپنے آپ کو بنانا تھا وہاں مغل بن گئے۔ اور جہاں حدیث  
رجاء فارسی پر قبضہ جمانا تھا وہاں فارسی الاصل بن گئے اور جہاں  
احادیث مہدی کا مصداق بننا تھا وہاں کہہ دیا کہ :-

”میں اسرائیلی بھی ہوں اور فارسی بھی“ (ایک غلطی کا ازالہ)

مندرجہ حقیقۃ النبوة ص ۲۶۹

اسم بھی نائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے اوزمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

## مرزاٹیوں کی تیرھویں دلیل

”آنحضرتؐ نے فرمایا اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمَآثِیْنِ (مشکوٰۃ) کہ  
مسیح موعود دہدہی کے ظہور کی نشانیاں تیرھویں صدی  
کے گزرنے پر ظاہر ہونگی۔ ملا علی قاری اور نواب صدیق  
حسن خاں نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔“

**الجواب** اول تو یہ حدیث ہی ضعیف اور موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن  
الجوزی نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔  
دوم اس میں مسیح و دہدہی کا کوئی ذکر نہیں صرف یہ الفاظ ہیں کہ  
نشانیاں دو سو سال بعد ہونگی۔ پس دو سو سال سے مراد تیرہ سو  
سال بعد لینا غلط و غلط ہے۔ جن بزرگوں نے دو سال سے مطلب  
ہزار سال سے دو سو سال بعد لیا ہے ان کی ذاتی رائے ہے جو  
حدیث کے الفاظ کے صریح خلاف ہے۔ پھر انہوں نے بھی محض ظن  
اور احتمال کے لفظ استعمال کئے ہیں جو تحریرات ان کی پیش کی گئی ہیں  
ان میں دِیَحْتَمِلُ کا لفظ موجود ہے۔

علاوہ ازیں انہوں نے تو بارہ سو برس بعد لکھا ہے مگر مرزاؒ  
حرف تیرہ سو سال بعد لکھتا ہے؟ پھر مرزاؒ یہ کہ مرزاؒ صاحب تیرہ سو  
سال کے بعد ظہور مسیح و دہدہی نہیں لکھتا بلکہ یہ لکھتا ہے کہ ”مسیح  
موعود دہدہی کے ظہور کی نشانیاں تیرھویں صدی کے گزرنے پر ظاہر  
ہوئی اور کون نہیں جانتا کہ نشانیاں صد ہا برس پہلے شروع ہو جاتی  
ہیں۔ دیکھئے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا۔ جہالت پھیل جائے گی  
زنا اور شرب کی کثرت ہوگی (بخاری) جموٹے اشخاص پیدا ہوں گے مسلمہا

میں خیانت کی جائیگی۔ نااہل لوگ حاکم ہوں گے (بخاری) منفصل دیکھو مشکوٰۃ باب بشرائط الساعة کیا ان علامتوں سے اکثر اس زمانہ میں پائی جاتی ہیں؟ پھر کیا تمہارے قاعدے کی رو سے ابھی قیامت کو ابھانا چاہیے تھا حالانکہ خود تمہارے بنی کے اقوال کی رو سے ابھی ہزار سال کے قریب باقی ہے

(ملاحظہ ہو لکچر سبیا لکھٹ ص ۷)

اور سنو! حدیث میں ہے کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو بکثرت مال بانٹے گا اور پھر اس بے پرواہی سے کہ شمار بھی نہ کرے گا مسلم در مشکوٰۃ باب مذکورہ بالا اور تم مانتے ہو کہ یہ آخری خلیفہ مرزا ہے۔ اب باوجودیکہ مرزا صاحب بقول شما قیامت کی نشانی میں پھر بھی بموجب تحریرات مرزا کئی سو سال قیامت میں باقی ہیں مزید برآں مرزائی دوست مانتے ہیں یہی صلعم یا قرآن قیامت کی نشانی ہے۔ (دیکھو مرزائی پاکٹ بک) حالانکہ حضور کے زمانہ پر ساڑھے تیرہ سو سال گند چکا مگر قیامت نہیں آئی۔ الغرض اول تو یہ حدیث جھوٹی ہے جس سے سند نہیں لی جاسکتی اس کے جھوٹی ہونے پر واقعات بھی شہادت دیدی وہ یوں کہ قبول مرزا صاحب اور غلام مسیح کی خبر سے (دیکھو ص ۱۰۸) اور غلام مسیح در رسالہ بعدی کے لکھے ہیں جو اس قدر کلی۔ بطریق ذال معجم بھی بر اس میں مسیح و مہدی لکھا، ذکر نہیں فرما نشانیوں کا ذکر ہے چنانچہ مطابق اس کے صید ایشیا ناظر ہو سکتی ہیں

(۱) دو سو سال کے بعد مسند خلق قرآن کا رائج ہونا جسکی وجہ سے صد ہا علمائے حقانی نے فدیع قتل کئے گئے۔

(۲) زلزلے آئے

(۳) طاعون پھوٹا

(۴) اکثر ظالم فرمانرواؤں کے ظلم سے کئی لاکھ فرزند ان اسلام کے خلیف

بہا کے گئے :

(۵) جمع کعبۃ اللہ تک باطنیوں نے بند کر دیا :

(۶) حجر اسود اکھاڑا گیا :

(۷) فرقہ قرامطہ و باطنیہ کے نجس ہاتھوں سے جو اہل مکہ پر مصائب

آئے وہ ارباب بصیرت سے مخفی نہیں :

(۸) معتزلہ نے جو جو گل کھلائے وہ اصحاب تاریخ پر نمایاں ہیں :

(۹) خسف ہوئے مسخ ہوئے -

(۱۰) تیسے جس طرح کے پڑنے کہ قحط یوسفی کو مات کر گئے :

(۱۱) کئی دفو آسمانوں سے ہتھیر سے :

(۱۲) خلیفہ مستعصم باللہ کے عہد خلافت میں مرزا کے آباؤ اجداد تاتاری

مغلوں نے جو جو منظم ڈھکائے وہ اہل علم کے سامنے ہیں :

غرض صد ہا نشانیاں دو سو سال کے بعد ہوئیں اور صد ہا آئندہ

ہونگی پس یہ دلیل بشرط صحیح ہونے حدیث کے بھی مرزائیوں کو مفید

اور ہمارے خلاف نہیں :

## مرزائیوں کی چودھویں دلیل کسود خضوف

حدیث میں ہے ہمارے ہمدی کی صداقت کے دو نشان

ہیں سر مخنق میں چاند کو پہلی رات کو اور سورج کو دمیگا

دنیگر جس کے گما - یہ گرسن مرزا کے وقت چاند کو ۳۲ تاریخ

ور سورج کو ۲۰ تاریخ لگا - (مختصر معنی پاکت یک مرزائی)

یہ روایت کہا اندروئے روایت کیا بروئے روایت ہر دو

الحجاب طرح جھوٹی بناوٹی - جعلی ہے روایت کی رو سے یوں

کس کے پہلے راوی عمر دبی شمر کو محمد بن نے کذاب بیٹھکر حدیث

نہ یہ روایت واقعی میں ۲۰ ۲۰ سورج ۲۰ سورج

متروک الحدیث۔ جھوٹی روایت کو معتبر آدمیوں کے نام پر دنانے والا غیر نیکمھا ہے۔ دوسرے راوی جابر بنہ معلوم یہ صاحب کو ۱۰۱۰ یوں اگر مرزا جابر جعفی ہے تو اس کو بھی حضرت امام اعظمؒ نے کذاب کا لقب دیا ہے اسی طرح دیگر محدثین کے نزدیک جابر جعفی کا نام کذاب مشہور ہے حتیٰ کہ یہ فقرہ زباں زد خاص عام ہو گیا ہے کہ فلاں شخص جابر جعفی کی طرح کذاب ہے ان ہر دو راویوں کا کذب معلوم کرنے کو دیکھو (میزان الاعتدال و تہذیب التہذیب)۔

اس روایت کے جھوٹی ہونے پر خود مرزا صاحب و مصنف مرزا پاکٹ بک کی شہادت مل جھڑپ ہو۔ یہ روایت مہدی کے بارے میں ہے اور مرزا صاحب و مصنف مرزائی پاکٹ بک لکھتے ہیں:-

- (۱) مہدی کی حدیثیں سب ناقابل اعتبار اور قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ ان میں اگر صحیح حدیث ہے تو یہی ہے کہ لا یموت الا بعشی (ہاں صاحب یہ صحیح کیوں نہ ہوگی مطلب جو نبی) (اخبار الحکم ۲۲ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۵۵ کالم ۲)
- (۲) محدثین نے باب مہدی کی سب احادیث کو مجروح قرار دیا ہے لیکن ایک حدیث صحیح ہے (مہدی الا عیسیٰ مرزائی پاکٹ بک صفحہ ۳۳)۔

روایت کی رو سے اس حدیث کا جھوٹا ہونا مرزا صاحب فرماتے ہیں:-  
 "تافان قدرت جب سے دینا اپنی ہے اسی طرح ہے کہ چاند گرہن کیلئے ۱۰-۱۲-۱۵ اور سورج گرہن کیلئے ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخیں مقرر ہیں یہ نظام کبھی نہیں ٹوٹ سکتا"  
 (مفہوم صفحہ ۳۳ ضمیمہ انجام آتھم)

”بِخلافِ اس کے اس جھوٹی روایت میں یہ لکھا ہے  
يُنْكِفُ الْقَمَرَ بِذَلِكَ لَيْلَةُ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكِيفُ  
الْقَمَرِ فِي النِّصْفِ (پاگل بک مرزا کی حدیث ۲۸۵ بحوالہ دارقطنی)

یعنی رمضان تشریف کے قبیلے چاند کی پہلی تاریخ کو اور سورج  
کو رمضان کے نصف میں گرہن ہوگا پس یہ روایت بوجہ خلاف یہ  
ہونے کے سبب قول مرزا مردرست - مرزا صاحب نے اس روایت  
کے حذف کو اٹھانا چاہا ہے کہ :-

حدیث نے آپ اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اسکی  
پیشگوئی پوری ہو گئی .. (ضمیمہ انجام ص ۲۹)

اگر یہ صحیح ہو تو حدیث کے مطابق یہ گرہن واقع ہوا ہے تو ہمیں  
اس پر پھر کوئی اعتراض نہیں ہے - غضب تو یہی ہے کہ مرزا صاحب کے  
وقت جو گرہن ہوا ہے وہ اس روایت کے مطابق نہیں ہوا :-

”چاند گرہن ۱۳ رمضان کو اور سورج گرہن ۲۸ رمضان کو  
ہوا ہے“ (پاگل بک مرزا کی حدیث ۲۸۵ و ضمیمہ انجام ص ۲۹)

پس یہ کہنا کہ روایت نے آپ اپنی سچائی ظاہر کر دی ایک دجالانہ  
دھوکا ہے مرزا کی کہتے ہیں کہ حدیث میں قمر کا لفظ سے اور قمر چاند کی پہلی  
تاریخ کو نہیں کہا جاتا بلکہ لال کہا جاتا ہے - قمر دوسری رات یا تیسری  
رات کے چاند کو کہا جاتا ہے :-

جو باغرض ہے کہ یہ فرض محال صحیح ہو تو یہی وجہ اس روایت کے  
جھوٹی ہونے کی دلیل ہے کہ اس میں پہلی رات کے چاند کو قمر کہا گیا ہے  
یہاں کہ انشاء روایت بِنَكْفِ الْقَمَرِ بِذَلِكَ لَيْلَةُ مِنْ رَمَضَانَ  
میں یہ نہ دیکھیں :-

”مرزا صاحب کی غلطی تو نظر انداز کر کے جن مراد لی جائے کہ

رمضان کی پہلی رات سے ہر اقامت کی پہلی رات ہے تو بھی دوسری یا تیسری  
رمضان کو چاند گرہن ہونا چاہیے اور سورج گرہن کے لئے تو آٹھ عذر  
بھی تمہارے پاس نہیں۔ صاف لفظ ہیں کہ نصف رمضان میں سورج گرہن  
ہو گا حالانکہ مرزا کے وقت انہی تاریخوں میں ہوا جن میں ہمیشہ ہوتا آیا ہے  
پس یہ گرہن روایت کے مطابق نہیں ہوا لہذا اس سے تمسک کرنے والا کذاب  
ہے مرزائی کہتے ہیں کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ رمضان کی پہلی رات سے  
مراد گزرنے کی پہلی رات ہے یعنی تیرہ رمضان اور نصف رمضان کا  
مطلب سورج گرہن کا درمیانی دن ہے یعنی ۲۸ رمضان  
سبے حیا آدمی جو چاہے بکے، کون اس کو روکتا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۳)

ناظرین کرام! مرزائیوں کی دجالانہ چالوں پر غور فرمائیے کہ پہلے قرین  
سراسر جھوٹی و مردود روایت سے تمسک کرتے ہیں جب اتنے سے کام  
نہیں نکلتا تو حسب ضرورت خود تاویلات رکیکہ کے سا بچہ میں ڈھال کر  
من مانی مرادیں لیتے ہیں۔ پھر اسے مرزائی نبوت کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔  
نوٹ :- یہ حدیث نبوی ہرگز نہیں بلکہ محمد علی کا موضوع قول ہے  
یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع نہیں۔ اس  
کو حدیث رسول قرار دینا ظلم عظیم ہے مرزا صاحب خود ایام الصلح،  
اردو صفحہ ۸ پر مانتے ہیں کہ :-

”خسوف x x امام باقر (محمد بن علی) سے مہدی کا نشان  
قرار دیا گیا ہے۔“

روایت کی سند کے الفاظ یہ ہیں :-

حدّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَصْطَخَرِيُّ عَنْ شَاخِصٍ

بْنِ عَمْرِو بْنِ نُوفَلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِنِ يَعِيْشٍ عَنْ

بن بکیر عن عمر بن شمر عن جابر بن عبد الله عن  
محمد بن علي قال ان لمهديتا ان اسن  
الدارقطني باب صفتا صلوة الخسوف  
والسوف وهيتهما

## مرزا نیوں کی پندرھویں دلیل!

ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل صائت  
سنتا من تجد دلهاد دينها (مشكوة: كتاب العلم)  
یعنی ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا۔ اس صدی کا مجدد مرزا صاحب  
کے سوا کون ہے؟

(۱) الجواب :- یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور  
مرزا صاحب کا ایمان تھا کہ :-

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غی غی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا تھا (مثلاً عجیب احمدی)  
۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم قرآن میں ناقص ہے۔ اس کی درایت پر  
محدثین کو اعتراض ہے۔“ (ضمیمہ نصرۃ الحق)  
۔ درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق)

لہذا وہ شخص - غی - ہو اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا ہو۔  
وہ اس قابل نہیں کہ تم اس کی درایت پیش کرو کیونکہ وہ شخص جو غی  
ہو وہ روایت کرنے میں بھی ضرور غلط کریگا۔

(۲) یہ روایت موقوف ہے لہذا حجت نہیں (دیکھو: بوداد کتاب الملام  
جلد دوم ص ۲۷)

(۳) اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابن وہب ہے جو مدنی



ہے لہذا قابل اعتبار نہیں (تہذیب التہذیب)  
(۴) آئینہ گمالات اسلام صفحہ ۴۷۲ پر مرزا صاحب اس دمشق منارہ والی حدیث کے غلط ہونے کی وجہ لکھتے ہیں:-  
”ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا۔ اس سے پایا گیا کہ آنحضرت کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے۔“

اسی طرح آنحضرت کے وقت میں سن ہجری نہ تھا۔ یہ سن خلافت دوم میں بنا ہے تو اس حدیث سے صدی سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت کے وقت سن ”فیل“ مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے لہذا یہ حدیث ”سند نہیں ہے۔“

(۵) مرزا صاحب حضرت عیسیٰ کے منارہ دمشق پر آنے کی حدیث کو اس لئے ضعیف قرار دیتے ہیں کہ گو وہ حدیث صحیح مسلم میں تو ہے مگر بخاری میں نہیں:-

”یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا، (ازالہ ادہام ص ۲۴ ط ۱)  
لہذا یہ حدیث (مجدد) صحیح بخاری میں نہیں لہذا قابل حجت نہیں۔“

نوٹ:- اس حدیث کا وجود صحاح ستہ کی پانچ کتابوں (بخاری مسلم ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) میں بھی نہیں ہے۔

(۶) مرزا صاحب خود گمراہ ہیں بموجب حدیث بخاری مسلم کے بوجہ مدعی نبوت ہونے کے کذاب و دجال ہیں خود مرزا صاحب کا اقرار

ہے کہ :-

- مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے " (انجام آتھم صفحہ ۲۸)

حاشیہ)

لہذا امرضا صاحب اس کے مصداق نہیں ہو سکتے اگرچہ حدیث پر سے سارے اعتراضات بھی اٹھ جائیں :-

(۷) بفرمن مجال یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر صدی کا مجتہد شخص واحد ہی نہیں بلکہ جماعت ہے۔ آج اسلامی دنیا کا اندازہ کیا جائے تو یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ممالک اسلامیہ اتنی وسعت میں اتنی دور دور ہیں کہ باوجود ریل اور تار وغیرہ کے ایک ہی مجتہد تمام ممالک میں کام نہیں کر سکتا۔ کیا کوئی ہندوستان کا مجتہد چین میں اصلاح کر سکتا ہے؟ یا چین کا مجتہد افغانستان میں کام کر سکتا ہے؟ امکان کو جانے دیجئے واقعات اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہرگز نہیں :-

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ منہ تاجد میں صیغہ مفرد مضارع کا ہے پھر جمع کیسے ہوگا؟

جواب۔ اس کا یہ ہے کہ منہ بصیغہ مفرد قرآن مجید میں بکثرت

آتے ہیں جہاں جمع مراد ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

وَمَنْ يَتَّبِعْ أَهْلَ الْبَيْتِ يَدْخُلْ الْجَنَّةَ مِثْلًا بِمِثْلِ ذِي الْقُرْبَىٰ  
 جہر بمؤمنین رپ ۱ اس آیت میں منہ کا صلہ یقول صیغہ مفرد فعل مضارع سے مگر اس کو منہ ہٹتے ہیں جمع دکھایا ہے اس طرح منہ مجتہد کا صیغہ بظاہر مفرد ہے مگر معنی میں جمع ہے۔

یقتیجہ آیت بہ نسبت ضعیف ہے بفرمن مجال صحیح بھی ہو تو مجتہد دوسرہ شخص

یقتیجہ آیت بہ نسبت دین کرے اور توجید و سنت کا درس دے اور

خود بھی عامل ہو۔ نہ کہ مرزا صاحب جو خود ۵۲ برس مشرک رہے پھر مرق وغیرہ میں مبتلا رہے اور دعویٰ نبوت کی وجہ سے مسیلمہ کذاب کے بھائی ٹھہرے۔

## ضمیمہ کذبات مرزا ”یچی“

مسلمان [مرزا صاحب کے پاس آنے والے فرشتے کا نام ”یچی“ تھا یعنی بوقت اس ”یچی“ فرشتے کی بابت مرزا صاحب کا ایک بیان بھی ہے کہ مرزا صاحب نے اس سے دریافت کیا۔ تمہارا کیا نام ہے تو اس فرشتے نے کہا میرا نام کچھ بھی نہیں۔ پھر پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا نام ”یچی“ ہے یعنی بوقت ضرورت عین موقع پر پہنچنے اور کام آنے والا۔ اس میں اس فرشتے نے بھی جھوٹ بولا کہ پہلے میرا نام کچھ نہیں پھر کہا میرا نام ”یچی“ ہے اندر میں حالات ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس نبی کے پاس آنے والا فرشتہ بھی جھوٹ بولتا ہو وہ صادق نبی نہیں ہو سکتا۔

مرزائی [”یچی“ فرشتے پر جو بھنتی اڑائی جاتی ہے اس کے لئے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ملک الموت کو چپٹر مار سی تو وہ کانٹا ہو گیا پس جس طرح فرشتہ کانٹا ہو سکتا ہے اس طرح اس کا نام بھی ”یچی“ ہو سکتا ہے۔ کہاں فرشتے کے نام سے سوال کہ یہ کیسا نام اور اس کے اخلاقی عیب جھوٹ سے سوال کہ جھوٹ بولنے والا فرشتہ کس طرح

ہو سکتا ہے اور کہیں ملک الموت کا جسمانی عارضہ کہ آنکھ پھوٹ گئی۔ ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

**نوٹ :-** امام بیہقیؒ نے خطابیؒ سے نقل کیا ہے کہ بلحد اور بدعتی لوگ اس حدیث پر طعن کرتے ہیں پھر اس کا بہت بدسوط و مدلل جواب نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صدمہ صورت بشری کی آنکھ پر وارد ہوا تھا نہ کہ صورت ملکی کی آنکھ پر۔ کیونکہ حضرت ملک الموت اس وقت حضرت موسیٰؑ کے پاس صورت بشری میں آئے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے پاس صورت بشری میں آئے تھے تو انہوں نے ان کو نہ پہچانا (ص ۳۲ کتاب الاسماء والصفات)

## مرزا صاحب کا شاعر ہونا

وَمَا سَأَلْنَا الشَّعْرَ مَا يَنْبَغِي لَكَ (یس: ۲۳)  
یعنی ہم نے آنحضرت کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ (یعنی شعر) آپ کی شاعری کے لائق ہے۔ یعنی شعر گوئی کمالات نبوت میں سے نہیں ہے بلکہ شاعری نبوت کے لائق بھی نہیں اور مرزا صاحب اسنے آپ کو بروز محمد (صلعم) کہتے ہیں لہذا آپ بتی نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنا کمال شعروں میں دکھایا ہے حالانکہ نبی صلعم کی عادت میں شعر نہیں پایا گیا۔ بلکہ اگر کبھی آپ نے کسی دوسرے کا شعر جو پیش نظر بھی کیا تو اس میں ایسی تبدیلی ہو گئی جس سے اس کا وزن درست نہ رہ سکا۔ ورنہ اس کی مثالیں حدیث جاننے والوں سے مخفی نہیں ہیں جس جب خمر آپ کی عادت میں نہیں بلکہ دوسرے کا شعر بھی جو موزوں بہت پوری طرح نقل نہ کر سکتے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر آپ کے ذہن میں یہ کبھی کوئی موزوں کلام (انا البی کا ص ۲۰)

نکل گیا تو وہ اتفاقی بات ہے۔ اور اصطلاح کے لحاظ سے ایسا موزوں  
 محل م جو اتفاقاً موزوں ہو جائے اور متکلم کا قصد نہ پایا جائے اسے شعر  
 اور اس کے قائل کو شاعر نہیں کہتے۔ چنانچہ علامہ سید و منہوری مصرعی شاعر  
 کافی میں شعر کی تعریف میں لکھتے ہیں :-

كَلَامٌ مَوْزُونٌ قَصْدٌ يَزُنُ غَرَبِيٍّ اور اس کے بعد ان  
 قیود کے فوائد میں قصد پر لکھتے ہیں :- وَتَوْنًا قَصْدًا يَنْجِيهِ سَائِلَانِ  
 وَزُنْبَانًا يَنْقِصُ لَوْ يَقْصِدُ زُنْدٌ فَلَا يَكُونُ شِعْرًا كَأَيِّ شَيْءٍ رَفِيتَا  
 اتَّفَقَ وَزُنْبَانِي لَوْ يَقْصِدُ وَزُنْبَانِي قَصْدًا قَرَأْنَا وَذَكَرَ الْقَوْلُ  
 تَعَالَى لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ فَأَنبَأَ وَزُنْ  
 مَجْنُومُ الرُّسُلِ الْمُسْبِمِ فَلَا تَكُونُ شِعْرًا إِلَّا بِتَحَالُفِ زُنْ  
 الشَّعْبِيَّةِ عَلَى الْقُرْآنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ هَؤُلَاءِ لَذُرُورَاتٌ  
 مُبِينَاتٌ وَلَمْ يَكُنْ بِنَبِيِّتِ اتَّفَقَ وَزُنْبَانِي لَوْ يَقْصِدُ وَزُنْبَانِي  
 بَلْ قَصْدٌ كَوْنُهُ ذَكَرًا مِثْلًا يَقُولُهُ صَلَّعُمْ هَلْ أَنْتَ إِلَّا  
 أَصْبَعٌ وَمِيتٌ ذَنْبٌ يَسِيلُ اللَّهُ مَا كَفَيْتَ فَاثْنًا عَلَى ذَنْبِ  
 الرَّحْمَنِ الْمُقْطُوعُ فَلَا يَكُونُ شِعْرًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَرُونِي  
 عَمَلُ الشَّعْرِ وَمَا يَنْبَغِي لَنَا الشَّرْحُ ابْسُودُوا

نیز سید و منہوری نے اسی صفحہ میں شیخ جمل سے نقل کیا ہے کہ حضرت  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کہ جو شخص یہ کہے کہ آدم علیہ السلام نے شعر کہا تھا  
 اس نے جھوٹ بولا۔ محمد صلعم اور دیگر انبیاء کرام (علیہم السلام) سب کے  
 سب شعر گوئی سے پاک ہونے میں برابر ہیں۔

اسی طرح اسی صفحہ پر شیخ سبائی سے شعر کی تعریف یوں نقل کی ہے :-  
 وَانْظُرْ هُوَ الْكَلَامُ الْحَقُّ الْمَوْزُونُ قَصْدًا  
 مَقْصُودٌ إِلَيْهِ تَقَرُّبًا لِقَائِهِ يَعْنِي جَوْعَلَامُ ذَرْنِ

در قافیہ کی رعایت سے شعریت کا قصد کر کے کہا جائے، اسے  
تعلیم شعر کہتے ہیں۔

**اعتراض** | امام راغب نے فرمایا ہے کہ **دعا علیہ الشعر**  
میں شعر سے مراد کذب ہے نہ لوگ آنحضرت صلیم  
کو اور قرآن کو جھوٹا قرار دیتے تھے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ  
ہم نے اپنے نبی کو شعر یعنی جھوٹ نہیں سکھایا۔

**الجواب** | اس کا حل اس طرح ہے کہ یہاں ہر دو باتیں ہیں۔ ایک یہ  
کہ قرآن شریعہ یا نہیں۔ دیگر یہ کہ آنحضرت صلیم شاعر  
میں یا نہیں۔ سو امام راغب فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن شریف عیناً نثر  
کلام میں ہے۔ اس لئے کفار کا قرآن کو شعر کہنا بمعنی کذب ہے اور  
اس وقت سہاروی نزاع آنحضرت صلیم کے متعلق ہے۔ سو اس کی بات  
امام راغب نے ہر گز نہیں کہا اور نہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلیم  
کہا کرتے تھے کیونکہ یہ خلاف واقع بھی ہے اور قرآن مجید کی صریح  
ضد کے خلاف بھی ہے۔ غرض تمام علمائے امت کیا محمدی اور کیا ادیب  
سب کے سب بالاتفاق فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلیم بالخصوص اور تمام انبیاء  
بالعموم شعر کوئی سے پاک تھے۔ امام رازی اور امام زنجیزی سے  
بھی ایسا ہی منقول ہے۔

نثر شعر کے منی کذب لئے جائیں تو پھر قرآن مجید کی آیت کا مطلب  
یہ ہوگا کہ ہم نے اپنے نبی کو کذب سکھایا اور نہ وہ اس کی شان کے لائق  
ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ کذب نبی کے واسطے جو کچھ نہیں ملے وہ سب سے لوگوں کے  
واسطے جائز ہے۔ یہی کو حق حاصل ہے کہ کذب سے اجتناب نہیں استغفر اللہ  
بیز اس طرح اس کا اہل بیت سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان  
ایک جھوٹ بولتا تو اس حجت کو ثابت کرنے کے لئے سو جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں۔

# مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اسکی قرآن دہانی

ناظرین ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب کو قرآن بھی اچھی طرح نہیں آتا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی کتب میں کثرت سے آیات قرآنی غلط لکھی ہوئی ہیں۔ آپ جس کتاب کو اٹھائیں اس میں بیشتر آیات قرآنی غلط پائی گئے۔ اب مرزائیوں کی طرف سے یہ لغو عذر پیش کیا جاتا ہے کہ کتابت کی غلطیاں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو ترجمہ ساتھ لکھا گیا ہے وہ بھی غلط ہے (ترجمہ غلط آیت کے مطابق ہے) کیا اس جگہ بھی کتابت کا قصور ہے؟ اگر پہلے ایڈیشن میں اغلاط تھے تو دوسرے میں ان کی تصحیح ہو جاتی مگر آج تک وہ اغلاط موجود ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ مرزائیوں کو قرآن آتا ہے نہ یہ بالکل صحیح ہے اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں) اور نہ ہی مرزا صاحب کو۔ حالانکہ آپ کا دعویٰ ہے :

”میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔“ (ص ۹۳ حاشیہ آئینہ کمالات)

مگر آپ کو اتنی خبر نہیں کہ قرآن کی آیات غلط لکھ رہا ہوں۔

آیات قرآنی	الفاظ مرزا صاحب قادیانی
<p>ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجِالِ الْهَمَمِ يَا لَتَنفِقَ بَعْدَ أَحْسَنِ رِبَا ۝ ۱۳۵ ۝ ۱۳۶</p>	<p>وقل جادلہم رای جلالہم النصائح بالحکمة والموعظة الحسنۃ اور اس نے یہ تو کہا کہ عیسائیوں سے حکمت اور نیک نصیحت کے طور پر بحث کو نہ کرنا</p>

حصہ اول ص ۲۶۶ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۹۴

يَوْمَ يَا قُورَيْشٍ أَنْتُمْ فِي ظُلُمٍ مِّنَ الظُّلُمِ  
یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئیگا۔  
(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴)

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُمْ مِّنْ تَحَادِدِ  
اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَأَنْتُمْ أَرْجَاهُمْ  
خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ  
الْعَظِيمُ (پارہ ۱۰ رکو ۱۱۳)

قرآن شریف میں آیت انزل ذکرہ  
رسولاً میں ہمارے بنی صلعم کو بھی  
نازل لکھا گیا ہے (امام الصلح اردو  
ص ۵۵۵ سارا اودھام ص ۶۲۹)

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَرِ  
وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَرِ  
كُلٌّ مِّنْ غَلْمَةٍ فَان  
فَان لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا  
أَنْتَ وَقَوْمُكَ هَٰؤُلَاءِ  
الْحَجَّارَةُ (نور الحق جلد ۱ ص ۱۹۶)  
دوسرے چشم آریہ کا عاشر ص ۱۹۶  
الوحی ص ۲۲۸، برہین احمدیہ ص ۲۹۵

هَلْ يُتَقَرُّونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمْ  
اللَّهُ فِي ظُلُمٍ مِّنَ الظُّلُمِ  
(پارہ ۲ رکو ۱۰۶)

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُمْ مِّنْ تَحَادِدِ  
اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَأَنْتُمْ أَرْجَاهُمْ  
خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ  
الْعَظِيمُ (پارہ ۱۰ رکو ۱۱۳)

قَدْ أَتَىٰكَ اللَّهُ فَاذْكُرْ  
رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ آتَىٰ اللَّهُ  
(پارہ ۲۸۵ رکو ۱۱۸)

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَرِ  
وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَرِ  
كُلٌّ مِّنْ غَلْمَةٍ فَان  
فَان لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا  
أَنْتَ وَقَوْمُكَ هَٰؤُلَاءِ  
الْحَجَّارَةُ

اسی طرح مرزا صاحب نے حدیث نبوی میں بھی زیادتیاں کیں ہیں اور غلط حوالے  
دیئے ہیں۔ مثلاً ازالہ اودھام (۱۹۱۹ء) میں صحیح بخاری کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ



آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کی نسبت فرمایا بَلْ هُوَ اَمَامُكُمْ مِنْكُمْ  
 اسی طرح اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں صحیح بخاری کا حوالہ دیکھ لکھتے ہیں کہ  
 آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت یہ آواز آئے گا کہ  
 اے گے۔ ہذا خلیفۃ اللہ امہدی فاستمعوا و اطیعوا  
 طیعوا دنیا پہلی حدیث میں مہدی صاحب نے بَلْ هُوَ اپنے پاس  
 سے اپنے مطلب کے لئے بڑھالیا ہے۔ اور دوسری تو سر اسر غلط ہے  
 صحیح بخاری میں اس کا وجود سرگز نہیں ہے۔

**اعتراض** تو آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ ہر نبی نے دجال کی خبر  
 دی ہے اور یہ بات ہر نبی کی کتاب میں کہاں سے اور نیز،  
**قرآن شریف** نے کہا ہے کہ مسیح نے بشارت سنائی کہ میرے  
 بعد احمد رسول آئے گا تو انجیل میں احمد کہاں لکھا ہے  
**الجواب** اس اعتراض سے لازم آتا ہے کہ اس طرح کے غلط حوالے  
 سب جہانز میں اور نیز یہ کہ معاذ اللہ نبی کریم بھی غلط حوالے  
 دیا کرتے تھے اور نیز یہ کہ قرآن میں بھی غلط حوالے مندرج ہیں قرآن میں  
 حضور کے عہد مبارک سے لے کر آج تک اس میں زیر پرزہ کی تحریف نہیں ہو سکی  
 اور نہ ہو سکے گی کیونکہ قرآن مجید پر خور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ  
 نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَآلِمْ لِحِفْظُوْنَ (پاک جبر) یعنی بیشک  
 ہم نے یہ نصیحت نامہ (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔

اگر بالفرض اس کے حوالے اگلی کتابوں میں نہیں ملتے تو اس  
 کی یہ وجہ ہیں سے کہ معاذ اللہ آنحضرت صلعم اور قرآن مجید  
 نے غلط حوالے دیئے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کتابیں محرف  
 و مبدل ہو گئیں۔ جیسا کہ مہدی صاحب جن چشمہ معرفت میں صاف طور پر لکھتے  
 ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ آپ کے مطالبات کو خدا کے تعالیٰ نے اگلی کتابوں

میں محفوظ رکھا۔ انجیل بر بناس جس کی تصدیق مرزا صاحب اپنی کتاب "سرمہ چشم آریہ" وغیرہ میں کرتے ہیں۔ اس میں صاف طور پر آنحضرت صلعم کا نام مبارک لکھا ہے اور پولوس کا خط بنام تھسلیونکیوں باب ۲ میں مجال اکبر کا ذکر ہے۔ اور متی باب ۲۴ آیت ۲۴ میں جھوٹے مسیحوں اور نبیوں کا ذکر ہے :

## مرزا صاحب قادیانی اور مولوی محمد علی کا اختلاف

مرزا صاحب قادیانی      مولوی محمد علی (احمدی) لاہوری

۱) خدا کی پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ یونسؑ خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا۔ مسیح ہندوستان میں صلیب پر لٹا اور یوسفؑ آف ریچینز بابت ماہ جنوری ۱۹۰۳ء (۱۲۸ھ)

۲) حضرت مسیحؑ مہدی میں باتیں کرتا ہے قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور مرزا صاحب اس کی تصدیق کرتے۔ وہ فرماتے ہیں۔ اور یہ غریب بات کہ حضرت مسیحؑ نے تو صرف ہند میں باتیں کیں مگر اس بڑے بڑے پیٹ

قرآن مجید میں کسی جگہ نہ مذکور نہیں کہ یونسؑ کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ (بیان القرآن ص ۱۲۸)

یہ زمانہ نبوت کا کلام ہے نہ پیدائش کے فوراً بعد کا بیان (القرآن ص ۱۲۸)

مرزا صاحب قادیانی مولوی محمد علی احمدی لاہوری

میں دو مرتبہ باتیں کہیں،  
(ترویاق القلوب ص ۴۱)

۱۹۰۶ء اپریل ۱۳

بَعْدَ شِمِّہَا میں مراد اس تخت کی ہے  
اَنَا اَتِيكَ بِہِ قَبْلَ اَنْ يُّرْسَدَ  
اَلَيْكَ طَرَفُكَ (میں اس تخت کو  
تمہارے پاس لے آؤں گا پیشتر علیحدہ تیار کرانا چاہتے تھے۔ پس  
اس کے تمہاری طرف تمہاری نظر یا تو فی بعثہ شہہا کا صحیح ترجمہ اس طرح  
پھر آدے پہ ناقل -۱) کے  
معنی ایک شخص نے پوچھے تو یعنی تیار کر کے یا کروا کر۔ اس سے بلقیس  
فرمایا۔ ایک پل میں عرش بلقیس و ملا تخت مرلیو نہیں دیکھو یزی ترجمہ  
کے آجانے میں استبعاد کیا قرآن نوٹ نمبر ۱۸۵

ہے اصل میں ایسے اعتراف  
ایسے لوگوں کے دل میں اٹھتے  
ہیں اور وہی ایسی باتوں کی تائید  
کرنے پر دوڑتے ہیں جن کا خدا تعالیٰ  
کی قدرتوں پر پورا یقین نہیں ہوتا  
راخبار بد ر قادیان ۱۹ اپریل  
۱۹۰۶ء

(۴) وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور حضرت خضر کو اپنی وحی کو جیت تھن ٹھیرانے  
ایک معصوم بچے کو قتل کیا جس سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ  
کاذب و شریف میں، رسول اور نبی تھے۔ و مرزا صاحب

# مرزا صاحب قادیانی مولوی محمد علی (احمدی) لاہور

ہے۔ وہ صرف ملہم ہی تھا بنی نہیں تھا (ازلا اوہام حصہ اول ص ۱۵۲)

خضر کی نبوت کا انکا ر کرتے ہیں۔  
مولوی صاحب ان کو بنی نہاتے ہیں  
(بیان القرآن جلد ۲ ص ۱۵۸)

(۵) آنحضرت صلعم کی جسمانی زینہ اولاد نہیں تھی۔ مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد ہوتے گئے اور آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کماں بجز آپ کی پیروی کی ظہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ (جہنم مسیحی ص ۴۴ و ۴۵)

نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی میں بیان القرآن ص ۱۵۱)

(۶) حضرت مسیح سے سوال جواب کا نام عالم برزخ کا ہے جزو ذلیم قرآن سے پہلے ہو چکا ہے (ص ۵۵)

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کو کہیں گا کہ کیا تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرانا تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا تو میں ان کے حالات سے مطلع تھا پھر جب تو نے مجھے

# مرزا صاحب قادیانی - مولوی محمد علی (احمدی) لاہوری

وفات دی تو پھر تو ہی ان کے  
حالات سے واقف تھا لہذا فرقہ الخ  
(صفحہ ۷)

(۷) مرزا صاحب مدعی نبوت و حضرت مرزا صاحب ہ دعویٰ حجہ دوم نے  
رسالت تھے اور آپ فرماتے ہیں کہ کا تھا۔ آپ بنی ہوئے ہ دعویٰ کیوں کر  
ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسولِ اویٰ فرسکتے تھے بیا خود نام تم یہ کہتے  
ہیں (انجیل بروردہ)۔ ارجح ۱۰۰۰ م رہے کہ جو شخص آنحضرت صلعم کے بعد  
ہمارے بنی ہوئے کے وہی نشان دعویٰ نبوت کیے وہ ختم نبوت کا منکر  
میں جو تو را سنو دیں میں کوئی بنا اور کذاب و درجاں ہے (مقودہ مولود  
نبی نہیں ہوں پہلے بھی کسی نے نہ محمد نان صاحب دے پیغام صلح جلد ۱۲  
میں جنہیں تم لوگ سچا ماننے ہو نمبر ۲۵ صفحہ ۷۰ کام نمبر ۱۲  
دقول مرزا ادا خبر بدہ  
۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۸) آیت ذَاخِرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَعْقُوا  
یُکَلِّمُ... کی تفسیر سے ثابت  
ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی  
ہوگا (تمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷)

(۹) ابراہیمؑ چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ  
کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر  
ایک ابتلا کے وقت خدا نے اس  
کی مدد کی۔ جبکہ وہ ظلم سے

کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ ابراہیمؑ  
آگ میں ڈالا گیا (بیان القرآن)

## مرزا صاحب قادیانی مولوی محمد علی (احمدی) لاہور کی

اگ میں ڈالا گی۔ خدائے اگ  
کو سہ دکر دیا۔ حقیقتہً العوجی  
عنہ۔

(۱) ہمارے ایمان اور اعتقادیں قرآن اور حدیث سے یہ ثابت نہیں  
ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہے کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے۔  
بن باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو (بیان القرآن جلد ۲، ملخصاً)  
سب طاقتیں ہیں۔ اور نیچری  
جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا  
باپ تھا وہ بڑی غلطی پر  
ہیں داخبار الحکم ۴، تبون  
سند ۱۹۰۷ء

## جہاد فی سبیل اللہ

قرآن حکیم میں جس طرح نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ایسے فرائض  
مسیحی، کھلی، یحییٰ کیلئے مسلمانوں کو ناجائز اور مرتع احکام دئے گئے ہیں۔ اس  
طرح حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ نے مسلمانوں کو دین مبین کی حفاظت اور  
اپنے مومن جانوں اور اموال کی مدافعت کے لئے جدوجہد فی سبیل  
اللہ کی تاکید کی ہے۔ اور حکمائے امت نے اس حد تک استدلال فرمایا

لے ابن ابی سربہ بنی کرم علیہ السلام سے رنایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی

ہے کہ تمام فرائض انفرادی اور اجتماعی یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا حاصل اور نقطہ اسے قرار دیا ہے اور اس حقیقت کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ قتال کے دفاعی حق کو استعمال کئے بغیر نہ تو دنیا میں ظلم و تعدی کا استیصال ممکن ہے اور نہ کوئی قوم عزت و آزادی کی زندگی بسر کر سکتی ہے ارشاد ہے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَغًا  
كَاْتَمَهُمْ بُنْيَانًا مَّرْصُوْمًا ۝ الْبَيْتَ الَّذِيْنَ لَوْ كُوْنُ

کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف بصف ہو کر اس طرح لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ کی پگھلائی بوٹی دیوار میں ہے

كَتَبَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۝ تَمَّ بِرَقَاتِ فَرَضٍ كَرِيْمًا ۝

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ  
الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ

کافروں کے مقابلے میں جہاد تک تم سے ہو سکے اپنا زور  
تیار رکھو اور گھڑ سنبھلے بازو رکھو۔ اس سامان سے اللہ

کے دشمن اور تمہارے دشمن ڈرتے رہیں گے (انفال ع ۸)

## میرزا صاحب کا انحراف :-

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آسنہ آسنہ  
کم کرتا گیا ہے اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد

کا حکم موقوف کر دیا“ (اربعین منبر ۱۱۵۱ حاشیہ)  
”وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کر یا جائیگا

اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے تاکہ لوگ اپنے وقت کو سہان  
لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازے کھولنے کا وقت

آگیا اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا

.... سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ہے

(تبلیغ رسالت صفحہ ۲۵-۳۶)

”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور ہندو مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“ (تبلیغ رسالت جلد سہم ص ۱)

”میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلا و عرب یعنی عربین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو۔ اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔“ (تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۲۶)

”ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد تھا نہ ہو۔“ (ہیمہ سدا جہاد ص ۱)

”چھوٹے دے دوست جہاد کا خیال دیں گے کہ ہم جب جنگ اور قتال میں درخشاں۔“

”نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔“

حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک نبی جہاں فوت ہوتا ہے اسی جگہ اس کو قبر برحق ہے۔ بخلف س کے مرزا صاحب لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔ مدفن نبی خط الکافی لکھان لہور توفی ذیہ



بنی کریم صلعم کا انتقال دوشنبہ کو ہوا اور غسل دیے گئے منہ مکمل  
کو صحابہ میں اختلاف ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جاوے تو حضرت ابو بکر صدیق  
آئے اور کہا سنا میں نے رسول صلعم سے فرماتے تھے "نہیں دفن کیا  
گیا کوئی نبی مگر اس مقام میں جہاں اس کی وفات ہوئی تھی"  
(باب ماجاء فی دفن المیت موطا امام مالک)

**اعتراض** [یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی الحسین  
بن عبد اللہ مجروح ہے۔]

**الجواب** [اس حدیث میں حسین بن عبد اللہ نام کا کوئی راوی  
نہیں ہے۔]

**اعتراض** [ایک حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اپنی عمر کا زمانہ  
انذار کرچ کرچ کرنے جائیں گے اور پھر واپس آئیں گے اور مکہ اور مدینہ  
کے درمیان فوت ہوں گے اور پھر وہیں سے مدینہ کی طرف ان کو اٹھا کر لے جایا جائے  
گا۔ اور پھر آنحضرتؐ کے حجرہ شریف میں دفن کیا جائے گا۔]

**الجواب** [کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو یہ مرزا صاحب کے سوا  
مخالف ہے کیونکہ نہ آپ نے حج کیا اور نہ مکہ اور مدینہ کے  
درمیان فوت ہوئے اور نہ ہی آنحضرت صلعم کے حجرہ شریف میں دفن ہوئے  
بلکہ آپ لاہور میں فوت ہوئے اور قادیان میں دفن ہوئے۔]

**اعتراض** [کتب یہود و نصاریٰ کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ کئی ایک  
انبیاء و جہاں فوت ہوتے تھے وہاں دفن نہیں ہوئے۔]

**الجواب** [ہم نے رسول اللہ صلعم کی حدیث پیش کی ہے کہ ہر ایک نبی جہاں  
انتقال فرماتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے اور آپ غلط سلسلہ اور

نہایت ردی و ناقابل استنباط کتب سے تمسک کرتے ہیں حضور صلعم کی حدیث  
نکے آگے چون و چرا کرنا گناہ ہے۔ لہذا ثابت ہو کہ مرزا صاحب

جھوٹے حق دے نہ وہ لاہور میں ہرگز نہ مرتے۔ یہ خدا تے اس لئے کیا کہ  
مرزا یوں پر تمام حجت ہو:

## مرزائیت اور عیسائیت

ناظرین! مرزا صاحب قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ  
کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مسیح جس کی نسبت احادیث میں خبر دی  
گئی ہے وہ ہیں ہوں۔ ہم نے دیکھنا سچہ کہ مرزا صاحب قادیانی  
میں مسیح موعود کے نشانات پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

(۱) ابوراد کی حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ  
مسیح موعود کے زمانے میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی  
نہیں رہے گا۔ اس حدیث کو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔

(۲) تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم  
ہو جائے گی، (چشمہ معرفت ص ۷۸)

جب غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے  
واحد کی عبادت ہوگی، (الحکمۃ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۳) خشکوار شریف کی حدیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا: مسیح موعود اگر عیسائیت کے زور کو توڑ جائے۔

مرزا صاحب اس حدیث کو بھی اپنے حق میں لیتے ہیں اور فرماتے

میر کا جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں  
وہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں، (اخبار  
جبرہ جولائی ۱۹۰۵ء)

مرزا یوں کا اپنا اخبار پیغام صلح مرزا صاحب غلام احمد انجمنی کے کذب پر ہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ اور نہایت حسرت کے ساتھ لکھتا ہے :-

”عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے“ (پیغام صلح،

۴ مارچ ۱۹۲۸ء)

دور کیوں جائیں مردم شماری کی رپورٹ ہی دیکھ لیں۔ قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کی عیسائی آبادی کا نقشہ یہ ہے :-

سال	عیسائیوں کی آبادی
۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۴۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۲۲۴۵
۱۹۲۱ء	۳۲۸۲۲
۱۹۳۱ء	۴۳۲۴۲

جب سے مرزا یثیت نے جنم لیا ہے۔ عیسائیت روز افزوں ترقی کر رہی ہے اس تلیل عرصہ میں صرف قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کے عیسائی اٹھارہ گنا بڑھ گئے ہیں۔ اب ناطوں مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ غور سے سن لیں اور خود فیصلہ کر لیں :-  
مرزا جی فرماتے ہیں :-

”اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں“ (دبر ۱۹ جون ۱۹۰۶ء)

کوئی بھی کام میسج تیرا پورا نہ ہو  
تا مرادی میں ہو اسے تیرا آنا جانا  
مبارک میں وہ لوگ جو مرزا صاحب کی ناکافی پر گواہی دیتے ہیں اور  
انہیں جھوٹا سمجھتے ہیں کہ عاقبت انہی کی ہے پٹ

## مرزا صاحب قادیانی کا توبہ نامہ ۴

مرزا صاحب نے محدثیت، مجددیت، نبوت اور رسالت کا دعویٰ  
کی اور کہہ خدا نے میرا نام محمد اور رسول رکھا ہے (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳)  
چنانچہ نبی موری اور قادیانی دونوں منتفق ہیں کہ مرزا صاحب آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ ظل، انعکاس اور سایہ ہیں۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا صرف ایک واقعہ آپ حضرات کے سامنے  
پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ کفار مکہ نے تنگ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے چچا، بو طالب سے شکایت کی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے بنوں کی حقیقت  
سے روک دیں۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی  
رکھ دیا جائے تو بھی میں اپنے تبلیغی فرائض کو نہیں چھوڑ سکتا۔  
مگر دوسری جانب اس ظل اور برزخ کو ملاحظہ فرمائیں کہ کس عاجزی  
اور بے کسی کی حالت میں وچنی کشنر گورداسپور کی عدالت میں اپنا مندرجہ  
ذیل توبہ نامہ پیش کرتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کی جگہ احرامِ سلام کا ایک  
عمولیٰ حشر اور رخصت ہو تا تو وہ بھی ایسی عاجزی کا ثبوت نہ دیتا۔  
میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضورِ خداوند تعالیٰ باقرارِ صاحبِ تراز  
کے ہوں کہ آئندہ :-

(۱) میں ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ منہ خیل کئے جاسکیں۔ کہ کسی شخص کو یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو۔

یا عیسائی وغیرہ، ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الہی ہو گا۔ (۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی

وغیرہ، ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ (۳) میں کسی چیز کو البسم جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا۔ یا مورد عتاب الہی ہو گا۔

(۴) میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں۔ یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں۔ جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذلت کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل و جہال کافر۔ کاذب۔ بطلانوی نہیں لکھوں گا (بطلانوی کے ہجے بٹالوی کئے، جانے چاہئیں۔ جب یہ لفظ بطلانوی کر کے لکھا جاتا ہے۔ تو اس کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے) میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا احتمال ہو۔

(۵) میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاد

کہ دے خدا کے پاس مبالغہ کی درخواست کریں۔ تاکہ وہ ظاہر کرے کہ نلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ نہ میں ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیشگوئی کرنے کے لئے بلاؤں گا۔

(۶) جہاں تک میرے احاطہ و طاقت میں ہے۔ میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے غلط طریق پر عمل کریں۔ جس طریق پر کار بند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ میں اقرار کیا ہے۔ دستخط

گواہ شد -

مرزا غلام احمد بقلم خود

خواجہ کمال الدین بی اے جے ایم ڈی  
ایل ایل بی

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

ضلع گورداسپور

۲۴ فروری ۱۸۹۱ء

## قادیانی عقائد

### مسلمانوں سے قطع تعلق :-

میں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بجلی

ترک کرتا ہوں۔ (حشرہ تھوڑا بڑا ہے)

جو مسلمانوں سے دینی امور میں ملحد ہوں۔

(بیچ المصلی ص ۳۸۲)

سوال۔ مؤرخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو خان محمد عجب خان صاحب  
آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے  
ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف  
ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں؟  
(فتاویٰ احمدیہ ص ۱۹)

جواب میں عمرزا صاحب نے فرمایا "اول تو کوئی ایسی  
جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہ ہوں۔ اور جہاں ایسی صورت  
ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں تو ان کے سامنے  
اپنے سلسلہ کو پیش کر کے دیکھ لیا۔ اگر تصدیق کریں  
تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ ہرگز نہیں آ کیلے  
پڑھو۔ خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت  
تیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جن سے  
وہ الگ کرنا چاہتا ہے مثلاً کسی کی مخالفت ہے۔ وقتاوی  
احمدیہ ص ۱۹)

تمام اہل اسلام کافرا و دائرہ اسلام سے خارج

"سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل  
نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا  
وہ کافرا و دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں  
کہ یہ میرے عقائد میں" (آئینہ صداقت ص ۲۵ از مرزا محمود)

مسلمانوں کی اقتداء میں نماز حرام ہے  
"خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے پھر جان بوجھ

کران لوگوں میں گھسننا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء  
 ہلکی کی مخالفت ہے۔ میں تم کو تباہی دینے سے منع کرتا ہوں کہ غیر  
 احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (الحکمہ، فروری ۱۹۰۷ء)  
 ۔ یاد رکھو کہ جیسے خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارا پیرام اور قطعی حرام  
 کہ کسی مفسد مذہب یا متروک کو پیچھے نماز پڑھو (حاشیہ تحفہ کوثریہ ص ۲)

**کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔**

”ہم لایہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان  
 کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا علی)  
 احمد کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اختیار  
 نہیں کہ کچھ کر سکے۔ (انوار خلافت رخ ص ۱) (رخ سے  
 مراد مصنف مرزا محمد و تالیف قادیان ہے)“

**جائز نہیں! جائز نہیں! جائز نہیں!!!**

”باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ  
 بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی کہوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے  
 نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں! جائز نہیں!!!“  
 (انوار خلافت ص ۱)

**مسلمانوں سے رشتہ و رابطہ حرام**

خاطر قادیان لکھتا ہے کہ میرے باپ سے :-  
 ۔ ایک شخص نے بار بار پوچھا۔ اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش  
 کیا لیکن آپ نے اس کو نہ فرمایا کہ کڑی سچائی رکھو لیکن



لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں میں لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو اچھا پوٹا کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ حالانکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا، (انوار خلافت ص ۹۳ خ)

## مسلمانوں سے رشتہ و ناطہ جائز نہیں۔

غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے چوہ نکاح جائز ہی نہیں۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس اپنے دین کو تباہ کر بیٹھتی ہیں، (برکات خلافت ص ۳۲، خ)

حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے (برکات خلافت خ ص ۵۵)  
 جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو، (ملائکتہ اللہ خ ص ۶۷)

# مسلمانوں کی نماز جنازہ ناجائز نماز قادیان کا اپنے فوت شدہ بیٹے سے سلوک

علیہ قادیان :- بٹے باپ کے متعلق روایت کرتا ہے :-  
 آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق کرتا  
 تھا جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹھٹھتے جلتے اور فرماتے  
 کہ اس نے کبھی شرارت نہیں کی تھی بلکہ میرا فرما بنو دار ہی رہا  
 ایک دفعہ میں بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آگیا  
 جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑا تھا  
 درد سے رو رہا ہے ۔ اور یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت  
 کرتا تھا ۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا ۔ حالانکہ وہ  
 اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی نہ ہوں گے محمدی سلیم کے  
 متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار  
 بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے ۔ حضرت صاحب نے ان کو  
 فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو ۔ اس نے طلاق لکھ  
 کر حضرت صاحب کو بھیج دی ۔ باوجود اس کے جب وہ مرا  
 تو اپنے اس کا جنازہ نہ پڑھا ۔

(انور خلافت رخ ص ۹۱)

فرمانبردار بیٹے جس گروہ کے بانی کا یہ سلوک ہوا ایسے گروہ  
 کی مسلمہ فوں سے جیسی بھڑادی ہو سکتی ہے اس کا اندازہ کیا جاسکتا  
 ہے یہی نیچوٹا دیو خود ایک سوال پیدا کر کے اس کا جواب دیتا ہے :

”غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر ہوئے  
اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اگر کسی غیر احمدی  
کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے  
وہ تو مسیح علیہ السلام کا مکر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے  
سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ درست ہے تو پھر ہندوؤں اور  
عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟“  
(حوالہ مذکور)

## کسی مسلمان کا جنازہ میت پڑھو۔

”قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر  
اسلام لے آیا ہے۔ لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم  
ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں (نہ معلوم یہ حکم کہا  
ہے) پھر غیر احمدی کا جنازہ کس طرح پڑھنا جائز ہو سکتا  
ہے۔“ (انوار خلافت ج ۱ ص ۱۲۰)

## شعائر اللہ کی ہتک۔

تیرہ سو سال گزر چکے۔ مگر اس عرصہ میں شعائر اسلامی کی ہتک اور  
انتہائی توہین کی کوئی شخص جرأت نہیں کر سکا۔ مکہ و مدینہ کی فضیلت مسلمہ  
چیز ہے۔ قرآن پاک نے صاف الفاظ میں ان مقامات کی عزت و حرمت  
بیان فرمائی مسلمانوں کی ان مقامات سے انتہائی محبت کا آج بھی یہ حال  
ہے کہ اطراف و اکناف عالم سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں  
فرزندان توحید شعائر اسلامی کی زیارت اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے  
جاتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے حج کو ایک صاحب توفیق پر فرض

قرار دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے کہ حج میں یہ شمار برکتیں ہیں۔ مگر خلیفہ قادیان اپنے خیالات کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے :-

”قادیان تمام بستیوں کی ام (ماں) ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جادے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جاتا ہے کیا کمار مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟“  
(حقیقۃ الرؤیا - خ ص ۴۴)

**سالانہ جلسہ دراصل قادیانیوں کا حج ہے۔**

خلیفہ قادیان لکھتا ہے :-  
”ہمارا سالانہ جلسہ ایک تکلم ظلی حج ہے، (الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

**اب حج کا مقام صرف قادیان ہے :-**

”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے، (ملخص از برکات خلوت خ ص ۵)

مسندوں سے انتہائی دشمنی کے ثبوت میں حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں :-

**مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا :-**

”اتمام لینے کا زمانہ آہذا زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پیدجو

مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح  
 اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے  
 ..... حضرت مسیح موعود نے مجھے یوسف قرار دیا ہے  
 میں کہتا ہوں مجھے یہ نام دینے کی کیا ضرورت تھی۔ یہی کہ پہلے  
 یوسف کی جو ہتک کی گئی ہے۔ اس کا میرے ذریعہ انزالہ  
 کر دیا جائے پس وہ تو البیاء یوسف تھا جسے بھائیوں نے  
 گھر سے نکالا تھا۔ مگر اس یوسف نے اپنے دشمن بھائیوں  
 کو گھر سے نکل دیا۔ پس میرا مقابلہ آسان نہیں۔  
 (عرفان الہی خ ص ۹۵)

## مخالفین کو سولی پر لٹکانا۔

”خدا تعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد) کا نام عیسیٰ رکھا ہے  
 تاکہ آپ پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے سولی پر لٹکایا تھا مگر  
 آپ زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔“  
 (تقدیر الہی خ ص ۲۹)

## ”بشارات اسمہ احمد“

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ  
 إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ الْوَحْيِ وَإِنِّي أَمْرًا بَرُّسُولٍ  
 يَأْتِي مِنْ بَعْدِي الرَّبُّ مُحَمَّدٌ مِّمَّا جَاءَ دُونِي بِالْبَيِّنَاتِ  
 وَأَنَا هَذَا سَيِّدُكُمْ (سورہ الصفہ پارہ ۲۸، رکوع ۱)  
 احمد جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے بنی اسرائیل، تحقیق

میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں ماننے والا اس چیز کو کہ آگے میرے  
ہے ثوریت سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ ایک رسول کے کہ  
میں نے بعد آویگا نام اس کا احمد ہے۔ پس جب وہ ان لوگوں کے  
پاس گھس گھس ریلیوں کے ساتھ آیا۔ تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا  
بھادو ہے۔

ناظرین کرام: اس آیت مقدسہ میں ایک رسول کی آمد کا ذکر ہے  
جس کا نام احمد ہے اور اس کی تعیین ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
پر کرتے ہیں۔ مگر قاریانی آپ کو اسمہ احمد والی پیشگوئی کا مصداق نہیں مانتے  
بلکہ ان کے نزدیک اس آیت کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مگر دراصل  
بات اور ہے۔ یہ لوگ نہ قرآن کو مانتے ہیں نہ حدیث نبوی کو۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ میں اس کا مصداق ہوں:

«عن جابر بن مطعم قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول  
ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی  
یمحو اللہ بانه کفر وانا الحاشی الذی یحشر الناس علی  
قدحی وانا العاقب لیس بعدی نبی اتمذی فتم  
بشارت حضرت جیسوی مطعم۔ فی لحد عندہ روایت ہے کہ  
کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ ارشاد فرماتے تھے  
کہ میرے لئے نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ اور میں ماحی  
ہوں مٹاؤں گا اللہ میرے ساتھ کفر کو اور میں حاشی ہوں کہ  
مٹائے جائیں گے لوگ میرے قدم پر۔ اور میں عاقب ہوں۔  
میرے بعد کوئی نبی نہیں:

مندرجہ بالا حدیث میں آپ نے اپنے پانچ نام بتائے ہیں۔ مگر  
پہلے مذکور کی تشریح نہیں کی کیونکہ وہ ذاتی نام ہیں محمد اور احمد

مگر دوسرے نام صفاتی ہیں لہذا آپ نے ان کی تشریح کر دی :

(۲) مشکوٰۃ المصابیح ممتزج جلد ۴ باب فضائل سید المرسلین میں ایک مرفوع روایت کے الفاظ یوں ہیں :-

وَسَأَخْبِرُكُمْ بِأَدَلِّ أَمْرٍ دَعَاكَ إِبْرَاهِيمُ وَبَشَارَةٍ

عِيسَىٰ اور اب خبر دوں تم کو ساتھ ادل امر اپنے کے کہ وہ دعا حضرت ابراہیمؑ کی ہے اور خوشخبری دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دَعَاكَ إِبْرَاهِيمُ فرمایا کہ اس دعا کے عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے جو پارہ ادل

سورہ البقرہ کے رکوع میں یوں مذکور ہے رَبَّنَا وَبُعثَ فِيهِمُ

إِسْمَاعِيلُ اے ہمارے رب بھیج ان عہدوں میں ایک رسول ان میں سے اسی طرح آپ نے بشارت عیسیٰ کے حلقہ و بشارت

عِيسَىٰ فرمایا کہ اس نوید مسیح کی طرف اشارہ کیا جو سورۃ الصافات میں

۳۰ اِسْمٰحٰی فِی الْاَنْفٰثِ مَخْمُودٌ فِی الْاَخْيٰثِ اَخْتَبٰ مِیْرًا نام قرآن میں محمدؐ ہے اور انجیل میں احمدؑ ہے (خصائص الکبریٰ

جلد اول صفحہ ۱۹۴ - شرح اشفا جلد اول صفحہ ۴۸۹ - مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۱۹۴)

خود مرزا غلام احمد تادیانی نے اس بات کو لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد تھا۔

(۱) مسیحؑ کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ

مبشرا برسول یاق موبقنا احمدا یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہو گا۔ پس اگر مسیح اب تک

اس عالم جسمانی سے گزر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلعم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ فصل اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلے رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرت صلعم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔ (آئینہ کمالات، سلام مطبوعہ ۱۹۲۱ء ص ۷۱)

۲۔ حضرت رسول کریم صلعم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا۔ یَا قِیُّمُ یَعْلٰی اَسْمٰی اَحْمَدُ ۱۱ اختلاط سرترا ہے کہ وہ نبی مہر ہے بعد بلا فصل آئے گا یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہو گا۔ کتاب ملفوظات احمد یعنی ڈائری ۱۹۰۱ء ص ۵۱۲ اخبار الحاکمہ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء

(۳) اور اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام غنی ایک محمد صلعم دوسرا احمد صلعم۔ (اشتہار واجب الانظار مورخہ ۲۴ نومبر، ۱۹۰۱ء ص ۷)

۴۔ رسولہ اربعین مطبوعہ ۱۹۰۱ء نمبر ۳ ص ۱۵ پر لکھا ہے :- تم سب جگے جو کہ ہمارے نبی صلعم کے دو نام ہیں (۱) ایک محمد اور یہ ہم تو زنت میں لکھا ہے x x x دو سلطان احمد سے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک اجمال رنگ میں تسلیم آتی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے :- وَ مُبَشِّرًا بِرُسُولِیَّ یَا قِیُّمُ یَعْلٰی اَسْمٰی اَحْمَدُ ۱۱

۵۔ ذِی قِیُّمُ یَعْلٰی کہ وہ میرے بعد آئیں گے حضرت عیسیٰ نے



ایک اپنے مثیل نبی کے آنے کی خبر دی ہے مگر یہ نہیں کہا کہ وہ میرے بعد آئیگا۔ اگرچہ ہونا کہ قیامت تک کبھی آجائے۔ تو ان الفاظ ظنیاتی من بعدی کا کوئی تعین نہیں ہوتی بلکہ یہ بے معنی بات، نعوذ باللہ قرآن نے کہہ دی اتنا کافی تھا۔ جبراً برسول اللہ۔

تکمۃ (۲) فلما جاء میں جاء ماضی کا صیغہ ہے اگر کوئی کہے کہ ماضی کے معنی مستقبل کبھی ہوتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو۔ تب تک ماضی کے معنی مستقبل ہرگز نہیں ہو سکتے۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو اس کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ پھر ہم کون ہیں۔ نیز جاء کا اطلاق عام طور پر فعل ماضی پر ہوتا ہے۔ بخلاف لفظ آتی کے کہ یہ ماضی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

تکمۃ (۳) قالوا هذا سحر مبين میں قالوا ماضی کا صیغہ ہے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہتے تھے وَاِذَا شَاءُ بَيْنَهُمْ اٰیٰتِنَا بَيِّنٰتٍ... وَاَلَمْ يَكُنْ لَكَ الْوَحْيُ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ سبا پارہ ۲۷) مگر مرزا صاحب کو تو کوئی سہوہ دیا عیسائی جلدوگر نہیں کہتا۔ بلکہ دوسرے القاب سے یاد کرتے ہیں مثلاً دجال کذاب منقرض علی اللہ وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ۔ مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا کہ احمد ملا حظہ ہو کتاب البریت ص ۱۳۷ کا حاشیہ ”میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ“ اسی چیز کی تصدیق مندرجہ ذیل کتاب سے ہوتی ہے تحفہ شہزادہ ولیزادہ ص ۲۶، الفصل مورخہ ۱۴۱۱ بمبئی ۱۹۱۷ء، حکم مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۱۷ء رسالہ کشف الغطا ص ۱۷۰ دفع البلا ص ۱۷۰ ریور آف

ریلیجنز بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص ۲۱۸ کا حاشیہ :

## ڈاکٹر عبدالحکیم خاں

”ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ہمراہ گشت ۱۹۰۵ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔۔۔ مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جا دے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا“ (حیثمہ معرفت ص ۳۲۱ و ص ۳۲۲ مصنف مرزا صاحب - تاتاریخ اشاعت ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء)

”اور دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گا“ تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۵ء

مندرجہ بالا تحریرات میں مرزا صاحب نے بالعام خود ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرحوم کی بات اپنی زندگی میں بتائی ہے۔ یہاں تک ڈاکٹر صاحب مرحوم مرزا صاحب سے کئی سال بعد فوت ہوئے۔  
ڈاکٹر عبدالحکیم اپنی پیش گوئی کو منسوخ کر چکا  
اعتراض | مٹا۔

الجواب [ ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کا ذکر نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کی الہامی پیش گوئی پیش کی ہے : جن کا دعویٰ ہے کہ :-

”میں امام الزمان ہوں“ (ص ۲۴ ضرورۃ الامام) اور  
 ”امام الزمان کی الہامی پیش گوئیاں اظہار علی الغیب  
 کا مرتبہ کفایتی میں یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ  
 میں کر لیتے۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو“ (ص ۳۱ ضرورۃ  
 الامام)

کہ خدا اس کو میری زندگی میں ہلاک کریگا اور میں اس  
 کے شر سے محفوظ رہوں گا۔“

اور یہ پیشگوئی از سر تا پا جھوٹی بنی ہے :

# باب دوم

## ختم نبوت

### مرزا صاحب کے کاذب دعوے پر گیارھویں دلیل

”دنیا میں جو غرض انبیاء و رسل کی بعثت کی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی تھی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں آج کمال کو پہنچ کر پوری ہو گئی اور جب غرض پوری ہو گئی تو اس کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہ رہی۔ ہدایت کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط کے ساتھ اور تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں روشن کر دیا۔ جتنی روشنی امکانی طور پر انسان بخشنے کی وسعت سے حاصل کر سکتا ہے وہ سب حاصل کر لی جو کوئی ہدایت دینے کی قوم کیلئے آئندہ آنے والے کسی زمانہ کے لئے ایک قوم، ایک ملک یا ایک فرد کے ادنیٰ سے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت تک ترکیب اور تکمیل نفس کا کام دے سکتی ہے اس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پہنچا دیا، نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ نبی کی ضرورت دنیا میں تکمیل انسانی کے کسی نئے پہلو کو واضح کرنے کے لئے ہوتی تھی لیکن قرآن نے چونکہ تکمیل انسانی کے

سارے پہلوؤں کو مکمل تک پہنچا دیا اس لئے کسی نئے نبی کی ضرورت  
 بھی نہ رہی۔ نبوت کے ختم ہونے سے مراد یہ نہیں کہ ایک نعمت جو پہلے  
 انسانوں کو ملتی تھی، اب اس کا ملنا بند ہو گیا ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ  
 وہ نعمت اپنے پورے کمال کے ساتھ انسانوں کو پہنچا دی گئی، ہم نعمت  
 نبوت سے محروم نہیں بلکہ وہ نعمت اپنی اعلیٰ ترین صورت میں ہمارے  
 پاس موجود ہے، جس طرح آفتاب کے بعد چراغ کی ضرورت  
 نہیں رہتی اس لئے کہ اس کی روشنی انسانوں کو چراغ کا  
 محتاج نہیں چھوڑتی۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی رسالت کے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد  
 کسی چراغ نبوت کی انسانوں کو ضرورت نہیں۔ (النبوة فی الاسلام  
 مصنف مولوی محمد علی احمدی ص ۷۷)

## ختم نبوت کا ثبوت از قرآن

(۱) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَأْتِيَ بِنَبِيٍّ ذِي بَيِّنَاتٍ وَلَا تِلْكَ آيَاتُ الْكُفَرِ  
 الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ بِمَا يَكُونُونَ  
 شَهِيدٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ (النجم ۳۵-۳۷)  
 بابت نہیں مگر وہ رسول اللہ سے ختم کرنے والے نبیوں کا۔  
 یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلعم کے  
 کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا، (۳۵-۳۷) ازالہ اہام ص ۱۶  
 مصنفہ مرزا صاحب)

وَلَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ الْبَشَرِ نَبِيٌّ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَكُونُونَ  
 شَهِيدٌ ۚ (النجم ۳۵-۳۷)  
 وَلَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ الْبَشَرِ نَبِيٌّ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَكُونُونَ  
 شَهِيدٌ ۚ (النجم ۳۵-۳۷)  
 وَلَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ الْبَشَرِ نَبِيٌّ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَكُونُونَ  
 شَهِيدٌ ۚ (النجم ۳۵-۳۷)

لَا بُدَّ لِي بِقُعْدِي بِبَيْتِي وَأَرْضِي الْمَطَايِينِ (حمامة البشري)

۳۴ مصنف مرزا صاحب طبع مطبوعہ لاہور

کیا تم نہیں جانتے (اے بے سمجھ مرزا ایسے) کہ خدا رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلعم کو بطریق کسی استثناء کے خاتم الانبیاء و قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلعم نے خاتم النبیین کی تفسیر کا یہی اجماع فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کے لئے بات واضح ہے :

”حدیثِ دینیٰ، بعدیٰ میں بھی (لا)، نسخ عام ہے“ ایام

الصالح ص ١٧٦ - حنفية لمزنا

”بہست اور خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را برد شد اختتام" (سراج منبر ص ۱۸۲)  
 "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد  
 کوئی بنی نہیں آئیگا اور حدیث کا بنی بعد ایسی مشہور ہے  
 کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جسکا  
 لفظ لفظ قطب ہے اپنی آیت کریمہ دَلِیْلُنَّ رُشُوْبِ اللّٰهِ ذِ  
 نَآ اِنَّ اَلْبَیْتَیْنِ د سے بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ فی  
 الحقیقت ہمارے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو  
 چکی ہے۔ (کتاب البریت مصنفہ مرزا ص ۱۸۲)

مرزا صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے اننا انعم اللہ علیہم لا یحسبون انهم یبخلون (مشکوٰۃ کتاب الفتن) میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ۛ

دوسری آیت [اَلْيَوْمَ اُكْمِدْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاقْتَضَيْتُ عَلَيْكُمْ نَفْسِي وَرَبِّي بِكُمْ اِلَاسْلَامًا] یعنی آج میں نے قرآن کے اتارنے اور تکمیل نفوس سے

تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی (بنوت کی) نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا۔ حاصل مطلب کہ قرآن کریم جس قدر نازل ہونا تھا ہو چکا اور مستعد دلوں میں نہایت حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر چکا اور ترویج کو کمال تک پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا۔ (نور القرآن ص ۱۵۷)

(۲) قرآن شریف جیسا کہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور آیت وَ لَکِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ میں صریح بنوت کو آنحضرت صلیم پر ختم کر چکا ہے اور صریح قطب میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلیم خاتم الانبیاء ہیں۔ (تحفہ گوشتہ ص ۵۷)

(۳) خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کو مخاطب کیا کہ میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور اس آیت کو اس طور سے نہ فرمایا کہ آج میں نے اسے نبیؐ! آپ کے دین کو کامل کر دیا۔ اس میں حکمت ہے تاکہ ظاہر ہو کہ صرف قرآن کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہو گئی، جن کو قرآن پہنچایا گیا اور رسالت کی صلت غائی کمال تک پہنچ گئی۔ (حاشیہ نور القرآن ص ۱۹)

(۴) ”ہم لوگ ختم ہونا وحی کا مانتے ہیں۔ گو کلام الہی اپنی ذات میں غیر محدود ہے لیکن چونکہ وہ مفاسد جن کی اصلاح کے لئے کلام الہی نازل ہوئی ہے (یا رسول آتے ہیں۔ ناقلاً) وہ قدر محدود ہے زیادہ نہیں اس لئے کلام الہی بھی اسی قدر نازل ہوئی جس قدر بنی آدم کو ضرورت تھی اور قرآن ایسے زمانے

میں آیا کہ جس میں ہر طرح کی ضرورتیں جن کا پیش آنا ممکن تھا  
پیش آگئی تھیں اس لئے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی  
درجہ پر نازل ہوئی پس انہی معنوں میں شریعت فرمائی مختم  
و مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں۔ اب قرآن اور  
دوسری کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں نخل سے بھی  
مقصود رہتیں تاہم بوجہ ناقص ہونے کے تعلیم کے ضرور  
تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی قرآن ظہور ہوتا مگر قرآن کے  
لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ بعد کوئی کتاب آدے  
کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں۔ ہاں اگر فرض کیا جائے  
کہ اصول قرآن دید اور انجیل کی طرح مشرکانہ بنائے جائیں گے  
یا مسلمان شرک اختیار کر لیں گے تو بیشک ایسی صورتوں میں  
دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہے مگر  
یہ دونوں قسم کے فرض محل ہیں۔ قرآن شریف کا حرف ہونا اس لئے  
محال ہے کہ خدا نے خود فرمایا ہے اِنَّا خَلَقْنَاهُ نَفْسًا لِّدِّكَ  
اِنَّهٗ لَخَافِضُوْنَ یعنی اس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم  
جی اس کے محافظ ہیں اور مسلمانوں کا شرک اختیار کرنا اس  
جہت سے منکرات ہے کہ خدا تعالیٰ اس بارے میں  
عملی پیغمبروں کے فرمایا ذٰلِکَ الَّذِیْ اَنْبَا طُلُوْتَ عَلَیْہِ  
یعنی شرک مخلوق پرستی نہ اپنی کوئی شاخ نکالے نہ پہلی حالت  
پر عود کرے۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ حقیقت میں خاتم  
المرسل ہیں اے حبیبہ براہین احمدیہ ص ۱۱۱ تا ۱۱۲

تیسری آیت | وَمَا اَرْسَلْنَا اِلَآکَ اِلَّا رِجَالًا نَّسُوْا اٰیٰتِیْہِ  
(سورہ سبا: ۲۸) (پارہ ۶ ص ۷۱)



”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت اپنے ذاتی جوہر سے انبیاء کے سردار میں ایسا ظاہری خدمات کی رد سے ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر ہو جائے اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا (پہلی احمدیہ ص ۱۱۸)

(۲) جب دنیا نے اتحاد اور اجتماع کے لئے پلٹا کھایا اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے ملاقات کرنے کے سامان پیدا ہو گئے تب وہ وقت آگیا کہ قومی تفرقہ درمیان سے اٹھا دیا جائے اور ایک کتب کے ماتحت سب کو یکجا کر دیا جائے تب خدا نے سب دنیا کیلئے ایک ہی نبی بھیجا تاکہ وہ سب قوموں کو ایک ہی مذہب پر جمع کرے اور بنا جیسا کہ ابتدا میں ایک قوم تھی آخر میں بھی ایک ہی قوم بنا دے (چشمہ معرفت ص ۱۳۶)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام بنی نوع آدم کے لئے رسول ہونا آپ کی فضیلت اور خدا کی اس حکمت کے لئے ہے کہ ابتدا کی طرح انتہا میں بھی ایک ہی قوم اور ایک ہی رسول ہو۔ پس جو شخص اس وحدت میں خلل انداز ہوتا ہے وہ نہ صرف خدا کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سیرت کا دشمن ہے۔

چوتھی و پانچویں آیت | حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل میں فرماتے ہیں کہ مجھے دوسری قوموں سے سروکار نہیں۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے لئے بھیجے گئے بلکہ لکھا ہے کہ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ خَبِيرًا۔ میں تمام دنیا

کے لئے بھیجا گیا ہوں و مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً  
بِالْبَاطِلِ یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کرنے کے لئے نہیں  
بھیجا بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جائے  
پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دنیا  
کے لئے رحمت ہیں مضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۸

پس جس طرح دوسرا خدا مانتے والا مشرک ہے اور آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کو ماننے والا مشرک ہے اور آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کی رحمت عامہ  
میں شامل ہو کر لعنت میں گرفتار ہو رہا ہے :

چھٹی آیت [تَسْكُوزُ الْبَغَالَيْنِ سَيِّئِينَ يَعْنِي هُمُ نَصْرَهُ تَجْهَدُ  
بِهِمَا تَاكُ تُوْنِيَا كِي تَمَامُ قَوْمُولِ كُوْطْرَا وِیْءَ]

(نور القرآن ص ۵۱)

جبکہ حسب قرآن پاک تمام دنیا کے لئے محمد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کی نذر ہیں تو اب کسی دوسرے کا یہ کہنا کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا"، صریح منافی قرآن  
ہے :

ساتویں آیت [وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ  
أَنِّي مَعَكُمْ فِي كِتَابٍ وَجَعَلْنَا فِيكُمْ رُسُلًا  
وَرَسُولًا مُّصَدِّقًا لِّأَمْرِكُمْ لَسُوْا بِمَا وَدَّتُمْ وَرَسُولًا  
مُّصَدِّقًا لِّأَمْرِكُمْ لَسُوْا بِمَا وَدَّتُمْ وَرَسُولًا

الایہ (پارہ ۳ ص ۷۱) اور یاد کر کہ جب خدا نے تمام رسولوں  
سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں - پھر

تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری  
کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اسکی  
مدد کرنی ہوگی " (الحق حقیقۃ الوحی ص ۱۳)

مطلب ظاہر ہے کہ :-

”خدا نے x x اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے  
آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جو خاتم الانبیاء  
اور خیر الرسل ہے۔ (تبیقۃ الوحی ص ۱۱)

**آٹھویں آیت** اِنَّا نُنَزِّلُ الْكِتَابَ عَلَیْكَ لَعَلَّکَ تَتَّقِی (سورہ طہ ۱۰۱) خدا نے اپنی  
کتاب (قرآن) اپنا رسول (محمد) بھیجا وہ تم پر کلام الہی پڑھتا  
ہے تم کو وہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو تعلیمات سے  
نور کی طرف نکالے (ابراہیم، محمدیہ ص ۱۱۵)

آیت مذکورہ یہی ہے کہ ایمانداروں، نیک کرداروں کو کفر و شرک، فسق  
و فجور کے اندھیروں سے نور و ہدایت، ایمان و سلامتی پر پہنچانے کو قرآن  
اور محمد علیہ السلام بھیجے گئے۔ اب جو کوئی بے ایمان اور بد کردار ہے وہ دوسرے  
کا دامن پکڑے گا۔ مومن تو اسی رسول و کتاب کے شیعہ بنی رہیں گے۔  
**نویں آیت** اِنَّا نُنَزِّلُ الْكِتَابَ عَلَیْكَ لَعَلَّکَ تَتَّقِی (سورہ طہ ۱۰۱)

(سورہ جمعہ ۱۰۱) خدا وہ ہے جس نے آدمیوں میں رسول  
بھیجا جو خدا کی آیات ان پر پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا  
ہے اور حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس نبیؐ کے  
ظہور سے پہلے مرتع گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور

ابن مسلمانوں کے گروہ میں اور ملکوں کے لوگ (جو آخری زمانہ میں ہوں گے) بھی ہیں جن کا اسلام میں داخل ہونا ابتدا سے قرار پا چکا ہے اور ابھی وہ مسلمانوں سے نہیں ملے اور خدا غالب ہے اور حکیم ہے جس کا فعل حکمت سے خالی نہیں یعنی جب وہ وقت پہنچے گا جو دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تب وہ لوگ اسلام میں داخل ہوں گے" (براہین احمدیہ ج ۲۳)

یہ آیت بآواز بلند گویا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر در کائنات جس طرح ابتداء اسلام کے وقت کے لوگوں کی طرف رسول مقرر اس طرح آخرین کے لئے بھی آپ ہی رسول ہیں :

وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْ لِنَفْسِهِ مِنْ شَأْنٍ ۚ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْ لِنَفْسِهِ مِنْ شَأْنٍ ۚ  
**دسویں آیت** اَتَيْنَتْ لَدُنَّ الْفُلُكَيْنِ وَيَتَّبِعُ غَيْرَ سَبِيلِ الْكَافِرِينَ  
تُولِي مَا تَوَقَّعُ وَتُضِلُّ بِخَيْبَتِهِمْ سَارِيَّةً مَصِيرًا

(سورہ نساء پارہ ۵)

جو کوئی بر خلاف کرے رسول کے چھو اس کے کھاسر ہوئی واسطے اس کے حجت حد پر دی کرے سوا راہ مسلمانوں کے، متوجہ کریں گے ہم اس کو جو حق ہو سوا اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور بڑھاتا ہے دوزخ میں

تا آخری فرقہ میں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو وہ دو محل سے نکلے گا یا تو وہ بمقتضائے آیت مذکورہ طریق، موضع کتبہ نبیہ کا اور یا بمقتضائے نبوت لوگوں کو اپنے اتباع کی رغبت دینے۔

یہ صورتیں تو معاند برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کے نبی

دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں نہ یہ کہ لوگوں کا اتباع کرنے لگیں۔ دیکھو قرآن مجید کا ارشاد ہے:-

ذَٰمًا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُلٍ إِلَّا يَأْذُنُ اللّٰهُ

(سورہ نسا، ۱۳) اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر صرف

اسی لئے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ یعنی رسول دنیا میں مطیع

بن کر نہیں بلکہ مطاع بن کر آتا ہے (ازالہ الہام)

دوسری صورت میں بنی کا وجود محض بے فائدہ اور اسکی بعثت

محض بیکار رہ جاتی ہے کیونکہ بعثت بنی کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے

جب خدا کے بندے عسوط مستقیم نہ چھوڑ دیں، بنی اگر ان کو سیدھے

راستہ کی ہدایت کرے۔

اور جب سبیل مومنین ایک ایسی مستقیم سبیل ہے کہ خداوند عالم

تمام اہل عالم کو قیامت تک اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں اور اس

سے ہٹنے پر سخت وعید دیتے ہیں تو پھر فرمائیے کہ اب کسی جدید بنی کے

پیدا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

نوٹ۔ آنحضرت صلعم نے حراط مستقیم دکھا دیا ہے۔ لہذا

اب ضرورت نہیں کہ جدید بنی کا انتظار کیا جائے؟

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا رَسُولَ

اللّٰهِ ذَٰلِكُمْ صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (مجادلہ، ۱)

(اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (مجرب) کی اور ان لوگوں

کی اطاعت کرو جو تم میں سے ادنیٰ الامر ہیں۔)

یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان اللہ کی اطاعت کریں اور اس

کے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے

اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ کی اطاعت کریں؟

جن لوگوں کو خدا نے عقل و فہم کا کوئی حصہ دیا۔ ہے وہ ذرا غریب  
 اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریف یا غیر تشریف، علی یا بروری میں پیدا  
 ہونے والا تھا تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپ کے بعد بچائے اولی الامر کی  
 اطاعت کے اس نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا۔ اور یہ عجیب تماشا  
 ہے کہ قرآن عزیز لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور  
 بعد میں آنے والے نبی کی اطاعت کا ذکر تک نہیں کرتا۔  
 لہذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی علی  
 یا بروری یا کسی اور قسم کا کوئی نبی ہرگز نہ ہوگا اس امت میں پیدا نہیں  
 ہوگا۔

اے ایمان والو! میں بتاؤں تم کو ایک سوداگر می کہ بچائے تم کو دردناک عذاب سے۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے :

اس آیت کریمہ میں جو منفعت بخش تجارت مسلمانوں کو سکھائی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسی ایمان کو عذاب آخرت سے بچانے کا کفیل بتلایا ہے اور اس میں کہیں شرط نہیں کہ ایک بروزی، طلی، یا لغوی نبی آئے گا اور اس پر ایمان لانا بھی شرط نجات ہے :

**چودھویں آیت** [ذَٰلَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَیْکَ وَ مَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِکَ بِآخِرَةِ هُمْ یُوقِنُونَ - أُولَٰئِکَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۚ أُولَٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُونَ یہ (سودہ قبریہ) اور جو ایمان لاتے ہیں اس (وحی) پر جو تار می کسی کچھ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور جو وحی کہ اتار می کسی کچھ سے پہلے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی اور وہی کامیاب ہیں :

یہ آیت بھی دو طریق سے مطلقاً ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔ اول یہ آیت صاف طور سے اعلان کر رہی ہے کہ صرف اس وحی پر ایمان لانا کافی اور ہدایت و نجات کے لئے ضامن ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی چنانچہ اس وحی پر ایمان رکھنے والوں کے لئے اُولَٰئِکَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۚ اُولَٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُونَ کی بشارت ہے :

یہ آیت بھی دو طریق سے مطلقاً ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔ اول یہ آیت صاف طور سے اعلان کر رہی ہے کہ صرف اس وحی پر ایمان لانا کافی اور ہدایت و نجات کے لئے ضامن ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی چنانچہ اس وحی پر ایمان رکھنے والوں کے لئے اُولَٰئِکَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۚ اُولَٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُونَ کی بشارت ہے :

بناظرین کرام غور فرمائیں کہ اگر آپ کے بعد بھی سلسلہ وحی جاری ہے اور خداوند عالم کے ارشادات اہل دنیا پر نازل ہوتے رہتے ہیں تو

اس بدیہی پر ایمان لانا بھی ایسا ہی فرض نہ ہونا چاہیے جیسا پہلے نبیاء علیہ السلام کی وحی پر اور کیا کوئی شخص جو اس پر ایمان نہ لائے تو ایمان بالبدن اور کفر بالبدن کا ٹھیک مصداق نہ ہوگا۔ پھر وہ کیسے ہدایت اور فلاح حاصل کر سکتا ہے؟

لہذا صرف انبیائے سابقین اور آنحضرت صلی علیہ وسلم کی وحی پر ایمان لانے کو قیامت تک مدار نجات اور ہدایت و نلاح کا کفیل قرار دینا اس بات کا نہایت واضح ثبوت ہے کہ آپ کے بعد سلسلہ وحی ختم ہو چکا ہے۔ دوم۔ اگر آپ کے بعد بھی وحی نبوت باقی تھی تو میں قبلیت کی تخصیص بے معنی ہو جائے گی۔

**اعتراض۔** آخرت سے مراد آخری وحی ہے؟

**الجواب۔** اس کا جواب تیرھویں تحریف میں درج ہے؟

**پندرھویں آیت** | اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی پرورش کرنے والا ہے بلا استثناء تمام مخلوقات کا رب

ہے کوئی فرق بھی باہر نہیں۔

۴۱۱. اِنَّ حَقَّ دِیْنِکَ یَنْقَلِبُ اِلَیَّ یَا مُحَمَّدٌ اِنَّکَ لَمِنْ رَسُوْلِیْ

ہے قرآن مجید تمام دنیا کے لئے ہدایت ہے کسی ملک یا قوم کے

ساتھ مخصوص نہیں۔

۴۱۲. اِنَّکَ اَنْتَ اَوَّلُ رَسُوْلِیْ وَ اٰخِرُ رَسُوْلِیْ

تو تجھ کو پہلا رسول و آخری رسول کی قیامت تک کے لئے مرکز ہے۔

دینہ کو کوئی حصہ اس کی مرکزیت کو چھوڑ نہیں سکتا؟

دعا۔ رَحْمَتُہٗ کَا رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّحْمٰتِہٖ عَلٰی رَسُوْلِہٖ

رحمت کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ تمام جہان پر

رحمت کو جائے؟



## نتیجہ

جس طرح سب جہان کا خدا ایک ہے :  
 قرآن سب دنیا کے لئے ایک ہے تاقیامت :  
 قلدہ ایک ہے تمام دنیا کے لئے تاقیامت :  
 بنی ایک ہے تمام دنیا کے لئے تاقیامت :  
 تشریح خود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے :  
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَآبَاكُمْ وَاحِدٌ وَدِينُكُمْ  
 وَاجِدٌ وَنَبِيُّكُمْ وَاحِدٌ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (کنز العمال) کہ اے میری  
 امت کے لوگو! یاد رکھو تمہارا خدا ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے تمہارا  
 دین ایک ہے تمہارا نبی بھی ایک ہی ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔  
 معلوم ہوا کہ جب دوسرا نبی آجائے تو امت بھی اور ہو جاتی ہے۔  
 پہلے نبی کی امت نہیں رہتی۔ دوسرا نبی ماننا باعث اختلاف ہے :  
 نوٹ۔ نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی امت اور کتاب ہر مہرزا  
 صاحب فرماتے ہیں :-

”جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضروری ہے  
 کہ وہ خدا کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ  
 کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور خلق اللہ کو  
 وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا کی طرف سے نازل ہوا ہو  
 اور ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب  
 کو کتاب اللہ جانتی ہو“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴)

## نتیجہ

جو شخص مہرزا کو مابین گاہہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہ رکھے گا۔

۱۔ تصدیق از مہرزا صاحب من الریحان ص ۲۰۰ تذکرہ ص ۱۵۹ ۱۲۱ منہ۔



اُس سبب اَبی الخَلْقِ فَاسْتَوْحِشْتُمْ بِرِاسِئِیْتِیْوَت (مسلم در مشکوٰۃ باب مذکور) آنحضرت صلعم نے فرمایا میں چھ باتوں میں جملہ انبیاء پر فضیلت دیا گیا ہوں (۱) کلمات جامع مجھے ہی ملے (۲) فتح دیا گیا میں ساتھ عجب کے (۳) حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں (۴) تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ پاک بنائی گئی (۵) رسول بنایا گیا ہوں میں تمام کافہ ناس کے لئے (۶) ختم کئے گئے میرے ساتھ تمام انبیاء

**تیسری حدیث** [عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... وَاسْمُهُ سَيِّدُونَ فِي أُمَمٍ كَثْرَتُ ابْنِ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّ سَيِّدَهُ، اللَّهُ أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا يَنْبَغِي بَعْدِي رَأَاهُ أَوْ دُرَيْدِي مُشْكُوَّةُ كِتَابِ الْفَتْحِ) سرور میری امت میں تیس بھجوتے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک ان میں کا اپنے تئیں نبی ٹھہرے گا۔ حالانکہ میں نبیوں کو ختم کر چکا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا؛ معلوم ہوگا کہ امت محمدیہ میں جو نبی پیدا ہوگا کذاب ہوگا۔

اسی باب میں دوسری روایت بخاری و مسلم کی میں ان دجالوں کو ابول کا قیامت تک ہونا فرمایا ہے :

**چوتھی حدیث** [عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِئَةَ رَسَمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ

مُكَتُوبٌ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ فَإِذَا أَدْمُ لَمْ تُجَدَنَّ فِي رِجْلَيْهِ نَبَا (شرح السنۃ و احمد در مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جس زمانے میں گوندھی ہوئی مٹی کی ہیئت میں تھے میں اس وقت بھی خدا کے نزدیک نبیوں کو بند کرنے والا لکھا تھا :

**پانچویں حدیث** [عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَكَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ سَيِّدُهُمْ (رواه الدارمی۔ مشکوٰۃ باب مذکورہ)



”وحی در رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی الخ۔ (مکتوب مرزا اور تشجید الاذہان جلد اول)

**دسویں حدیث** [اِنَّ الْبِرَّ نَافِلَةُ النَّبُوَّةِ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِي وَلَا دَسُوْلَ بَعْدِي (ترغی بحفہ بغداد

مصنف مرزا صاحب ص ۷۷ و مسند احمد عن انس)

رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ سو اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

”ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی و رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔  
 ازالہ اوہام ص ۳۳۳ نیز سلسلہ تصنیفات لاہوری ج ۳ ص ۵۲  
 نیز آئینہ کمالات میں ص ۷۳ پر لکھتے ہیں :-

وَمَا كَانَ اللَّهُ أَنْ يُرْسِلَ نَبِيًّا بَعْدَ نَبِيِّنَا خَاتِمِ  
 النَّبِيِّينَ وَمَا كَانَ جُؤَيْثُ سِلْسِلَةِ انْبِئُوَّةِ شَائِنًا  
 بَدَلًا بِقَطْعِهِ بِهَا يَهْرُغُ نَهْمٌ هُوَ كَمَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَ  
 نَبِيَّ صَلَاحٍ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ كَيْ لَا يَكُنْ بَعْدَهُ نَبِيٌّ كَرِهِيٍّ أَوْ  
 نَهِيٍّ هُوَ كَمَا أَنَّ سِلْسِلَةَ نُبُوَّةٍ كَوَاسِمٍ مَنَقُطِعٍ هُوَ جَانِبُ  
 بَعْدَ عَهْدٍ جَارِيٍّ كَرِهِيٍّ

(حجۃ البشری صفحہ ۳۴ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں :-  
 قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ اَنْذَانًا خَاتِمِ النَّبِيِّينَ اِنَّ اللَّهَ يَرَاهُ بَيِّنًا  
 بِيْشِكْ اَنْ اُتِيَ الْوَفَاتُ كَيْ لَا يَكُنْ بَعْدَهُ نَبِيٌّ مَنَقُطِعٍ هُوَ كَمَا أَنَّ  
 اَنْ اُتِيَ الْوَفَاتُ كَيْ لَا يَكُنْ بَعْدَهُ نَبِيٌّ مَنَقُطِعٍ هُوَ كَمَا أَنَّ  
 نَبِيٌّ مَنَقُطِعٍ هُوَ كَمَا أَنَّ نَبِيٌّ مَنَقُطِعٍ هُوَ كَمَا أَنَّ

ذَانِ رَسُوْلَانَا اَتَمَّ اَنْبِيِيَّتٍ وَغَدِيَّتٍ بِانْقِطَاعِ  
 سِلْسِلَةِ الْمَنَامِيْنِ (حقیقۃ الوحی ص ۶۳ صمیمہ غزنی)  
 تحقیق محمد رسول خاتم النبیین ہیں اور ان پر رسولوں کا

سلسلہ قطع ہو گیا :

گیا رھویں حدیث  
 عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَيِّنُ لَنَا نَفْسَهُ  
 سِتَاءَ نَفَاقٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمَقْفِيُّ رَأْسُ الْحَدِيثِ  
 (رواہ مسلم ص ۲۶۱ جلد ۲)

حضرت موسیٰ الاشعریؒ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسمائے شریفہ ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور احمد اور مقفی بھی ہوں :

امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لفظ مقفی کے معنی نقل کئے ہیں کہ مقفی بمعنی عاقب ہے اور عاقب کے معنی خود نصحاء میں آخر الانبیاء بیان فرمائے ہیں :

اور ابن الاعرابی نے مقفی کا ترجمہ ہوا المتبع بلا انبیاء کیا ہے جس کے معنی بھی آخر الانبیاء ہوتے ہیں :

اس لئے امام نوویؒ نے دو کو نقل نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ خطہم ان حقوقہم کا آخر معنی ثابت ہوا کہ مقفی کے معنی آخر کے ہیں :

بارھویں حدیث  
 عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَاكَ نَبِيٌّ  
 كَذِبٌ وَنَجْرٌ هُوَ مُحَمَّدٌ

حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب نبیاء میں پہلے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں روایت کیا اس حدیث کو ابن جہان نے اپنی صحیح میں نیز ابی نعیم حاکم نے اس حدیث کے تحت میں ابی نعیم نے علیہ السلام میں اس حدیث کو بھی اس طرح روایت کیا :

کیا ہے (دیکھو کنز العمال صفحہ ۱۲ جلد ۴ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے  
بھی فتح الباری میں اس کی تصحیح کی ہے)

مرزا صاحب نے بھی قریب قریب یہی الفاظ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی  
میں لکھے ہیں چنانچہ کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲ پر مرقوم ہے :-

”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور رحمن اور رحیم  
ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم  
کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل  
تھے۔“

**تیسرے صویر حدیث** [عَنْ أَبِي أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ عَنْهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ

طَوِيلٍ أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ] ابْنِ مَاجَه  
مُتَابَابُ فَتْنَةِ الدَّجَالِ وَابْنِ خَرِيزَةَ وَالْحَاكِمُ وَالضَّيْطُ  
مِنْ مُتَخَبِ الْكُتُبِ

حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت  
کیا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخر الانبیاء ہوں  
اور تم سب سے آخری امت ہو۔

**نوٹ :-** لفظ آخر پر بحث لفظ ”ختم“ کے ضمن میں آئے گی۔

**چوتھے صویر حدیث** [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَنَّ النَّبِيَّ  
يُبْقِي بَعْدِي مِنَ النَّبِيِّ إِلَّا الْمُرُودِيَا]

الصَّالِحِينَ (الذَّانِ دَابَّ دَاوُدُ مِنَ الْفَتْحِ مَفْعُهُ

عَنْ بَابِ ۱۳۱ ج ۱۱)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ میرے بعد سوائے روئے عالم کے نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔  
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی کوئی قسم تشریفی یا غیر تشریفی یا بقول مرزا صاحب ظلی یا برذی وغیرہ آنحضرت کے بعد باقی نہیں رہ سکتی۔

**پندرھویں حدیث** [عَنْ ضَعْفَانَ بْنِ نُفْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَنِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّتَ بَعْدَ أُمَّتِي (البیہقی فی کتاب السدیاء)]  
حضرت ضحاک بن نوفل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی بنی نہ ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (طبرانی اور بیہقی نے روایت فرمایا ہے)

**سوٹھویں حدیث** [أَخْرَجَ الْمَسَاجِدَ (مسلم جلد ۱ ص ۱۱۷)]  
آپ نے فرمایا اِنِّیْ اَخْرَجُ الْاَنْبِیَاءَ وَصُجَّیْنِ  
کو میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ دوسری روایت میں تفصیل ہے:-

اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَصُجَّیْنِ خَاتِمُ صَاحِبِ الْاَنْبِیَاءِ (رواہ الداعی و ابن المنجار و ابوزرار من التکذیب)  
حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔

حاصل ہے کہ نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ کسی نبی کی مسجد بنے گی۔ جس کو مسجد نبوی کہا جائے۔



**ستر حصوں حدیث** آپ نے حجۃ الوداع میں قریباً ایک لاکھ ۴۴ ہزار  
 لاکھ ۲۰۰ ہزار حدیثیں فرمائی ہیں۔ ان میں سے ۲۰۰ ہزار حدیثیں  
 فرمائی ہیں۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۰۰)  
 کہ اے لوگو! خبردار رہنا اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا کیونکہ  
 میں آخری نبی ہوں اور تمہارے بعد کوئی امت نہ ہوگی کیونکہ تم آخری  
 امت ہو اور تم کو قیامت کے دن میری نسبت ہی سوال ہوگا کسی اس کی نسبت  
 نہیں پوچھا جائیگا۔

گویا آپ نے آخری وصیت بھی فرمادی کہ میرے بعد کسی کو نبی نہ  
 بنانا جو بنائے وہ آپ کی آخری وصیت کا بھی منکر ہے۔

**اٹھارہ حصوں حدیث** [ذو کفان موسیٰ خیا ما وسیعہ الا  
 اتبعی (احمد و بیہقی مشکوٰۃ ص ۵۰)]

اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری پیروی اور اتباع  
 کرتے پھر آپ نے فرمایا تو انا انہ یوسف خا شبعتو وہ  
 ترکتمون فضلکم اکثر العمال جلد ۱ ص ۱۰۰  
 اگر یوسف علیہ السلام بھی آجائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور میری  
 پیروی چھوڑ دو تو البتہ ضرور گمراہ ہو جاؤ۔

مطلب صاف ہے کہ اگر آپ کے بعد یوسف ۱۲ اور موسیٰ علیہ السلام  
 جیسا کوئی نبی آئے تو بھی اس کی تابعداری گمراہی کا باعث ہے۔ لہذا آپ  
 کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے۔

**انیسویں حدیث** [اثنائا لکم مثل التوالیہ جمع  
 الجوامع للسيوطی]

کہ میں تمہارے لئے باپ کی مانند ہوں میرے سوا تمہارا کوئی ردحانی  
باپ نہیں یا یہ مطلب کہ جس طرح تم اپنا باپ ایک ہی سمجھتے ہو کوئی دوسرا  
باپ بنانے کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح مجھ کو بھی سمجھو اور میری ردحانی  
ابوت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو۔

**بیسویں حدیث** عَنْ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ  
إِنَّمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بُجَّتْ أَنَا وَالشَّاعَتَانِ كَهَاتَيْنِ (رواه البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں  
اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔  
باتفاق علمائے حدیث اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اور قیامت  
درمیان کوئی جدید نبی پیدا نہ ہوگا اور قیامت آپ کے ساتھ ملی ہوئی  
آنے سے یہی مراد ہوسکتی ہے ورنہ حدیث کا خلاف واقعہ ہونا لازم  
آتا ہے۔

برہوردان! مذکورہ پندرہ آیات قرآنیہ و بیس احادیث نبویہ سے  
جو کسی قسم کی گنجشمان کے بعدت انفس ثابت و عیاں ہے کہ صرف آنحضرت  
مسمیٰ انسانوں کے لئے قیامت تک ہادی ہیں اور جملہ انسان آپ  
ہی قیامت میں داخل ہیں اب آپ کے سوا اس امت کے لئے اور کوئی  
رسول نہ بنایا جائے گا بلکہ اس امت میں جو بھی بنوت کا دعویٰ  
کرے مجھ وہ حسب حدیث کذاب و دجال ہی ہوگا۔ نہ کہ  
صدق۔

اب ہم آپ کے سامنے مزید نیچوں کی تحریریں جو ان آیات سے  
حدیث کے جواب میں نیز اجراء نبوت کے مسئلہ میں بیان کرتے

ہیں ہاں یہ کہنا ضروری ہے اور دنیا کا ہر فرد بشر متفق ہے کہ ایک  
منصوص اور میرین ظاہر دیاں بات کے خلاف کھینچ تان کرنا صاحب  
دیانت و ایماندار طبقہ کا کام نہیں اور نہ ہی ایسی کھرج کھرج کر پیدا شدہ  
باتوں کو شائستہ اعتنا سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ جو استنباط خلاف  
نفس ہو وہ باطل اور ہوائے نفس ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ اور اصول  
کل عقائد کے نزدیک مسلم ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی مصنف کو جھوٹا،  
منالطہ و غیرہ کہے اور وہ اس پر دعویٰ کر دے۔ اور وکیل مدعی عدالت  
میں اس مصنف کی اعلیٰ حیثیت امیرانہ حالت حاکمانہ عہدہ وغیرہ پیش  
کر کے کہے کہ مدعا علیہ کے الفاظ شک میں داخل ہیں تو یقیناً عدالت  
اس سبب غدر کو مردود قرار دے گی۔ کیونکہ از روئے قرآن  
کسی مصنف کے حق میں ان الفاظ کا لکھنا روا ہے (دیکھو مستثنیات  
صفحہ ۵۰۰)

بعینہ سہارا اور مرزائیوں کا معاملہ سے ہم نصوص قرآن و حدیث  
کی رو سے ختم نبوت کو ثابت کرتے ہیں بخلاف اس کے مرزائی محض  
کھینچ تان سے ان کو بگاڑنا اور اجراء نبوت کا ثبوت دینا چاہتے ہیں  
اس ضروری تمہید کے بعد ہم مرزائی تحریفات آپ کے سامنے پیش کرتے  
ہیں :-

آیت خاتم النبیین کے متعلق ہم نبی کریم صلعم کی صحیح و مسلمہ روایتیں  
حدیث اور خود مرزا صاحب کی عبارات نقل کر آئے ہیں کہ آنحضرت  
صلعم خاتم الانبیاء یعنی نبیوں کے بند کرنے والے ہیں :-

خاتم نبوت کی زبردستی نہر کے معنی میں پس خاتم کا ترجمہ  
اعتراض الختم کرنے والا نہیں ہو سکتا، (۵۵۵) پالک بک مرزا (۱۰)  
الجواب :- یہ بات خلاف قرآن و حدیث بلکہ خود خلاف اقوال مرزا

ہے :-

خاتم البین لفظ خاتم اور البین سے مرکب ہے اس لفظ کی قرأت پڑھنے میں اختلاف ہے سات قاریوں میں سے پانچ قاری (قرآن مجید کو) غول طرز پر پڑھنے والے اس کو خاتم البین پڑھتے ہیں یعنی ت کی زیر کے ساتھ اور صرف دو قاری (حسن اور عاصم) خاتم نہیں پڑھتے بلکہ خاتم پڑھتے ہیں یعنی ت کی زیر کی بجائے ت کی زیر۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اکثریت کے نزدیک درست خاتم ہے۔ چونکہ خاتم اور خاتم پڑھنے سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس لئے اس پر زور نہیں دیا گیا کہ ضرور خاتم پڑھنا چاہیے (ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱۱۳ ملخصاً)

میرزا صاحب نے انالہام ص ۹۱ طبع اول میں خاتم البین کے معنی "ختم کرنے والوں کا" کئے ہیں :

(ایک نکتہ) یہ معنی (نبیوں کی قبر) محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم کے بھی یہی معنی ہوں گے کہ اس کی قبر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی قبر سے مہاجرین بنتے ہیں اسی طرح خاتم الاولاد کا بھی یہی مفہوم ہو گا کہ اس کی قبر سے اولاد بنتی ہے :

خاتم کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا مگر صرف صاحب

شریعت نبیوں کو تمام کو نہیں :

بہ خاتم البین کے معنی صاحب شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا مانتے ہیں (پاکٹ بک مزایہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء ص ۵۲۵)

الحجاب [ میں ہر قسم کی نیرت جدیدہ کی بندش ہے جیسا کہ ہم اوپر ]

س آیت (خاتم البین) اور حدیث (لَا يَبْقَى بَعْدَ) نہایت کوائے میں خود میرزا صاحب کی زبان سے مزید سننا چاہو تو سن لو

(۱) لَا ذِیْنِی بَعْدِیْ (۱) نفی عام ہے "وایام الصلح" (۱۲۴)

(۲) لَا تَعْلَمُوْنَ اَنْ رَبَّ الرَّحِیْمِ الْمُتَفَضَّلِ سَعِیْنِیْنَ

صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر

استثناء وفسرہ بنینا صلی اللہ علیہ وسلم

فی قولہ لا نبی بَعْدِیْ (حما مت البشری ص ۳۱)

کیا تم نہیں جانتے کہ خدا رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلعم کو

بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے

نبی صلعم نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بَعْدِیْ کے

ساتھ فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(۳) خدا نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آخرت

پر ختم کر دیا۔ (قول مرزا الحکم ۴۱ اگست ۱۸۹۹ء)

(۴) "وہی رسالت ختم ہو گئی مگر طایف و امامت و خلافت کبھی ختم

نہ ہوگی" (مکتوب مرزا اور تشیخ الافغان جلد ۱ ص ۱)

**تحقیقی جواب** اگر آیت خاتم النبیین میں تمام انبیاء علیہم السلام مراد

نہیں بلکہ آپ انبیاء و تشریفی کے خاتم ہیں تو کیا مرزائی

دوست آیہ کریمہ :-

(۱) وَلَکِنَّ الْیَوْمَ مِنَ الْیَوْمِ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِکَۃِ الْکَاتِبِۃِ

وَالنَّبِیِّیْنَ (سورہ البقرہ) لیکن نیک وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں

اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور تمام آسمانی کتابوں پر اور

تمام انبیاء پر۔

میں بھی یہی فرمائیں گے کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

(۲) فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیِّیْنَ مِثْلَ نُوْحٍ یُّنٰی وَصٰدِرِیْنَ (پس اللہ تعالیٰ نے

تمام انبیاء علیہم السلام کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا) کیا یہ معنی صحیح

ہو جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا اور بعض

کو نہیں،  
وَلَا يَأْمُرُكَ أَنْ تَتَّخِذَ الْمَلَائِكَةَ قُلُوبًا  
راہِ عمران (اللہ تعالیٰ تم کو اس کا حکم نہیں کرتا کہ ملائکہ اور انبیاء کو  
اپنا رب بنالو) کیا یہی مطلب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کے  
رب بنانے کا حکم نہیں کرتا اور بعض کا کرتا ہے؟

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ (۱) اور جب کہ اللہ  
تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہو گا کہ بعض  
سے عہد لیا اور بعض سے نہیں؟

(۵) اِنَّا نَتَّخِذُ الْمُسَلِّينَ (حدیث) میں مسلمان کا قائد ہوں کیا اس  
سے یہ مراد ہے کہ آپ بعض کے قائد ہیں اور بعض کے نہیں؟

الحاصل یہاں تمام انبیاء مراد ہیں۔  
یعنی آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں۔  
صرف بعض کے خاتم ماننے کی صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصی فضیلت نہیں رہتی پھر تو آدم علیہ السلام کے بعد  
ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا بقول مرزا یحییٰ خاتم ہے۔ نیز آپ نے خاتم  
نبوت کو باعثِ فضیلت علی الانبیاء گردانا ہے اب اگر بعض نبیوں کے  
آپ خاتم ہوں تو یہ فضیلت نہ رہی کیونکہ اس طرح ہر نبی کو اپنے سے  
سابق کا خاتم و خاتم کہا جاسکتا ہے۔

اعترافِ اہل بیت  
آیت یَقُولُونَ حَسْبُنَا  
میں بعض انبیاء کیوں مراد لئے

الحجاب | مگر یہی تمام انبیاء مراد ہیں تو اس میں قرآن کریم کی تکذیب  
ہوگی اور آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء

کو قتل کرتے تھے حالانکہ یہ کسی طرح درست نہیں ہو سکتی بلکہ کذب  
محض ہوگی۔ کیونکہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء و موجودہ  
تھے۔ بہت سے ان سے پہلے گذر چکے تھے اور بعض ابھی پیدا بھی نہ  
ہوئے تھے۔ پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ دوم  
یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء و موجودہ  
کو بلا استثناء قتل ہی کر ڈالا ہو۔ بلکہ قرآن عزیزنا طاق ہے خَرِيفًا  
كَذٰبًا تَتَّخِذُوْهُ خُرَيْفًا تَقْلُوْنَ جس نے صاف طور سے اعلان کر دیا کہ بنی اسرائیل  
نے تمام انبیاء و موجودہ میں کو بھی قتل نہیں کیا۔

لہذا ہم مجبور ہیں کہ یہاں بعض انبیاء و مراد لیں مگر خاتم النبیین  
میں کوئی مجبوری حاصل ہے؟

دوسرا عذر | خاتم کا لفظ ہمیشہ افضل کے معنوں میں آتا ہے جیسے  
خاتم الشعراء وغیرہ وغیرہ۔

الجواب | کیا خوب! کہاں تو خاتم کے معنی بہر کے کئے تھے پھر کہاں خاتم  
کے معنی بعض نبیوں کو بند کرنے والا اور کہاں یہ کہ "ہمیشہ  
افضل کے معنوں میں آتا ہے" آ۵! اذ الحوت مستحیٰ فاصنع  
ما شئت

اس پر دلیل یہ دی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباسؓ کو خاتم  
النبیاء جرمین فرمایا اور علیؓ کو خاتم الاولیاء۔ حالانکہ عباسؓ کے بعد آج تک  
نہ ہجرت چلائی ہے اسی طرح ولایت بھی؟

آیات قرآن و احادیث صحیحہ واضح کے خلاف ایسی و ایسی ربط  
و یالیں سے بھری ہوئی کتابوں کی روایات پیش کرنا مرزائی "دیانت"  
کا بین ثبوت ہے۔ پہلی روایت کنز العمال کی ہے جس کو سلسلہ سند  
حذف کر کے نقل کیا ہے۔ یہ روایت متصل سند ہی نہیں ہے مرسل

ہے :-

عَنْ شَهَابٍ مُوسَلَّا قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (طَمَنِينَ يَا أَعْمَى  
فَإِنَّكَ خَاتِمُ أَيْمُلَهَا جَرِينِ) ۱۲

دوسری روایت تفسیر صفائی کی ہے جو سرے سے بے سند

ہے لہذا حجت نہیں ہے

پہلی روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو ہمارے خلاف نہیں،

بلکہ موید ہے :-

اب حضرت عباسؓ کی ہجرت والی حدیث کا جواب سنئے کہ فتح  
مکہ سے پیشتر ہجرت الی المدینہ فرض تھی تاکہ تمام مسلمان سرگزا اسلام یعنی  
مدینہ شریف میں جمع ہو کر قوت بھی پکڑ جائیں اور کفار کے مظالم سے بھی  
بچے رہیں۔ لیکن جب رمضان ۸ ہجری میں مکہ شریف فتح ہو گیا۔ تو اسلام  
غالب و قوی ہو گیا اور کفر کا زور ٹوٹ گیا تو آنحضرتؐ صلعم نے پہلا حکم یعنی فتح  
ہجرت منسوخ کر دیا اور فرما دیا اَلَا هِجْرَةٌ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ  
یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ اور حضرت عباسؓ نے  
فتح مکہ سے قندے ہی پیشتر ہجرت کی تھی۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ  
میں حضرت عباسؓ کے متعلق لکھتے ہیں :-

هَاجَرَ قَبْلَ الْفَتْحِ بِثَلَاثِ شَهْرٍ الْفَتْحُ جُلْدُ سَوْمٍ ۱۳

لے اس کا ترجمہ یوں ہے کہ فتح مکہ پر حضرت عباسؓ جماعہ بن مسعود سلمی اپنے بھائی  
بعد کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا کہ میرا بھائی آپؐ کے دست  
مبارک پر ہجرت کا بیعت کرنا چاہتا ہے۔ انھں آپؐ نے فرمایا :- فتح مکہ کے بعد  
ہجرت نہیں لیکن میں اسلام پر اس کی بیعت لے لیتا ہوں

(بخاری ج ۱۲ ص ۴۳۳)



مطبوعہ کلکتہ یعنی حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے :

آپؓ کے ہجرت کرنے کے بعد کسی دیگر شخص کی ہجرت ثابت نہیں ہے پس حضرت عباسؓ کی آخری ہجرت ہوئے۔ اس سے بھی ثابت ہوگا کہ خاتم کے معنی آخری ہیں اور خاتم بمعنی افضل غلط ٹھہرے :

تنبیہ :- آنحضرت صلیم نے حضرت عباسؓ کو جو خاتم المہاجرین فرمایا تو اس سے آپؓ کا مقصود حضرت عباسؓ کی دلداری اور تسلی خاطر تھی کیونکہ حضرت عباسؓ نے خیال کیا کہ مجھ سے سابقیت ہجرت فوت ہوگئی ہے کیونکہ وہ ہجرت کے بہت پیچھے ایمان لائے تھے۔ پس آنحضرتؐ نے ان کی تسلی فرمائی کہ چچا جان! سابقیت کے فوت ہو جانے کا غم نہ کریں کیونکہ جس طرح سابقیت و جہ نصیبت ہو سکتی ہے اسی طرح خاتمیت بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں خاتم الانبیاءؐ ہوں اور آپؓ خاتم المہاجرین ہیں۔ چنانچہ یہ بات آپؓ کے الفاظ اَلْخَاتَمِینَ یا عَجِبْ سے ظاہر ہے یعنی چچا جان آپ تسلی رکھیں :

(ب) ابو تمام طائی مؤلف دیوان حماسہ کی وفات پر حسن بن وہب عربی شاعر کے مرثیہ کے شعر میں جو اسے خاتم الشعراء کہا گیا ہے تو وہ شاعر کے وطن کی بنا پر ہے کہ اس کے نقطہ خیال میں ابو تمامؒ اس کمال کا آخری شخص تھائیں اگر کوئی دیگر شخص ابو تمام کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر بھی ثابت ہو جائے تو ہو سکتا ہے کیونکہ حسن بن وہب شاعر عالم الغیب نہیں تھا۔ کہ اس کا قول غلط نہ تھے لیکن جناب والا یہاں تو خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے آنحضرت صلیم کی نسبت فرما رہا ہے کہ آپؓ خاتم النبیین ہیں اور آپؓ اس کی تفسیر آخر الانبیاءؐ دے کر تے ہیں تو آپؓ ان دونوں (خدا تعالیٰ

اور اس کے رسول پاکؐ میں کسی کو حسن بن وہب جیسا گمان کر سکتے ہیں کہ ان کا علم ناقص و قاصر ہے اور انہیں حسن بن وہب کی طرح غیب پر اطلاع نہیں ہے؟

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ... وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ  
الزَّامِي جَوَاب

رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلم کے کوئی رسول دنیا میں نہ آئے گا؟

کیا یہاں افضل کے معنوں میں سے یا بند کرنے کے معنوں میں؟

(۲) اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ

چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام بنت

تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے

میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور

کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوئی اور میں ان کے خاتم الاولاد تھا

(ترباق القلوب ص ۳)

اب مرزائی بتائیں کہ مرزا صاحب نے اپنی اس عبارت میں بتکرار

کے معنی میں استعمال کیا ہے یا افضل کے معنوں میں؟

(۳) جی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو جیسے ہے (خاتمہ نفقہ)

الحق منیمہ برائیں احمدیہ مضروب)

یاد رکھنا صاحب نے یہاں کن معنوں میں خاتمہ استعمال کیا ہے اگر

مرزائی کہیں کہ یہاں خاتم کے معنی افضل کے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے

کہ مرزا صاحب نے یہی ہے کہ:-

موت کے بعد سب کے سب نئی شریعت موسوی کے حامی

اور خادم و غیر ملکہ (مختار شہادۃ الحق ص ۱۱)

اسی نکتہ کتاب میں مسیح موعود کے کوئی نام نہیں ایک نام کا

خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب کے آخر آنے والا ہے۔  
(چشمہ معرفت ص ۳۱۸)

یہاں بھی مرزا جی نے خاتم بمعنی آخر لکھا ہے بمعنی افضل نہیں ہے۔  
(۵) ”محمد صلعم کی شریعت خاتم الشرائع ہے“ (چشمہ معرفت ص ۳۲۴)

یہاں بھی افضل مراد نہیں بلکہ بند کرنے والی شریعت مراد ہے۔  
(۶) ”چونکہ ہمارے سید و رسول صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور  
بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے اس شریعت  
میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔“

(شہادت القرآن ص ۲۸)

یہاں بھی مرزا جی کو اعتراف ہے کہ خاتم بمعنی ختم کرنے والا ہے  
اور مرزائیوں کے من گھڑت معنی افضل کے غلط اور بے دلیل ہیں۔  
(۷) ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں

خواہ وہ نیا ہو یا پرانا ہو۔“ (زالوہام ص ۷۱)

اس جگہ بھی مرزا صاحب خاتم کے معنی بند کرنے والا مراد لیتے  
ہیں۔

(۸) ”وان رسولنا خاتم النبیین“ (علیہ انقطعت

سلسلۃ المرسلین) (حقیقۃ الوحی ص ۶۴ ضمیمہ عربی)

ناظرین! مندرجہ بالا حوالہ جات میں الفاظ خاتم النبیین، خاتم الاولاد  
خاتم الخلفاء، خاتم الشرائع، خاتم الانبیاء وغیرہ ختم کرنے کے معنوں میں  
استعمال ہوئے ہیں نہ کہ افضل کے معنوں میں۔

نوٹ۔ جب رسول خدا صلعم نے خود تفسیر کر دی کہ خاتم النبیین  
کے معنی لا نبی بعد ہے۔ اور مرزا صاحب اس پر صاف کہتے ہیں تو  
پھر وہ خدا کی تاویل میں کرنا اور کبھی لوگوں کے اقوال پر ازراہ خرافات

تیکہ لگانا ہے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا صاحب خود فرماتے

ہیں :-

”معلم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز  
معتبر نہیں۔“ (اشتہار مرزا نے ۱۸۸۷ء میں مندرجہ  
تبلیغ رسالت جلد اول)

اصطلاحی امور میں لغت کی طرف رجوع کرنا حتماً ہے  
(ازالہ اوہام ص ۵۳ طبع اول)

لہذا یہ کسی کو سنرا دار نہیں کہ رسول خدا صلعم کسے بیان کردہ معنوں  
کے آگے چل کرے اور خود ساختہ تاویلیں کرے ؟

”مکتہ۔ یاد رہے کہ خاتم کا استعمال سب سے پہلے قرآن مجید نے  
کیا ہے۔ اس سے پہلے کلام عرب میں یہ استعمال موجود نہیں۔ اور قرآن  
مجید کا یہ استعمال اپنے حقیقی معنوں میں ہے کیونکہ حقیقت پہلے ہے  
اور مجذ بعد میں ؟

مرزائی عذر | خاتم القوم کا کوئی محاورہ نہیں ؟

الجواب | یہ محاورہ ہو یا نہ ہو۔ خدا نے آنحضرتؐ کو خاتم النبیین  
فرمایا ہے اور آنحضرتؐ نے اس کی تفسیر ”ذنبی بعدی“ ہے اور مرزا نے  
اس کے معنی میں کو ختم کرنے والا کسے ہیں لہذا یہ عذر بھی بے دینی کی دلیل ہے  
مرزائی عذر | حضرت عائشہؓ فرمایا ہے کہ خاتم النبیین تو کہو،  
مگر لا نبی بعدی نہ کہو ؟

الجواب | روایت یہی ہے سند مضبوط ہے پھر بھی ہمارے خلاف نہیں  
نہیں کہتے بلکہ ان معنوں سے ہم خاتم النبیین بھی نہیں کہتے۔

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مسیحؑ گذشتہ نبی ہیں جن کی آمد قرآن و حدیث میں مذکور ہے جس پر جمیع اہل اسلام متفق ہیں۔ خاتم النبیینؑ نئے پیدا ہونے والے نبیوں کے بارے میں ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی پیدا نہ ہوگا چنانچہ علامہ مخشری آیت خاتم النبیینؑ کے ذیل میں خود ہی سوال کرتے ہیں اور خود اس کا جواب دیتے ہیں (فان قلت) کیف کان اخرا الانبیاء و... عیسیٰ یزولما فی اخرا الزمان (قلت) معنی کونما اخرا الانبیاء اما کا ینبأ احد بعدہ و عیسیٰ مومن بنی قبلہ (کشاف جلد ۷ ص ۷۱۵) مگر تو کہہ آپؐ کس طرح آخری نبی ہو سکتے ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے تو اس کے جواب میں یہ کہتے ہوں کہ آپؐ کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا نہیں جائے گا اور حضرت عیسیٰؑ ان میں سے ہیں جو آپؐ سے پہلے نبی بن چکے ہیں؛

مزید برآں کسی صحابی کا قول حدیث بخاری کے سامنے نکت نہیں ہے بلکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعہ روایت فرماتی ہیں:-

(۱) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقَى بَعْدَ كَامِنِ النَّبِيِّ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ التَّوْدِيَاءُ الصَّالِحَاتُ تَأْتِيَنَّاهَا الْمُسْلِمُونَ أَذْيُورِي لَكُمْ (مسند احمد) حضرت عائشہ رضی روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز سے، آپؐ نے فرمایا کہ اچھی خراب جو کوئی مسلمان دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔

(۲) أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَصُجْدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ

(کنز العمال) یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے :

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان بلکہ منصف انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ افتراء باندھے کہ آپ ختم نبوت کا انکار کرتی تھیں۔ ان احادیث صحیحہ کے بعد بھی ایک غیر مستند قول پیش کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے ؟

مرزائی عذر | دوسری آیت اَلْیَوْمَ مَّا اَنْتُمْ لَکُمْ دِیْنُکُمْ کا یہ جواب ہے کہ :-

۱۔ تورات بھی تمام تھی مگر اس کے بعد پھر کتاب آگئی (۲) قرآن شامد ہے کہ حضرت یوسفؑ پر بھی نعمت پوری کی گئی تھی۔ (۳) انعام صرف نبوت ہی نہیں آیت قرآن کی رو سے نبوت صدیقیت۔ شہادت۔ صالحیت سب انعام ہیں کیا یہ بھی بند ہیں (ملخص ص ۵۲)

الجواب | ۱۔ تورات بیشک تمام تھی مگر اپنے وقت اور قوم کے لئے۔ گذشتہ بنی مصر و قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے ،

(مرزائی پابکٹ بک ص ۴۳) وَكَانَ النَّبِيُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمٍ مِّنْ خَلْقِهِ وَیُبْعَثُ اِیْہُمْ اِنْسَیْسٌ عَآثِمًا بِنَارِیْ وَیُسْلِمُ مَشْکُوْرًا  
جب سید المرسلین (پیغمبر بنی اپنی اپنی قوم کی طرف آئے اور میں تمام دنیا کی طرف :-

۲۔ تورات بنی ذات بھی تمام تھی مگر کامل دین الہی اور تمام نبوت اور تعلیم عالمگیر کے رو سے ناقص تھی ماب قرآن شریف اور دوسری کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ تھیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور رہتا

کسی دقت کامل تعلیم آوے۔ مگر قرآن شریف کے لئے اب یہ ضرورت  
درپیش نہیں کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ نہیں x x تو نئی شریعت  
اور نئے الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا۔  
آنحضرتؐ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔ (براہین احمدیہ ص ۱۱۱ ملخصاً  
بمعقل)

اور حضرت یوسفؑ پر جو نعمت تمام ہوئی وہ اسی طرح کا تمام تھا  
كَمَا آتَيْنَاهُ عِزًّا اَبُو يٰسَافَ (یوسف ع ۱) جیسا کہ اس کے باپ  
دادوں پر ہوا تھا۔ یعنی وقتی اور حسب ضرورت زمانہ۔ جیسا کہ ہم اوپر  
ثابت کر آئے ہیں)

نبوت۔ صدیقیت۔ شہادۃ۔ صالحیت بلاشبہ انعام ہے اسی  
طرح صاحب شریعت نبی ہونا بھی انعام ہے۔ جس کی قسمت میں ابتدا  
آفرینش سے قسام ازل نے ختم نبوت کا تمغہ مقوم رکھا تھا۔ جبکہ آدمؑ  
مُجْتَبٰی فِی طَائِفَہِ مُؤَنَدِّحِی ہوئی مٹی میں پڑے تھے۔ اس کے بعد  
بھی اس انعام کی توقع بلکہ تقدیر الہی کو الٹ دینے کی ناپاک کوشش کرنا  
کچھ اوندھی کمزوری والے انسانوں کو ہی سو سمجھتا ہے اَکَاثَ حِزْبِ  
الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ

مرزا فی غدر [اَللّٰہُ اَزْ سَلَّکَ اِلَیْکُمْ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ کَافَرًا  
آیت ۱۰۱] اَللّٰہُ اَزْ سَلَّکَ اِلَیْکُمْ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ کَافَرًا  
کہ حضرت موسیٰؑ تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول مقرر کیا ان کے بعد نبی  
اسرائیل ہی کے لئے حضرت داؤدؑ۔ سلیمانؑ اور حضرت عیسیٰؑ بنی ہو کر نہیں آئے  
الجواب [اس لئے وقتی ضروریات کے لئے انبیاء کا آنا ضرور تھا۔ اور  
تورات کے متعلق قرآن شریف میں ہرگز ہرگز حضرت موسیٰؑ کا یہ دعویٰ موجود نہیں

کہ تمام بنی اسرائیل کے لئے صرف میں ہی ایک رسول ہوں بخلاف اسکے  
قرآن مجید کامل مکمل غیر متبدل اٹل قانون اور محمد رسول اللہ صلیم تمام دنیا کے  
لئے ایک رسول ہونے کے مدعی ہیں اُرْسِلْتُ اِلٰی الْخَلْقِ كَافَّةً  
وَخَرَجْتُ فِي النَّبِيِّتِ (صحیح مسلم) میں تمام دنیا جہان کی طرف  
بھیجا گیا ہوں میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا اِنَّا رُسُلُكَ مِّنْ  
اَدْرَاكِتْ حَيْثَا وَهَنَ يُوَكَّدُ بَعْدِي رُكُنُ الْعَمَلِ جلد ۲ ص ۲۹ طبعات  
ابن سعد جلد ۲ ص ۱۱

”خدا نے سب دنیا کے لئے ایک ہی نبی بھیجا“

(حشمہ معرفت صفحہ ۱۳۶)

## احادیث نبویہ اور مرزائی اعتراضات

حضرت علیؓ کو جو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری)  
اس کا جواب یہ دیا ہے کہ دوسری حدیث میں لُحْتُ نَبِیِّتِ اِیَّاسَ یعنی  
اے علی تو میرے بعد نبی نہیں۔ یعنی نفی عام نہیں بلکہ نفی کمال ہے  
الجواب [دونوں حدیثیں باہم متخالف نہیں۔ بیشک حضرت علیؓ بنی نہ تھے  
اور بیشک دوسری حدیث کے مطابق آپؐ کے بعد کوئی نبی  
بھی نہ ہوگا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے صاف فرمادیا ہے کہ قیامت تک تیس کنڈ  
پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے مگر میں خاتم النبیین ہوں۔ اسی طرح  
امت میں مدعیان نبوت کے کذاب ہونے کی حدیث بیان کی اور اپنا  
کافۃ الناس کی طرف رسول ہونا فرمایا ہے

پس حضرت علیؓ کو جو فرمایا گیا کہ تو نبی نہیں اس کا باعث یہ ہے کہ  
لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ عَمَّا مِیرَے بعد کوئی نبی نہیں ہے

دوسرا اعتراض۔ حدیث میں لَانَفِیْ جَنْسِ نہیں بلکہ نفی کمال ہے یعنی



میرے جیسا کامل نبی نہ ہوگا :

**الجواب** [اس اعتراض کی مد سے مطلب یہ نکلا کہ اے علی تو میرے جیسا کامل نبی نہیں ہوگا مگر گھٹیا نبی ہوگا۔ ماشاء اللہ کیسے علمیت ہے پھر اس جواب میں یہ بھی قیاحت ہے کہ آنحضرتؐ سے پہلے ہر قسم کے نبی آئے تھے صاحب کتاب بھی اور بغیر کتاب کے بھی جیسا کہ مرزا و مرزائیوں کو مسلم ہے (اخبار بدر ۵، مارچ ۱۳۳۸) اور آنحضرتؐ صلعم نے اپنے آپ کو مجدد انبیاء کا ختم کرنے والا فرمایا ہے۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی بغیر کتاب کے نبی ابھائے تو آپؐ خاتم الانبیاء کیسے ہوئے اور فضیلت کیا ہوئی؟ یہی حضرت موسیٰؑ جیسا کہ نبی بنی اسرائیل میں ان کے بعد آیا ہے؛ ہرگز نہیں۔ یقین نہ ہو تو اپنے نبی کی کتاب شہادۃ القرآن ص ۲۷ نکال کر پڑھ لو کہ موسیٰؑ کے بعد سب کے سب بنی شریعت موسیٰ کے حافی خادم وغیرہ تھے۔ حاصل مطلب یہ کہ یہ جواب بھی سراسر لغو۔ لہجہ بے ہودہ اور جاہلانہ ہے :

مزید برآں مرزا صاحب کو مسلم ہے کہ لانا نبی بنحیث نفی عام ہے نہ نبی بنحیث میں (۱) نفی عام سے پس یہ کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے " (ایام الصلح ص ۱۳۶)

لہذا ثابت ہوا کہ لانا نفی کمال نہیں بلکہ عام ہے جو کہ مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے :

**اعتراض** [جب کسری ہلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی کسری نہ ہوگا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسری ہلاک ہو

جائے گا تو کوئی تاجدار ایران میں کسریٰ جیسا نہیں ہوگا ایسے ہی قیصر روم کے بعد قیصر روم ہر قل جیسا نہ ہوگا :

**الجواب** | قیصر و کسریٰ سے مراد دونوں کی سلطنتیں ہیں۔ واقعات نشانہ ہیں کہ جب سے کسریٰ کی سلطنت تباہ ہوئی اس وقت تک ایران کے کسی بادشاہ کا نام کسریٰ نہیں ہوا۔ جب سے قیصر کی اقلیم زیرِ دربر ہوئی ہے روم کا کوئی بادشاہ ملقب بہ قیصر نہیں ہوا اور یہ پیشگوئی بالکل پوری ہوئی۔ مزید برآں جب آپ کے حکم (مرزا صاحب) نے فیصلہ کر دیا ہے کہ نفعی کمال نہیں بلکہ عام ہے تو پھر اس قسم کی مثالیں دینا حماقت نہیں تو اور کیا ہے ؟

**اعتراض** | حدیث لابی بَعْدَی میں لفظ بَعْدَی بھی مفاہرت اور مخالفت کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ فبیائی

حَدِیْثُ بَعْدَی اللّٰہِ ذَا اَیْتِیْہِ یَوْمَ نُوْتِ (جائید رکوع ۱۱)  
اللہ اور اس کی آیات کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اللہ کے بعد سے کیا مقصد ہے ؟ کیا اللہ کے فوت ہو جانے کے بعد ؟ (معاذ اللہ)  
ساقی یا اللہ کی غیر حاضری میں ؟ ظاہر ہے کہ دونوں معنی باطل ہیں پس  
بیر اللہ کا مطلب ہوگا کہ اللہ کے خلاف اللہ کو چھوڑ کر پسند بھی معنی ہیں  
وَبِیْ بَعْدَی کے۔ یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف رہ کر کوئی  
نہ نہیں ہو سکتا :

حدیث میں ہے : اَنْخَرْتُ فَرَمَیْہَا فَاَوْتَمَمْتُہَا کَذِبَیْنِ  
یَخْرُجُ مِنْ بَعْدِیْ اَخْتَصَمَا الْعَصِیْ ذَا الْاَحْرَمِیْلَیْنِ

یعنی : اَنْخَرْتُ صدم نے فرمایا کہ خوب میں نے سونے کے کنگن جو  
دیکھے، درہن کو چھوڑ مار کر اڑا دیا تو اس کی تسبیح میں نے یہ کی اس نگراد

دو کذاب میں جو میرے بعد نکلیں گے۔ پہلا اسود غنی سے اور دوسرا مسیلمہ۔ یہاں بعد سے مراد غیر حاضری یا وفات نہیں بلکہ مخالفت سے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب اور اسود غنی دونوں آنحضرت صلعم کی زندگی ہی میں مدعی نبوت ہو کر آنحضرت صلعم کے بالمقابل کھڑے ہو گئے تھے۔

**الجواب** | بعد کا ترجمہ "مخالفت" خلاف عربیت سے۔ لغت عربی کی کسی کتاب میں بعد کے معنی مغائرت و مخالفت کے

نہیں ملے ہیں۔ نہ اہل زبان سے اس کی کوئی نظیر موجود ہے حدیث کا یہی بعد کے معنی دوسری حدیثیں خود واضح کرتی ہیں۔ صحیح بخاری میں کم یبق من النبوة (مشکوٰۃ ص ۳۵۵) یہاں بعد کا لفظ موجود نہیں اور ہر قسم کی نبوت کی نفی ہے۔ کوئی نیا نبی نہ موافق آئے گا نہ مخالف۔ صحیح مسلم میں ہے ابنی آخر اکا نبیاء (ص ۳۳۷) پس اگر کوئی نیا ہی نبی کو موافق ہو جائے تو آپ کی آخریت باقی نہیں رہتی۔ ابو داؤد اور ترمذی میں ہے

اتأخا تہ النبیین لہی بعداً (مشکوٰۃ ص ۳۵۵) یہاں لا نبو بعدک کے ساتھ وصف خاتم النبیین بھی مذکور ہے جو بعد کے معنی "مخالفت" کے لینے کی تردید کرتا ہے کیونکہ نئے موافق ہی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے

مسند احمد اور ترمذی میں ہے ان الرسالت والنبوة انقطعت

فلا رسول بعدی ولا نبی (ابن کثیر ص ۸۹ جلد ۸) یہاں بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید انقطعت سے ہو رہی ہے۔ آنحضرت صلعم نے

فرمایا کہ (موافق و مخالف) ہر قسم کی رسالت و نبوت بند ہو گئی ہے۔ پس، میری رسالت و نبوت کے بعد نہ کوئی رسول ہی ہو گا اور نہ نبی؟

اب سورہ جاثیہ کی آیت مذکورہ کی تحقیق سنئے قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ عربی زبان جاننے کے لئے بہت سے فنون جو قرآن

کے محاذ میں حاصل کرنے کی ضرورت ہے منجملہ ان کے ایک فن علم

معانی کا ہے۔ اس علم میں ایک باب ایجاد کا ہے جس میں لفظ اصل مراد سے کم لیکن کافی ہوتا ہے۔ اس کی دوسری قسم ایجاد حذف ہے جس میں کچھ محذوف ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ اس قبیل سے ہے، اور بَعْدَ اللہ میں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم و خازن میں ہے اَیْ بَعْدَ کِتَابِ اللہ اور تفسیر جلالین و بیضاوی و کشاف و سراج المنیر و البو السعوی و فتح البیان و ابن جریر میں ہے اَیْ بَعْدَ حَدِیْثِ اللہ ذَہْوِ الْقُرْآنِ اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے سورہ اعراف و مرسلات میں ہے ذِیْ حَدِیْثٍ بَعْدَ اَیْوَمِنَ رَیْطٍ <sup>۲۶</sup> ~~بَعْدَ~~ تفسیر مجرور راجع ہے حدیث کی طرف۔ یعنی کس بات پر اس بات کے بعد ایمان لائیں گے؟ اسی طرح نبی صلعم کی بعض دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں ان میں بھی ایجاد حذف ہے۔ دعلئے نوم میں وارد ہے اَمَّا الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَ شَیْءٍ (مسلم ص ۳۴۸ جلد ۲) اَیْ بَعْدَ الْاٰخِرِیَّتِ (مرقاۃ ص ۱۵۸ جلد ۲) فَلَا شَیْءَ بَعْدَ اَیْوَمِنَ رَیْطٍ جلد ۱۲ ص ۱۴۵۰ بالفاء اسی طرح حدیث لَا بُدَّ بَعْدَیْ دِیْنِی (مسلم ص ۳۵۵ جلد ۲) کے معنی ہیں لَا بُدَّ بَعْدَ بِنْدِی یعنی میری پیغمبری کے بعد کوئی پیغمبری نہیں ہے۔

متواتر کی دوسری دلیل (اسود اور مسیلم) کا جواب یہ ہے کہ یہیں بھی ایجاد محذوف ہے اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے یعنی یَحْزَنُ جَنَانٌ بَعْدَ بِنْدِی رَفِیْعُ الْبَدِیِّ النَّصَارِیِّ <sup>۲۷</sup> (ص ۵) مطلب یہ ہے کہ اب جبکہ نبوت مجھے مل چکی ہے اس میں جانے کے بعد ان دونوں کا تصور ہوگا۔ چنانچہ مسیلم اور اسود غسی کا ظہور آپ کے نبی ہونے کے بعد ہی ہوا ہے نہ قبل۔ اس محذوف پر قربہ صحیح بخاری کی دوسری حدیث

جس کے الفاظ میں اُنْكَرَ اَيُّتِ الدِّينِ اَنَا بَيْنَهُمَا (پاؤں میں) یعنی وہ دونوں جھوٹے مدعی نبوت کہ ان دونوں کے درمیان میں موجود ہیں ہوں۔ اسی معنی کو واضح کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث بخیر جابجا نقل کی ہے۔ یہی اُنْكَرَ اَيُّتِ الدِّينِ کی روایت ذکر کی ہے۔ دیکھو کتاب المغازی۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بات بنانے پر تل جائے تو پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ بات بنی بھی ہے یا نہیں، قرآن کی مخالفت ہو یا حدیث کی مخالفت اور عربی زبان کی مخالفت، اسے کوئی عجب نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب ادا ان کی "امت" کا یہی حال ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب وسنت ولغت وعرب میں لفظ بعد بمعنی "مخالفت" نہیں آیا یہ دھواں مراد لوٹ:

مرزا صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے اور انہوں نے بھی لابی بعد کے معنی خود یہی کئے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا چنانچہ فرماتے ہیں:-

"آنحضرتؐ نے بار بار فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لابی بعد کی ایسی مشہور ہے کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ و لکن رسول اللہ و خانم اہل سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے"

(کتاب البریت مصنفہ مرزا صاحب)

دوسری طرف سے - اس جواب میں بھی وہی بے دینی ٹپک

رہی ہے کیا حضرت علیؓ انحضرتؐ کے مخالف تھے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ان کو یہ جواب دینا کہ گو تم میرے ساتھ نہ ہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ کو تھی مگر میرے مخالف بن کر تم بنی نہیں ہو سکتے کیا مطلب ہے؟ کیا حضرت علیؓ نے نبوت کا عہدہ مانگا تھا جو یہ جواب دیا گیا ہے؟

نصر بن کرام: غور فرمائیے حضرت جنگ کو تشریف لے جا رہے ہیں حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں۔ جناب علیؓ کو اس بات کا ملال ہے کہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جانے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اے علیؓ میں تجھے کسی مغائرت کی خاطر چھوڑ کر نہیں جا رہا بلکہ اپنے بعد اپنا جانشین کر کے جا رہا ہوں۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہارونؑ بنی تھے تم بنی نہیں اور تیرا بنی نہ ہونا بھی ہارونؑ سے کم استعدادی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ امر مقدر یوں ہی ہے کہ میرے بعد کوئی بنی نہ ہوگا۔

نیز صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کی وہ حدیث جس میں زبنی بعدی کے بجائے زبۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں (باب فضائل علیؓ) جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زبنی بعدی اور زبۃ بعدی کے ایک ہی معنی ہیں یعنی آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔ آگے چل کر بعض علمائے متقدمین کی تحولات سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کلابی بعدی سے مراد صرف صاحب شریعت نبی کی نفی سے بغیر شریعت کے بنی آسکتا ہے۔

الجواب] جبکہ کلابی بعدی کے معنی بقول شما مسلمہ کتاب وغیرہ مخالفین سے نبوت کی نفی ہے مسلمانوں سے نہیں۔ تو پھر تشریح

اور غیر شرعی شرط کے کیا معنی؟ کیا مخالفین یعنی مسلمہ کذاب وغیرہ کے گروہ میں غیر شرعی نبی کا امکان ہے؟ پھر تو مرزا صاحب ایسا ہی دعویٰ کرتے تھے (ملاحظہ ہو صفحہ ۲ تجلیات النبۃ) احمدی دوستوں! غور کرو! تمہاری بددیانتی تمہیں کہاں کہاں دھکے دلا رہی ہے۔ ہاں جناب جب صرف شریعت والے انبیاء کی نفی ہے اور مرزا صاحب نے خود کہا ہے کہ وہ لافنی عام ہے۔ ”یہ جھوٹ اور افتراء ہے“ تو پھر اس حضرتؑ کی فصیلت کیا ہوئی۔ اور آپؑ بقول شما آئندہ گئے نہ سہی، سابقہ انبیاء جن میں ”صد ہا“ بغیر کتاب کے تھے، ان کے خاتم کیسے ہوئے؟ صاحبان! انصاف فرمائیے بلکہ جب آپؑ بغیر شریعت والے نبیوں کے خاتم ہی نہیں ہیں تو پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ آنحضرتؐ پہلے سب نبیوں کے خاتم تھے، (معہوم ص ۵۹) کیا معنی رکھتا ہے؟ الغرض یہ عندیہ اطل ہے۔

”خدا نے اپنی تمام بنوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرتؐ پر ختم کر دیا۔“ (اخبار الحکم، ۱۷ اگست ۱۹۹۹ء)

جن علمائے شریعت کی قید لگائی ہے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی آمد کو مٹھو نہ رکھ کر لٹائی ہے یعنی وہ چونکہ حسب احادیث آنے والے ہیں اور ادھر آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں اس لئے انہوں نے تخصیص کر دی کہ شریعت والی نبوت ختم ہے اور عیسیٰؑ علیہ السلام بغیر شریعت کے ایک خادم کی طرح کام کریں گے۔

حالانکہ ختم نبوت کے یہ معنی ہی نہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپؑ کے بعد کوئی عہدہ نبوت نہ پائے گا اور عیسیٰؑ علیہ السلام تو پہلے سے بنی ہیں لَا یَقْبَلُ بَعْدَیْ لَا یَنْتَبِأُ أَحَدٌ بَعْدَکَ کہ آپؑ کے بعد کوئی بنیایا ہی نہ جائیگا باقی رہا ابن عربی وغیرہ کی تحریروں میں نبوت کے جاری رہنے کا ذکر سوا دل تو مرزائیوں کو خامس طور پر شرم کرنی چاہیے کہ جس شخص کو مرزا صاحب

نے وصحت الوجود کا بڑا احادی قیام دیا اور ”رسالہ تقریر اور خط“ میں  
وصحت وجودیوں کو ملحد۔ زبدیق وغیرہ قرار دیا ہے۔ آج اسی کی تحریر  
کو دلیل بنایا جاتا ہے وہ بھی نصوص قرآن اور احادیث رسول علیہ السلام  
کے مقابلہ پر اس پر مزید لطف یہ کہ ان کی تحریرات میں بھی خیانت معنوی  
کی جاتی ہے۔ ابن عربی وغیرہ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں مرزائیوں کی  
طرح نبی دو قسم کے نہیں۔ ایک شریعت والے اور دوسرے بغیر شریعت  
کے بلکہ ان کے نزدیک جملہ نبی سب کے سب صاحب شریعت ہیں۔ ہاں اتنا  
فرق ہے کہ وہ جملہ انبیاء کرام کو رسول کہتے ہیں اور غیر نبی اولیاء کو  
تشریف نبی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ رسولؐ کو تبلیغ احکام شریعیہ  
کا حکم ہو جو اس پر نازل ہوتے ہیں اور نبی جس کو الہام تو ہو مگر وہ اس کی  
تبلیغ کے لئے مامور نہ ہو:

الْفَرْقُ بَيْنَهُمَا هَدَايَ النَّبِيِّ إِذَا أُلْفِيَ الْيُسُودُ وَحُ  
شَّيْبَانِ اقْتَصَرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ عَلَى نَفْسِهِ خَصَّةً  
وَجَرَمٌ عَلَيْهِ أَنْ يُبَلِّغَ غَيْرَهُ ثُمَّ إِنْ قِيلَ لَمْ يَبْلُغْ  
مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ أَمْ الْبَاطِنُفَتَا مَخْصُوصَةً كَسَائِرِ  
الْأَنْبِيَاءِ أَوْ عَامَّةً لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ إِلَّا لِمُحَمَّدٍ سَمِعَ  
بِهَذَا الْوَجْدِ رَسُولًا وَإِنْ لَمْ يَخْصُ فِي نَفْسِهِ  
يُحْكَمُ لَا يَكُونُ لِمَنْ إِلَهُهُ فَهُوَ رَسُولُكَ لَا نَبِيَّ  
وَاعْنِي بِهَا نَبُوَّةَ التَّشْرِيعِ الَّتِي لَا يَكُونُ  
لِلْأَنْبِيَاءِ رَأْيُوَانِيَّةً وَاجْزَاهَا ۲۵

نبی وہ ہے جس پر وحی خاص اس کی ذات کے لئے نازل ہو وہ اس کی  
تبلیغ پر مامور ہو پھر اگر اس کو ایسا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس کی تبلیغ پر  
مامور ہوا ہے خواہ کسی خاص قوم کی طرف جیسا جملہ انبیاء کرام یا تمام دنیا



کی طرف تو وہ رسول ہے مگر تمام دنیا کی طرف رسول سوائے محمد صلعم کے  
اور کوئی نہیں ہوا۔ اور ہم نے جو نبوت تشریحی کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہے  
جو اوپر مذکور ہوئی یہ نبوت اولیاء کے لئے نہیں ہے۔

قد ختم الله تعالى بشر محمد صلعم جبریم  
الشرائع فلا رسول بعده بشر ولا نبی بعده  
یرسل الیہ بشر یتبعہ بصدق نفسه انما  
یتبعہ الناس لبشر یحقہ الخیر القیة نار البواقیت جبرائیل  
خدا تعالیٰ نے جملہ شرائع کو شریعت محمدیہ پر ختم کر دیا۔ آپ کے بعد  
نہ کوئی نبی ہی آئے گا جس پر خاص اس کی ذات کے لئے وحی ہو اور نہ رسول  
ہی آئے گا جو تبلیغ کے لئے مامور ہوتا ہے۔

التذی اختص به النبی من هذا دور  
الولی الوحی بالشریع فلا یشترک النبی ولا  
یشترک الا الرسول (فتوحات مکیہ)

یہ وہ خصوصیت ہے جو ولی میں نہیں پائی جاتی صرف نبی میں پائی  
جاتی ہے یعنی وحی تشریحی شرع نہیں مگر نبی کے لئے اور رسول کے لئے۔  
ان تحریرات سے صوفیاء کا مطلب ظاہر ہے۔ یعنی وہ حجاب  
انبیاء کو تو تشریحی بنی کہتے ہیں اور اولیاء امت کہتے ہیں انہوں نے غیر تشریحی نبوت  
نہ دکھا ہے لکن ان پر صمد

حدیث اگر میرے بعد بنی ہوتا تو عمرہ ہوتا کا جواب  
یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے لہذا حجت نہیں ہے۔

الجواب  
کیا غریب حدیث ضعیف یا غلط ہوتی ہے؟ ہرگز  
نہیں صحیح ہوتی ہے چنانچہ خود مرزا صاحب نے بھی اس کو  
مانا ہے جیسا کہ ہم خود السالہ ادہام ص ۹ ط دوم عبارت درج کر آئے ہیں اگر

حدیث غیر معتبر ہوتی تو عمرؓ صاحب اس کو ازالہ ادہام میں ہرگز درج نہ کرتے۔  
کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ:-

”لوگ آنحضرتؐ کی حدیثیں زید و عمرؓ سے ڈھونڈتے ہیں اور  
میں بلا اعتبار آپ کے منہ سے سنتا ہوں“ (دافع الوساوس  
۲۵)

**اعتراض** [لَوْلَمْ أُبْعَثْ لِبُعِثْتَ يَا عُمَرُ (مرقاۃ شرح  
مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۵۱۹) وَ بِرَحَائِشِهِ رَشَوَةٌ  
مجتبىٰ فی باب مناقب عمر رضی اللہ عنہما  
یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمرؓ تو مبعوث ہوتا۔  
یا

لَوْلَمْ أُبْعَثْ فَبِكُمْ بُعِثَ عُمَرُ فَبِكُمْ (کنوز الحقائق ص ۵۲)  
اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمرؓ تم میں مبعوث ہو جاتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر  
تم میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ کا مطلب یہ ہے اگر میں مبعوث نہ ہوتا  
تو تم میں عمرؓ مبعوث ہو جاتا۔ کیونکہ حضرت صلعم مبعوث ہو گئے لہذا حضرت  
عمرؓ نبی نہ ہو سکے۔

**الجواب** [اعلیٰ گاہی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث  
اَلْوَلَدَانِ بَقِیَا وَ نَبِیُّ لَکَانَ عُمَرُ رَضِیَ لَکُمَا ہِیَ وَ فِی  
بعض صوفیہ حدیث لَوْلَمْ اُبْعَثْ لِبُعِثْتَ يَا عُمَرُ  
اور سچے لیکن صاحب نے نہ راوی حدیث کا نام لیا ہے نہ مخرج کا  
پتہ دیا ہے نہ لفظ مذکورہ حدیث کی کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں  
ہے ہیں بہتہ حافظہ مندی نے کنوز الحقائق میں اس کے ہم معنی روایت  
دو طریق سے نقل کی ہے ایک تو ابن عساکر کے حوالے سے جسکے الفاظ یہ ہیں  
ہیں لَوْلَمْ اُبْعَثْ فَبِكُمْ بُعِثَ عُمَرُ فَبِكُمْ (جلد ۲ ص ۱۲) دوسری فردوس

ولیمی کے حوالے سے جس کے الفاظ یوں ہیں لولہ ابعث لبعث بعد عمر  
 (حالہ مذکورہ حوالہ مذکورہ) ملا علی قاری نے غالباً اسی روایت کو مزقہ  
 میں بالمعنی نقل کر دیا ہے۔ محمد بن کے نزدیک ہر دو روایات باطل،  
 جھوٹی اور موضوع ہیں ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں ابن عدی کی  
 روایت کو دو سندوں سے نقل کیا ہے اور چونکہ دونوں میں راوی  
 وضاع ہیں اس لئے دونوں کو موضوع کہا ہے چنانچہ سلسلہ اسناد  
 ملا خطہ سواہ بن عدی کہتے ہیں حدثنا علی بن الحسین بن حماد  
 حدثنا زکریا بن یحییٰ الوقار حدثنا یحییٰ بن بکر عن  
 ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم الضالی عن حمزة عن  
 غصیف بن العارث عن بلال بن رباح قال قال ابن  
 صلعم لولہ ابعث فیکم لبعث عمر رضی اللہ عنہ  
 (۲) حدثنا عمر بن الحسن بن نصر الحلبی حدثنا مصعب  
 بن سعد ابو خیمہ حدثنا عبد اللہ بن واقد الحرانی حدثنا  
 حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو بن مشر عن ہاشم بن  
 عقبہ بن عامر قال قال صلعم لولہ ابعث فیکم  
 لبعث عمر فیکم ابن جوزی نے اس کے بعد فرمایا ہے زکریا کذاب  
 یضع و ابن واقد الحرانی مترک  
 وہی نے میزان میں خود ابن عدی سے جس نے روایت مذکورہ اپنی کتاب  
 کامل میں درج کی ہے، نقل کیا ہے قال ابن عدی یضع الحدیث  
 وقال صالح کان من النکد ابین النکب یعنی پہلی سند کا راوی  
 زکریا لو قار حدیثیں بناتا تھا۔ زکریا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے دوسری  
 سند کا راوی ابن واقد حرانی مترک ہے جیسا کہ ابن جوزی اور جوزجانی  
 نے کہا ہے بلکہ میزان میں یعقوب بن اسماعیل کا قول ابن واقد حرانی کے بارے

میں جبکہ نسب بھی موجود ہے یعنی یہ بھی جھوٹا ہے۔ چنانچہ اس نے  
ترمذی وغیرہ کی سند رجال اپنی جھوٹی روایت پر لگالی ہے۔  
کنوز الحقائق کی دوسری حدیث جو بحوالہ فردوس دلیلی منقول ہے  
اس کی سند یوں ہے۔ قال السیلمی انباء نا ابی انباء ما عبد الملک  
بن عبد الغفار انباء نا عبد اللہ بن عیسی بن ہارون انباء نا  
عیسی بن مردان حدثنا الحسین بن عبد الرحمن بن حمزہ بن  
حدثنا اسحق بن نجیع الملقی عن عطاء بن مرثد عن ابی  
عن ابی ہریرۃ ر ف عن النبی صلعم انہ قتال دو  
لہ ابعث فیکم الیہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند  
میں اسحق ملقی و ضاع و کذاب ہے۔ دوسری میزبان میں لکھتے ہیں قتال  
احمد هو من اکذب الناس و قال تحیی معروفت للکذب  
و وضع الحدیث یعنی اسحق بڑا جھوٹا ہے۔ جھوٹی حدیثوں کے بنانے  
میں مشہور ہے۔ دوسرا راوی عطاء خراسانی بھی ایسا ہی ہے۔ تہذیب  
میں سعید بن مسیب کا قول منقول ہے کہ کذب عطاء امام بخاری نے  
بھی تاریخ صغیر میں سعید کا قول کذب نقل کیا ہے (ص ۱۵) عطاء  
جھوٹا ہے خود امام بخاری فرماتے ہیں عاصت احادیث متفقہ (ترمذی)  
یعنی عطاء خراسانی کی حدیثیں الٹی پلٹی جھوٹی ہیں۔ امام بیہقی نے اسے کثیر  
الغلط کہتے ہیں (ذیلی) حاصل کلام یہ کہ کنوز الحقائق کی دونوں روایتیں  
باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف نہیں ہے۔  
بلکہ کامل ابن عدی اور فردوس دلیلی کی تمام روایات کا یہی حال ہے۔ شاہ  
عبد العزیز محدث دہلوی عجائز نا فعیہ میں طبقہ رابعہ کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے  
ہیں "احادیثیہ کہ نام و نشان انہما کہ در قرون سابقہ معلوم بتو ذنا، این احادیث  
قابل اعتماد نیستند" پھر ان کے نقل کرنے والوں میں کتاب الکامل لابن عدی

فردوس دیلمی کا بھی نام گنا یا ہے (ص ۷۷) اور بستان المحدثین میں دیلمی کی کتاب  
 الفردوس کے تذکرہ میں لکھے ہیں "وہ سقیم و صحیح احادیث تمیز فرمائی گئے لہذا دیلمی کی کتاب  
 او موضوعات و روایات تودہ تودہ مندرج" (ص ۷۷) یہی حال فردوس دیلمی کی  
 اس روایت کا بھی ہے جسے مرزا یوں نے اپنی ڈائری کے ص ۱۵ میں کنوز الحقائق  
 کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ابو بکرؓ فضلہذا اکامنا  
 اکان یكون نبی اور اس سے امکان نبوت کی دلیل پکڑی ہے۔ حالانکہ  
 روایت، باطل، موضوع اور جھوٹی ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ  
 میں فردوس دیلمی کا نام کافی ہے۔ حافظ منادیؒ نے کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی کے  
 حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ ولعل ینما کفایت

**مرزائی غلطی** [بلی اسرائیل میں نبی سیاست کرتے رہے مگر میرے بعینہ وہو  
 کے کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں سیکوت کا لغو زور  
 ہے جس کے معنی ہیں غیبت میرے بعد خلفہ ہوں گے۔

**الجواب** [معلوم نہیں کہ اس سے معترضین کا مطلب کیا ہے ہاں صاحب  
 الخلافت کے معنی بعد شروع ہونے کا ذکر ہے میری ہے۔  
 اس حدیث کا مطلب یہ کرامت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوں گے۔  
 مطلب یہ کہ جو بادشاہ خلیفہ ہو گا وہ نبی نہ ہو گا اور جو نبی ہو گا وہ بادشاہ  
 نہ ہو گا۔ کیا کہنے میں اس یہودیہ نہ تحریف کے۔

حدیث شریف کے الفاظ صاف ہیں کہ نبی اسرائیل کے بادشاہ  
 نبی ہوئے تھے۔ جب ایک فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا قائم مقام  
 بادشاہ ہوتا۔ اب اس فقرہ سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرتؐ  
 کے بعد بھی بادشاہ نبی ہیں۔ لہذا آپؐ کے بعد آپؐ کا جانشین  
 بھی نبی ہونا چاہیے۔

حضورؐ نے اس خیال کو یوں حل کیا کہ چونکہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہونا اس

لئے میرے بعد میرے جانشین صرف خلفاء ہوں گے۔ جو عنقریب عثمان خلافت  
سنبھالیں گے پھر کثرت ہوں گے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت  
بند اور انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری ہے۔

اس خلافت کے مسئلہ کو دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا کہ:-

تكون النبوة فيكم ما شاء الله . . . ثم تكون  
خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله . . . ثم تكون  
صلحا ما ضانا فيكون ما شاء الله . . . ثم تكون  
خلافة على منهاج النبوة (رواه احمد والبيهقي) - مشکوٰۃ

کتاب الفتن

ریگی میری نبوت تمہارے اندر جن تک خدا چاہے پھر ہوگی خلافت  
منہاج نبوت پر اس کے بعد بادشاہی ہو جائیگی پھر خلافت منہاج نبوت  
پر ہوگی یعنی امام ہدی کے زمانہ میں یعنی جس طریق پر امور سیاسیہ کو آنحضرت  
صلعم نے چلایا اسی طرح مطابق آپ کی سنت کے آخری زمانہ میں امام ہدی  
چلائے گا۔

دو ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کے بعد پھر فساد پھیل جائے گا۔  
حَتَّى يَلْقَوُا اللَّهَ بَهَا نِكَ كَرِيَامَتِ اَبْنَائِهِ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)  
حاصل یہ کہ آنحضرت کے بعد اس امت کے لئے سوائے درجہ ولایت  
و خلافت وغیرہ کے نبوت کا اجرا نہیں ہوگا۔

بلز دیگر سین حقیق و قورا کے لئے ہے جسے سَيُطَوَّرُ دُونَ مَا  
يَحْتَوِيهِ بَيِّنَاتُ الْقِيَمَةِ (اگل عمر میں ۱۸) یعنی جس چیز کا وہ بخیر  
کہتے تھے وہ قیامت کے دن ضرور بالضرور ان کے گلوں میں طوق بابر والی ہو جائیگی۔  
ثابت یہ ہوا کہ نبوت منقطع ہو چکی ہے اور اس انقطاع نبوت کے  
بعد ایک چیز جینا باقی ہے اور وہ ہے خلافت۔

**اعتراض** [حدیث تیس دجال والی کا یہ جواب ہے کہ تیس دجال کی تعیین بتاتی ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آئیں گے؛

**جواب** [تیس کی تعیین اس لئے ہے کہ کذاب و دجال صرف تیس ہی ہوں گے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ لا تقوم الساعة حتى

يخرج ثلاثون دجالون كلهم يزعمون اننا رسول الله  
ابوداود (قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال و کذاب پیدا نہ  
ہوں) صاف دال ہیں کہ قیامت تک تیس ہی ایسے ہونے والے ہیں ان  
سے زیادہ نہیں۔ خود مرزا صاحب بھی ملتے ہیں کہ یہ قیامت تک کی  
شرط ہے؛

• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر  
تک تیس کے قریب دجال پیدا ہوں گے۔ سوانح اودام ص ۱۹۹  
ط ۱-۱ - انزالہ اودام ص ۵۷ ط ۷

باقی رہا یہ کہ کچھ سچے بھی ہوں گے سو اس کے جواب میں وہی اتفاق کافی میں  
ہو آنحضرت نے ان دجالوں کی تردید میں ساتھ ہی اس حدیث میں فرمائے  
ہیں لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا؛

دوسرا اعتراض [یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔ جیسا اکمال  
الاکمال میں لکھا ہے۔

**جواب** [حدیث میں قیامت تک شرط ہے۔ اکمال الاکمال والے کا ذاتی خیال  
ہے جو سند نہیں۔ بعض دفعہ انسان ایک جھوٹے دجال کو بڑا سمجھ

لیتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے خیال کے مطابق تعداد پوری سمجھ لی۔  
حالانکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت نے و مناحت کر دی کہ ابھی اس تعداد  
میں کسر باقی ہے؛

مزید برآں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس

سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

دیس المواد بالحديث من ادعى النبوة مطلقا  
فانهم لا يحصون كثرة تكون غالبهم ينشأ لهم ذلک  
عن جنون وسوءاء وانما المراد من قامت له  
الشوكة افتح: صفحہ ۲۵۵ جلد نمبر ۱۶

اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث سے مراد نہیں اس لئے کہ آپ کے  
بعد مدعی نبوت تو ہیشمار ہوئے ہیں کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون یا  
سودا سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے  
وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور  
جن کے تتبع زیادہ ہو جائیں :-

اور ملاحظہ ہو ایک طرف تو بحوالہ الکمال الکمال، آج سے چار سو  
ہزار بیاریات [برس پہلے] تیس دجال کی تعداد ختم لکھی ہے مگر آگے چل کر  
بحوالہ مجمع الکرامہ مصنف مولانا نواب صدیقی حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے  
کہ: آنحضرت نے جو اس امت میں تیس دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری  
ہو کر ستائیس کی تعداد مکمل ہو چکی ہے۔ (صفحہ ۵۴) گویا الکمال الکمال والے  
کا خیال غلط تھا۔ اس کے سٹے تین سو برس بعد تک بھی صرف ستائیس  
دجال و کذاب ہوئے ہیں۔ بہت خوب۔ حدیث میں تیس کی خبر ہے۔  
جس میں بقول نواب صاحب مسلمہ شمار ۲ ہو چکے۔ اب ان میں ایک  
متنبی مرزا صاحب کو ملائیں تو بھی ابھی دو کی گھر ہے :-

یہاں تک تو مرزا صاحب نے اس حدیث کو رسول اللہ کی مانتے  
ہوئے جواب دیئے۔ مگر چونکہ اس کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جواب دفع الوقتی  
اور بددیانتی کی کھینچ تان ہے جسے کوئی دانا قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے  
آگے چل کر عجیب و جالانہ مخفائی کی ہے کہ یہ حدیث ہی ضعیف ہے۔ آ



صراحۃً خاصہ کر صحاح سے بھی سب کی سردار کتاب بخاری و مسلم کی حدیث اور ضعیف اور پھر جرأت یہ کہ حج المکرم حوالہ سے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصریح الباری میں اس حدیث تیس دجال والی کو ضعیف لکھا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے حج المکرم کی جو عبارت درج کی ہے اگرچہ ساری نہیں، درج کی گئی تاہم اس سے ہی اصل حقیقت کھل رہی ہے! ملاحظہ ہو، لکھا ہے:-

”در حدیث ابن عمرؓ کذاب و در روایتی عبد اللہ بن عمرؓ نزد طبرانی است برہا نمیشود ساعت تا آنکہ بیرون آیند ہفتاد کذاب و نحوہ عند ابی یعلیٰ من حدیث انس حافظ ابن حجر گفتہ کہ سند اس ہر دو حدیث ضعیف است“

ناظرین کرام! حج المکرم کی عبارت میں تین روایتوں کا ذکر ہے پہلی ابن عمرؓ کی تیس دجال والی (یہ تو صحیح مسلم و بخاری و ترمذی وغیرہ کی ہے۔ یاد دہانی تغیر) دوسری روایت عبد اللہ بن عمرؓ کی جو طبرانی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی اور تیسری روایت انسؓ کی جو ابویعلیٰ میں ہے۔ ۷۰ دجال والی حافظ صاحب نے پچھلے دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے۔ مگر مرزائی صحیح حدیث کو بھی اسی صف میں لا کر نہ صرف اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہا ہے بلکہ حافظ ابن حجر اور نواب صدیقی حسن خاں رحمہما اللہ علیہما پر افترا کر کے اپنی مرزائیت کا ثبوت دے رہا ہے :-

اے آئیے! میں آپ کے سامنے حافظ ابن حجرؒ کی اصل کتاب جس کا حوالہ دیا گیا ہے پیش کروں :-

ذِي رَوَايَةٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الطَّبْرَانِيِّ لَا  
تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ بَنُو عَدْنَانَ  
ذَمْنًا ضَعِيفًا وَعَيْنًا يَأْتِي بِهَا مِنْ خَدِّ  
النَّاسِ فَخَوْكُ وَتَسْنَدُكَ ضَعِيفٌ أَيْضًا فَتَقْرَأُ الْبَيِّنَاتِ  
شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی جز ۲ ص ۲۰۷

کہ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں امام طبرانی کے نزدیک یہ وار د ہے کہ ستر کذاب نکلیں گے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو یعلیٰ کے نزدیک۔ حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اسی طرح ہے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ حاصل یہ کہ حافظ ابن حجر نے صرف ۷۰ دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے، ضعیف لکھا ہے، نہ کہ تیس و چالی والی کو۔

نوٹ: اسی عبارت کو علامہ عینی حنفی نے اپنی شرح صحیح بخاری میں اسی طرح نقل کیا ہے اور مسئلے کو صاف کر دیا۔ ہے کہ ستر کی تعداد عالی ہر دو روایات جو طبرانی اور ابو یعلیٰ نے روایت کی ہیں، وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (عینی جلد ۱۱ ص ۳۹۸)

**حدیث قصر نبوت اور** اول تو نبی صلعم کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپؐ کی توہین ہے کیونکہ آپ صلعم کا درجہ بہت بلند ہے۔ پھر اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ آپؐ نے پہلی طرائق کو کال کر دیا ہے اور شریعت کے محسوس کو کھل کر دیا۔ حدیث میں پہلے انبیاء کا ذکر ہے بعد میں آنے والے کا نہیں۔

**الجواب** محل کی توہین خال ہے۔ شریعت وغیرہ کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ مخبرین کو اللہ تعالیٰ نے طاقم جیسی فرمایا اور ساتھ ہی جن کو کہ آئندہ کذاب و دجال پیدا ہونے والے ہیں جن میں سے کوئی تو یہ غدار کرے گا کہ میرا

نام لا" ہے اور حدیث میں لابی بعد ی آیا ہے۔ اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ مردوں میں نبوت ختم ہے۔ میں عورت ہوں اسلئے میرا دعویٰ خاتم النبیین کے منافی نہیں اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ در محمد میں نبوت ختم ہے نئی کتاب اور شریعت خاتم النبیین کے خلاف نہیں (جیسا کہ پہلے مذہب والے کہتے ہیں) اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ شریعت والی نبوت ختم ہے۔ بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے کہا۔ اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ حدیث میں پہلے نبیوں کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔ ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے آیت کی وہ تفسیر کرائی جس سے تمام دجالوں کی تاویلات صباؤ مشرور ہو جاویں۔

چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میرا خاتم النبیین ہونا ان معنوں سے ہے کہ جس طرح ایک محل بنایا جائے۔ جس کی تکمیل میں صرف ایک اینٹ کی کسر ہو۔ سو اسی طرح یہ سلسلہ انبیاء کا ہے جس میں کتاب والے بھی آئے اور بلا کتاب والے بھی۔ یہ روحانی انبیاء کا سلسلہ چلتا چلتا اس مقام پر پہنچا کہ صرف ایک ہی نبی باقی رہ گیا۔ سو وہ نبی میں ہوں جس کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس مثال سے جملہ دجال و کذاب اشخاص کی تاویلات و اہمہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہیں نہ تشریفی و غیر تشریفی کا عذر نہ عورت و مرد کا امتیاز۔ نہ پہلے اور پچھلوں کا فرق۔ محل نبوت تمام ہو گیا۔ نبوت ختم ہو گئی اب بعد میں پیدا ہونے والے بموجب حدیث سوائے دجال کے اور کسی خطاب کے حقدار نہیں۔

اعترض ۲ | بعض روایات میں لفظ میں فی سبیل موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء کی مثال نہیں بلکہ گزشتہ انبیاء کی مثال ہے نیز اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس قسم

کے نبی پہلے آیا کرتے تھے۔ اس قسم کے نبی اب ہرگز نہیں آئیں گے جیسا کہ  
مُتَقَبِّلٌ قَابِرٌ کَرْتَا ہے۔

**الجواب** چونکہ سب انبیاء آپ سے پہلے گزر چکے ہیں اس لئے صحت  
قبلی بولا گیا ہے نیز جملہ ختم فی البیان و ختم فی  
الوہد جریان نبوت کی قطع نفی کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں من  
قبلی کے الفاظ خصوصیت سے قابل غور ہیں جن سے انبیاء کا عموم قتل یا گیا  
ہے یعنی شرعی اور غیر شرعی اور جملے مُخْتَلَفٌ فِی الرُّسُلِ (ختم کئے گئے ساتھ  
میرے رسول) اور اَنَا اللَّبَنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (کہ نبوت  
کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا) اور اِنَّا  
اَنَّا ذَا اَمْنَةٍ بِنَلَّتِ اللَّبَنَةُ (کہ میرے آنے سے وہ کی پوری ہو گئی جو  
ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی) اس کی پوری پوری تشریح کر رہے ہیں یہ کہاں  
سے معلوم ہوا کہ پہلے صرف بلا واسطہ نبی ہوتے تھے۔ اب آنحضرت  
صلعم کی وساطت سے ہوا کریں گے تو خدا کی سنت کی تبدیلی اور  
استثنا کس طرف سے معلوم ہوتا ہے کیا سچ فرمایا ہے مرزا صاحب نے کہ  
آنحضرت آخری نبی بھی ہیں اور جامع الکملات بھی ہے

ہست اوخیر الرسل خیر الانام

بر نبوت و ابر و شد اختتام

**اعتراض ۴** جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر  
آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح  
ممکن ہو سکتا ہے۔

**الجواب** مثلاً بابا جی ساہیہ خاتم الاولاد سب سے آخر میں پیدا ہوئے  
اور عیسیٰ کا یہ محب نہیں کہ پہلی اولاد کا صفایا ہو چکا ہے  
اور سب مرتے ہیں۔ اسی طرح خاتم العینین سے کیسے سمجھ لیا گیا کہ تمام

انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائیگا اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا۔ بلکہ آپ سے پہلے ہی چکا ہے اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ منصف ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ آپ کے خاتم النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے؟

**اعتراض ۴** نبی صلعم کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے؟

**الجواب** اگر کوئی شخص یہ کہے فلاں شخص شیر ہے۔ تو کیا یہ مطلب ہے کہ وہ درمدرہ جانور ہے۔ جنگلوں میں رہتا ہے۔ اس کی جُم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا ہے۔ کیا خوب یہ مبلغ علم و فہم۔ نبی صلعم نے ایک مثال سمجھانے کے لئے دی ہے اور اس میں توہین کہاں سے آگئی۔ اگر یہ توہین ہے تو پھر مرزا صاحب بھی اس توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بعینہ یہی مثال آنحضرت نے دی ہے کہ یہ "دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔"

(سمرہ چشم آریہ مصنف مرزا ص ۱۹۸ ط ۱  
۱۹۹ء ۲)

مرزا صاحب نے اس کی تصدیق کی ہے ان پر کیا فتوے لگاتے ہیں؟

**مرزائی غدر** حدیث انا العاقب والعاقب الذی یبیس بعدہ [نتیجہ] کا جواب یہ دیا ہے کہ عاقب کے معنی بعد میں نبوت کی نفی راوی کا اپنا خیال ہے۔

**الجواب** یہ غلط ہے جس کسی نے کہا ہے خود اس کا یہ خیال ہے ورنہ حدیث میں کوئی تفریق نہیں۔ عاقب کے یہ معنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:-

وَفِي رِوَايَةِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ التَّوْمِنِيِّ  
وَعَنْهُ بِلَفْظِ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَ يَ نَبِيٍّ رَفَعَهُ  
الْبَارِي جِزْ ۱۴ ص ۲۱۲ مطبوعہ - ہسلی :

سفیان بن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی وغیرہ کے نزدیک  
یہ لفظ بھی میں عاقب ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ  
عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت صلی  
نے خود ہی فرمائے ہیں :

حدیث عاقب کی تشریح از ملا علی قاری ملاحظہ ہو کتاب جمع الوسائل  
فی شرح الشماں حصہ دوم ص ۱۸۳ باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم

وَالْعَاقِبَةُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ بِثَلَاثِ هَذَا الْقَوْلِ  
الْمُحَرَّرِ وَقَالَ النَّصَّ فُلَانِي ظَاهِرًا أَنَّ مَدَارَهُمْ لَكِنَّ  
وَقَعَ فِي رِوَايَةِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ التَّوْمِنِيِّ  
فِي الْجَامِعِ بِلَفْظِ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَ يَ نَبِيٍّ

ثلاثا ثبت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ الشیخ لیس بید  
نبیؐ فار وہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
خود ہی مشاود فرمائے ہیں :

مزید برآں شماں کی شرح (جو جمع الوسائل شرح الشماں مصری  
طبع مدنی کے حاشیہ پر چڑھی ہوئی ہے) کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف  
المدنی مصری نے تم میں لفظ - یقینی - کو نقل فرمایا :

اسی مرتبہ جو قحی مدنی کے مشہور محدث حافظ ابن عبد البر نے روایت  
مذکورہ نقل فرمائی ہے .... والاعقاب ختم ختم اللہ بی  
نبوتہ فی الہدایہ فی شرح جمعہ ینبی (کتاب الکتاب استیاب

بر حاشیہ اصحاب مطبوعہ مصر ص ۳ جلد ۱۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خاتم ہوں۔ اللہ نے نبوت میرے ساتھ ختم کر دی ہے۔ اور میں عاقب ہوں پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاض بھی لکھتے ہیں  
 وفي الصحيح ان العاقب الذی کیس بعدی بنی (کتاب  
 الشفاء مطبوعہ استنبول ص ۱۹۱) (یعنی آپ نے فرمایا کہ میں عاقب  
 ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)

ایسا ہی تفسیر خازن (سورہ صف) میں ہے ان العاقب الذی  
 لَیْسَ بَعْدِیْ بَنِی (ص ۱۱۱ طبع مصر ۱۳۲۴ھ) ان کتابوں (شفاء -  
 کتاب الاستیعاب - خازن - فتح الباری اور شرح الشماہل) میں لفظ بعدی  
 موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نوی ہے۔

**اعتراض** [آیا ہے لہذا حجت نہیں ہے۔ صحاح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں ان میں تو یوں نہیں

**الجواب** [صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی میں یوں ہی موجود ہے۔  
 چنانچہ ترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ما جاء فی اسماء  
 النبی میں حدیث صحیح مرقوم ہے۔ ان العاقب الذی لَیْسَ  
 بَعْدِیْ بَنِی (دیکھو ترمذی مطبوعہ مصر ص ۱۳۷ طبع ۱۲۹۲ھ و مطبع  
 مجتہبی دہلی ص ۱۱۱ جلد ۲ طبع ۱۳۲۸ھ و مطبوعہ مجیدی پریس کانپور ص ۱۱۲  
 جلد ۲)

**اعلام :-** ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں (مطبوعہ احمدی وغیرہ) میں  
 اس مقام پر بَعْدِیْ غلط طبع ہو گیا ہے ناظرین سے  
 التماس ہے کہ ترمذی کے اس مقام کو درست کر لیں اور بجائے بعدہ کے  
 بَعْدِیْ بنالیں۔ محدثین شارحین حدیث نے بھی ترمذی کے حوالہ سے

بعضی نقل کیا ہے دیکھو فتح الباری پ ۱۲ ص ۳۱۳، اسی طرح زر قانی نے شرح مؤطا میں حوالہ ترمذی بخدی نقل کیا ہے ص ۲ جلد ۴م مطبوعہ مصر

## تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

وَالْعَاقِبُ الَّذِي جَاءَ عَقِبَ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِذُو كَيْفٍ فَإِنَّ الْعَاقِبَ هُوَ الْأَخِرُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْخَاتِمِ وَلِهَذَا سَمِيَ الْعَاقِبَ عَلَى الْأَوَّلَاتِ أَيْ عَقِبَ الْأَنْبِيَاءِ جَاءَ بِقَبْرِهِمْ (از المعاد جلد اول صفحہ ۱۲۲)

ناظرین کرام! یہ ہیں وہ عزرات و اسبب جو مصنف احمدیہ پاکٹ بک نے ختم نبوت کی آیات و احادیث پر پیش کئے ہیں۔ جن کو تم نے بفضلہ تعالیٰ قرآن و حدیث کے علاوہ خود اقوال مرزا سے توڑ دیا۔ اب میں اجراء نبوت پر جو دلائل مرزائی پیش کرتے ہیں، آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ مرزائی صاحبان کی غلط گوئیوں پر بخوبی مطلع ہو جائیں۔

## اجراء نبوت پر مرزائی دلائل کے جوابات (از قرآن)

پہلی تحریف: اِنَّهُ يَتَقَطَّعِي مِنْ اَنْبِيَاكَ رُسُلًا ذَرَاتٍ الشَّامِس۔  
مترجم: تعاقب چتا ہے یا پختے کا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔ اس آیت میں یقطعی مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں کے آتا ہے پس یقطعی کے معنی ہیں کہ چلتا ہے یا پختے کا (مگر) اس آیت میں یقطعی سے مراد حال نہیں لیا جاسکتا کیونکہ



لفظ رسل جمع ہے اس سے مراد آنحضرتؐ (واحد) نہیں ہو سکتے ہیں ماننا پڑیگا کہ آنحضرتؐ کے بعد رسالت کا سلسلہ جاری ہے اور یصطفیٰ مستقبل کے لئے ہے۔

**الجواب** [اس آیت میں کوئی لفظ نہیں کہ آئندہ رسول آئیں گے نصوص صریحہ جن میں عبارت النقص مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائیگا۔ اس امت میں مدعیان نبوت و جال اور کذاب ہیں کے خلاف کھینچ تان خود ایک جرم ہے اور دلیل ضلالت ہے۔ اس آیت کے پہلے یہ ذکر ہے کہ منکرین اسلام کے رد و جو جب قرآن پاک پڑھا جاتا تو وہ منہ پھیرنے کے علاوہ مارنے کو دوڑتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خطا کیوں اور کس دلیل پر جہنمی ہے تم خود آمد رسل کے قائل ہو اور خطا کی اس قدیم سنت سے ماہر ہو کہ وہ فرشتوں میں سے۔ رسول چنتا ہے جو خطا کا پیغام انبیاء پر لاتے ہیں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے جو اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اسی سنت قدیمہ کی رو سے اب بھی یہ رسول بھیجا گیا ہے۔

بخلاف اس صحیح مراد خداوندی کے احمدی صاحب نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ یصطفیٰ مضارع کا صیغہ حال کے لئے نہیں بلکہ آئندہ کے لئے ہے حالانکہ اس ترجمہ کی رو سے اصل مقصد رسالت محمدیہ کی تصدیق نہارد ہو گئی یعنی بجائے اس کے ارسال رسل کی سنت الہیہ سے موجودہ نبوت پر استدلال کیا جاتا۔ آئندہ نبوت کا خواہ مخواہ ذکر چھیڑ دیا۔ کیا یہودہ ترجمہ ہے پھر اس پر جو دلیل قائم کی ہے وہ اس سے بھی لغو تر ہے کہ رسل جمع کا صیغہ ہے اور آنحضرتؐ واحد ہیں پس آپؐ مراد نہیں ہو سکتے۔

کیا خدا ہمیشہ سے دس دس بیس بیس ایکٹھ رسول بھیجتا رہا ہے ہرگز نہیں۔ کبھی دو دو، کبھی تین تین، اور اکثر دفعہ صرف ایک ایک رسول بھیجتا آیا ہے۔ پس اس سنت قدیمہ کی رو سے یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ خدا

رسولوں کو چلتا ہے۔ ہاں صاحب جب رسل جمع کا صیغہ ہے اور واحد پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ تو پھر مرزا صاحب بھی تو واحد ہی میں وہ کیسے اس کے مصداق ٹھہریں گے۔ اور سنئے اس آیت میں انبیاء پر اتارنے والے فرشتہ کو بھی تو جمع کے صیغہ رسل سے بیان کیا ہے۔ کیا انبیاء پر دو چار اکٹھے فرشتے پیغام لاتے رہے ہیں؟ غور کرو تم کدھر دھکے کھا رہے ہو۔ اکیلے اکیلے انبیاء تو پھر بھی ہزار ہا ہوئے۔ لیکن ان پر وحی لانے والا تو ہمیشہ سے ایک ہی مقرر رہا۔ خود اپنی پاکٹ بک سے سنو! آنحضرت کے بعد نزول وحی کے اثبات میں اپنی تائید کے لئے بزرگان دین کے اقوال نقل کئے ہیں کہ:-

• خبر علی انبیاء کی طرف وحی لانے کے لئے مقرر ہیں ان کے

سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کام پر مقرر نہیں۔ (ص ۵۳۳)

قرآن پاک بھی شاہد ہے کہ تَوَلَّوْا عَلٰی قَبْلِیٰ نَبِیِّ الْوَحْیِ جِبْرِیْلُ نے اس قرآن پاک کو تیرے دل پر اتارا ہے۔

(۱) "رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے

جاری ہے جو یوحنا اسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بند زبور آیات

ربانی کلام رحمانی کے سکھائے جاتے ہیں۔" (الذالہ اولیٰ)

۵۴۵-۱۵- (ص ۱۲۱ ط ۷)

(۲) حسب تصریح قرآن رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و

حکم دیکھ جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔" (الذالہ

ص ۵۳۳ ط ۷)

پس جس حالت میں پیغام رساں فرشتے کو باوجود واحد ہونے کے

جمع کے صیغہ رسل سے ذکر کیا ہے تو پھر آنحضرت صلم پر کیوں اس کا استی

نا جائز ہوئے؟

**قدرت کا کرشمہ** [خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ بے جیسا سخت دل رسوا کیا کرتا ہے۔ (مفہوم ص ۷۷ حاشیہ استغناء معنفہ مرزا صاحب) یہی معاملہ اس جگہ ہو رہا ہے۔ مرزا ٹی پاٹ بک کے مصنف نے اگرچہ پوری کوشش کی کہ یہ آنحضرت (واحد) رسول پر صادق نہ آ سکے۔ مگر قدرت کا زبردست تصرف اس کے قلم پر ہو رہا کہ اس نے خود ہی آگے چل کر لکھا ہے:-

”بے خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا ہے کہ میں ایک شخص کو انسانوں میں سے جنوں کا پھر ملائکہ میں سے ایک فرشتہ چنی کر اس کے ذریعہ اس کی طرف وحی بھیجوں گا۔“ (ص ۷۷ پاٹ بک مرزا ٹی)

ناظرین کلام! غور فرمائیے یحییٰ کے صیغہ کو مضارع کہہ کر صل یا مستقبل دو زمانوں سے حال کی نفی اس لئے کی گئی کہ رسل جمع ہے اور آنحضرت واحد اس لئے آئندہ زمانہ کا ذکر ہے مگر آگے چل کر خود ہی رسل کے معنی ایک شخص کر دیئے یہ ہے قدرت کا کرشمہ ۲

**دوسرا استدلال** [مرزا ٹی صاحب نے اس آیت سے بایں الفاظ کیسے ہے کہ:-

”مضارع ایک ہی وقت میں ماضی اور مستقبل اور حال تینوں زمانوں کے لئے بھی آ سکتا ہے اس کو استمرار تجدیدی کہتے ہیں فعل مضارع بعض قرائن سے استمرار تجدیدی کا قائلہ بھی دیتا ہے۔ اللہ یحییٰ میں استمرار تجدیدی ہو سکتا ہے اس کے لئے قرینہ الرسل بصیغہ جمع اور فعل مضارع کا خدا کی طرف منسوب ہونا اللہ یحییٰ کا مطلب یہ ہے کہ عند الضرورت،

خدا تعالیٰ رسول بھیجتا رہے گا۔

**الجواب** [آپ نے اس جگہ آئندہ نبوت کے اجراء پر قرینۃ الرسل بتایا ہے اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ رسل سے مراد بہت سے رسول ایک دم بھیجنے کا نہیں۔ بلکہ سنت گزشتہ کے حوالہ سے نبوت محمدیہ کی تائید ہے یہ تو ہمیں بھی مسلم سے کہ استمرار میں ماضی، حال، مستقبل میں ہر مانے داخل ہوتے ہیں۔ پس کچھ انبیاء کو ساتھ لاکر الرسل کا صیغہ باطل صاف ہو گیا۔ لہذا آئندہ نبوت کے اجراء پر الرسل کا قرینہ تمہاری دلیل، نہیں ہو سکتا، باقی رہا یہ امر کہ آئندہ زمانہ بھی تو اس استمرار میں آ سکتا ہے جواب یہ ہے کہ آ تو سکتا ہے مگر آیت خاتم النبیین اور دوسری آیات اور حدیث و احادیث نبویہ صلعم قرینہ ہیں کہ بعد آنحضرت صلعم کے نبوت بند ہے اور مدعی نبوت کذاب و دجال ہے۔

۲۔ دیکھیے جس طرح خدا کی سنت بغیر کتاب کے نبی بھیجنے کی ہے۔ اسی طرح صاحب کتاب نبی بھیجنے کی بھی تو ہے۔ اب اگر قرینہ تکمیل دیں و اتمام شریعت صاحب کتاب نبی کا لفظ اس سنت کو آئندہ کے لئے بند کرتا ہے تو اسی طرح آیت خاتم النبیین و احادیث رسول کریم متعلقہ ختم نبوت۔ بغیر کتاب اور اور ہر طرح کے رسول کے آنے کو بند کرتی ہیں۔

۳۔ صیغہ مفعول میں ہمیشہ استقبال نہیں ہوتا بلکہ کبھی زمانہ حال کے لئے اور کبھی زمانہ استقبال کے لئے ہوتا ہے۔ جہاں حال کے معنی لےئے جائیں وہاں استقبال کے لئے نہیں رہتا اور جہاں استقبال کے لئے جائیں وہاں حال کے لئے نہیں رہتا۔ کیونکہ صیغہ مفعول حال اور استقبال میں مشترک ہے اور مشترک فعل پر ایک ہی معنی دیتا ہے دوسرے معنی نہیں دے سکتا۔ اور اس جگہ مفعول کا لفظ اس لئے استعمال کیا

گیا ہے کہ آنحضرتؐ جن پر یہ آیت نازل ہوئی وہ خدا کے فضل سے اس کے نزول کے وقت موجود تھے۔ پس مضارع صرف حال کے لئے ہوا اور اس سے استقبال کے معنی منتزع ہو گئے۔

۴۔ اس آیت میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لئے ہے۔  
تہ تہجد و استمرار کے لئے یعنی اصطفیٰ واجتبا فعل الہی ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا:-

هُوَ الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْنَا آيَاتِ بَيِّنَاتٍ (وہ)  
ذات پاک جس نے نازل کیں اپنے بندے پر دلائل روشن)  
اب یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن کا نزول مستمر ہو۔

۵۔ رسل میں شرعی اور غیر شرعی دونوں قسم کے نبی ہیں تو پھر صاحب شریعت نبی کا اٹھار کیوں؟ جو دلیل اس کے اتار کی ہے وہی غیر تشریح کے انکار کی بھی۔

۶۔ اس آیت میں یصطفیٰ زمانہ مستقبل کے لئے نہیں ہے بلکہ حال ماضی ہے اس امر کی دلیل کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں اپنی سنت ماضیہ بیان کی ہے۔ قرآن مجید کی دوسری آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان مصطفیٰ اور برگزیدہ پیغمبروں کا نام لے کر بیان فرمادیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کر کے فرمایا وَتَقْبَلُ اسْطَفَيْنَا فِي الْبَقَرَةِ (پہلی خطاب فرمایا۔ يٰمُوسٰى اِنَّا اصْطَفَيْنَاكَ عَلَى النَّاسِ لِبَارِهٖ سَمْعًا) حضرت ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ کا ذکر کر کے فرمایا وَاتَّخِذْ اٰلَ اِبْرٰهٖمَ عِبَادًا مَّطٰطِفِيْنَ اَلَا خَيْرٌ (پہلی ص) آل عمران میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهٖمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلٰی الْعَالَمِيْنَ (پہلی آل عمران) انہی برگزیدہ پیغمبروں کا اجمالی تذکرہ آیت اللہ یصطفیٰ میں ہے پس فعل یصطفیٰ میں حکایت ہے حال ماضیہ کی ہے جیسے آیت

ذُرِّيَّاتُ تَقْتُلُونَ آبَاءَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۚ وَمَا كَانُوا عَلَيْهِمُ يُعَذِّبُونَ ۚ وَمَا كَانُوا لَهُمْ جُنُودًا ۚ  
 اُنہیں گے کہ تم قتل کرو گے؟ اسی طرح آیت سورہ انعام اللہ اعْلَمُ  
 حیث محمد رسالتِ اہم جو ہم معنی ہے آیت اللہ بیصطیٰ کی اس  
 محمد یَسْجُدُ اسْتِقْبَالَ کے لئے نہیں ہے بلکہ حکایت حال ماضی ہے  
 جس پر قرینہ اُذِی رَسُلَ اللہ فعل ماضی ہے جو اس سے قبل متصل ہی  
 مذکور ہے۔ کافروں نے پہلے رسولوں جیسی باتیں چاہئیں تھیں انہیں  
 گروہِ رسولوں کی بابت حیث یجحد رسالتِ فرمایا گیا۔  
 اس آیت سے بتلانا مقصود یہ ہے کہ معبودان باطل جن کی تم پرستش کر  
 ہو یہی کبھی انہوں نے کوئی رسول بنا کر بھیجا؟ وہ تو کبھی پیدا کرنے سے  
 بھی قاصر ہیں۔ خدا تو وہ خدا ہے جو صاحب اختیار و اقتدار ہے۔ جو  
 انبیاء اور رسل بھیجتا رہا ہے۔ بھلا تم ایسے صاحب طاقت و قوت خدا کو چھوڑ  
 کر بے طاقت و ناچیز معبود بنا بیٹھے ہو۔ اجرائے نبوت کا ہرگز ہرگز کوئی  
 توکر نہیں؟

وَدُوسری تحریف [مَا كَانَ مَثَلَهُ لِيُذَرَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ خَتِي  
 ايميزا خبيت من الطيب

۲۱۰ (مکملہ رکوع ۶ تا ۱۱)

خدا تعالیٰ مومنوں کو اس حالت پر نہیں چھوڑے گا جس پر کہ  
 مے مومنو: تم اس وقت ہو یہاں تک کہ پاک اور ناپاک میں  
 تمیز کرو۔ اور خدا تعالیٰ ہر ایک مومن کو غیب پر اطلاع  
 نیس دے گا کہ انہوں پاک ہے اور انہوں ناپاک، بلکہ اپنے  
 رسولوں میں سے جس کو چاہے گا بھیجے گا (اور ان کے ذریعہ  
 پاک اور ناپاک کی تمیز ہوگی) پس اسے مسلمانو! اللہ اور  
 اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔ سورہ اکل عمران مدنی ہے آنحضرت

کی نبوت کے کم از کم تیرہ سال بعد نازل ہوئی جبکہ پاک اور ناپاک میں کافی تمیز ہو چکی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں میں پھر ایک دفعہ تمیز کرے گا مگر اس طور سے نہیں کہ ہر مومن کو الہاماً دے کہ فلاں مومن اور فلاں منافق ہے بلکہ فرمایا کہ رسول بھیج کر ہم پھر ایک دفعہ یہ تمیز کر دیں گے پس سلسلہ نبوت ثابت ہے۔

**الجواب** [وَسَيُجْلِبُ مَنْ يَشَاءُ] یعنی اللہ تعالیٰ پاک اور ناپاک میں تمیز کرنے کو رسول چنتا ہے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود تھے۔ مگر مرزائی صاحب نے یحییٰ کا ترجمہ کیا ہے کہ: ”جیسے گا۔“ اس پر دلیل یہ کہ پاک ناپاک میں اس وقت سے پہلے تمیز ہو چکی تھی۔ پاک ناپاک میں تمیز تو اس دن سے شروع ہو گئی تھی جب انحضرت نے دعویٰ نبوت کیا اور آخری دم تک ہوتی رہی۔ مگر جس خاص تمیز کا اس جگہ ذکر ہے وہ مومنوں اور منافقوں میں تمیز ہے کہ:-

”فلاں مومن اور فلاں منافق ہے“ (ص ۴۹۹ پاکیٹ بک مرزائی) اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس آیت کے نزول کے وقت مومن منافق میں امتیاز ہو چکا تھا۔ جواب اسی آیت میں موجود ہے کہ کلی طور پر ابھی نہیں ہوا تھا بہت سے منافق مسلمانوں میں ملے چلے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”خدا تعالیٰ مومنوں کو اس حالت پر نہیں چھوڑے گا جس پر اسے مومنوں کا اس وقت ہو“ (ص ۴۹۹ پاکیٹ بک مرزائی) اس کے علاوہ اسی صورت میں پہلی آیات میں صاف ملتا ہے  
وَاخْلَقُوا لَكُمْ قُلُوبًا مِّنْ لَّدُنْكُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوا

اکا سید: آل عمران ۱۲۲) جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایسے ہیں جب علیحدہ ہوتے ہیں تو مارے غیظ کے تم پر انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ اور سنو! مرزائی محرف کو اقرار ہے کہ یہ سورت مدنی ہے اور مدنی حالت کا نقشہ دوسری جگہ خدا نے یوں بیان فرمایا ہے کہ ذٰمِنَ اٰهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُّوْا عَلٰی النَّفٰقِ . لَا تَخْلَمُوْهُمُ خَلَنُ تَخْلَمُوْهُمْ اور مدینہ میں کئی منافق قہارے ارد گرد موجود ہیں جنہیں تم نہیں جانتے ہو ہم جانتے ہیں۔ اسی طرح سورہ منافقوں میں بھی جو مدنی ہے منافقوں کی موجودگی کا ذکر ہے پس مرزائی محرف کا یہ کہنا کہ اسوقت مومنوں اور منافقوں میں تمیز ہو چکی تھی۔ لہذا یہ آیت کسی آئندہ رسول کے متعلق ہے۔ سراسر جہالت بلکہ ہودیانہ تحریف ہے کہ ختم نبوت کی صریح اور واضح آیات کے ہوتے ہوئے اس طرح گمراہی کے سمندر میں مرزائیوں کو غوطے دے رہا ہے۔

۲۔ اس آیت میں بھی بھتیجی زمانہ مستقبل کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں بھی حمایت ہے حال ماضی کی۔ دلیل اس پر دوسری آیات ہیں جن میں بھی رسولوں کا نام لے لے کر بیان کر دیا گیا ہے۔ فرداً فرداً بھی اور یک بجائی طور سے بھی۔ فرداً فرداً ملاحظہ ہو:- حضرت آدمؑ کے لئے اجتباہ سورہ ص میں آیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے لئے اجتباہ سورہ نحل میں آیا ہے۔ حضرت یوسفؑ کے لئے اجتباہ سورہ قلم میں آیا ہے یکجائی طور سے دیکھئے سورہ مزمل میں دس پیغمبروں (زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ، یونسؑ، یسٰیؑ، یسوعؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، اسمعیلؑ، اور لیسؑ کے ذکر کے بعد یہ ہے مَقْرَنَ حَدِيْتِنَا ذٰلِجِتِيْنَا) اور سورہ انعام میں اَحْمَدَ پَغْيِرُوْنَ لَا تَذْكُرْہِ کر کے فرمایا اَجْتَبٰہُمْ وَ هَدٰیْنٰہُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ۔ انہی۔ رسولوں کا تذکرہ اجمالاً لَکِنَّا لَنَجْتَنِبُ مِنْ رُّسُوْمِہِ میں آیا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا خالی کر گئے تھیں ان کا



قد خَلَّتْ (بقدر) کوئی آسمان پر اٹھایا گیا اور کوئی زیرِ زمیں دفن کر دیئے گئے۔ محمد صلعم کے بعد اب کوئی جدید بنی نہیں آنے کا اور مرزا صاحب ہماری تصدیق کرتے ہیں :-

”کوئی شخص بہ حیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا، (ازالہ اوہام مصنفہ مرزا صفحہ ۲۲۹)“

**تفسیری تحریف** [وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ الْآيَاتِ (سورۃ نسا)] جو لوگ اطاعت کر س گئے اللہ کی اور اس کے رسول کی پس وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح، اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی پیروی سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچتا ہے۔ (صفحہ ۵)

**الجواب** [اس آیت میں دنیا کے اندر نبوت وغیرہ کے مقام ملنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو شخص مومن ہے وہ آخرت میں انبیاء، صدیق و شہداء و الصالحین کے ساتھ ہوگا چنانچہ اَللّٰهُ اَدْخِلْكَ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ اور آیت میں مَحْ لفظ مجاہد مومن ہے جس کے معنی میں ”ساتھ“ خود مرزا ائی مانتا ہے کہ :-

”مَحْ کے معنی ساتھ کے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ ازالہ متقین کہ ہر ایک لوگوں کے ساتھ ہے۔“ (صفحہ ۵۰۲)

پس مطلب ظاہر ہے۔ قادیانی محرف اس جگہ مَحْ کے معنی ساتھ نہ ہونے پر یہ غلط کرتا ہے کہ پھر جب ساتھ ہوئے تو درجہ کوئی بھی نہ ملانہ نبوت کا، نہ صدیقیت کا نہ شہادت کا وغیرہ :-

جواباً لگنا شروع ہے، اس آیات میں درجات ملنے کا ذکر نہیں اور نہ ان درجات کی نفی ہے۔ یہاں تو صرف قیامت میں نیک رفاقت کی خوشخبری،

ہے۔ مگر جہاں درجات و نبوی کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں باقی  
سب درجات مذکور ہیں۔ سنو: ہم قہر کی طرح یہودیہ تاویل و تحریف  
سے کام نہیں لیں گے بلکہ صاف الفاظ بتاتے ہیں :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كُنَّا خِلْمًا فِي  
الْمُضِلِّينَ (سورہ عسکرت ۶) جو لوگ ایمان لائے

اور اچھے عمل کئے وہ مایوس ہیں داخل کئے جائیں گے

اسی طرح سورہ حدید میں ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں

پر ایمان لائے وہ صدیق ہیں شہید ہیں اور مرزائی خود مانتا ہے کہ

واقعی آیت سورہ حدید میں صرف صدیقیت (اور شہادت) کے مقام

تک پہنچنے کا ہی ذکر ہے۔ اس سے آگے نہیں۔ مگر وہاں دوسری تحریف

کی ہے کہ آیت آنحضرتؐ کے نابعد ازل کے متعلق نہیں بلکہ پچھلے نبیوں

کے تابعین کے بارے میں ہے۔

اس کے جواب میں ہم وہ آیات پیش کر دیتے ہیں اور جملہ مرزائیوں

کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس آیت پر انگلی رکھیں جس میں یہ تخصیص مذکور

ہے صاف فرمائیے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كُنَّا خِلْمًا فِي  
الْمُضِلِّينَ (سورہ عسکرت ۶) جو لوگ ایمان لائے  
اور اچھے عمل کئے وہ مایوس ہیں داخل کئے جائیں گے  
اسی طرح سورہ حدید میں ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں  
پر ایمان لائے وہ صدیق ہیں شہید ہیں اور مرزائی خود مانتا ہے کہ  
واقعی آیت سورہ حدید میں صرف صدیقیت (اور شہادت) کے مقام  
تک پہنچنے کا ہی ذکر ہے۔ اس سے آگے نہیں۔ مگر وہاں دوسری تحریف  
کی ہے کہ آیت آنحضرتؐ کے نابعد ازل کے متعلق نہیں بلکہ پچھلے نبیوں  
کے تابعین کے بارے میں ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ  
الْعَظِيمِ (سورۃ الاحدید رکھو ۲۶)

لاریب جو مرد و عورت میں خیرات کرنے والے ہیں یہ خیرات ان کی  
گویا قرض ہے جو اللہ تعالیٰ کو دے رہے ہیں اور خدا انہیں دے گا  
وہ اس کے عوض بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر کریم ان کو  
ملے گا۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے  
ہیں وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے  
ان کا اجر اور نور مقرر ہے اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری  
آیات کو انہوں نے چھٹایا۔ وہی ہیں جہنم میں جانے والے  
اسے لوگو! جان لو کہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ یہ دنیا کا جیٹا  
کھیل تماشا ہے اسے چھوڑ دو اور خدا کی رحمت و مغفرت  
کی طرف دوڑو اور اس کی جنت کی طرف بھاگو جس کی وسعت  
زمین و آسمان کی مانند ہیں جس کی حد تم نہیں جان سکتے یہ جنت  
انہی لوگوں کے حصے میں ہے جو خدا اور اس کے رسولوں پر  
ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے  
اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

برادران! ملاحظہ فرمائیے ان آیات میں سابقہ لوگوں کی کوئی تخصیص  
نہیں۔ صاف صاف طور پر مومنین، صحابہ کرام، اور مخیرات اہل ایمان کا  
ذکر موجود ہے۔ والحمد لله علی ذلک

اسی طرح سورہ حجرات کے آخر میں محاربین فی سبیل اللہ کو اڈائیٹ  
حکم الصید یقوت کا خطاب و لقب عطا ہو چکا ہے اور دیگر بہت سی آیات  
میں شہداء کے فضائل موجد ہیں۔ حاصل یہ کہ آیت زیر نظر میں جو  
انبیاء و شہداء وغیرہ سے رفاقت کا ذکر ہے اس میں درجات ملنے کا

تذکرہ نہیں۔ جیسا کہ مرزا فی محرف و تجالوں کی نبوت ثابت کرنے کو کہتے ہیں :-  
۲- اس آیت میں عطا و نبوت کا ذکر نہ ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ یہ وعدہ  
جملہ مومنین سے ہے اور صحابہ کرام سے بڑھ کر اور کون مومن ہو سکتا ہے  
جو کی تعریف قرآن میں موجود ہے کیا ان کے ساتھ یہ وعدہ پورا ہوا؟  
پھر ان کے بعد تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہائے کرام اور محدثین  
رحمۃ اللہ علیہم غرض کروڑ ہا صلحاء، اتقیا امت محمدیہ میں ہوئے ہیں کیا  
ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول کا کامل تابعدار نہ تھا؟ اگر تھا اور ضرور  
تھا تو پھر ان کے ساتھ یہ وعدہ الہی کیوں پورا نہ ہوا؟ سوا اس کے اور کیا  
مطلب ہے کہ اس میں ہرگز ہرگز مقام نبوت وغیرہ ملنے نہ ملنے کا کوئی ذکر  
ہی نہیں :-

۳- اس آیت میں پہلا لفظ صُنْ عورت اور مرد دونوں کے لئے استعمال  
ہو گیا ہے۔ جب عورتیں بھی نماز میں اھدنا الصراط المسقیم۔ صراط  
المتین انھن غلبت علیہن پڑھتی ہیں تو ان میں سے کوئی میتہ کیوں نہ ہوتی۔  
اسی کو مس و مجرم کر دیا گیا اگر مرزائی کہیں گے کہ پہلے بھی کوئی عورت  
نہی نہیں ہوئی اس لئے اب بھی نہیں ہو سکتی اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ  
پچھلے کبھی کسی نبی کی بعادری سے کوئی شخص نبی نہیں بنا یا کہ براہ راست  
بغیر بعادری کسی نبی کے ہوتے رہے لہذا اب بھی کوئی آدمی کسی نبی کی  
بعادری سے نبوت حاصل نہیں کر سکتا۔

۴- توحفی میں حدیث ہے کہ التاجر المقصد ذی الامنی مع  
انہین و بخیہ حقیقہ و مشفقہ اذ اسحا مات وارتاجر نبیوں  
مصدقین اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا، مرزائی طرز استدلال سے  
تاجر ہی نبی ہو سکتا ہے۔ آج تک کتنے لوگ تجارت کی وجہ سے نبوت  
حاصل کر چکے ہیں؟

## اعتراض [ یہ رفاقت کہاں ہوگی ؟

الجواب [ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہر ایک کو برابر اور  
 [ کو نبیوں، صدیقیوں اور شہداء کی معیت و رفاقت بخشے گا جیسا  
 آیت مذکورہ کے اخیر میں خود صراحت فرمادی ہے **وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ  
 رِيقًا** یہ معیت محض رفاقت ہے لا غیر اور یہ قیامت کے روز ہوگی جیسا کہ دیگر  
 احادیث میں تصریح مذکور ہے مستند احمد میں ہے **عَنْ مَعَاذِ بْنِ  
 أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ آتِيفًا ابْنًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
 كُنْتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ  
 الصَّالِحِينَ** جو شخص فی سبیل اللہ ایک ہزار آیتیں پڑھا کرے قیامت کے دن  
 اسے نبیوں اور صدیقیوں اور شہیدوں اور صالحین کی معیت و رفاقت نصیب ہوگی  
**دَعْنِ عُمَرُ بْنُ مَرْوَةَ الْجَهْمَنِي قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ شَهِدْتُ أَنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ  
 اللَّهِ وَصَلَّيْتُ الْخَمْسَ وَادَّيْتُ زَكَاةَ مَالِي وَصُمْتُ رَمَضَانَ  
 فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعْلَمُ هَذَا كَانَ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ  
 وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** حکذا و نَصَّبَ اصْبَعِيہ (مستند احمد)  
 یعنی ایک صحابی نے آپ سے عرض کی کہ میں کلمہ پڑھ چکا ہوں۔ نماز  
 پڑھتا ہوں، زکوٰۃ دیتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان اعمال پر  
 جس کو موت ابھائے وہ قیامت کے دن نبیوں اور صدیقیوں اور شہیدوں کی  
 معیت و رفاقت میں اس طرح ہوگا اپنی دونوں انگلیوں کو کھڑی کر کے دکھایا  
 اس لئے مفسروں نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے **يُجْعَلُ كَمُرَافِقَةٍ**  
 (ہم (ابن کثیر) مَرَّافِقَةً اَكْرَمَ الْخَلَائِقِ (بیہناوی) مَرَّافِقَةً اقْرَبَ  
 عِبَادِ اللَّهِ (کشاف) الْحَضْرَاءُ مَعَهُمْ (جزالین) ان سب

لوگوں نے مع کے معنی رفاقت اور حضور کے لئے ہیں۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں  
اِذَا ارَادَ النَّبِيُّ رَافِقَهُ وَالتَّلَاقِي قَدَرًا وَعَلِيْدًا فَهَذَا هُوَ الْمُرَادُ  
مِنْ هَذِهِ الْبَيِّنَاتِ (تفسیر کبیر کذا فی ابی السعد)  
یعنی مطیعین جب نبیوں، صدیقیوں اور شہیدوں سے ملتا چاہیں گے تو  
مل سکیں گے مع سے مراد یہی ہے :

**اعتراف** جنت میں انبیاء کے درجے بہت بلند ہوں گے۔ خاص کر آنحضرتؐ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ تو سب سے اعلیٰ و بالا ہوگا۔ صدیق اپنے درجوں  
میں ہوں گے، شہداء اپنے درجوں میں اور غریب مومن جنت کے  
کسی پچلے درجے میں ہونگے تو متینہ رفاقت کہاں ہوگی؟

**الجواب** اس کا جواب یہ ہے کہ یہی سوال سب سے پہلے حضرت ثوبان صحابی  
الجباب نے کیا تھا۔ انہی کے جواب میں آیت مذکورہ اتری تھی۔ حدیث میں

ہے اِنْدَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى لَا تَرَاكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا تَكُنْ فِي  
الْجَنَّةِ فِي رَجَاتِ الْعَالِي فَقَالَ صَلَّى اَنْتَ مَرْغَى  
فِي الْجَنَّةِ (درمنثور) انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو قیامت  
کے دن نہیں دیکھ سکیں گے کیونکہ آپ جنت کے بلند درجوں میں ہوں گے  
پکے فرمایا، تمہیں جنت میں میری معیت ملے گی قال حبشی للنبی  
صلی اللہ علیہ وسلم ایت من امنت وعملت انی لکان معک  
فی الجنة قال نعم اطبرانی کبیر الدینی ایک حبشی نے  
پوچھا یا رسول اللہ اگر میرا میں صحیح ہوا وہ عمل صالح ہو، کیا جنت میں  
مجھے آپ کی معیت نصیب ہوگی؟ فرمایا، ہاں ہوگی قل رجل  
فی حب. مع رسولہ فقال صلوات اللہ علیہ مع  
من حبیت رجلی ورسولہ وقلی، الترمذی عن انس قال  
من احب کل مبعی فی الجنة مشکوة ص ۱۷۱ یعنی ایک

صحابیوں نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا جس سے تو محبت کرتا ہے اس کی معیت میں تو ہوگا۔ اور انسؓ کو روایت میں ہے کہ جو مجھ سے محبت رکھے گا جنت میں میری معیت میں ہوگا عَنْ مَسْنَدِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ أَنَا ذَا فَلَ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَاشَارَ بِإِلْسَانِهِ بِأَنْوَاسِطِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (مشکوۃ ۱/۱۸۷) آپ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا کیل جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے دو انگلیاں (اشارہ سے دونوں کو اکٹھی کر کے بتلایا) وَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَثَبٍ - قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّمْ لَكَ مَرَّافَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ فَأَعْنِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ اسْتِجَابَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوۃ ۳/۱۸۷) ربیعہ نے کہا کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت کا خواہاں ہوں فرمایا، نفل بہت پڑھا کرو تم کو میری رفاقت ملے گی۔ ان حدیثوں اور ان جیسی بہت سی حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ غریب مومن جنت میں خواہ کیسے ہی نچلے درجہ میں ہوگا اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت و رفاقت نصیب ہوگی۔

اعتراف - مع بمعنی مین بھی ہو سکتے ہیں۔

الجواب - کلام عرب میں مع بمعنی مین مستعمل نہیں ہوتا۔ اور نہ ان آیتوں میں مع بمعنی مین ہے جو ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ اگر مع بمعنی مین آتا ہوتا تو مع پر مین داخل نہ ہوتا حالانکہ کلام عرب میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ لغت کی مشہور کتاب مصباح میں مع بمعنی بیان میں ہے وَ دَخُولٌ مِّنْ غَنِيْبٍ خَوْجَاتٍ مِّنْ مَّغْدٍ (میں اس کے ساتھ آیا) یعنی عرب جنت مین القوم بولتے ہیں پس مع پر مین کا داخل ہونا مشعر ہے کہ تو مع کبھی مین کے معنی میں نہیں ہوتا۔ اب عزیزیوں کی دلیل والی آیات ملاحظہ ہوں:-

شیطان کے متعلق سورہ حجر میں وارد ہے اِنَّ تَيْكُوْنَ  
مَعَ الشَّاجِدِيْنَ (۱) اور سورہ اعراف میں لَٰكُنْ يٰكُنْ مِّنَ الشَّاجِدِيْنَ  
(۲) دیکھو دونوں جگہ لفظ ساجد آیا ہے لیکن دوسری آیت میں بجائے  
مَع کے مِّن ہے پس ثابت ہوا کہ مَع بمعنی مِّن ہوتا ہے۔

الجواب اگر یہ استدلال درست ہے تو خطرہ ہے کہ کوئی مجنون یہ بھی نہ کہہ  
اے کہ سورہ ص میں آیا ہے کُنْتَ مِّنَ الْغَالِيْنَ (۱)  
کیونکہ اس آیت میں بجائے ساجدین کے غالیین ہے پس ثابت ہوا کہ ساجد  
معنی مایلین بھی ہوتا ہے۔ استغفر اللہ

قرآن مجید عربی زبان میں ہے اس کے متکلم کا اسلوب بیان عجیب و  
دل نشیں ہے ایک ہی واقعہ متعدد مقامات میں بیان ہوتا ہے لیکن طویل  
بیان مختلف ہوتا ہے جس میں متکلم کی ایک خاص غرض اور حکمت پوشیدہ  
ہوتی ہے۔ ابلیس مردود نے ایک جرم میں تین گناہ کئے تھے (۱) اس نے تکبر  
کی تھا اس کا ذکر سورہ ص کی آیت کُنْتَ مِّنَ الْغَالِيْنَ میں کیا گیا  
ہے (۲) اس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی اس کا بیان سورہ اعراف  
کی آیت لَٰكُنْ يٰكُنْ مِّنَ الشَّاجِدِيْنَ میں ہوا ہے (۳) اس نے جماعت  
سے مفارقت کی تھی۔ اس کا بیان آیت سورہ حجر اِنَّ تَيْكُوْنَ مَعَ  
سَاجِدِيْنَ میں مذکور ہے (تفسیر فتح البیان) پس مَع ہرگز مِّن کے معنی  
میں نہیں ہے بلکہ دونوں کا شے الگ الگ اور دونوں جدا گانہ امر کے  
بیان کے لئے آئے ہیں۔

مرزا فی غصہ متافضی کے توہ کی بابت سورہ نسا میں مذکور ہے  
لَا تَدْرِيْنَ تَبُوْا ..... فَادْنٰک  
مَعَ مُّؤْمِنِيْنَ۔ یہ تو یہ کہنے والے خود مومن نہیں ہیں بلکہ مومنوں  
کے ساتھ ہیں۔ نہیں بدوہ مومنوں سے ہیں پس ثابت ہوا کہ مَع بمعنی



آتا ہے۔

الجواب [ بات یہ ہے کہ المومنین پر الفلام عہد کا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع ہی سے خالص مومن ہیں۔ کبھی ان سے نفاق سمزد نہیں ہوا ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہونگے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے خالص مومن بنے۔۔۔ تفسیر الواسعہ و جمل میں ہے مع المومنین المعہودین الذین کثر یصدرونہم نفاق اصلاً منذ انما معہودون الذیجات العالیہ من الجنة۔ (ترجمہ اس کا یہاں ہو چکا ہے) تفسیر ابن جریر میں ہے: یدخل مع المومنین محل انکم امتیسیکنہم معہم منکم فی الجنة یعنی اللہ داخل کرے گا ان تابعین کو خالص مومنوں کے ساتھ جنت میں ان کے مسکنوں میں، فتح البیان میں ہے اولئک مصاحبون للمؤمنین اور مدارک اور کشاف میں ہے۔ فہم اصحاب المؤمنین و فاقہہ یعنی یہ تابعین رگ مومنوں کی صحبت اور رفاقت میں ہونگے۔ معلوم ہوا کہ مع اپنے اصل مصاحبت کیلئے آیا ہے نہ بمعنی من۔

مرزا ائی غدر [ دکتو فضا مع اکابر اسلام پٹال عمران ایس مع کو ائمہ کے معنی میں نہ لوگے تو آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ جب نیکوں کی جان نکلے تو ان کے ساتھ یا اللہ ہماری جان بھی نکال لینا دھو گئے تو یہ حالانکہ اصل مطلب یہ ہے کہ ہم کو نیک بنا کے مارے۔ ہم کو نیکوں سے کرپس ثابت ہوا کہ مع بمعنی من ہے۔

الجواب [ اس کا جواب امام راضی نے خوب دیا ہے سنئے!

حق یکوئوا فی درجانتہم یوم القیمۃ قد یقول الرجل انام مع الشافعی فی هذه المسئلة یرید بما کو نہ مساویا

لَا فِي ذَلِكَ اِلَّا عِتْقَانٌ (کبیر)

یعنی ابرار کے ساتھ وفات کے یہ معنی  
ہیں کہ ان کے عملوں جیسے عمل پر موت آئے تاکہ روز قیامت ان کے سے  
درجوں میں ہوں مرد عالم آج بھی بولتا ہے کہ اس مسئلہ میں میں امام  
شافعی کے ساتھ ہوں اور اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا اور ان  
کا عقیدہ ایک ہے (نہ یہ کہ میں ان کے ساتھ پیدا ہو یا بڑھنا رہا)  
اس لئے محمد محققین مفسرین نے مع کو یہاں مصاحبت کے لئے ہی تحریر  
کیا ہے۔ بیضاوی، مدارک، کشاف، اسراج المنیر اور ابوالسعود میں ہے  
مخصوصاً بصیرتہم ابن جریر کہتے ہیں اِنَّ اَحْسَنَ مَا مَحْشَرُهُمْ مَعَهُمْ  
ابن کثیر فرماتے ہیں اِی الْحَقْنَابَا لَصَاحِبِیْنَ جَمَلٍ مِّیْنِ ہُوَ مَحْشَرُہُمْ  
مع اکابر خلائع مطلب یہ ہے کہ اللہ ہمارا احسن ان نیک لوگوں کی  
صحبت اور معیت میں کیجیو۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہاں بھی مع بمعنی مع نہیں ہے :-  
انفرض آنحضرت صلعم کے بعد کوئی رسول نہ بنایا جائے گا قرآن  
پاک پاریکار کر کتاب ہے کہ :-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ  
وَمَا تَحِلُّ لِهَذِهِ الْأُمَمِ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُخْبِرَهُمْ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ  
مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْجِبًا فَلْيَاْتِ بِهُ وَلَا يُلْجَأْ إِلَى الْمُنْجِبِ إِلَّا مِنْكُمْ  
ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ  
الَّتِي تَقْتُلُ أَلْسِنَتَكُمْ وَاللَّهُ يَهْدِي السَّبِيلَ  
فَذَرْهُمْ حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ  
لَهُمْ فِيهِ رُوحُهُمْ ذُوقُوا عَذَابَهُمْ فِيهِ لَأَسْفَحَ  
لَهُمْ فِيهِ رُوحُهُمْ ذُوقُوا عَذَابَهُمْ فِيهِ لَأَسْفَحَ

رسول ﷺ یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہوئی اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا سب جگہ آنحضرتؐ صلعم اور آپؐ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ (ص ۵۰)

جواب سے پہلے آیت کا صحیح ترجمہ ملاحظہ ہو اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے میری طرف سے رسول آئیں میری آیات تم پر پڑھیں پس جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صلاحیت کو عمل میں لائے تو ایسے لوگوں کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ کسی طرح کا حزن و غم پائیں گے۔

## الزانی جواب اقوال مرزا سے

رسول سے ہر جگہ مراد خدا کا رسول نہیں کیونکہ اس لفظ میں محدث اور مجدد بھی شامل ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

(۱) وَلَا يُطِئُ عَطَىٰ غَيْبٍ أَحَدًا إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۲)

(۲) کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں (حاشیہ ایام الصلح صفحہ ۱۷۱)

(۳) مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا اور ایسا ہی محمدؐ کا نام بھی مرسل رکھا اسی اشارہ کی غرض قرآن شریف میں وَقَفِينَاهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالنُّسْلِ آیا ہے۔ اور یہ نہیں آیا

مَوْفِقِينَ مِنْ نَحْنُ بِالْأَمْنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّكَ كُنْتَ رَسُولَ اللَّهِ  
ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی  
ہوں یا محدث ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول صلعم خاتم  
الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اسلئے  
اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں  
(شہادت القرآن ص ۶)

(۴) جبرائیل امین کو بھی رسول رب کہا گیا۔ اِنَّا رَسُولُ رَبِّكَ  
اور اسی طرح دیگر فرشتوں کو رسول کہا گیا ہے۔ اِنَّا رَسُولُ  
رَبِّكَ لَنْ يَسْمَعُوا نَبْتَ

### لغوی رسول

(۵) حضرت معاذ بن جبلؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم مین بن  
بنا کر بھیجی پوچھا کہ آپ مقدمات وغیرہ کا فیصلہ کس طرح کریں گے معاذ  
نے کہا قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کروں گا اگر قرآن مجید کی کوئی ایسی  
آیت آپ کو نہ ملے تو عرض کیا کہ ارشادات کی روشنی میں اس پر سوال  
کیا۔ اگر حدیث میں بھی کوئی بات تیرے علم میں نہ آئی تو جواب دیا کہ اپنے  
اختیار سے کام لوں گا اس پر آپ نے فرمایا کہ خطا کا شکر ہے کہ جس نے  
رسول کے رسول کو موافق رسول بنایا۔ مرزا صاحب کہتے ہیں:  
کلام اللہ میں رسل کا لفظ ۔ ۔ ۔ غیر رسول پر بھی ملتا  
پاتا ہے۔ (شہادت القرآن ص ۲۴)

## خلاصہ تحریرات بالا

یعنی الرسل سے مراد حضور علیہ السلام کے برگزیدہ صحابہ ہیں وغیرہ

گویا اقوال مرزاہی کی روشنی میں مطلب یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا میں لفظ رسل مذکور ہے نہ کہ نبی۔ کلام تو ختم نبوت اور رسالت میں اللہ میں ہے نہ مطلق رسالت میں جس کے معنی تبلیغ کے بھی ہیں۔ اسی طرح تو جمیع علماء امت اور مبلغین بھی رسل ہیں۔

ایک اور طرز سے!

پھر بغرض محال اگر یہ آیت جبریان نبوت پر بھی دلالت کرتی ہے تو اس آیت سے تشریف نبوت کا امکان ثابت ہوتا ہے نہ صرف غیر شرعی نبوت کا۔ اگر وہاں سے نبوت کا اجراء ثابت ہوتا ہے... تو یہ بالائی مذہب کی دلیل ہے کیونکہ وہ اپنے اعتقاد میں قرآن کو منسوخ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب یہ اللہ کا دور شروع ہو گیا ہے اور اسی آیت سے دلیل پکڑتے ہیں کہ کتاب المفرد ص ۳۱۳

تحقیقی جواب | اَمَّا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِذَا دُعِيَٰٓتُمْ لِمَا نَفْسُكُمْ عَلَيْهِ فَاَقْبِلُوْا عَلَيْهِ فَاِنْ كُنْتُمْ اَعْلَمُوْا اَنَّهٗ سُلُوْبٌ مُّحَرَّمٌ فَلَا تَمْسُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ يَفْشُرُ عَلَيْهِ فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ فَلَا تَمْسُوْا بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ اَعْلَمٰٓى ۚ

قرآن کریم جب مسلمانوں کو مخاطب کرتا ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے  
 اَمَّا اَنْتُمْ کہہ کر خطاب کرتا ہے مگر یہاں یا بنی آدم کہا ہے اور مخاطب کیا ہے  
 ہوم کی اولین اولاد کو۔ اس جگہ وہی یہود یا نہ تخریفات کی گئی ہیں ناظرین  
 کرام سورہ اعراف بار کوع دوم شروع نکال کر اپنے سامنے رکھیں صاف حضرت

آدم کا قصہ مسطور ہے گا کہ خدا نے آدم کو پیدا کیا۔ شیطان نے ان کو بہکا کر جنت سے نکلوا دیا۔ خدا فرماتا ہے ہم نے آدم اور اس کی اولاد کو کہا تم تمہارے لئے اب دنیا کی زندگی میں جنت کا ٹھکانا موقوف۔ دنیا میں جاؤ اس کے بعد وہ آدم کو بطور تنبیہ فرمایا کہ دیکھو تمہارے باپ کو شیطان نے دھوکا دیا۔ تم خبردار رہنا اس کے پیچھے میں نہ پھنسنا۔

اسی ذکر کے اثنا میں آنحضرتؐ کو جگہ بہ جگہ اس قصہ کے نصائح و مطالب بتائے اور کفار مشرکین کو ان کی کرتوتوں اور شیطانی کاموں پر شرمندہ کیا۔ پھر اسی قصہ کو دہراتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے اولاد آدم کو بھی یہ نصیحت کی تھی کہ اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں تو ان کا کہا متا جو اصلاح اختیار کر۔ اے گا اس پر کوئی خوف نہیں اور جو تکذیب کریگا اصحاب النار میں سے ہے۔

اسی قصہ کو پارہ اول شروع رکوع ہم میں از اول تا آخر بیان فرمایا کہ جب آدمؑ کو زمین پر اتارا تو ہم نے انہیں نصیحت کی فَاَمَّا يٰۤاٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلٰى هٰذٰلِکَ نَحْنُ نَبِیُّ هٰذٰلِکَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَخْزَوْنَ ۝ پھر اگر آدمؑ تمہارے پاس میری ہدایت تو جو اس کی اتباع کریگا۔ اس پر کوئی عجز و حرج نہ ہوگا۔ الحاصل اس آیت میں بھی آئندہ نبوت جاری رہے گا کوئی دو کر نہیں ہے۔ حضرت آدمؑ کا قصہ ہے۔

خدا کا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرتؐ صلعم کے کوئی رسول رہنا کر نہیں بھیجا جائیگا اِنَّ الدِّیْنَ اَمْسٰی ط ۱۳۲۱

اس میں سب جگہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے نبی کے لئے وہی حق ہے جس کا کہ۔

یٰۤاٰدَمُ سَلِّمْ عَلٰى هٰذٰلِکَ نَحْنُ نَبِیُّ هٰذٰلِکَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَخْزَوْنَ (اعراف ۱۳۲)

انہی اولاد آدمؑ ہر مسجد یا نماز میں اپنی زمین قائم رکھو درزا بیٹہ

پاکٹ بک صفحہ ۵۲ طبع چہارم

اس آیت میں مسجد کا لفظ آگیا ہے۔ اور یہ لفظ صرف امت محمدیہ کے عبادت گاہ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

الجواب [دیکھو! محض ایک خیال پر کس قدر عظیم الشان عمارت کھڑی کر دی گئی ہے حالانکہ لفظ مسجد کا استعمال اہم سابقہ میں بھی بروئے قرآن شریف ثابت ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا:-

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى أَمْرِهِمْ دُنُوْا تَجِدُوْنَ عَلَيْهِمُ مَسْجِدًا

(ہفت آیت ۲۱)

اصحاب کہف کے بعد جھگڑا ہوا کہ ان کی یادگار میں کیا بنایا جائے تو فریق غالب نے یہ مشورہ دیا کہ ان کی یادگار میں ایک مسجد بنائی جائے پس ثابت ہوا کہ مسجد کا لفظ پہلے بھی مردج تھا۔

پانچویں تحریف | اِذَا نَادَا الصَّوَّاطِ الْمُسَقِّمِ صَوَّاطِ الْيَنِّ بْنِ اَنْعَمَتْ عَالِيَهُمْ سے آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کے جاری رہنے کی دلیل پکڑی ہے وہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر باطل ہے :-

(۱) اول یہ استنباط خلاف نص یعنی خاتم النبیین ختم کرنے والا نبیوں کا (ازالہ اوہام ص ۱۷۱) اور خلاف احادیث صحیحہ ہے اور جو استنباط خلاف نص ہو وہ باطل ہوتا ہے۔

(۲) دوم اس لئے کہ آیت زیر بحث یعنی صَوَّاطِ الْيَنِّ بْنِ اَنْعَمَتْ عَلَيْهِمُ میں منعم علیہم کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی جس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی ہدایتوں پر عمل کریں، اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں، جیسا کہ فرمایا، تَقْلُكُمَا نَكَرَ فِي رَسُوْلٍ اَللّٰهُ اَرْسَلَكُمْ یعنی تمہارے لیے رسول اللہ صلعم ہیں، قابل اقتدار و نمودار

ہیں، اگر انبیاء کے راستے کی پیروی کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہم نبی بن جائیں تو کیا خدا کے راستے کی پیروی سے خدا بھی بن سکیں گے؟  
دیکھیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّبِعْ هَذِهِ سُبُلًا اِنْ تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ سُبُلًا فَتَكُونُوا مِنْ اٰوَادِیْٓ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ شَیْءٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِکَ الَّذِیْ جَاءَکُم بِالْحَقِّ ۚ فَاِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُنذَرِ  
کی پیروی کرنا۔

۳۔ تیسری وجہ استدلال کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نبوت کا حاصل ہونا دعاؤں اور التجاؤں پر نہیں رکھا، بلکہ وہ خود اپنے انتخاب سے جسے چاہتا رہا ہے، نبی بناتا رہا ہے۔

وَمَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ اَنْ یَّتٰلٰکُمْ اَنْبِیَآءُ اِلَیْکَ اِلَّا نَحْمِہُمْ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ  
یعنی اے نبی تجھے کوئی امید نہ تھی کہ تجھ پر کتاب نازل کی جائے گی۔  
ہاں صرف خدا کی رحمت سے۔

اسی طرح سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی رسالت محض خدا کے نسل سے بغیر دعا یا سابقہ کو شمش کے ملنے کا ذکر

ہے۔  
منکرین کہتے ہیں کہ ہم محمد صلعم پر ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ ہمیں بھی وہ کچھ نہ ملے۔ جو خدا کے رسولوں کو ملتا رہا ہے، اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَّجْعَلُ رَسُوْلًا  
یعنی خدائے تعالیٰ اپنی رسالت کے موقع کو خوب پہچانتا ہے کہ کس کی آواز اور نحو، مش کا اس میں دخل نہیں۔

## غور طلب نتائج

۱۱۔ اٰہدنا الصراط المستقیم یہ دعا نبی کریم نے بھی مائی بکہ یہ دعا مانگنا آپ نے ہی امت کو سکھایا، لیکن یہ دعا آپ نے اس



وقت مانگی، جب آپ بنی منتخب ہو چکے تھے اور آپ پر قرآن مجید  
اترنا شروع ہو گیا تھا، ظاہر ہوا کہ آپ اس دُعا سے بنی نہیں بنے  
پھر اس دُعا کا نا املہ کیا؟

(۱) اسلام نے عورتوں پر یہ دُعا ممنوع نہیں کی لیکن ایسا عورت بھی  
نبیہ نہیں ہوئی۔

(۲) نعمت بادشاہت ہے اور نبوت، مرزا صاحب بادشاہ نہیں  
ہوئے، ان کی دُعا صرف اُنکے آنے قبول ہوئی دُچیز

(۳) نبوت باشریعت بھی نعمت ہے، اگر ڈبل نعمت، مگر امت اس  
نعمت سے کیوں محروم ہے، اگر کہو کہ اب جدید شریعت یا کتاب  
اس لیے نازل نہیں ہو سکتی، کہ شریعت قرآن شریف پر آکر کامل ہو  
چکی ہے، تو اس طرح اب کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا، اس لیے کہ  
نبوت و رسالت آنحضرت صلعم پر آکر کامل ہو چکی ہے۔

## مرزا صاحب کا فرمان

”پس جب تم نماز میں یا خارج نماز کے یہ دُعا پڑھو، کہ

اهدنا الصراط المستقیم حی انے الذین انعمت

علیہم تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح و موعود

کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں“ (تحفہ گولدریہ ص ۱۲۱)

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبوت طلب کرنے کی تعلیم نہیں بلکہ محض  
”معائنہ کا درجہ پانے کی تلقین ہے۔“

چھٹی تحریر **یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ کَلِّمُوا مِنْ اَیُّطِیْبَتِ دَاوُدَ وَ سُلَیْمٰنَ**  
(ص ۱۲۶) مومنوں سے رسولو! پاک

کھانے کھاؤ، اور نیک کام کرو، یہ جملہ اسمیہ ہے جو حال اور مستقبل پر لاف



دیا کہ یہ ذکر پہلی امتوں کا، جنہوں نے دین الہی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا، باوجود اس صراحت کے میں بھروسے کو گھر تک پہنچانے کے لیے خود رسول کریم صلعم کی حدیث صحیح اس بارے میں پیش کیے دیتا ہوں تا سید مدعی شود ہر کہ دروغش باشد۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنَّ اللَّهَ كَرِيمٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا  
أَمَرَهُ الْمُرْسَلُونَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنْ طَيِّبَاتِهِ وَ  
اعْمَلُوا صَالِحًا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّوْا مِنْ  
طَيِّبَاتِهِ أَرَأَيْتُمْ كَرَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ كِتَابُ الْبَيَوعِ بَابُ الْكَسْبِ  
وطلب الحلال

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تحقیق اللہ پاک ہے، اور سوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں کرتا، لاریب اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا کہ اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں، اور عمل صالح کرو! ایسا ہی مسلمانوں کو، کہا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! کھاؤ اس پاک رزق سے جو میں نے تمہیں عطا فرمایا۔

حضرات اب تو آپ خوب اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ یہ مرزائی قطعاً خدا و رسول کے دشمن اپنی اغراض نفسانیہ کے ماتحت قرآن پاک کو بگاڑنے والے دجال کی امت ہیں، رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ میری امت میں بیس کے قریب دجال و کذاب پیدا ہوں گے، کلام یزعم عنہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانی بعدی وہ سب کے سب دھوکے نبوت کریں گے حالانکہ میں نبیوں کو بند کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔  
ساتویں تحریف { قرآن میں ہے وَمَا كَانَ لَكُمْ مَعَهُ مِنْ شَيْءٍ }  
اللَّهُ لَا يَنْكُحُ أَرْوَاحَهُمْ وَبَنَاتِهِمْ

یہ یہ مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو۔ اور نہ یہ مناسب ہے کہ تم رسول کی وفات کے بعد اس کی بیویوں سے شادی کرو۔  
آنحضرتؐ بھی ایک رسول تھے، جب فوت ہوئے آپ کی بیویوں کے ساتھ کسی نے شادی نہ کی، اب اگر سلسلہ نبوت بند ہو گیا تو نہ کوئی نبی آئے گا نہ اس کی وفات کے بعد اس کی بیویاں زندہ رہیں گی، نہ ان کے نکاح کا سوال زیر بحث آئے گا۔ اب اگر اس آیت کو قرآن سے نکال دیں گے تو نسا نقص لازم آتا ہے لیکن قرآن قیامت تک کے لیے واجب العمل ہے۔ اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرتؐ صلعم کے بعد نبوت کا سلسلہ لمبہ جاری ہے اور قیامت انبیاء کی ازواج مطہرات ان کی وفات کے بعد بیوگی ہی کی حالت میں رہیں گی۔ ✖

**خبر طرس**۔ یہ آیت آنحضرتؐ کے لیے خاص نہیں بلکہ عام ہے کیونکہ اس میں "الرسول" "النبی" کا لفظ نہیں کہ آنحضرتؐ مراد ہوں، بلکہ رسول اللہ کا لفظ ہے جو نکرہ ہے، اور اس میں ہر رسول داخل ہے۔  
**الجواب** آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے، مُحَمَّدٌ رسول اللہ (پس سجدۃ الفطم) آپ پر آیت نازل ہوئی ہے، صحابہ کرام کی با محنت مخاطب ہے جو آنحضرتؐ کو رسول اللہ مانتے تھے، اللہ تعالیٰ صحابہ کو آداب رسول سے مطلع فرماتا ہے کہ تمہیں نہ تو یہ مناسب ہے کہ رسول اللہؐ کو دکھ پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرو، جملہ مخاطبین اس حکم کی مراد سمجھتے ہیں، وہ سمجھتے بھی کیوں نہ، جبکہ رسول اللہؐ صلعم ان میں موجود تھے، چنانچہ حضورؐ کی وفات کے بعد ایسا ہی عمل میں لایا جاتا ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات سے باوجود کہ بعض ابھی زچوان تھیں، شادی نہیں کی گئی، پس اس آیت کو کسی آیت سندہ رسول کے متعلق بھی قرار دینا

سراسر تحریف فی القرآن ہے، کیونکہ خدا

”وعدہ کر چکا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی رسول (جدید)

نہیں بھیجا جائے گا۔“ (الذوالحجہ ۲۴۲ھ ط ۲)

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ ”رسول اللہ“ نکرہ ہے یہ قائل کی جہالت نادانی

اور علوم عربیہ سے نا اہل محض ہونے کی دلیل ہے، اس جاہل اجہل کو معلوم

ہونا چاہیے کہ لفظ ”الرسول“ الہی سے ہی خصوصیت نہیں ہوتی، بلکہ اسم

اضافہ سے بھی معرفہ ہو جاتا ہے، دیکھو غلام کا لفظ نکرہ ہے مگر جب

غلام زید کہا جائے گا، تو معرفہ ہو جائے گا، بعینہ یہاں رسول کا لفظ

مضاف ہے، اور اللہ کا لفظ مضاف الیہ۔ یعنی اللہ کا رسول، اور اللہ

کا فہم معرفہ ہے، پس یہاں لفظ رسول اللہ نکرہ نہیں معرفہ ہے، مضاف

المصنوعہ معرۃ فندبو۔

مجھے خطرہ ہے کہ یہ رزائی جاہل کہیں احادیث نبویہ سے بھی یہ کہہ کر

کھلا انکار نہ کر دے، کہ کتب حدیث میں عموماً ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ“ وارد

ہوا ہے، پس یہ خاص آنحضرت کی حدیثیں نہیں بلکہ رسول اللہ نکرہ ہے

اس میں ہر رسول داخل ہے۔“

باقی رہا یہ کافرانہ اعتراض کہ اب اس آیت کو قرآن سے نکال دیا جائے

تو کیا حرج ہے۔؟

سو جواب یہ ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

کی مظہر و ثبوت ہے، پس آپ ہی کہہ دیں کہ حضور کی فضیلت کی دلیل کو

مٹانے والا کس لقب کا حقدار ہے، نیز حرج صرف اتنا ہی ہے کہ قرآن

پاک میں ایسی ناپاک حرکت کرنے والا بموجب فتوے قرآن یحیٰ فون الکلم

تذویر و ایمان سے بے نصیب ہو کر یہودیہ دلدلیہ کا سا بھتی ہو

گا۔ اور کچھ نہیں، تمہیں یہ منظور ہے تو کر دیکھو، مگر یاد رکھو کہ قرآن کی

...

حفاظت کا جس نے ذمہ لیا ہوا ہے وہ عزیزِ ذوالنیتقام ہے۔

**اکھوئیں تحریف** { مرنائی پیش کرتے ہیں وَلَقَدْ جَاءَكَ يُوسُفُ  
مِمَّا جَاءَكَ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ نَأَمُّكَ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا

(سورہ مومن پارہ ۲۴ یعنی ۱۱) اے باشندگانِ مصر! تمہارے پاس  
حضرت یوسفؑ اس سے پہلے روشن دلائل لے کر آئے پس تم اس سے  
جو وہ لے کر آئے شک ہی میں رہے حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہو گئے تو  
تم کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ اس کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفارِ مصر حضرت یوسفؑ پر نبوت  
کو ختم سمجھتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے اور جو  
نبوت کو بند سمجھے وہ کافر ہے۔

**الجواب** { یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے، جو حضرت یوسفؑ علیہ السلام  
کی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے جیسا کہ فَمَا زِلْنَاهُ فِي مُسْكِتٍ  
سے ظاہر ہے، انہوں نے اذروائے کفر کیا تھا، کہ حضرت یوسفؑ فوت  
ہو گئے ہیں، تو چھٹکارا ہوا، اب خدا کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

یہ خدائی فیصلے کا ذکر نہیں ہے، اور ان کا یہ قول اس لیے بھی غلط  
تھا کہ اس وقت خدا کے علم میں سلسلہ نبوت میں سینکڑوں نبی باقی تھے۔  
تو ان کفار کا اس وقت کا قول غلط ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس وقت جب  
خدا تعالیٰ نے اپنے فیصلہ سے آنحضرتؐ صلعم کی نسبت خاتم النبیین فرمادیا۔  
اور آنحضرتؐ صلعم نے بھی فرمادیا کہ نبوت اور رسالت میرے بعد منقطع ہو  
چکی ہے۔ (معاذ اللہ) یہ سب غلط ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرعون اور آل فرعون سلسلہ رسالت کے  
منکر تھے، بلکہ فرعون کی قوم اس کو الہ سمجھتی تھی، اور خدا کی منکر تھی، پس

جو رب الظلمین کا انکار کرے، وہ رسالت و نبوت کا قائل کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک عیسائی مشنری ایک ایرانی دہریہ کے ہاں گیا، اور اس کو کہنے لگا کہ یسوع مسیح خدا کا پٹا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ گا کہ تم کو نجات ملے۔ ایرانی دہریہ خاموشی سے اس کے وعظ کو سنتا رہا، جب مشنری نے اپنا وعظ ختم کیا تو اس دہریہ نے جواب دیا کہ میں چرچ قبول نہ دارم تو پھر شپیش میکنی میں تو اس کے باپ کو نہیں مانتا اور تو بٹیا پیش کر رہا ہے۔ یہی حال مرزائیوں کا ہے، قوم فرعون تو سرے سے خدا کا انکار کرتی تھی، وہ اس رب، عزت کے رسولوں کو کیسے مان سکتی تھی۔ پس اہل اسلام کو آل فرعون پر قیاس کرنا بالکل غلط دلیل ہے۔

نیز حضرت یوسف علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے کبھی یہ وحی نہیں کی تھی کہ تو خاتم النبیین ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے لَاتِیْنِیْ بَعْدِیْ کا کبھی دعویٰ ہی کیا، اس کے عکس قرآن میں خدا کا قطعی فیصلہ اور آنحضرت صلم کے صاف الفاظ احادیث میں موجود ہیں۔ کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی۔

سنو! مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

”آنحضرت صلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ان جناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی (سبید، نبی نہیں آئے گا“

(نشان آسمانی مصنفہ مرزا صفحہ ۲۸)

وَاَنْتُمْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا  
(البقرہ ۱۲۹) قوم جنات کا بھی ظن تھا کہ اب کوئی نبی نہ ہو گا حالانکہ آنحضرت آ گئے۔

اس کا جواب بھی اُدھر گزر چکا ہے، یعنی ظن اور نصوص قرآنی میں فرق نہ کرنے والا خود جاہل ہے، یہ محض جنات کا غلط عقیدہ تھا، یہ خدائی فیصلہ نہیں تھا۔

**دسویں تحریف** میں نے متعدد آیات پیش کی ہیں، کہ جب دنیا میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، تب رسول آتا ہے۔

**الجواب** پہلی شریعتیں وقتی اور خاص خاص موقعوں کے لیے تھیں چنانچہ حالات کے موافق احکام نازل ہوتے رہے مگر اسلام کامل و اکمل ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دین کمال کو پہنچ گیا، قرآن نے ہدایت و رشد کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط اور تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ دنیا میں روشن کر دیا ہے اب کسی نئے حکم یا نبی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، باقی رہا اصلاح و تبلیغ کا کام، اس پر یہ کام صالحین امت اور علمائے دین کے سپرد ہے۔ **وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ**۔ یعنی تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی اور نیکی کی طرف جوئے، اچھے کام کرنے کو کہے اور برے کاموں سے روکے۔

مزید تفصیل براہین احمدیہ ص ۱۹۱ سے ص ۲۱۱ تک ملاحظہ ہو، جس کا احساس ہم قلم بھی کر آئے ہیں۔

**گیارہویں تحریف** مزارائی پیش کرتے ہیں، **وَمَا لَنَا مَعْزِيزِينَ** **نَحْنُ نَعْتَصِرُ مَنْ دُونَنَا**۔ جب تک کوئی رسول

نہ بھیج لیں ہم غمزدہ بنا زل نہیں کرتے یعنی بموجب قرآن نزول آفات سادی و اراضی سے پہلے حجت پوری کرنے کو رسول آنا ضروری ہے موجودہ غذاب اس ضرورت پر گواہ ہے۔

**الجواب**۔ آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ کے رسول اگر



حجّت پوری کرتے ہیں، مگر منکرین مخالفت کرتے ہیں جس کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے چونکہ حضرت صلعم تمام جہان اور سب لقوتوں اور امتوں کے لیے "ایک ہی نبی" (چشمہ معرفت مصنفہ مرزا) ہیں، اس لیے یہ تمام عذاب اسی رسالت کا ملہ کی مخالفت کا باعث ہے۔

نیز جو عذاب مرزا صاحب کے دعویٰ کرنے سے پہلے دنیا پر آئے وہ کس کے انکار کی وجہ سے آئے، اگر وہ آنحضرت کی مخالفت کی وجہ سے تو اس زمانہ کے عذابوں کو کیوں نہ آپ ہی کی مخالفت کا نتیجہ قرار دیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی حد مقرر کی ہے کہ تیرہ سو سال تک جو عذاب آئے گا، وہ رسول اللہ صلعم کے انکار کی وجہ سے آئے گا، اور اس کے بعد کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے؟ اور اگر موجودہ عذاب مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے آ رہے ہیں تو اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہیے، کہ ان کی وجہ سے کتنے عرصہ تک عذاب آئے گا۔

ثابت ہوا کہ موجودہ عذاب آنحضرت صلعم کی مخالفت کی وجہ سے ہے، مذکورہ بالا آیت کسی نے نبی کو نہیں چاہتی، کیونکہ آنحضرت کافۃ الناس کے لیے نبی ہیں، اور آپ کے آنے سے حجت پوری ہو گئی۔

**بارہویں تحریف** ذٰلِكَ يٰۤاَنَّا اللّٰهَ كُذِّبَتْ مُغَيَّرَ نِعْمَةٍ اَنْعَمَّا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيَّرَ زَاۡمًا يٰۤاَيُّهَا النَّفْسُ الْمَرۡمُومَةُ

یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعمت کرتا ہے، اور اس سے وہ نعمت دور نہیں کرتا، جب تک وہ قوم اپنے حالات کو نہ بدے، اگر اس امت پر خدا تعالیٰ نے یہ نعمت نبوت بند کر دی ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ امت بدکار ہو گئی ہے۔

**الجواب** اس آیت میں اس نعمت نبوت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ دوسری نعمتوں کا ذکر ہے، جو آیت کے سیاق و سباق سے

معلوم ہو سکتا ہے، اس آیت کے پہلے بھی اور بعد بھی فرعونوں وغیرہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو کئی قسم کی نعمتیں بخش تھیں، لیکن انھوں نے نافرمانی کی تو خدا تعالیٰ نے اس پر تباہی ڈالی، کہاں نبوت اور کہاں دنیا کی نعمتیں خوشحالی، حکومت وغیرہ۔

**سوال**۔ نبوت ایک نعمت ہے، امت محمدیہ اس سے محروم کیوں ہو گئی۔؟

**الجواب**۔ نزول کتاب اور نبوت شرعی بھی لامحالہ ایک اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اگر آپ کے بعد کوئی نئی شریعت یا جدید کتاب نہیں نازل ہو سکتی تو وہی اعتراض آیا کہ آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کے بعد دنیا فیض شریعت سے محروم کر دی گئی۔ کیونکہ جس طرح انبیاء آتے رہے، اسی طرح شریعت بھی دناؤ فوٹا نازل ہوتی رہی۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انعام شریعت بہ نسبت انعام نبوت کے بہت بڑا ہے، اگر آپ ہم کو الزام دیتے ہو تو تم پر بھی وہی الزام عائد ہوتا ہے، انھری نزول کتاب و نبوت تشریف بھی ایک نعمت ہے، جب یہ نعمت باوجود بند ہونے کے امت میں نقص پیدا نہیں کرتی تو اس طرح اگر مطلق نبوت نعمت ہو تو ختم ہونے کی صورت میں کوئی نقص لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ نعمت اپنے وقت میں نعمت ہے۔ مگر غیر وقت میں نعمت نہیں، جیسے بدش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، مگر یہ بدش دوسرے وقت عذاب ہو جاتی ہے، ہم تو اس چیز کے ٹائل ہیں کہ وہ نعمت پورے کمال کے ساتھ انسانوں میں پہنچا دی گئی، ہم نعمت سے محروم نہیں ہیں، بلکہ وہ اچھی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح سورج کے نکلنے سے کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح آنحضرت کی تشریف آوری کے بعد نبی کی ضرورت نہیں۔

**تیرہ صویر تحریف** { اجراء نبوت کی دلیل میں مرزائی پیش کرتے ہیں۔ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ کہ وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی نبوت جاری ہے۔

**الجواب** { اس جگہ آخرت قیامت ہے، جیسا دوسری جگہ بالصرحت یہ فرمایا گیا ہے۔ وَبِالْآخِرَةِ لَهِیَ الْحِیَوةُ اٰخِرٰی زَندگی کا اصل زمانہ ہے، خَیْرًا لِّدُنْیَا وَاٰخِرَةٍ (سورہ حج) دنیا و آخرت میں خائب و غمناک، قرآن مجید میں لفظ آخرہ پچاس سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوا ہے، اور سب جگہ مراد جزا و سزا کا دن ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر ابن جریر کی جلد اول ص ۴۷ اور تفسیر درمنثور کی جلد اول ص ۲ پر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (وَبِالْآخِرَةِ) اٰمِنٌ بِالْبَعْثِ وَالْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحِسَابِ وَالْمِيزَانِ۔

تفسیر از مرزا صاحب قادیان

”طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھ اتارا گیا ہے پر ایمان لاوے، ... وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے، اور جزا و سزا ماننا ہو، (الحکم جلد نمبر ۳۲-۳۵-۱۰- اکتوبر ۱۹۹۷ء) (دیکھو خزینۃ القرآن جلد اول ص ۴۷ مصنفہ مرزا)۔

تفسیر از مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان۔

”اور آخرت کی گھڑی پر بھی یقین کرتے ہیں“ (ضمیمہ ہد موطہ ۴- فروری ۱۹۰۹ء)۔

**چودھویں تحریف** { مرزائی کہتے ہیں کہ وَجَعَلْنَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ۔



حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دُعا مانگی تھی جو قبول ہوئی مگر دکھاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسی دُعا مانگی ہے، بلکہ آپ نے صریح اور واضح الفاظ میں فرمادیا کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی ہے، اب میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہیں آئے گا۔ اِنَّ الْاِسْلَامَ وَالْاِسْلَامَ وَالْاِسْلَامَ اِنْ قَطَعْتَ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (تبرہ مدنی) ثابت ہوا کہ نبوت جاری نہیں۔

**سورہ صافات** {وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ تَتَّبِعْنَاهُ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} اگلی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے، رسول بحکمہ ہے اور دونوں عہد ایک ہی ہیں اور رسول اللہ سے بھی عہد لیا گیا کہ وہ اپنے بعد آئے والے نبی کی مدد کے لیے امت کو تلقین کریں گے۔

**الجواب** {اس آیت کا مراد صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں۔

”اے یاد کرو کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں گا اور تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری تصدیق کرے گا، تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا، اور تمہیں اس کی مدد کرنی ہوگی۔

اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو چکے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لیے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ جو لوگ آنحضرت پر ایمان نہیں لائے، خدا تعالیٰ ان کو ضرور مواخذہ کرے گا“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳)

یہاں تَحْجَّاجُكُمْ کے الفاظ قابل غور ہیں، ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء کے ساتھ تشریف لانے کو لفظ تم کے ساتھ دیا گیا ہے۔ جو لغت عربی میں تراخی یعنی مہلت کے لیے آتا ہے، جب کہا جاتا ہے۔

جَاءَ فِي الْقَوْمِ ثُمَّ عُمَرُ - تو لغت عرب میں اس کے معنی ہوتے ہیں کہ  
 پہلے تمام قوم آگئی پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا، لہذا  
 تَوَجَّأَ لَكَ رَسُولُكَ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے  
 سب سے آخر میں آنحضرت صلعم تشریف لائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے پختہ وعدہ لیا  
 کہ اگر تمہاری موجودگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو تمہارے  
 لیے ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور نصرت کرو جیسا کہ  
 حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا مِنْ آلِ نَبِيَّاهُ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ  
 الْمِيثَاقَ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مُجَدِّدًا وَهُوَ لَيُؤْمِنَنَّ  
 بِهِ وَكَيَنْصُرَتْهُ وَأَمَرَ أَنْ يَأْخُذَ الْمِيثَاقَ  
 عَلَى أُمَّتِهِ لَنْ يَبْعَثَ مُجَدِّدًا وَهُمْ أَحْيَاءُ  
 لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ وَكَيَنْصُرَتْهُ -

مترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا، اس  
 سے یہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی زندگی میں اللہ نے نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو مبعوث کیا،

تو اس کو آپ پر ضرور

بیان لانا چاہیے اور نصرت کرنی چاہیے، اسی طرح اس  
 نے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت سے پختہ عہدے کہ  
 اگر ان کی زندگی میں نبی مبعوث ہوئے تو ان کو آپ پر ضرور  
 ایمان لانا چاہیے اور نصرت کرنی چاہیے (تفسیر ابن کثیر ص ۱۷۷)  
 (تفسیر جامع البیان ص ۵۵)

اس آیت میں رسول کا لفظ گونکرہ ہے لیکن اس کی تخصیص ابن عباسؓ

اور علی بن ابی طالب نے مندرجہ بالا عبارت میں کردی ہے اس سے انکار کی گنجائش نہیں، ورنہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا هُوَ الْكَافِي بَعْثُ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا لَقَدْ كُفِّرْنَا عَنْكَ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ - قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ بَيْتِ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (سورۃ قحلق) ان آیات میں بھی رسول نوحہ واقع ہوا ہے، ان کی تفصیل کیسے ہوگی؟

## عہد دوم کی تشریح!

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ ذَمٌّ تَوْبُخٌ وَابْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَهَارُونَ ابْنِ مَوْتِي وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا - اور جبکہ یاسم نے نبیوں سے ان کا میثاق (پختہ عہد) اور آپ سے اور نوح ۷ اور ابراہیم ۸ اور موسیٰ ۹ اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے، اور لیا ان سے پکا وعدہ - اس آیت میں میثاق کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولوالعزم نبیوں سے اس بات کا پکا وعدہ لیا کہ دین کی تبلیغ اچھی طرح کرنا اور کسی قسم کی تفرقہ اندازی نہ کرنا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد میں آنے والے نبی کی تصدیق کریں گے۔

منہ کے لفظ سے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا مقصود ہے، دیکھو ابن کثیر میں صفحہ ۵۰۶ پر لکھتے ہیں، إِنَّهُ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ فِي إِقَامَةِ دِينِ اللَّهِ تَعَالَى وَابْتِلَاؤِهِ رِسَالَتِهِ - تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان پر میثاق (پختہ وعدہ) لیا ہے کہ دین کو قائم کریں گے اور پیغام رسالت کو لوگوں تک پہنچائیں گے، اس میثاق کی تفسیر دوسری آیت میں ملتی ہے وہاں بھی ان اولوالعزم نبیوں کو خطاب ہے، شَرَعْنَا لَكُمْ دِينًا مِّنَ الدِّينِ مَا

وَصَلَّىٰ بِهِمْ تَوْحًا وَالْكَذِبُ فِي أَرْحَمِنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِكَ إِلَّا حَقَّيْمٌ  
وَمُؤْمِنِي دَرَجَاتٍ إِنَّ أَقْبَلَ إِلَيْنَا دِينَ وَلَا تَقْرَأُوا فِيهِ - اس آیت  
سے ماٹ معلوم ہو گیا کہ سورہ حرب کی آیت میں صرف اس بات پر ميثاق  
لیا گیا کہ اے ایمان والے! دین دلا تفرقہ قواہیدہ کہ دین کو قائم کرو اور تفرقہ  
اندازی نہ کرو۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَنُكِرُوا بِغَيْرِ عَمَلٍ  
تَرْحُمُونَ تَحْرِيفٌ (یَسْتَخْلِفُكُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْتُمْ)

الَّذِينَ آمَنُوا وَنُكِرُوا بِغَيْرِ عَمَلٍ (خبر) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ  
اور حضرت داؤد علیہما السلام کی طرح خلیفے یعنی غیر شرعی نبی ہوں گے۔

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سلطنت عطا کرے گا،  
الجواب { اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نبی خلیفہ ہوں گے، ورنہ

دوسری آیت میں کیا مطلب ہوگا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَهْدِيَكُمْ  
يَسْتَخْلِفُكُمْ فِي الْأَرْضِ - ترجمہ کہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے

دشمنوں کو ہلاک کر دے، اور تمہیں زمین کا بادشاہ بنا دے، وَهُوَ الَّذِي  
جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ

لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ - وہ ذات پاک جس نے تم کو دنیا میں جانشین بنایا  
اور بعض کے بعض پر مراتب بلند کیے تاکہ اس نے تمہیں جو کچھ دیا ہے، اس

میں آزمائش کرے، التفسیر معالم التنزیل میں لَیْسَتْ خَلَائِفَتُكُمْ کا معنی لکھتے ہیں  
ای بیورثہم ارض الکفار من العرب والعجم فیجعلہم ملوکا

وہاں استہاد سکا نہا یعنی مسلمانوں کو کافروں (عربی ہوں یا عجمی) کی  
زمین کا وارث بنا دے گا، اور ان کو بادشاہ اور فرماں روا اور وہاں

کا باشندہ بنا دے گا۔



# احیاء نبویہ کے متعلق مرئی غرضات جو بات

پہلی دلیل مرزا بیبر { انا انبؤ الانبیاء و مسیحی } نے فرمایا  
میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے، چنانکہ مسجد بودا کے بعد  
بہت سی مساجد بنائی گئیں، مذاثبت ہوا کہ آخری کے معنی مغائرت اور  
مخالفت کے ہیں، یعنی کوئی شخص آنحضرت ص کے مخالف رہ کر نبی نہیں ہو  
سکتا، ان موافقت کی صورت میں آسکتا ہے جس طرح بحکم شرع مساجد  
بن رہی ہیں

الجواب { جو نبی بھی دنیا میں آیا، خدا کی عبادت کو دانے آیا، اسی  
طرح ہر نبی نے حسب اقتضاء زمانہ و استعداد عوام عبادت  
کے طریق اور جائے عبادت کی تعیین و تکریم بیان کی، آنحضرت صلعم کا یہ  
مطلب ہے کہ اکیلی آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی آخری مسجد ہے اب  
میرے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ نیا طریق عبادت پیش کرے گا۔  
چنانچہ مزید تشریح فرمادی کہ انا خاتم الانبیاء و مسجیدی خاتم  
الانبیاء (کتا العمال ج ۱ ص ۲۵۱ فصل الحمد میں)  
میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور میری مسجد ختم کرنے والی ہے مساجد انبیاء کی  
لفظ آخری نبی کی مثال از کتب مرزا { و احبہ لا ظہار }۔

نومبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح کا ذکر کرتے ہوئے کہ خدا نے  
"عیسیٰ مسیح کو اسرائیلی نبوت کے لیے آخری اینٹ کر دیا۔ نبوت  
بنی اسرائیل سے گئی۔"

اب آخری اینٹ کا مطالب صاف ظاہر ہو گیا کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوا، بعینہ ہی مثال مرزا نے دی ہے، کہ آنحضرتؐ دیوار نبوت کی آخری اینٹ۔“

(سرمد حشیم آریہ مصنفہ مرزا ص ۱۹۶-۱۹۷)

دوسری دلیل مرزائیہ { آنحضرتؐ فرمایا: لَا تَوَحَّشُوا شِرَارَ بَنِي هَاشِمٍ } اکان حیاتی یقیناً

مگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔“ معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا امکان ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز)

اولیٰ قویہ حدیث محمدیؐ باطل ہے، جہاں سے جواب { مرزائیوں نے یہ نقل کی یعنی ابن ماجہ سے، وہیں اس کے

حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان عیسیٰ بھی مترکک ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے تقریباً یہ لکھا

ہے کہ یہ شخص مترکک الحدیث ہے اور تہذیب التہذیب (ص ۱۲۲ ج ۱) میں محدثین کے بت سے اقوال اس کی تضعیف میں نقل کیے ہیں۔ غالباً اس

مذہب پر علماء فہمی نے اس حدیث کو اطل قرہ دیا ہے۔ تہذیب لاسماء واللغات ۱۳۳۳ھ مدخل القبول ص ۲۵۰ (شیخ عبدالحق) میں ہے اعتباراً

محمد بن حنفیہ کی رو سے، اول تو وہ نقاد حدیث نہیں ان پر حدیث میں جگہ دیکر ہے۔ لہذا یہ روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔

۲۔ قویہ: صحیح البخاری جو حضرت سلو کے نزدیک وفات کے متعلق مستند ہے۔ میں کو سمعونی ان یکنون بعد محمدؐ منلی اللہ علیہ وسلم یثی

عاش بنہ و یثی نبی بعدہ کا۔ یعنی اگر قصائے الہی میں یہ بات ہوتی، تو محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوتا۔ آپ کا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا، لیکن آپ کے بعد کوئی

نبی نہیں ہوگا۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے، اور ابن ماجہ میں بھی۔

پھر اس کا جھوٹی اور مردود ہونا یوں بھی ظاہر ہے کہ یہ قرآن پاک  
نصوص صریحہ کے مخالف ہے اور صدام احادیث صحیحہ نبویہ مندجہ صحاح  
ستہ مسلمہ فریقین و مقبولہ مرزا کے خلاف ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا کہ میرے بعد کوئی  
نبی نہیں آئے گا اور حدیث کا یثقی بعدی۔ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو  
اس کی صحت میں کلام نہ تھا، اور قرآن شریف میں جس کا لفظ قطعی ہے  
اپنی آیت کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس  
بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔“

(کتاب البرۃ مصنفہ مرزا ص ۸۴)

**اعتراض** { یہ حدیث ابن ماجہ میں ہے جو صحاح ستہ میں سے ہے البتہ  
یہ حدیث صحیح ہے۔

**الجواب** { سبحان اللہ! کیا علمیت ہے کہ حدیث کی صحت کی دلیل  
یہ ہے کہ یہ ابن ماجہ میں ہے، صاحب علم حضرات سے  
مخفی نہیں کہ صحاح ستہ میں بھی بہت سی ضعیف روایات موجود ہیں۔  
ابن ماجہ کا تو چھٹا درجہ ہے، بلکہ بعض لوگ مثلاً علامہ ابن اثیر صحاح ستہ  
میں سنن ابن ماجہ کو شمار ہی نہیں کرتے، بلکہ موطلا مالک کو شمار کرتے ہیں۔  
مرزا صاحب بخاری اور مسلم میں بھی ضعیف حدیثیں بتاتے ہیں، مثلاً صحیح مسلم  
میں دمشق منارے والی حدیث (جس کو نواس بن سمان نے بیان کیا ہے) کو  
ضعیف شمار کرتے ہیں۔

”یہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے  
لکھی ہے، جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد حاکم  
بخاری نے چھوڑ دیا ہے“ (ازالہ اوہام ص ۲۳ ط ۱۵۸ ط ۲)

صحیح بخاری میں ہے کہ مجھ کو یونس بن متی پر فضیلت مت دے مرزا صاحب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام <sup>۱۳۹۳ھ</sup> ۱۳۹۳ھ لاہور بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا، مرزا صاحب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو الحکم دہر) لہذا ثابت ہوا کہ کسی حدیث کا ابن ماجہ میں ہونا اس کی صحت کی دلیل نہیں۔

**اعتراض** اس حدیث کے متعلق شہاب علی البیضاوی میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور نیز مل علی قاری نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (موضوعات کبیر ص ۶۸)

**الجواب** اول تو وہ نقاد حدیث سے نہیں ہیں، ال کا مرتبہ اس فن میں کمتر ہے، آئمہ حدیث مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ ابن عبد البر اور امام نووی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں، بلکہ امام نووی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم ہے، دیکھیے موضوعات کبیر ص ۶۸۔ ابواہیم بن عثمان عیسیٰ زوی کو آئمہ حدیث نے مجروح قرار دیا ہے علی حدی فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مرقاة شرح مشکوٰۃ ص ۲۴۲ جلد ۱) لَا يَجْعَلُ بَنَاتُ الْجَنَّةِ مَقَدِّمَةً عَلَى التَّغْدِيلِ كَمَا فِي الْخَبَرِ ضَلَا يَذْخَعُهُ تَصْحِيحُ بَعْضِ الْمُحَدِّثِينَ۔ مخرج تعدیل پر مقدم ہوگی جیسا کہ خبہ میں ہے جس میں بعض محدثین کی تصحیح اس کی جرح کو دفع نہیں کر سکتی۔ اس لیے علی قاری وغیرہ کی تصحیح قابل حجت نہیں۔ مل علی قاری جہاں اس کو صحیح قرار دیتے ہیں، پہلے خود مانتے ہیں کہ امام نووی۔ ابن حجر اور ابن عبد البر نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ شہاب علی البیضاوی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث

صحیح ہے تو یہ کافی نہیں کیونکہ تصحیح حدیث کے لیے پہلے جرح کا اطلاق  
مقدم ہے، صرف ابن ماجہ میں حدیث کا مذکور ہونا صحت حدیث کی دلیل  
نہیں۔

نیز بحث صحت مقدمہ میں ہے، یعنی اگر یہ حدیث صحیح ہو، تو  
اس کا مطلب یہ نہیں کہ ختم نبوت کے منافی ہے جیسے لوکان موسیٰ  
حیثاً لم ادسعه الا اتباعی میں۔ کیونکہ اس سے ہرگز یہ مقصود نہیں کہ  
موسیٰ حضور کے بعد شریف لا سکتے ہیں بلکہ یہ محض مفرد صنف ہے، مقصد  
یہ ہے کہ حضور کے مرتبہ نبوت کو بیان کیا جائے، اسی طرح توحفاتی  
ابراہیم سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی فضیلت بیان کرنا ہے، نہ  
امکان نبوت، کیونکہ طاعلی قاری شرح فقہ اکبر صنف پر صاف فرماتے ہیں،  
دعوی النبوة بعد ہتینا صلعم کھن بالاجماع  
آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

فافہم

تیسری دلیل منزالہ ابراہیمؑ ہم درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ  
ہیں جیسی ابراہیمؑ اور اس کی آل پر ہوئی، یعنی دیگر رحمتوں کے ساتھ ساتھ  
نبوت بھی۔

الجواب (۱) اگر درود شریف بڑھنے سے تم لوگوں کا یہی مفہوم ہوتا  
ہے تو تم سے پوچھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے  
والا شاید ہی کوئی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ افضل اور اتم شریعت  
عطا ہوئی کہ جملہ انبیاء کی شریعتیں مل کر بھی اس پایہ کی نہ ہوئیں، پھر تمہاری  
یہ کس قدر گستاخی ہے کہ باوجودیکہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے جو  
اعلیٰ و احسن کامل و مکمل شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی

تم اس کے عوض ایسی شریعت ناقص چاہتے ہو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھی۔ اَلَّذِي هُوَ اَدْنٰى يٰۤاَلَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

اسو اس کے یہ کیا لغویت ہے کہ خدا یا محمد صلعم کو ابراہیم ؑ جیسی نبوت دے حالانکہ آپ سید المرسلین ہیں۔ ۴

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تو یہ بھی رحمت ہوئی تھی کہ ان میں صاحب کتاب و شریعت نبی ہوئے، کیا امت محمدیہ میں بھی تم لوگ قرآن کے بعد کسی دوسری شریعت کی آمد کے طالب ہو؟ پھر تو قادیان سے ڈیرہ اٹھا کر ایرانی نبی کے ہاں اٹھا جماؤ کہ وہ صاحب کتاب نبی ہوئے گا بھی مدعی ہے، اور درود شریف میں شریعت والی نبوت کو تم مستثنیٰ کرتے ہو، کیونکہ ایسا دعویٰ مرزا صاحب کے نزدیک کفر ہے، ملاحظہ ہو بدر ۵۔ مارچ ۱۹۷۹ء تو فرمائیے یہ استثنا کس بناء پر ہے، اگر خاتم النبیین والی آیت اور کالائی بعدی جی۔ والی حدیث سے ہے تو یہی جواب ہمارا ہے، کہ اس آیت و حدیث میں ہر قسم کی نبوت جدیدہ کی بندش ہے، جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

۱۲۔ درود شریف سے اجر لئے نبوت پر استدلال کرنا محض یہودیانہ کھنچ مہن ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی محرف کی نظر الفاظ کما صلیت علیٰ نبیہم و علیٰ آلہم و علیٰ اٰہلہم پر ہے، وہ لفظ کما سے مشابہت سمجھ رہا ہے حالانکہ۔

یہ تو برے کہ ہر ایک جگہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق و مشابہت محسوس نہیں ہوتی، بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت بلکہ صرف ایک جزویں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری پر اسحق کر دیتے ہیں۔ (درازا و امام ص ۱۱۲ حاشیہ ط ۱)

خلاصہ جواب یہ کہ درود شریف میں جن رحمتوں کو طلب کیا جاتا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں، وجہ یہ کہ

”قرآن مجید کی آیت، الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ اور

آیت وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ میں

صریح نبوت کو آنحضرت پر ختم کر چکا ہے۔ (تحفہ گولہ

— ۵۲ ط ۱)

**چوتھی دلیل مزاحمہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ہوگی، اس سے ثابت ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

**الجواب** { یا تو تجاہل عارفانہ ہے یا غایت درجے کی جہالت ،

خلافت کے طریق نبوت پر جاری ہونے کے یہ معنی

ہیں کہ جس طریق پر امور سیاسیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چلایا۔

اسی طرح آخری زمانہ میں آپ کی سنت کے مطابق امام مہدی امور

سیاسیہ چلائے گا، کہاں کسی امر کا مطابق سنت ہونا، اور کہاں نبوت

کا جاری رہنا۔

دیگر یہ کہ اسی حدیث میں آپ کے فوراً بعد خلافت کا منہاج نبوت

پر ہونا مذکور ہے، اور اس سے مراد بالخصوص حضرت ابوبکرؓ، حضرت

عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت ہے۔

ان زمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق

عمل ہوتا رہا، اور یہ امر مسلمہ ہے کہ چاروں حضرات نہ نبی تھے، نہ ان

میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، پس یہ حدیث اجرائے نبوت

کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

**پانچویں دلیل مزاحمہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ

امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں  
جیسے ابن مریم ہوگا۔

**الجواب** { یہ کہ اس میں سے آپ امام مہدی کا ذکر کیوں چھوڑ  
گئے کیونکہ اس میں یہ بھی ہے کہ وسط میں مہدی ہے اور اس حدیث  
سے مہدی اور عیسیٰ دو الگ الگ شخصیتیں ثابت ہوتی ہیں اور مرزا  
صاحب آنجنہا کی ایک ہی ذات شریف ہر دو عہدوں کے مدعی ہیں  
اس لیے امام مہدی کو چھوڑ دیا گیا۔

**چھٹی دلیل** { ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان  
یكون نبی (کثر العمال جلد ۶ ص ۱۳۸) ابوبکر  
سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔

**الجواب** { اس کے ساتھ ہی یہ لکھا ہوا ہے **هَذَا الْحَدِيثُ**  
**اَحَدُ مَا اُنْكِرُوْا**۔ یہ حدیث ان میں سے ایک ہے  
جن پر انکار کیا گیا ہے۔ یعنی روایت موضوع ہی نہیں بلکہ تھوٹی ہے  
بھی بلکہ مبرجہ آخر کر چھوٹی۔

**خوف**۔ **اَلَا اَنْ تَكُوْنَ نَبِيًّا**۔ میں نبی مرفوع ہونے سے  
سوم ہوتا ہے کہ **كَفَانَ** تمام ہے۔ پس تقدیر عبارت یہ ہوئی کہ  
ابوبکر خیر الناس بعدی الا وقت کون نبی یعنی ابوبکر میرے  
بعد سب لوگوں سے اچھے ہیں۔ مگر جس وقت کونی نبی ہو بعد وہ خیر  
انسان نہ ہوگا۔

حالانکہ وقت تکملہ بالحدیث نبی موجود ہے، اس وقت بھی  
ابوبکر خیر الناس ہیں۔

شاید کوئی کہے کہ حضرت ابوبکر رضی کی خیریت نبی سے مسلوب کی گئی



ہے، اس کے نہیں تو جواب یہ ہے کہ ایسے موقع پر ان مصدریہ طرف ہوتا ہے، جس کی بنانے کو وقت کون سے تعبیر کی جاتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث اصول روایت ہی سے غلط نہیں۔ قواعد نحو یہ کی رر سے بھی غلط ہے۔

**ساتویں دلیل** { آنحضرت صلعم نے حضرت عباسؓ کو امامکۃ المخلانۃ فیکم والنبوۃ (حجۃ الکرامہ ص ۱۶۷) وکتب العمال جلد ۶ ص ۱۷۹

**الجواب** { اس روایت کے بعد ساتھ ہی حج الکرامہ میں لکھا ہے واخرجه الزرارہ ودر سندش محمد عامری ضعیف است۔ الغرض یہ روایت از روئے سند صحیح نہیں بھرورایت بھی اس کا کذب عیاں ہے کیونکہ آج تک بنو عباس میں کوئی نبی نہیں ہوا، باقی رہے مرزا صاحب تو آپ مغل ہیں (لاحظہ ہو ص ۲۲ تذکرۃ الشہادین)۔

**آٹھویں دلیل** { حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، اقولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لانا نبی بعدہ یعنی خاتم النبیین کہو مگر لا نبی بعدہ نہ کہو (در ثنور)

**الجواب** { اس کا جواب گزر چکا ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ بے سند قول ہے، اور حضرت عائشہؓ پر ہتان ہے، نیز مرزا صاحب بھی اس کی تائید فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا" (ص ۱۸ کتاب البریت)

(۳) **دکن رسول اللہ و خاتم النبیین** \* \* \* \* \*  
 و نشرہ نبینا صلعم فی قلوبہ لا نبی بعدی

(حماۃ البشریت)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ نبی بعدی نبی صلعم کی تفسیر ہے، لہذا کسی کے واسطے جائز نہیں کہ فرمان رسول کے آگے چون چرا کرے، اور ایسا قول پیش کرے جس کی سند کا حال بھی معلوم نہیں، مگر مرزائی دنیا کے اصول نراے ہیں کہ مجہول الاسناد قول صحابی کی بنا پر صحیحین کی قوی الاسناد مرفوع حدیث کو بھی رد کیا جاتا ہے۔

اعتراض ہے تعلیقات بخاری بغیر سند منقول ہیں، ان کی سند تباؤ۔

حافظ ابن حجر مصنف فتح الباری نے اس بارہ میں ایک **الجواب** { ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام تعلیق التعلیق ہے اس میں تعلیقات صحیح بخاری کو موصول کیا ہے۔

اس کے بعد مرزائی بعض صوفیاء کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد غیر تشریفی نبوت جاری ہے، یہ اصولاً غلط ہے، قرآن حدیث کی صریح نص کے بعد ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی، چنانچہ مرزا صاحب اپنی کتاب مواہب الرحمن ص ۹ پر فرماتے ہیں۔

”ہم کسی بصری یا مصری پر ایمان نہیں لائے“ ہم تو قرآن

شریف اور نبی معصوم کی حدیث صحیح مرفوع متصل پر ایمان

لائے ہیں، پس ان دونوں کے بعد لائق نہیں کہ ہل

من مزید کہا جائے (ملخصاً و مترجماً)

پس جب قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہو چکا ہے تو بموجب قول مرزا صاحب کسی کو

حق نہیں کہ کسی امنی کی بات پر کان دھرے وَالْخُرُوجُ حَقٌّ عَلَيْنَا اِنْ الْفَعْدُ

بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۴

# اقوال مرزا متعلقہ ختم نبوت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کونے والا نبیوں کا۔

”یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا“

(ص ۶۱۴ ازالہ اوہام طبع اول)

(۲) یہی آیت لکھ کر مرزا صاحب فرماتے ہیں اَلَا تَعْلَمُونَ الرَّسُولَ الرَّحِيمَ اَلَمْ تَقْصِلْ سُبْحٰی نَبِیِّنَا صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ خَاتَمَ الْاَنْبِیَآءِ بِغَیْرِ اَسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرُوْا نَبِیِّنَا صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ فِیْ قَوْلِہٖ لَا یَبْعَثُ بَعْدِیْ۔ کیا نہیں جانتے کہ خدا کریم و رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا ہے کہ ”لَا یَبْعَثُ بَعْدِیْ“۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (حماۃ البشریٰ)

(۳) جاننا چاہیے کہ خدا نے تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلعم پر ختم کر دیا۔ حدیث مرزا اخبار الختم ۱۔ اگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۶۹

(۴) محمد الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت شرعی جائز نہیں دوسری جائز ہے مگر میرا پاء ہے کہ قرآن کی نبوت

کا دروازہ بند ہے، (الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۷۷ء)

(۵) حدیث لا نبی بعدی بھی رکلا، نفی غام پس یہ کس قدر

دیر رہی اور گستاخی ہے کہ خیالات رنگینہ کی پیروی کر کے  
نصوص صریحہ قرآن کو عمدہ اچھوڑ دیا جاوے اور خام لائیا  
کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جاوے (ایام الصلح ص ۱۲۶)

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے

بعد کو کبھی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث لا نبی بعدی

ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا، اور

قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت لیکن

رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی

تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب الجہاد ص ۱۸۲ حاشیہ)

(۷) ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے

اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں

میں تبصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد اوقات رسول

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لیے وحی نبوت لانے سے

منع کیا گیا ہے یہاں تک کہ اذ صرّح میں، تو پھر کوئی شخص

بحیثیت رسالت کے ہمارے نبی صلعم کے بعد

ہرگز نہیں آ سکتا۔ (ازالہ اوہم ص ۵۷)

(۸) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں

رکھتا، خواہ یا جو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط

جبرائیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل یہ پیرایہ وحی

رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود متفق ہے کہ رسول تو

آدے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو (صحت ازالہ)  
(۹) میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل

ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو ماننا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صغی اللہ سے شروع ہوئی، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ "اشتہار مونسہ ۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء"

(۱۰) اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہلسنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ کا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف منہ پڑھتا ہوں، اور نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں، اسلمنی فیعلہ

(۱۱) نہ مجھے دعویٰ نبوت و خروج امانت اور نہ میں منکر معجزات و ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلوٰۃ کے خاتم الانبیاء ہونے کا قائل، اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آں جناب کے بعد اس امت کے لیے کوفے بچے نہیں آئے گا (نشان آسمانی منشا

(۱۲) اور اسلامی اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلوٰۃ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، کشف العظام ص ۲۴ دربر حقیقت ص ۲۴

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا مدعی ہے جس کے

- (۱۴) حکم سے کیا گیا ہے (ازالہ اوہام ص ۲۲)
- اور اس جگہ میری نسبت کلام الہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ ایڈیشن ثانی مجموعہ ص ۶۳)
- (۱۵) اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پر ایہ میں بیان کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پر ایہ یہ ہے کہ بجلنے لفظ نبی کے محدث کا ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹنا ہوا خیال فرمائیں۔
- (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ ص ۹۷)
- (۱۶) اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رب العلمین اور رحمن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا۔ اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب سے آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل تھے (ص ۱۱ حقیقۃ الوحی)
- (۱۷) ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں (اشتہار ۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲)
- (۱۸) ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱۷)
- (۱۹) بیعت کرنے والے کے لئے ان عقائد کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جاح الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آ سکتی اور نہ کوئی نیا رسول آ سکتا ہے نہ دلائل اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک رہیں کھلی ہیں، اور جس قدر مہدی دنیا آئے یا آئیں گے۔ ان کا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے

وحی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی (مکتوب مرزا صاحب مندرجہ رسالہ تشریح الافغان

جلد ۱ ص ۲۳)  
(۱۰) وَيَقُولُونَ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ لَا يُؤْمِنُ بِالْمَلَأَيْكَةِ  
وَلَا يُعْتَقِدُ بِأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ  
الْأَنْبِيَاءُ وَمِنْهُمْ الْمُرْسَلِينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَ  
هُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فَهَذَا كُلُّهَا مُفْتَرِيَاتٌ وَ  
تَحْرِيفَاتٌ سُبْحَانَ رَبِّي مَا تَكَلَّمْتُ وَمِثْلَ هَذَا إِنْ  
هُوَ إِلَّا كَذِبٌ وَاللَّهُ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الذَّجَالِينَ  
(حجۃ المشرقی ص ۹)

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص طوگہ کو نہیں مانتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں مانتا، حالانکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور وہی خاتم الانبیاء ہیں، پس یہ سب مفتریات اور تحریفات ہیں۔ پاک ذات ہے میرا رب میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور یہ سراسر جھوٹ اور کذب ہے اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ (آنحضرت کے بعد کسی کو نبی ماننے والے) دجال ہیں ۱۰

(۲۱) اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! وٹمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے (فیصلہ آسمانی ص ۲۵ - حقیقت النبوت ص ۹۲)

مرزا صاحب کے ان سبب الہجات سے یہ امور ثابت ہیں ۱۔

(۱) نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

(۲) آپ کے بعد کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔

(۳) ایسا بدعت نبوت کا ذب۔ کافر نبی بے دین۔ دائرہ اسباب سے خارج  
ملعون خسر الدنیا والآخرہ۔ بدعت مفتوی اور وہال ہے۔  
یہ سب مرزا صاحب کے اقوال ہیں اور ہم بھی ان پر صاد کرتے ہیں۔

اگر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو علماء نے ان  
پر کفر کا فتویٰ کیوں لگایا؟

المجواب علماء کے فتویٰ کا ذکر نہیں بلکہ مرزا صاحب کے اپنے فتویٰ کا ذکر  
ہے کہ اگر وہ ان تصریحات کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں  
تو وہ بوجہ اپنے فتوے کے کافر۔ لعنتی۔ خارج از اسلام۔ بے ایمان ہیں اور  
اگر آپ ان کو مدعی نبوت اور نبی جانتے ہیں تو آپ ان کو اسی فتویٰ کا مسدق  
کر دیتے ہیں؟

اعتراض { یہ اقوال وحی نبوت سے قبل کے ہیں؟

المجواب { یہ بھی چند وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ ان ایام  
میں بھی مرزا صاحب۔ صاحب الہامات تھے اور کہتے تھے کہ  
اس الہام میں میرا نام خدا نے رسول رکھا ہے (ایام الصلح اردو ص ۵۵) اور  
اس کی تفسیر انیسائے سابقین میں پائی نہیں جاتی۔ کہ ایک شخص کو خدا نے تعویذ  
خدیجہ الہام رسول کہے اور وہ سالہا سال تک ایسے قول و دعویٰ کو کفر و بے ایمانی  
ماتار ہے۔ اور پھر بھی خدا اس کو الہامات کے ذریعہ سے بار بار کہتا رہا ہے کہ تو  
رسول ہے؟

دوم۔ اس لئے کہ آپ کا یہ عقد آپ کی ۲۳ سال سے زائد زندگی  
دانی دلیل کے خلاف ہے کیونکہ اس میں آپ ان الہامات کے زمانے کو  
داخل رسالت کہتے ہیں۔ اور اس عقد میں اس زمانے کو نبوت سے



خارج بتاتے ہیں +

**اعتراض** { آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو اور یہ بھی فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور پہلے آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے پھر جب حکم آگیا تو بیت اللہ کی طرف پڑھنے لگے +

**الجواب** { بیت المقدس کی منسوخی کا عند بھی ناواقفی کی وجہ سے ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔ جن کا نسخ جائز ہے لیکن رسالت عقائد و ایمانیات میں سے ہے۔ اور ایمان و عقائد کا نسخ جائز نہیں۔ (۲) حضرت یونس کی فضیلت والی حدیث بھی آپ نے یونہی پیش کر دی یہ تو دیکھ لیا ہوتا کہ مرزا صاحب اس کے متعلق کیا فرما گئے ہیں کہ ۱۔

”یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا کس نفسی اور قواضع پر محمول ہے“  
(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۷۷)

پس بموجب قول مرزا صاحب یہ قول آپ کا باطل ٹھہرا +

**مسئلہ ختم نبوت میں مرزا صاحب کی دُرنگی**

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی مذمت کی۔ وجہ یہ کہ وہ مسلمانوں سے ملتے تو کہتے ہم ایمان لائے اور اِذَا احْكَوْا اِلٰی شَیْطٰنٍ مَّحْمُودٍ جب اپنے دوستوں کی طرف جاتے تو کہتے کہ ہم تو مسلمانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں بعض یوں ہی مسلمانوں کو بہکانے کے لئے مسلمان بنے رہتے اور دوسرے ڈالتے رہتے۔

بعینہ یہی مثال مرزا صاحب کی ہے کہ جب انہیں معززین اسلام سے واسطہ پڑتا۔ یا عوام کی ہمدردی حاصل کرنا مطلوب ہوتی۔ تو کہتے کہ میرا

نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں اور جب اپنے ملحقہ ارادت میں جوتے تو دماغ عرش اعلیٰ پر چڑھ جاتا۔ پھر تو وہ دعا دی کرتے کہ مسیلہ کذاب کو بھی نہ سو جھتے ہوں گے۔ اس دورنگی کی بنا پر مرزا یوں کی دو پارٹیاں ہو رہی ہیں لاہوری مرزائی تو ان تحریرات سے متک ہیں، جن میں ختم نبوت کا اقرار اور مدعی نبوت پر فتوے کفر ہے۔ اور قادیانی اس کے مخالف تحریرات سے

چونکہ یہ فعل دراصل قدرت ہاری کے ماتحت مرزا صاحب سے صادر ہوا ہے یعنی

”خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا سخت دل مجرموں کو سزا ان کے ہاتھ سے دلاتا ہے سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔“ (استفتاء مصنفہ مرزا صاحب حاشیہ)

لہذا ہمارے ناظرین آگاہ رہیں اور قادیانی مرزا یوں کی اس چال میں نہ آئیں جو وہ کہا کرتے ہیں

”کہ جب مرزا صاحب مدعی نبوت تھے تو پھر ختم نبوت پر ان کی تحریرات کیوں پیش کرتے ہو۔ یا جب وہ ختم نبوت کے قائل تھے تو پھر ان پر علماء نے فتویٰ کفر کیوں لگایا؟“ اسی فوج و ہوری مرزائی دھوکا دیا کرتے ہیں کہ:-

”جب سلمان خود مرزا صاحب کی تحریرات متعلقہ ختم نبوت سے متعلق ہوتے ہیں تو پھر انہیں مدعی نبوت کیوں کہتے ہیں، مرزا صاحب کا دین بزرگ نبوت نہیں تھا یہ ان پر افتراء ہے“ بخونکہ ہماری کیا۔ حویں دلیل کذب مرزا پر ختم نبوت کا مسئلہ قادیانیوں کے مقابلہ پر ہے اور لاہوری اس میں ہمارے ساتھ متفق ہیں اس لئے ہم اپنی

گیارھویں دیں کو مکمل کرنے کے لئے لاہوری مرزائیوں کے مقابل میں مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت اور انکارِ غتم نبوت ثابت کرتے ہیں ؟

**پہلی دلیل :** ہم درج ذیل کرتے ہیں (حقیقت الوحی ۱۲۸ سے صفحہ ۱۵ تک کی عبارت) یہ تحریر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر قطعی فیصلہ کن دلیل ہے اس طرح کہ سائل کہتا ہے :-

کہ آپ مرزا صاحب نے تریاق القلوب میں تو لکھا ہے کہ میں مسیح ابن مریم سے جزوی طور پر افضل ہوں اور جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو (یعنی مجھ کو جو غیر نبی ہوں) ایک نبی (مسیح) پر ہو سکتی ہے بخلاف اس کے آپ نے ریویو جلد اول ص ۱۵۵ میں لکھا ہے میں مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔ حالانکہ خود تریاق القلوب کہ کی تحریر کی رو سے ایک غیر نبی کلی طور سے ایک نبی اللہ سے افضل نہیں ہو سکتا۔

مرزا صاحب سائل کے جواب میں تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی میری ان ہر دو تحریرات میں اختلاف ہے (اس کا جواب یہ دیا ہے)

کہ یہ اختلاف اس طرح کا ہے جس طرح میں نے براہین احمدیہ میں پہلے حیات مسیح کا عقیدہ لکھا تھا جو ایک رسمی عقیدہ تھا مگر بعد میں وحی الہی نے مجھے بتا دیا کہ مسیح فوت ہو چکا ہے لہذا میں نے پہلے عقیدہ کو چھوڑ دیا۔ ایسا ہی زیر بحث دو عبارتوں کا معاملہ ہے تریاق القلوب ص ۱۸۹۹ء میں امیر عقیدہ تھا کہ میں غیر نبی ہوں مجھ کو مسیح سے کیا نسبت۔ اگر کچھ میری فضیلت کی وحی ہوتی تو میں اسے جزوی فضیلت قرار دیتا مگر بعد میں بارش کی طرح مجھ پر وحی نازل ہوئی اور صریح طور پر نبی کا

خطاب مجھے دیا گیا۔ لہذا اب میں مسیح سے تمام شان میں بڑھ گیا  
پس یہ اختلاف محض ظن اور یقین یا رسم اور وحی میں جو اختلاف  
ہوتا ہے اسی طرح کا ہے پہلے میں ظنی یا رسمی طور پر غیر نبی کہا جاتا تھا  
بعد میں وحی یقینی نے مجھے نبی کا خطاب دے دیا لہذا میں نبی ہو گیا +  
لاہوری مرزائی کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حقیقتہً الوحی میں ”اوائل“  
زمانہ کا حوالہ دیا ہے جو تریاق القلوب سے پہلے کا زمانہ ہے۔ مطلب ان کا اس  
تحریف سے یہ ہے کہ مرزا صاحب کی ہر دو تحریرات میں اختلاف نہیں جو دعویٰ  
تریاق القلوب کے وقت تھا غیر نبی ہونے کا وہی حقیقتہً الوحی کے وقت انہوں  
نے کوئی جدید دعویٰ نہیں کیا +

اس تحریف کا جواب خود حقیقتہً الوحی میں موجود ہے۔ مرزا صاحب تریاق  
القلوب کی عبارت اور ریویو کی عبارت میں تضاد تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس  
کے جواب میں پہلی تحریر کو رسمی اور دوسری کو نبی بروحی الٰہی قرار دیتے ہیں۔ لہذا  
ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے تریاق القلوب والے عقیدہ غیر نبی کے خلاف ریویو  
جلد اول میں کلی فضیلت جو دعویٰ نبوت کو لازم ہے کا اعادہ کیا ہے۔ اور یہی  
سائل کا سوال تھا۔

ناظرین کرام! اوپر کی تحریر سے صاف ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے  
نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور پہلے عقیدہ کو رسمی قرار دیا۔ لہذا ہم پر واجب ہے  
کہ ہم مرزا صاحب کے اس دھوکا کو رد کر دیں۔

سنئے! مرزا صاحب کا تریاق القلوب والا عقیدہ بھی خود ساختہ تھا اور  
حقیقت الوحی والا بھی من گھڑت۔ اصل بات وہی ہے کہ کبھی آپ مخالفین  
سے دب کر نبوت سے انکاری ہو جاتے تھے۔ اور کبھی مریدین کی جھوٹی خوشامد  
باتوں کو سن کر بے تحاشہ دوڑاٹھتے اور نبوت و فدائی کے دو گونہ متفاد دعاوی  
کرتے۔ پھر بعد میں ان کی تاویلات کرتے رہتے +

مرزا صاحب کا قول موجود ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت بھی میں عند اللہ رسول و نبی افتر تھا (اقتہار ایک غلطی کا ازالہ) اور ان کا یہ بھی مذہب ہے کہ انبیاء کے جملہ اقوال و افعال - اجتہادات و استنباطات - خیال و آراء سب کی سب خدا کی وحی اس کے تصرف کے تحت اسی کے حکم سے ہوتے ہیں - نبی نہیں بولتا جب تک خدا نہ بلائے اور کام نہیں کرتا جب تک خدا نہ کرائے نبی کٹ پتلی کی طرح خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے - بلکہ مردہ کی طرح وہ جس طرف چاہتا ہے اسے پھیرتا رہتا ہے - نبی کی اپنی ہستی پر موت آجاتی ہے اس سے وہ طاقت ہی سلب کی جاتی ہے - جس سے وہ خدا کی مرضی کے خلاف کام کرے -

(مفہوم مختصر ص ۱۱۱ ریویو جلد دوم ۱۹۰۳ء ص ۷۱، ۷۲)

پس مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ پہلے تر یاق القلوب کے وقت جزوی فضیلت یا غیر نبی ہونے کا اعتقاد میرا ذاتی تھا جو رسمی تھا، اسی طرح حیات مسیح کا عقیدہ رسمی تھا - قطعاً جھوٹ اور فریب اور دھوکہ ہے - یا یہ بات جھوٹ ہے - کہ آپ اس وقت نبی تھے یا یہ جھوٹ ہے کہ پہلا عقیدہ رسمی تھا -

پھر اس سے بھی بڑھ کر ملاحظہ ہو کہ بقول مرزا صاحب ۱۹۰۳ء کے زمانہ میں بوقت ریویو جلد دوم - ان پر بوجی الہی کھل چکا تھا کہ تم مسیح سے بکلی افضل ہو، اور نبی اللہ ہو - جیسا کہ حقیقت الوحی میں لکھا ہے مگر مرزا صاحب کا جھوٹ اس سے ظاہر ہے کہ اسی حقیقت الوحی میں لکھ دیا کہ ۱ -

”سَمِیْتُ یٰثِیْنَ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ نَبِیٍّ اَلْمَجَازِیْنَ لَا عَلٰی دَجِیْرٍ اَلْحَقِیْقَتِیْ - (استفتاء ص ۷۵)

خدا نے میرا نام جو نبی رکھا ہے یہ محض مجازی رنگ میں ہے -  
حقیقی نبوت نہیں +

اسی طرح ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء کا واقعہ اخبار بدر سے سنوا لکھا ہے ۱ -  
ایک شخص سرحدی آیا بہت شوخی سے کلام کرنے لگا اس پر (مرزا جی

نے) فرمایا میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا نہ نماز علیحدہ بنائی۔ بلکہ آنحضرتؐ کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے۔ صرف خدا کی طرف سے ہے جس شخص پر شیگوئی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہوا سے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے آن نبی وقت باشد اے مرید محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہو گے یا در کھو یہ سلسلہ نبوت قیامت تک جاری ہے (حقیقۃ النبوت مصنفہ خلیفہ محمود صاحب ص ۲۷)

ناظرین کرام! یہ تحریرات صاف صاف منظر ہیں کہ باوجود ہارش کی طرح وحی ہونے اور صریح طور پر نبی کا خطاب ملنے اور مسیح پر کھلی فضیلت کا دعویٰ کرنے کے بھی مرزا صاحب محض مجازی نبی تھے اور صرف اولیاء اللہ کی طرح تھے۔ محی الدین ابن عربی کی کتاب فتوحات مکیہ اور حضرت مجدد درج صاحب کے مکتوبات نکال کر دیکھ لیں وہاں نبوت۔ ولایت اور محمدییت کا تذکرہ موجود ہے، مجدد صاحب کی تحریرات تو خود مرزا صاحب نے بھی براہین احمدیہ ص ۵۴۷ ازالہ اوہام و تحفہ بغداد وغیرہ میں نقل کی ہیں کہ جس پر کثرت اظہار غیب ہو اسے محدث کہا جاتا ہے۔

پس جبکہ تریاق القلوب بلکہ اس سے پہلے توضع المرام وغیرہ کے وقت مرزا صاحب کا دعویٰ محمدییت کا اور مجازی نبوت کا تھا۔ اور یہی دعویٰ آخر زمانہ میں بھی بلائی و بیشی موجود ہے۔ تو پھر حقیقۃ الوحی میں سائل کو دھوکا دینا کہ تریاق القلوب کے وقت میرا اور عقیدہ تھا اب اور ہے کیا یہ کسی راستباز کا قول ہو سکتا ہے **حَدَّثَنَا اللَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**

وَسَلَّوْا لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّىٰ يَبْعَثَ دَجَّالُونَ  
كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَدْعُ عِبَادَ اللَّهِ إِلَى الْفِتْنَةِ

(بخاری، دوم۔ ۱۰۱)

**دوسری دلیل** یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اربعین نمبر میں لکھا ہے  
کہ آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِیْنِ

انبیاء کے متعلق ہے یعنی جو شخص مدعی نبوت خدا پر جھوٹ باندھے وہ مارا  
جاتا ہے۔ مگر میں نہیں ماریں۔ لہذا میں صادق ہوں (ص ۳۱۴ ضمیمہ ۳  
وغیرہ)۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے۔ اگر وہ مدعی نبوت نہ  
ہوتے تو اس آیت سے جو بقول ان کے صرف وحی نبوت کے بارے میں  
ہے کیوں استدلال کرتے؟

**تیسری دلیل** {مرزا صاحب لکھتے ہیں ۱۔  
”سو خدا کی یہ اصطلاح جو کثرت مکالمات و  
مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے“

(ص ۳۲۵ چشمہ معرفت)

معلوم ہوا کہ خدا کی اصطلاح میں نبی اس کو کہتے ہیں جس پر کثرت غیب  
کا اظہار ہو۔ ایسا ہی بقول مرزا صاحب کے قرآن کی بھی یہی اصطلاح ہے (اشتہار  
ایک غلطی کا ازالہ) آئیے اب دیکھیں کہ کیا مرزا صاحب نے قرآن اور خدا  
کے فرمان سے اپنے نبی ہونے کا دعوے کیا ہے؟ سو ملاحظہ ہو مرزا صاحب  
راقم ہیں ۱۔

”وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا۔۔۔۔۔“

پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول  
آئے ہیں تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب

کے وقت جو آخری زمانہ کا عذاب ہے خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے پس وہی رسول مسیح موعود (خود بدلت) ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۵۲۷)

ایسا ہی ص ۵۲۷ و ص ۵۲۷ و ص ۵۲۷ حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱ حقیقۃ الوحی پر آیات قرآن سے اپنی نبوت پر استدلال کیا ہے اسی طرح ص ۵۲۷ حقیقۃ الوحی پر آیت وَالْخُدَّيْنِ ۖ زَيْمٌ لَّمَّا يُلْحَقُوا بِهِمْ سے اپنے نبی ہونے پر تمسک کیا ہے ایسا ہی بہت سی آیات قرآن سے مختلف کتب میں اپنی نبوت پر دلیل پکڑتی ہے پس ثابت ہوا کہ آپ کا دعویٰ ان مقاموں میں اسی قسم کی نبوت کا تھا۔ جو خدا اور قرآن کے نزدیک۔ تعریف نبوت ہے یعنی ۱۔

”حسب تصریح قرآن رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں“ (ازالہ ص ۵۳۲ ط ۱ ایسا ہی ص ۵۸۴ ط ۱ پر ہے)۔

لاہوری احمدی یاد رکھیں کہ مرزا صاحب نے آیات قرآن و اصطلاحات قرآن و خدا کے مطابق دعویٰ نبوت پیش کیا ہے۔ لہذا ”اصطلاحی امور میں لغت کی طرف رجوع کرنا حماقت ہے۔“

ص ۵۳۸ ط ۱۔

پوچھی دلیل ”اور جب کہ وہ مکالمہ و مقابلہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھنے کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے انسانوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ پس اسی طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا۔ (الوصیت ص ۱۲)۔“



اس جگہ بعض افراد نے لکھا ہے مگر بخلاف اس کے حقیقتہً الوحی ص ۳۹ پر مجزا پنے اور کسی کو اس لقب نبی کا حقدار نہیں لکھا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دیگر انبیاء کی طرح مدعی نبوت تھے۔

**پانچویں دلیل** { ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ اور مخاطبہ کرے جو بلحاظ کیفیت اور کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریحی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوئے کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی۔ صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے کونسا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے مہموں سے ممتاز کرے (اخبار بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۷ء حقیقتہً النبوت ص ۲۴۲)۔

اس تحریر میں کھلے طور پر نبوت کا دعویٰ انبیاء سابقہ کی طرح کیا ہے۔ لہذا لاہوری مرزائیوں کا مسلمانوں کو دھوکا دینا قابل افسوس ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ تحریر مرزا صاحب کی ایک ڈائری ہے، جسے ایک صحابی مرزا نے آپ سے سن کر قلمبند کیا ہے۔ پس یہ قابل حجت نہیں جواب یہ ہے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا نے اپنی زندگی میں اس سے انکار نہ کیا اور نہ ان کے ”چار لاکھ مرید“ ہی اس سے انکاری ہوئے۔ حتیٰ کہ خلیفہ نور الدین صاحب کا زمانہ بھی گزر گیا۔ ایسا ہی جب لاہوری مرزائیوں کو قادیان سے بوجہ خلافت نہ ملنے کے نامرادی کی حالت میں ذریعہ امتحان

پڑا اور اپنی روزی کمانے کو نیا ڈھونگ رچانا پڑا تو اس وقت بھی نبوت مرزا پر ایمان رہا، جیسا کہ ۱۹۱۴ء تک کے اعلان پیغام صلح کے گواہ ہیں۔ مگر اب جب کہ تم دین مرزا سے قطعاً مرتد ہو گئے تو اس تحریر سے انکار کی سوجھی۔

ہاں صاحب! اگر مرزا صاحب کے صحابہ جو بقول شما محمد رسول اللہ کے صحابہ میں داخل ہیں (ص۱۱ خطبہ الہامیہ) ان کی روایت معتبر نہیں۔ تو احادیث نبویہ بھی تو صحابہ کی روایت ہی سے ہم تک پہنچی ہیں۔ جن میں اور بھی کئی ایک راوی ہیں۔ پس یہ تو باصول شما کسی شمار و قطار میں بھی نہ ہونی چاہئیں۔ حالانکہ روایات تمہاری تحریرات میں احادیث لکھی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ اثبات حجت مدیث پر تم نے رسائل بھی لکھے ہیں یہ کیوں؟

جب ڈائری قابل اعتبار ہی نہیں تو مولوی محمد علی صاحب «النبوة فی الاسلام» میں خود کئی ایک مقامات پر ڈائری مرزا سے استدلال کیوں کرتے ہیں حتیٰ کہ ص ۱۲ پر مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے تبدیلی دعوئے پر کوئی ڈائری ہی پیش کر دو؟

الغرض یہ غدر ایک نہایت ہی لغو اور باطل ہے۔

## ضمیمہ علمیہ بر ختم نبوت

ذیل کے نکات ذہن میں رکھئے :-

(۱) بحث طلب مطلقاً نبوت نہیں۔ بلکہ نبوت بعد از حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے لہذا اجرائے نبوت کے مدعی کو اس قسم کی آیات و نصوص دکھانا چاہیئے۔ جس میں نصاً یا کنایۃً اس بات کا ذکر ہو کہ آپ کے بعد بھی نبوت جاری ہے۔ مطلقاً نبوت کے متعلق آیات پیش کرنا غلط بحث ہے۔

(۲) سارے قرآن میں ایک بھی آیت نہیں جس میں حضور کے بعد اجرائے نبوت کا ذکر ہو۔

(۳) ایک بھی حدیث ایسی نہیں۔ جس میں حضور کے بعد نبوت جاریہ کا ذکر ہو۔

(۴) ایک بھی صحابی ایسا نہیں۔ جو حضور کے بعد اجرائے نبوت کا قائل ہو۔

(۵) ایک بھی تابعی ایسا نہیں۔ جو حضور کے بعد نبوت کے جریان کا قائل ہو۔

(۶) ایک بھی امام ایسا نہیں۔ جو حضور کے بعد کسی نبوت، جاریہ کا معتقد ہو۔

سوال۔ جریان نبوت بعد از حضور مسئلہ اجتہادی و فروعی ہے۔ یا اصولی۔

جواب۔ اجتہادی و فروعی نہیں کیونکہ یہ خلاف مفروض ہے۔

اگر اصولی ہے تو اس کا ثبوت اولہ شرعیہ سے ہوتا چاہیئے۔ جی

حدیث و قرآن سے نیز اس کا قرونِ اولیٰ میں مشہور ہونا ضروری ہے۔  
ورنہ اصولی نہ رہے گا۔ یعنی توحید، نبوت کی طرح اس کو بھی مشہور  
ہونا چاہیئے اور ایسا نہیں، لہذا غلط ہے۔

**سوال۔** جریان نبوت سے کیسا مراد ہے؟ ہر آن انشاء نبوت یا تحقق  
نبوت۔

**جواب۔** ہر آن انشاء نبوت عقلاً باطل ہے۔ ورنہ ہر ایک لمحہ میں  
ایک نبی جدید کا ہونا ضروری ہوگا۔ لہذا دوسری صورت ہی درست  
ہے۔ یعنی بروقت نبوت کا تحقق ضروری۔ یہ ہمارے منافی نہیں ہم  
مانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ ہمیشہ متحقق و جاری ہے۔

**سوال۔** نفس نبوت عام ہے اس سے کہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ موبہت ہے  
یا کتاب؟

**جواب۔** اگر کتاب ہے تو ہر شخص میں ہو سکتا ہے۔ اگر موبہت ہے  
تو اس میں غیر تشریعی کی تخصیص کیوں ہے؟

## تشریح متعلق بہ لفظ ختم

**مفردات راغب صفحہ ۱۴۲۔** وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا تَمُوتُ بَلْ جَعَلَ  
النَّبُوَّةَ أَحَدًا تَكْمَلُهَا بِمَجْدِيَّتِهَا۔ یعنی حضور کو خاتم النبیین اس لئے  
کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں  
کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔

أَحْكَمُ الْأُمُورِ سِدَهُ بِمَوْلَاهُ لِسَانِ الْعَرَبِ وَخَاتَمُ كُلِّ شَيْءٍ وَخَاتَمَةُ  
عَالِي بَيْتِهِ دَاخِرَةُ۔ اور خاتم۔ خاتمہ ہر شے کے انجام و  
آخر کو کہا جاتا ہے۔

تہذیب للآخر ہرمتی - (بحوالہ البیان) وَالْخَاتِمَ وَالْخَاتِمَ مِنْ أَسْمَاءِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ مَا  
 كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ  
 وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ أَيْ الْخَيْرُ لَهُمْ - اور خاتم و خاتم  
 رسول صلعم کے نام ہیں اور قرآن میں ہے کہ محمد تم میں سے کسی کا  
 باپ نہیں - البتہ وہ اللہ کا رسول ہے اور خاتم النبیین یعنی  
 آخری رسول +

لسان العرب خَاتَمُهُمْ وَنَاتَمَاهُمُ الْخَيْرُهُمْ خَاتَمٌ وَخَاتَمٌ  
 کے معنی ہیں آخر (ج ۵ ص ۵۵)۔

تاج العروس دَمِنْ أَسْمَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتِمُ  
 وَهُوَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِمَجِيئِهِ - اور آپ کے  
 ناموں میں سے ہے خاتم و خاتم، اور وہ ہے جس نے اگر نبوت ختم کر دی  
 (ج ۸ ص ۲۶۷)۔

مجمع الباری ج ۳۲۹ خَاتِمُ النَّبُوَّةِ يَكْدِرُ النَّاسَ أَيْ إِذَا كُنْظِمَ  
 وَهُوَ الْإِنَّمَاءُ وَيَفْعَلُهَا بِمَعْنَى التَّابِعِ أَيْ شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى  
 كَلَمَةِ آتَمَ لَا يَتَى بَعْدَ كَ - خاتم النبوة بکسر تاء یعنی  
 نبوت کو تمام کرنے والا - اور بفتح تاء بمعنی مہر یعنی ایسی چیز جو اس بات پر دلالت  
 کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں -

قاموس - وَالْخَاتِمُ الْخَيْرُ الْقَوْمُ كَالْعَاتِمِ وَمِنْهُ قَوْلُهُ  
 تَعَالَى وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ أَيْ الْخَيْرُ لَهُمْ - اور خاتم و خاتم،  
 قوم کے سب سے آخر کو کہا جاتا ہے - اور انہیں معنوں میں ارشاد خداوندی  
 ہے خاتم النبیین یعنی آخر النبیین +

کلیات ابی البقا - وَتَسْمِيَةً يَنْتَبِهَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحَدٌ الْقَوْمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا  
 كَانَ مِنْكُمْ إِلَّا أَحَدٌ مِنْ رَجَائِكُمْ وَلَكِنْ دَسَّوْا  
 اللَّهَ وَالتَّائِبِينَ. اور ہمارے نبی صلعم کو خاتم الانبیاء اس لئے کہا  
 گیا ہے کہ خاتم کے معنی ہوتے ہیں قوم میں سب سے آخری اور انہی معنوں  
 میں ارشاد آہی ہے کہ محمد صلعم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ البتہ  
 وہ رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی آخر نبیوں کے +  
 صِحَاحُ الْجَوْبِ حَاتِمَةُ السَّحَابِ كَبُحْمًا صَلَاحًا خَاتِمَ  
 الْأَنْبِيَاءِ کسی چیز کے خاتمہ کے معنی ہوتے ہیں آخر کے اور محمد رسول

صلعم آخری نبی ہیں +

متنبی کہتا ہے :-

أَرْحَمُ وَقَدْ خَلَقْتَ عَلَيَّ شَوَادِي  
 بِحُبِّكَ أَنْ تَجْلِيَ بِهِ سِوَاكَ

میں تیرے ہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے دل پر اپنی  
 محبت سے ہر کردی تاکہ تیرے سوا اس میں کوئی داخل نہ ہو  
 سکے +

عجاج کہتا ہے :-

مُبَارِكٌ لِلْأَنْبِيَاءِ خَاتِمُ

وہ مبارک ہے انبیاء کو ختم کرنے والا ہے +

مرزا صاحب کی تشریح :-

(۱) اسی طرح پو میری پیدائش یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں -  
 میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی - جس کا نام جنت  
 تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی - اور بعد  
 اس کے میں نکلا تھا، اور میرے بعد میرے والدین

کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا۔ اور میں اُن کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ (ترياق القلوب ص ۳۷۹)

(۲) بنی اسرائیل کے خاتم الانبياء کا نام جو عیسیٰ ہے (خاتمہ نصرۃ الحق ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ب)

سوال۔ کیا خاتم الشعراء و خاتم الانبياء وغیرہ کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں پھر خاتم الانبياء کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب۔ یہ استعمال مجازی ہے۔ حقیقی معنی پہلے ہوتے ہیں۔ اگر وہ نہ ہو سکیں تو پھر مجازی۔ چونکہ یہاں حقیقت متعذر نہیں اس لئے وہی مراد ہوگی۔ مجاز کے لئے قرآن کی ضرورت ہے اور وہ یہاں نہیں ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ وہ بے نظیر شاعر ہے، وہ بے نظیر ادیب ہے یا لَا يُضَلِّكَ إِنِّي أَخْلَقِي۔ کہ اخلاق میں اس کا کوئی نظیر نہیں تو اس کے معنی عام طور پر یہی ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں سے اچھا ہے اور اگر کوئی مخالف عیسائی کہے کہ پھر جب بے نظیر کے معنی اعلیٰ اور اچھے کے ہیں۔ تو جب خدا کو تم بے نظیر کہتے ہو اس کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے کہ وہ سب سے اعلیٰ ہے۔ نہ یہ کہ وہ واحد محض ہے۔ تو ہم کہیں گے یہ استعمال مجازی اور اللہ کے متعلق حقیقی۔ اس لئے کہ اس کا واقعی کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح خاتم الشعراء وغیرہ میں استعمال مجازی ہے اور خاتم النبیین میں حقیقی یعنی آپ آخری نبی ہیں +

اعتراض۔ لغت کی کتابیں لکھنے والے آخر انسان ہوتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں میں ان کے اپنے عقائد کا دخل ہو جانا یقینی ہوتا ہے مثلاً المنجد، اور "الفرائد الدرر" دونوں عربی کی لغات ہیں۔

جن کے مؤلف عیسائی ہیں اور انہوں نے ٹالوٹ کا ترجمہ تثلیث مقدس یا HOLY TRINITY کیا ہے اب مقدس کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ مؤلف کا اپنا اعتقاد ہے۔ بعینہ اسی طرح ایک لغت لکھنے والا اگر اس عقیدہ کا حامی ہے کہ آنحضرت صلم کے بعد نبوت بند ہے۔ تو وہ طبعاً خاتم النبیین کا ترجمہ نبیوں کا ختم کرنے والا ہی کرے گا۔

الحواب { ٹالوٹ کا ترجمہ تثلیث، صحیح اور درست ہے۔ حقیقت کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقت وصفی، حقیقت عرفی اور حقیقت شرعی یہاں ٹالوٹ کا لفظ باعتبار وضع کے مستعمل نہیں بلکہ عرف، یا شرع عیسوی کے ہے۔ رہا ”مقدس“ کا اضافہ سو یہ ترجمہ نہیں بلکہ اظہار عقیدت ہے جیسے ہم کہہ دیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید، وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ اگر ختم نبوت کے معنی اصالۃ، بند کرنے اور روکنے کے نہیں تو پھر یہ عقیدہ کیونکر اور کب پیدا ہوا۔ خود اہل لغت نے یہ عقیدہ کہاں سے اخذ کیا۔

کیا عیسائی بطور معارضہ کے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ”احد“ اور ”لا شریک“ اور ”کئی گنہگار شئی“ کے معنی خالص توحید کے نہیں بلکہ ایسی توحید کے ہیں جو کثرت کو متضمن ہو۔ اور خالص توحید کے معنی صمدان لغت والوں نے اپنے عقیدے کے موافق گھڑ لئے ہیں۔

جوتما را جواب وہ ہمارا جواب +

سوال ۱۔ خاتم کے معنی زینت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ خاتم النبیین کے معنی زینت النبیین کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب۔ خاتم، نگوشی کے معنوں میں ضرور استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس سے حضور صلم کی توجین ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تمام انبیاء تو بمنزلہ جسم عروس کے ہیں اور حضور کی حیثیت محض



انگوٹھی کی ہے اور ظاہر ہے کہ انگوٹھی پہننے والے سے انگوٹھی کی قیمت کم ہوتی ہے۔ لہذا یہ معنی متروک ہیں۔

سوال۔ خاتم کے معنی مہر کے کیوں نہیں؟ یعنی وہ جس پر مہر کر دیں نبی ہو جائے۔

جواب۔ خاتم، مہر کو بھی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صحیفہ کو کامل کرنے کے لئے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ اس لئے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے۔ کہ صحیفہ نبوت کے آخری کلمات آپ ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔ یہ معنی غیر عربی اور غیر صحیح ہیں۔ جیسا کہ حوالہ جات میں گزر چکا ہے۔

سوال۔ النیین سے مراد تشریعی نبی ہیں۔ غیر تشریعی نہیں؟

جواب۔ تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم ایجاد بندہ ہے۔ قرآن کے نزدیک ہر نبی صاحب کتاب و شریعت ہوتا ہے۔

اور الف لام اصل میں استغراق کے لئے ہوتا ہے۔ اگر کوئی قرینہ مانع ہو تو پھر عہد کے لئے دیکھو کتب لغت و نحو۔ علامہ ابوالبقا کلیات میں فرماتے ہیں وَقَالَ عَامَتُ الْأَنْبَاءِ الْأَصُولُ وَالْعَرَبِيَّةُ لَا مَرَّ الْعَرَبِيَّةِ سَوَاءٌ دَخَلَتْ عَلَى الْمَرْءِ أَوْ هِيَ أَدْخَلَتْ عَلَى الْجَمْعِ تَقِيْمُ لَا سِتَغْرَاقٍ إِلَّا إِذَا كَانَ مَعَهُ نَوْنًا لِهَذَا يَهَا تَمَامُ أَفْرَادِ نُبُوْتٍ مُرَادُ هُوْنَ كَے۔ نہ بعض؟

## لفظ ”آخر“ کی تشریح

”خاتم“ کے معنی متفقہ طور پر اہل لغت نے آخر کے لئے تو مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے رنگ بدلا۔ اور آخر کے معنی ”بے ٹیل بے نظیر“ کرنے کے لئے ایک شعر پیش کیا جو ابوتام کے حماسہ اور دیوان حاتم طائی مطبوعہ جرمن میں موجود ہے۔

شَوایِ قُودِی دُشْکُورِی مِّنْ اَبْعِیدِ

لَا حِیدَ غَالِبِ اَبَدًا سَرِیْحِ

اور نہایت چالاک سے عہد مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی کا ترجمہ لکھ دیا۔ ”ربیع بن زیاد نے میری دوستی اور شکر و درمختی ایسے شخص کے لئے جو بنی غالب میں آخری یعنی ہمیشہ کے لئے عدیم النظیر ہے خرید لیا ہے۔“

اول تو مولوی ذوالفقار علی صاحب کی شرح اور ترجمہ ہی محل نظر ہے۔

اے کونکہ ہزار ہا ادیب اور لغوی کئی ایک اشعار کی شرح میں مولوی صاحب

سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ دوم ”آخر“ کے معنی ”بے نظیر“ اور

”بے ٹیل“ کے خلاف ہیں۔ علامہ تبریزی جن کے نام سے پتہ بچہ واقف

ہے۔ جو بہت سی کتب اور دیوانوں کے شارح ہیں یوں لکھتے ہیں:-

اَسْتَرَى رَبِیْعٌ عَلٰی بَعْدِهِ مَتٰی مَوَدَّتِیْ کُنَا دَسَائِیْ عَلٰی بَدَا

عَلٰی اَخِرِیْ جَلِیْلٌ یَّبْقٰی مِّنْ بَنٰی غَالِبٍ اَبَدًا

علامہ موسوف نے ”آخر“ کا ترجمہ اور شرح یہ کی ہے کہ بنی غالب کے آخری

آدمی تک، یعنی جب تک بنی غالب کا ایک فرد بھی باقی ہے یہ مودت اور

شکر رہے گا۔

اسی طرح علامہ خالد جو الفاظ کی شرح اور حل میں عربی زبان میں بہت

باند پایہ آدمی ہیں " (اٰخِرِ عَالَمِی) کے متعلق کہتے ہیں یَقْنٰی  
مِنْ عَقِبِهِمْ۔

عربی شارحین کی عبارتوں سے واضح ہو گیا کہ "آخر" کے معنی کم از کم اس شعر میں بے مثل اور عظیم النظر کے غلط ہیں، اور خلاف لغت عرب۔

اعتراض { علامہ سیوطی نے امام ابن تیمیہ کو "آخر المجتہدین" کہا ہے؟

الجواب { بے شک علامہ سیوطی امام ابن تیمیہ کو آخر المجتہدین سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ حقیقت تھی ان کو امام موصوف کے اجتہاد اور علم پر پورا وثوق اور یقین تھا۔ مگر یہاں آخر کے معنی مجازی اور غیر حقیقی بھی ہیں تو بھی ہمیں مضرب نہیں۔ کیونکہ یہ ایسے انسان کا قول ہے جس کو کامل علم عطا نہیں ہوا جو مستقبل کی باتوں کو نہیں جانتا، اور اپنے ذاتی علم اور حسن ظن کی بنا پر ایک ذاتی رائے قائم کرتا ہے جو دین اور شریعت نہیں اس کا یقین اور ایمان وہی ہے جو اس کے الفاظ ہیں۔ مگر اس کے بعد بھی اگر زمانہ اس کی ذاتی رائے کو غیر صبیح ثابت کر دے تو عین ممکن ہے۔ پھر اس سے کہاں لازم آتا ہے کہ خدا جو عالم الغیب ہے۔ اور جس کے سامنے ماضی و مستقبل کا سوال ہی اٹھ جاتا ہے وہ بھی محض حسن ظن کی بنا پر کچھ فرمادے؟ اور زمانہ اس کے قول و فرمان کو (معاذ اللہ) غلط ثابت کر دے۔ خدا نے جو آنحضرت صلی علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا اور حضور نے جو اس کی تشریح کی ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد نبوت اور رسالت ختم اور منقطع ہو چکی ہے تو حسن ظن یا علم ناقص نہ تھا بلکہ کامل علم اور شریعت کے طور پر فرمایا تھا۔ پس خدا کے کلام اور رسول مکی تشریح کو ناقص اور نامکمل

۱۔ ممکن ہے سیوطی کی مراد المجتہدین میں الف لام عہدی ہو ۳۳۰ منہ

علم رکھنے والے انسانوں سے تشبیہ دینا محض جہالت ہے، خدا نے سول کو خاتم النبیین یہ جانتے ہوئے کہا کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت منقطع ہے اور آنحضرتؐ نے جو تشریح فرمائی تو یہ ایمان (جو بنی بردہ جی خدا تھا) رکھتے ہوئے فرمائی کہ آپ کے بعد قطعی طور پر کوئی نبی یا رسول شرعی یا غیر شرعی بالکل خدا کی طرف سے نہ آئے گا۔ بلکہ ساتھ ہی نبوت کے مدعیان باطل اور دجالوں کو اہل کی اطلاع دی تاکہ امت باخبر رہے۔

اس کے علاوہ جو شخص بھی کسی دوسرے کو خاتم الاولیاء یا خاتم الشعراء وغیرہ کہتا ہے تو وہ سن ظن یا اپنے وثوق کی بناء پر کہتا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ اس کو ویسا ہی سمجھتا ہے۔ مگر یہ امر یاد رہے کہ اس کے الفاظ وحی یا اہام نہیں اور نہ کہنے والا پیغمبر یا خدا ہے۔ بس یہی فرق ہے \*  
آخر کے معنی "الفراند الدریۃ" میں لکھے ہیں۔

محمد علی محمد علی

# باب سوم

## حیات مسیح علیہ السلام

مِنْذَ اصْاٰجِبْے کے کاذبے ہونے پر باریہو یہ دلید

حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ علوم جہاں اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کے اس سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایک ایمان دار شخص کے لئے اس میں کوئی امر محال نظر نہیں آتا۔ جس ذات باری نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام جہان کو عدم محض سے خلعت وجود بخشا اور گوناگون مخلوق بلا اسباب ظاہری کے پیدا کر دی، اس کے آگے یہ کون سی مشکل ہے کہ ایک انسان کو ہزار دو ہزار برس تک زندہ رکھے اور آسمان پر اٹھائے۔ بڑی مشکل آج کل کے فلسفی طبع اصحاب کو اس کے ماننے میں یہ آرہی ہے کہ ایسا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ سو مناسب ہے کہ ہم مسئلہ حیات مسیح کا قرآن پاک و احادیث سے ثبوت دینے سے پہلے قانون قدرت کی تھوڑی سی تشریح کریں:

اس مسئلہ حیات مسیح میں اگرچہ ہمارے مخاطب بظاہر یہی کہتے

ہیں۔ کہ ۱۔

”ہم وفات مسیح کے اس لئے قائل نہیں کہ گویا ہمارے نزدیک

خدا کسی کو زندہ رکھنے پر قادر نہیں ہے

(پاکٹ بک مرزا ایضہ ص ۴۳)

مگر یہ سب ظاہری دھوکا اور فریب ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ لوگ دراصل مومن بالشر نہیں ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً عوام کو یہی کہہ کر مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ :-

”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریہ تک پہنچ سکے، اگر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا ان (حضرت مسیحؑ) کا تسلیم کر لیں۔ تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت گزرنے پر پھر فروت ہو گئے ہوں گے“ (ازالہ ادہام ص ۴۷ و ص ۵ ط ۲۱-۲۲)

لہذا ان سب یہی ہے کہ ہم قانون قدرت کے اس فلسفیانہ ڈھکوسلے کو خود تحریرات مرزا سے بودا و کمزور ثابت کریں۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب راقم ہیں ۱۔

”بنانا چاہیے کہ منہج کے ماننے والے اس خیال پر زور دیتے ہیں کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہاں تک انسان اپنی عقلی قوتوں سے جان سکتا ہے وہ بحر قسمت اور قانون قدرت کے کچھ نہیں ہیں مصنوعات و موجودات موجودہ مشہورہ پر نظر کرنے سے پانصد مرتبہ نظر آتا ہے کہ قدرت نے جس طرح پر جس کا ہوتا بنا دیا بغیر خلکے اسی طرح ہوتا ہے اسی طرح ہوتا ہے حراری طرح بر سوکھتے سوکھتے ہیں۔ جو اس کے محدقین نامتو کہتے ہیں کہ جو شبہ یہ کہ ہے کہ کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ قدرت انہی کے طریقے اسی

حد تک ہیں جو ہمارے مشاہدہ میں آپکے اور جو امر ہماری سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے باہر ہے ؟

قوانین قدرت یہ غیر متناہی اور غیر محدود ہیں۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہیئے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور میں آئے۔ پہلے ہی اپنی عقل سے بالا تر دیکھ کر اس کو رد نہ کریں بلکہ اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لیں۔ اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اس کو بھی داخل کر لیں۔ اگر ثابت نہ ہو تو کہہ دیں ثابت نہیں۔ مگر اس بات کے کہنے کے ہم مجاز نہیں کہ وہ امر قانون قدرت کے باہر ہے۔ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے ضرور ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین پر محیط ہو جائیں۔ اور بخوبی ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تام کرے کہ خدا تعالیٰ نے روز ازل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا ظاہر کرے گا۔ کیا وہ جدید قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کھوکھو کے بیل کی طرح انہیں چند قدرتوں میں مقید اور محصور رہے گا اگر انہی میں مقید رہے گا۔ تو باوجود غیر محدود الوہیت اور قدرت کے یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے ہوگا۔ کیا وہ آپ ٹی جز آئے گا۔ یا کسی دوسرے قاہر نے اس پر زہر کیا ہوگا۔ یہ حال اگر ہم خدا نے تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اس کی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں۔ اس صورت میں یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا

ناقص تجربہ خدائے ازل وابدی کی تمام قدرتوں کا حد بست کرنے والا ہوگا۔ (صفحہ ۱۲۵ تا سرہ چشم آریہ) اس کلمہ میں جس قدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے ایک محدود زمانہ کے محدود و تجارتی کوپورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اور اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے خدائے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہیئے شائستگی نہیں کیا (ص ۱۶) خدا تعالیٰ کی عجائب قدرتوں اور دقائق حکمتوں کی ابھی تک انسان نے کبھی حد بست نہیں کی اور آگے کو اس کی لیاقت و طاقت ایسی نظر آتی ہے (ص ۱۷) آج کل کے فلسفی الطبع لوگوں کو یہ بھاری غلطی ہے کہ وہ قانون قدرت کو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں۔ جس کی بن کل الوجوہ حد بست ہو چکی ہے۔ اگر یہی سچ ہوتا تو پھر کسی نئی بات کے ماننے کے لئے کوئی سبیل باقی نہ رہتا اور جدیدہ کا قوی ظہور اس قاعدہ کی تار پود کو ہمیشہ توڑتا رہا۔ جب کبھی کوئی جدید خاصہ متعلق علم طبعی یا سینٹ وغیرہ علوم کے متعلق ظہور پکڑتا رہا ہے تو ایک مرتبہ فلسفہ کے شیش محل پر ایک سخت بھونچال کا موجب ہوا ہے۔ جس سے متکبر فلسفیوں کا شور و شر کچھ عرصہ کے واسطے فرو ہوتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے خیالات ہمیشہ پلٹے کھاتے رہے ہیں۔ اور کبھی ایک نقشہ پر برگز قائم نہیں رہے۔ اب بھی بہت کچھ ان کی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔ جس کی نسبت امید کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ ٹھوکریں کھا کھا کر اور طرح طرح کی رسوائیاں اٹھا اٹھا کر کسی نہ کسی وقت قبول کریں گے (صفحہ ۲۸ و ۲۹)۔



اب خلاصہ اس تمام مقدمہ کا یہ ہے کہ قانون قدرت کوئی ایسی شے نہیں کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے۔ قانون قدرت خدا کے ان افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے۔ آئندہ آئیں گے خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں کے دکھانے سے تھک نہیں گیا، اور نہ بے زور ہو گیا ہے یا کسی طرف کو کھسک گیا یا خارجی قاہر سے مجبور کیا گیا (ص ۱) اگرچہ انسان ایک نوع میں ہونے کی وجہ سے باہم مناسب الطبع واقع ہیں، مگر پھر بھی ان میں سے بعض کو نادر طور پر کبھی کسی زمانہ میں خاص طاقتیں۔ اعلیٰ توہیں عطا ہوتی ہیں۔ مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے اس کے زمانہ میں تین سو برس سے زیادہ عمر پائی جو بطور خارق عادت ہے (ص ۲) کچھ تھوڑا عرصہ گزرا کہ مظفر گڑھ میں ایک بکر پیدا ہوا جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا جب اس کا شہر میں چرچا پھیلنا تو میکالٹ صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے روبرو دوہا گیا تو قریب ڈیڑھ سیر دودھ اس نے دیا۔ وہ بکر اعجاز خانہ لاہور میں بھیجا گیا (ص ۳) تین مغیر اور ثقہ اور موثر آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے چشم خود چند مردوں کو موزوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے۔ بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے پرورش پایا تھا۔ کیونکہ اس کی ماں مر گئی۔ (ص ۴) بعض نے یہ بھی دیکھا کہ جو باخسک مٹی سے پیدا ہوا۔ جس کا آدھا دھڑ تو مٹی کا تھا اور آدھا جوہر بن گیا فاضل قریشی نے لکھا ہے کہ ایک بیمار کا کان براہ ہو گیا۔ کان

کے پنجے ایک ناسور پیدا ہو گیا۔ آخر سوراخ ہو گئے۔ اس سوراخ کی راہ سے وہ برابر سُٹ لیتا تھا۔ طیبیوں نے اڈی میں سوراخ ہو کر مدت تک پاخانہ آنے رہنا تحریر کیا ہے، (حشہ) (معجزہ شق القمر) اعتراض کا جواب یہ دیا کہ ”باقی رہا یہ سوال کہ شق قمر ماسٹر صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبیر سے ناشی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جو کام قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی ہی وجہ سے ہوتا ہے جس ذات قادر مطلق کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ چاند دو ٹکڑے کر سکے اس کو یہ بھی تو قدرت حاصل ہے کہ ایسے پُر حکمت طور سے یہ فعل ظہور میں لاوے کہ اس کے انتظام میں بھی کوئی خلل نہ ہو اسی وجہ سے تو وہ سب شکتی مان اور قادر مطلق کہلاتا ہے“ (حشہ)۔

(یعنی یہی جواب مسئلہ حیات مسیح ۴ میں ہماری طرف سے ہے۔ کہ اس مسئلہ میں بجائے فلسفیانہ موٹکائیوں کے۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح ۴ کا صعود الی السماء قرآن سے ثابت ہے یا نہ۔ اگر ثابت ہو جائے تو پھر جس قادر مطلق نے اسے آسمان پر اٹھایا ہے اور لوگوں کے لئے اسے ایک نشان قدرت ٹھہرایا ہے۔ اس کو یقیناً یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ اس کی آمد و رفت کے وقت ”کرہ زہریر“ و دیگر کرہ ہائے جہلک کے مضر اثرات کو معدوم کر دے اور انسانی قویٰ پر جس قدر تاثرات آب و ہوا عارض ہو سکتے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھے۔ ناقل)۔

”یہ بات ہم مکرہ لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکارِ خدا ہے۔ کیونکہ اگر

خدا کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے اس صحت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے۔ حق یہی ہے کہ پریشکر کو سب شکست مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محکم امتحان نہ بنایا جائے۔ ورنہ ہمہ دانی کے دعوے پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے کہ جن کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلاف عقل سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے دیگر ہے، اور خلاف عقل ہونا شے دیگر۔“ (صفحہ ۱۱) سرمد چشم آریہ منصفہ مرزا صاحب)۔

”خدا کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور ورا اور اور لایدرک ہیں۔ تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں پکے کافر سمجھتا ہوں۔ اور چھپے ہوئے دہریہ خیال کرتا ہوں الخ“ (چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۹)۔

اسی طرح براہین احمدیہ وغیرہ کتب میں اللہ تعالیٰ کی بے عدوبے انتہا قدرتوں کا اقرار ہے۔ اور انسانی تجربہ و مشاہدہ کے ناقص، ناتمام، غیر مکمل ہونے پر دلائل کثیرہ دی گئیں ہیں۔ ان فرضیات مسیح علیہ السلام پر قانون قدس کی آڑ میں اعتراض کرنا دراصل کفر باطنی اور رگ و ہریت کا سبب و باعث ہے +

# ثبوت حیات مسیح علیہ السلام از قرآن مجید

حضرات انزوال قرآن کے وقت مسیح علیہ السلام کے متعلق دو قسم کے خیال تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب راقم ہیں ۱۔

”یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ قتل بھی کئے گئے اور صلیب بھی

دیئے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ صلیب دے کر پھر ان کو قتل

کیا گیا۔“ (ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۱۷۱ ط ۱)۔

عیسائیوں کا جو خیال تھا وہ بالفاظ مرزا صاحب یہ تھا کہ ۱۔

”مسیح پھانسی کی موت مر گیا اور عیسائیوں کے گناہ کے لئے

کفارہ ہو گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۵۳ ط ۱)۔

مرزا صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ اس خیال باطل پر تمام فرقے نصارے

کے متفق تھے کہ ۱۔

”مسیح تین دن تک مرے رہے۔ پھر قبر میں سے آسمان کی طرف

اٹھائے گئے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۲۸ ط ۱ سلسلہ تصنیفات لاہوری) (جلد ۳ ص ۹۸)

غرض دونوں قویں بالاتفاق مسیح کی موت طبعی کی منکر و موت الصلیب

کی قائل تھیں اور ہیں۔ قرآن پاک نے قتل مسیح علی الصلیب اور صلیب پر

بڑھنے نیز قتل بالسیف وغیرہ کی شد و مد تردید فرمائی ہے، اور موت طبعی

کے عدم وقوع کی تائید کی ہے۔ کماسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مرزائی لوگ خلاف قرآن موت طبعی پر اصرار۔ صلیب پر بڑھنے کا اقرار

اور رفع الی السماء کا انکار کرتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

سہ واضح رہے کہ مرزا صاحب تو اتر قوی خواہ وہ کفار کا ہی ہو کو ماننا ضروری قرار دیتے

ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۵۵۶ ط ۱) ۱۲ منہ +

”رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۹۱ ط ۱)۔

اور صلیب پر چڑھنے کا واقعہ مرزا صاحب نے بایں الفاظ لکھا ہے :-  
 ”پھر بعد اس کے مسیح ان (یہودیوں) کے حوالہ کیا گیا۔ تازیانے لگائے  
 گئے۔ گالیاں سننا۔ طمانچہ کھانا۔ ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑائے  
 جانا اس نے دیکھا۔ آخر صلیب پر چڑھا دیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۹۱ ط ۱)۔

مگر قرآن مجید نے اس عقیدہ کو لعنتی قرار دے کر مسیح علیہ السلام کا زندہ  
 آسمان پر اٹھایا جانا ظاہر کیا ہے ۔

وَلَيْلِ اَوَّلِ { اذْ قَالَ اللّٰهُ لِيَعِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَقِّئُكَ دَرَسَا فَعَلَكَ الْحَيٰتِ  
 اَوْ مُطَهَّرًا مِّنْ مَّزِجِ الْمَذْمُومِ كَقَضٰى اٰلَآءِ كَتَبَ ۔

سورہ الاحمد ان تم جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو پورا  
 لینے والا ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھالینے والا ہوں۔ اور ان یہود سے تجھے  
 پاک کرنے والا ہوں۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ مخاطب ہیں جو روح و جسم  
 دونوں سے مرکب انسان تھے۔ یہ آیت وعدہ ہے مسیحؑ کو زندہ اٹھالینے کا۔  
 یہ وعدہ اس وقت دیا گیا تھا جب یہود حضرت مسیحؑ کو قتل کرنے اور صلیب  
 پر چڑھانے کی تدبیر کر کے انہیں پکڑنے آئے۔ دَمَكْرُوْا وَمَكْرُوْا  
 اللّٰہُ ۔ وَاللّٰہُ خَدَمُوْا اِنَّمَا كِرِجٰی ۔ (الایتہ حوالہ بالا) چنانچہ مرزا صاحب  
 راقم ہیں ۔

”یہودیوں نے حضرت مسیح (کے لئے قتل و) صلیب کا حیلہ سوچا

تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی  
 طرف رفع کروں گا“ (اربعین ص ۷۱)۔

آیت قرآن و حکایت مرزا قادیان سے عیاں ہے کہ قتل و صلیب

دونوں سے بچانے کا وعدہ تھا۔ آیت مطہرات یعنی تجھے کفار سے پاک رکھوں گا اس کی مزید تائید کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: (ازالہ اوہام ص ۱۲۱) فرماتے ہیں: **فَلَجُمْتُعَبَّالِیْہُوْدُ عَلٰی قَتْلِہِیْ فَاُخْبِرَہُ اللّٰہُ بِاَنْہِیْ یَدْفَعُہُ اِلَی السَّمَاءِ وَ یُطْلِقُہُ کَا مِّنْ کُحْبَبَةٍ اِلَیْہُوْدُ (نسائی و ابن مرددہ ذکرہ فی السراج المنیر)** یعنی جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہود کی صحبت سے پاک رکھوں گا۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی تدبیر سور کے مقابلہ پر اپنی تدبیر خیر کا ذکر کیا ہے۔ خدا کی یہ مقرر شدہ سنت ہے کہ وہ صاحب کتاب انبیاء کے معاملہ میں کفار کے مکر کو ضرور ہی کفار پر الٹ دیا کرتا ہے۔ اور جلد یا بدیر اسی معاملہ میں اپنے انبیاء کو ان پر غالب رکھتا ہے۔ چنانچہ فرمایا **وَلَا یَجْنِیْ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا رِبًّا هٰلِیْہِ (فاطر ۵۶)** یعنی بری تدبیر اس کے کرنے والے پر ہی الٹ پڑتی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:-

خدا کا مکر اس حالت میں کہا جاتا ہے جب ایک شریر آدمی کے لئے اسی کے پوشیدہ منصوبوں کو اس کے لئے ایاب ہونے کا سبب بٹھراتا ہے۔ قرآن کی روش سے یہی خدا کا مکر ہے جو مکر کرنے والے کے پاؤں میں ٹھہر رہا ہے۔ کافروں نے ایک بد مکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہینہ کے لئے مکہ سے خارج البلد کر دینے کا۔ (ماقل)

کیا اور بکے سے نکال دیا اور خدا نے نیک مکر کی - وہ کائنات اس  
رسول کی فتح کا موجب ٹھہرا دیا خدا کے اس قسم کے کام بھی  
پائے جاتے ہیں کہ جس گڑھے کو ایک بد ذات ایک شریف  
کے لئے کھودتا ہے خدا اسی کے ہاتھ سے اسی میں اس کو  
ڈال دیتا ہے الخ " (چشم معرفت ص ۱۱۱)

اسی طرح حضرت مسیح کے متعلق خدا نے یہود کے مکر کو انہی پر ڈال  
دینے کا اور مسیح کو بچانے اور زندہ اٹھانے کا وعدہ دیا اس وقت بالفاظ  
مرزا صاحب :-

"یہودی اس فکر میں تھے کہ آئینہ بکندریہ صلیب قتل کر دیں"  
(ترایق القلوب ص ۱۵۵ ط ۱۸۱ حاشیہ)

ولہذا صاف عیاں ہے کہ وعدہ تطہیر وغیرہ بھی اسی وقت کیلئے تھا۔  
چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ وعدہ کے الفاظ صاف :-

"دولت کرتے ہیں کہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور

اس میں کچھ توقف نہیں" (آئینہ کمالات ص ۳۶ ط ۱۸۱)

پس اگر اس جگہ توفی کے معنی موت اور رفع الی اللہ بلندی درجات  
کئے جائیں تو معاذ اللہ یہود کا مکر کامیاب اور خدا کی تدبیر نا کام اور کفار  
سے سراسر تطہیر غلط و باطل اور وعدہ الہی کذب و دروغ ٹھہرتا ہے  
چونکہ ایسا نہیں لہذا اثبات ہوا کہ یہاں لفظ توفی کے معنی یہی ہو سکتے ہیں  
التَّوْفِیُّ اخْذُ الشَّيْءِ دَافِئاً (تفسیر بیضاوی زیر آیت فلما  
تَوَفَّيْتَنِي) یعنی توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لینے کا یہ

ہی معنی عرب بے توفیت منہ در اہسی میں نے اس سے  
اپنے درجہ پورے لئے (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۸۱) چنانچہ مرزا صاحب  
نے جی الہام متوفیک کے اسی کے قریب قریب معنی کئے ہیں :-

”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا“

(زہرا بن احمد یہ ص ۵۱۹ حاشیہ)

الغرض خدا نے حبیب و عہدہ مسیح کو اپنی طرف اٹھالیا اور کفار کے مکر کو انہی پر الٹ دیا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی عنہما کے متعلق مرزا صاحب کو بھی اقرار ہے کہ وہ بہ برکت دعائے نبوی صلعم قرآن سمجھنے میں اول منبر پر تھے اکی روایت سے تفسیر معالم میں مرقوم ہے :-

فَبَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا مِّنْ ذُرِّيَّتِهِ طَاهِرًا بَلَّغَ فِي سَفَفِهَا  
رُوحَ رَبِّهِ فَرَفَعَهُ إِلَى السَّمَاءِ مِنْ تِلْكَ الدَّوَرَاتِ  
فَأَلْقَى اللَّهُ شَبَّهُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَتَلُوهُ  
وَصَلَبُوهُ۔ جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کیلئے

گیا تھا مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیلؑ کو بھیج کر  
مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اور اسی بد بخت یہودی کو مسیح  
کی شکل پر بنا دیا پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب  
پر چڑھایا۔ (جلد ۲ ص ۲۳۸)

اسی روایت کو درمشور میں عبد بن حمید اور نسائی۔ وابن مردودہ  
سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر اور سلام سیوطی نے بھی اس کی سند  
کو صحیح قرار دیا ہے۔ پھر اسی کے قریب قریب امام ابن جریر نے جو  
عندہ مندرجہ نہایت معتبر اثر حدیث میں ہے۔ ”چشم معرفت  
الحاشیہ ص ۱۰۷“ بروایت اور عبد بن حمید نے شہر بن حوشب سے  
زیرایت ورنہ صحیح اھل الکتاب الا مسکونہ منہ۔  
تو کر کے۔

اس روایت کے متوجہ جہل کہہ دیتے ہیں کہ یہ عقیدہ  
حضرت ابن جریر نے صحیح کتب سے ہے دو بعد از بدعت



انسان آشنا بھی نہیں جانتے کہ ہم یہ کہہ کر مرزا کے پاؤں میں پاؤں میں کلباڑی مار رہے ہیں کیونکہ مرزا صاحب خود اقرار ہی ہیں کہ نصاریٰ کے تمام فرقے مسیح کے صلیب پر مرنے اور تین دن تک مرے رہنے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ہم یہ قول مرزا درج کر آئے ہیں۔ اندریں صورت نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہی نہیں کہ مسیح قبل از صلیب آسمان پر اٹھایا گیا تو یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ ابن عباسؓ کی روایت ان کے خیال پر مبنی ہے۔

”حضرت ابن عباسؓ بوجہ دمانوی قرآن کو سب سے اچھا سمجھتے تھے“ (ازالم)

اور مقدمہ تفسیر ابن کثیر میں ان کا بجا بد آنحضرتؐ کو قرآن سنانا، اور مطالب و مضامین قرآن کا سمجھنا مذکور و موجود ہے اور یہ روایت قرآن کی کسی آیت یا آنحضرتؐ کی کسی حدیث کے خلاف بھی نہیں ہے۔ لہذا یقیناً یہ تعلیم نبویؐ ہے اور فہم عطا کرتی ہے، جو سراسر قرآن پاک کا مویہ اور خدا کی سنت و لا یخفی علیکم الشیء الا بما ضل بہ کا ثبت ہے۔ پس اس سے منہ پھیرنا اللہ تعالیٰ کی سنت مندرجہ قرآن (مسلمہ مرزا قادیانی) کو یلیا میٹ کرنے کے برابر ہے۔ و مَا یَقُولُ یٰہِ الْاَکْکِلِ الْاَمَکِ سَیْفُہُ نَفْسُہُ۔

رفع کے معنی [جب رَفَعَ یَذْفَعُ رَفَعًا فَہُوَ رَفَعٌ] میں سے کوئی بولا جائے جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو، اور مفعول ”جوہر“ ہو ”عرض نہ ہو“ اور جملہ الیٰ مذکور ہو۔ اور مجرور اس کا ضمیر ہو اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سولے آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہیں نہیں؟

**دوسری دلیل** [مرزا صاحب کے صلیبی اعتقاد کے مردود اور حضرت مسیح کے آسمانی صعود اور مکر یہودے سوڈ و نابود ہونے کی یہ آیت ہے **وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ عَنكَ**۔

الایۃ ۱۔ سورۃ المائدہ ۵ منجملہ ان نعمتوں کے جو مسیح کو دی گئیں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے عیسیٰ وہ وقت یاد کرو جب میں نے بنی اسرائیل کے ہاتھ تجھ سے دور روک رکھے۔ یہ آیت بھی صاف منظر ہے کہ یہود مسیح کو صلیب پر چڑھا کر طمانچے مارنا وغیرہ تو درکنار ہاتھ تک نہیں لگا سکتے۔ پس متوفیک۔ ورافعک۔ مطہرک میں جو وعدہ بلا توقف پورا ہونے والا تھا وہ سوائے رفع آسمانی بمعہ جسم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ فهو المطلوب۔

**مرزا ثانی عذر** [آنحضرت صلعم کے متعلق بھی وعدہ تھا **يَعِصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** حالانکہ حضور کا دانت شہید کیا گیا۔

**الجواب** [بعض اوقات زخمی ہونا وغیرہ اس کی مزید تشریح کر رہا ہے آیت اتمنے سے پہلے آنحضرتؐ احسان کی حفاظت کے لئے صحابہ کرامؓ کی جماعت اکثر اوقات ساتھ رکھا کرتے تھے جیسا کہ مرزا صاحب کو بھی معلوم ہے۔۔

چند صحابی کو برعایت ظاہر حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے سب کو رجعت کر دیا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔ (بخاری المکرم ۲، مسند احمد ۲)

پس جس بچاؤ کا وعدہ ہے وہ کما حقہ پورا ہوا۔ دیکھئے مرزا صاحب

لے خلیفہ نادیان نے حل ہی میں جلسہ لائپزک تقریر میں کہا رسول کریمؐ

کو بھی تو یہ الہام ہوا تھا تذکرۃ الشہادین ص ۲۷ واربعمین عا ۲۷ بحوالہ  
برہین) مگر کیا مرزا پر اس کے بعد ایسٹوں اور پتھروں کی بارشیں نہیں ہوئیں  
اور کئی ایک قسم کے مقدّمات میں سخت تکالیف حتیٰ کہ کئی کئی گھنٹے عدالت  
میں کھڑا رہنے پر مجبور تھے۔ پانی پینے تک کی اجازت نہ ملتی تھی (ملاحظہ  
ہو القول الفصل میاں محمود احمد ص ۵۵ و سیر مسیح موعود ص ۳۵ وغیرہ)

الحاصل عصمت کا لفظ حفاظتِ جان پر بولا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں  
ہے کہ لَوْحُ اَكْبَرُ کے بیٹے نے جبکہ وہ طوفان میں مبتلا تھا کہا سَاوِیْ اِلٰی  
جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے  
پانی میں ڈوبنے سے بچائے گا۔

بغلاف اس کے کَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عِنْدَ بَیْنِ کَفَارِ کے  
ماحقوں کو بٹائے رکھنا فرمایا گیا ہے۔ اس کی در سری مثال یہ ہے کہ جب  
آنحضرت صلعم بعض صحابہ کے ہمراہ ایک دفعہ یہود بنی نفیر کے گاؤں میں  
گئے اور انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے  
آنحضرت صلعم کو اطلاع دے دی۔ آپ فوراً وہاں سے نکل آئے کفار  
اپنا سامنہ لے کر رہ گئے (تفسیر معالم وغیرہ) اسی کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک  
میں یوں بیان فرماتا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرْ مَا  
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هُمْ تُؤْمَرُ اَنْ یَّسُطُّوا اِلَیْكُمْ  
اَیْدِیَہُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَہُمْ عَنْكُمْ۔ ما ۲۵ ۵۶ مسلمانوں  
وہ وقت یاد کرو جب یہود تم پر ہاتھ پھیل رہے تھے اور ہم نے ان

دبقیہ حاشیہ ص ۵۷۹) نے دعویٰ کیا دَا اللّٰهُ یَعُوْذُ بِہِ مِنَ النَّاسِ کہ والوں نے  
سارا زور لگایا کہ آپ کو قتل کریں مگر آپ بچ گئے، راخبار الفضل ۲۴ اپریل  
۱۹۳۳ء ص ۱۲ منہ

کے ہاتھ تم سے روک رکھے۔

ایسا ہی حضرت مسیح کا معاملہ ہے یہودنا مسعود نے انہیں پکڑنے اور تکلیف پہنچانے کی کوشش کی خدا نے اس کے ہاتھوں تطہیر اور زندہ اٹھا لینے کا وعدہ دیا جو جلد بلا توقف پورا ہو گیا فہ الحمد:

نوٹ :- اس آیت (کففت بنی اسرائیل عنک) میں کف

کا مفعول بنی اسرائیل کو بنایا ہے نہ کہ ضمیمہ مخاطب کو۔ یعنی میں نے دور ہٹائے رکھا بنی اسرائیل (یہود) کو تجھ سے۔ یہ نہیں فرمایا کففتک عن بنی اسرائیل (ہٹا دیا تجھ کو بنی اسرائیل سے) کیونکہ ضرر پہنچانے کا ارادہ یہودیوں کا تھا پس انہی کو ہٹائے رکھنے کا ذکر مناسب ہے (روم) یہ کہ کف کا صلہ عن ذکر کیا ہے جو بعد کے لئے آتا ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے لنصوت عند السوء والفحشاء ہم یوسف سے برائی اور بے حیائی کو دور ہٹا دیں یہ نہیں فرمایا نصوت عند السوء والفحشاء۔

(یوسفؑ کو برائی سے ہٹا دیں) یہ اگر ہوتا تو شبہ ہوتا، کہ یوسفؑ کے دل میں برائی (قصید زنا) آگئی تھی بلکہ اللہ نے برائی اور بدی کے ارادہ کو ہی دور دور رکھا اور یوسفؑ تک پہنچنے ہی نہ دیا۔ اسی طرح اللہ نے یہود کو حضرت مسیح سے دور دور رکھا۔

**تیسری دلیل** جو مدعا بالا کی مؤید ہے یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بوقت محصوری آسمان پر لے جانے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے جیسا کہ سابقاً بروایت ابن عباس رضی عنہما کو علم قرآن بہ دعائومی کا حاصل تھا۔ مذکور ہو چکا ہے۔ اسی کی طرف قرآن مجید

نے یہودی غیبت کی اس شرارت پر انہیں یہ وبال پہنچا کہ وہ جلا وطن کر

دیئے گئے (تفسیر ابن کثیر سورہ حشر ۱۲ منہ۔)

میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء کے پاس حضرت جبرائیلؑ آتے رہے۔ مگر اس طرح کا واقعہ کسی نبی کے ساتھ پیش نہیں آیا جیسا مسیحؑ کے ساتھ یعنی یہ کہ جبرائیلؑ انہیں دشمنوں کے فرغے سے نکال کر آسمان پر لے گئے ہوں یہی وجہ ہے کہ خاص مسیحؑ کے متعلق آیات میں بار بار آیا ہے اِنَّكَ نَاكٌ يُّدْرَسُ الْقُدُسُ۔ (سورہ بقرہ رکوع ۱۳۷) اہم نے مسیحؑ کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ نازل فرمایا۔

اسی طرح خدا تعالیٰ قیامت کے دن مسیحؑ کو یہاں عام یاد دلائے گا اِنَّكَ نَاكٌ يُّدْرَسُ الْقُدُسُ (سورہ صافات ۱۸۶) اے عیسیٰ! وہ وقت یاد کر جب میں نے تجھے روح القدس سے تائید بخشی یعنی آسمان پر زندہ اٹھایا، اَللّٰهُ تَفْسِيْرُ ذٰلِكَ (تفسیر کبیر جلد ۲۲۶) آیات بالا کی موجودگی میں یہ اعتقاد رکھنا کہ معاذ اللہ یہودی حضرت مسیحؑ کو صلیب پر چڑھا دیا اور آپ کے ہاتھوں میں میخیں مٹھوئیں۔ ایک صریح کفرہ اور کفریہ عقیدہ ہے۔ یقیناً حضرت مسیحؑ باعانت جبرائیل علیہ السلام بحکم و بموجب وعدہ الہی جو جلد اور بلا توقف پورا ہونے والا تھا یہودی کے ہاتھوں میں بتلائے آلام ہونے سے پیشتر زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

سوال [ جبکہ دیگر تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں رکھ کر تشریف لے لیا ہے تو محفوظ رکھا تو حضرت مسیحؑ کی کیا خصوصیت تھی کہ انہیں آسمان پر اٹھایا۔ آنحضرت صلیع کو کیلئے اٹھایا؟

الجواب [ چونکہ امر مقدس ریو نہی تھا کہ حضرت مسیحؑ نہ صرف بلا باپ پیدا ہونے کے بلکہ ایک عرصہ دراز تک زندہ رہنے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے نشان قدرت بنائے جائیں۔ اور آخری زمانہ

میں وہ کہ ہاتھ سے خدمت اسلام لے کر حضرت صلعم کی شان کو دوبالا کیا جائے کہ آپ کا وہ مرتبہ ہے کہ متقل اور صاحب شریعت و کتاب رسول بھی آپ کی اتباع کو اپنی سعادت سمجھیں۔ حتیٰ کہ امت محمدیہ کے آگے ہو کر امام الصلوٰۃ بھی بنیں اور گواہی دیں کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ دُمُشَكُوتٌ** باب نزدل عیسیٰ علیہ السلام اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھا لیا۔

**مرزائیوں سے ایک سوال** [صاحبان! آپ مسیح کی ولادت بلا صاحب کی تصریحات موجود ہیں۔ پس بتلائیے کہ کیا وجہ ہے خدا نے دیگر انبیاء کو تو ماں باپ دونوں کے ذریعہ پیدا کیا مگر مسیح کو بلا باپ جو جواب تم اس کا دو گئے اسی کے اندر ہمارا جواب موجود ہے۔

**پوچھنی دلیل** آیات مذکورہ بالا سے بوضاحت ثابت ہو چکا ہے کہ خدا نے یہود کے لئے یہود کے مکر و فریب سے حضرت مسیح کو بکلی محفوظ رکھا اور انہیں اپنی طرف اٹھایا۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ نے حضرت مسیح کے متعلق ارشاد فرمایا ہے **رَجَعْنَاهُ إِلَى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** (ال عمران ۵۶) - مسیح دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی صاحب وجاہت ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہود نے آپ کو صلیب پر چڑھا دیا کیونکہ بائبل میں مذکور ہے کہ جو دار پر کھینچا گیا وہ لعنتی ہے تو یہ سراسر دنیاوی وجاہت کے منافی و مفار سے ہیں حضرت وحمہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ صلیب پر چڑھا گئے، ایک لعنتی عقیدہ ہے۔ خود مرزا صاحب اس عقیدہ کو خلاف وجاہت سمجھتے ہیں چنانچہ راقم ہیں:-

وَجِئْهُمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ دنیا میں بھی مسیح کو اس کی  
 زندگی میں وجاہت یعنی عزت۔ مرتبہ۔ عظمت۔ بزرگی  
 ملے گی اور آخرت میں بھی اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ نے  
 ہیرودیس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی بلکہ غایت  
 درجہ کی تحقیر کی گئی۔ سچی بات یہ ہے کہ جب مسیحؑ نے ملک  
 پنجاب کو اپنی تشریف آوری سے شرف بخشا تو اس ملک  
 میں خدا نے ان کو بہت عزت دی۔ حال ہی میں ایک سک  
 ملا ہے اس پر حضرت عیسیٰؑ کا نام درج ہے۔ اس سے یقین  
 ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے اس ملک میں آکر شاہانہ عزت  
 پائی۔ (۱۷ رسالہ مسیح ہندوستان میں)

اس عبادت سے صاف ظاہر ہے کہ واقعہ صلیب والا قصہ وجاہت  
 کے سراسر منافی ہے۔ باقی رہا ملک پنجاب میں مسیحؑ کی آمد سو ایک یہود وہ  
 قصہ اس بے ثبوت بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واقعہ صلیب سے قبل حضرت  
 مسیحؑ کو بلا توقف و بجلد۔ "تونی و رفع کا وعدہ دیا تھا۔ پس کشمیر کا  
 ڈھکوسلہ خلافِ قرآن ہے۔ حضرت مسیحؑ ۱۲ اسی وقت اٹھائے گئے  
 تھے۔

ماسوا اس کے بغرض محال مان بھی لیا جائے تو بھی یہ وجاہت  
 کھلی نہیں کیونکہ بقول مرزا صاحب جب ایک دفعہ انتہائی رسوائی ہو  
 چکی، پھر عزت ملی بھی تو کیا ملی۔ حالانکہ خدا نے بلا استثناء مسیحؑ کو وجیہ قرار  
 دیا ہے۔

پانچویں دلیل دَقُّوْ لَهُمْ اِنَّا تَتْلُوْا السِّیْمَہٗ عِیْسٰی ابْنِ  
 مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ دَقُّوْا تِلْوَہٗ دَمَا صَلْبُوْہٗ  
 وَ لٰکِنْ نَّشِیْئَہُمْ لَہُمْ دَمَا تَتْلُوْہٗ یَقِیْنٰ۔

بَلَدَقَعَ اللّٰهُ الْيَمِيْنُ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا - (نساء ع ۲۲)  
 یہود پر لعنت پڑنے کا ایک سبب ان کا یہ قول ہے کہ ہم نے مسیح  
 ابن مریمؑ رسول اللہ کو قتل کر دیا۔ حالانکہ نہیں قتل کیا اس کو اور نہ صلیب  
 پر چڑھایا اس کو۔ لیکن انہوں نے قتل کیا اور صلیب دیا اس شخص کو جو  
 ان کے لئے مسیح کی شکل بنایا گیا۔ یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ  
 اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والی  
 ہے۔

آیت اِنِّیْ مُصَوِّمٌكَ ذَرِّاۤءَیْ نَعْلُکَ اِیَّیْ - میں جس بات کا بلا  
 توقف وعدہ غفا اس کا ایسا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ بظاہر  
 یہ کام بڑا خارق عادت معلوم ہوتا ہے اس لئے ساتھ فرما دیا کہ  
 تعجب نہ کرو یہ زبردست حکمت والے خدا کا فعل ہے جس کے نزدیک  
 کوئی بات مشکل نہیں۔

نوٹ۔ اس آیت میں حضرت مسیحؑ کا ذکر ہے جو زندہ رسول تھا۔  
 خدا نے اسی کا رفع فرمایا ہے۔ پس یہ کہنا کہ رفع سے مراد روحانی رفع  
 ہے نظم قرآن کے صریح خلاف ہے۔

اعتراف آیت بَلَدَقَعَ اللّٰهُ میں لفظ "بل" ابطالیہ نہیں۔ بخیریں  
 نے لکھا ہے کہ لفظ "بل" قرآن میں نہیں آ سکتا۔

(مرزائی پاکٹ بک)

الجواب پھر تو یہ مطلب ہوا کہ کافر یہود سچے ہیں جو کہتے تھے ہم نے  
 مسیح کو قتل دغیرہ کر دیا۔ اے جناب اتم نے خود بخوالہ کتب  
 خود لکھا ہے کہ جب خدا کا ارکان قول نقل کرے تو بغرض تردید اس  
 میں۔ بل۔ "آ سکتا ہے" (ص ۲۴) یہی معاملہ اس جگہ ہے۔

خود مرزا صاحب مانتے ہیں کہ اس جگہ لفظ "بل" تردید قول کفار



کے لئے ہے۔

”مسیح مصلوب۔ مقتول ہو کر نہیں مرا بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھایا“ (ازالہ حجاب ۵۹۱ ط ۱)

**اغتراض** [رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔  
(ازالہ حوالہ بالا)]

**جواب** [وعدہ بلا توقف و بجلد رفع کا تھا۔ اگر آپ کے معنی صحیح ہوں تو مطلب یہ ہوا کہ مسیح اسی وقت عزت کے ساتھ مر گیا تھا اور کون نہیں جانتا کہ یہ یہود کی تائید ہے۔ چونکہ یقیناً حضرت مسیحؑ اس زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کو بھی اقرار ہے۔ لہذا اس وقت جو رفع ہوا وہ یقیناً زندہ آسمان پر اٹھایا جاتا تھا۔]

اس کے علاوہ رفع کے معنی عزت و موت لینے نہ صرف جو تمام کتب لغت کے خلاف جوئے کے مردود ہیں۔ بلکہ اسی میں نقص ہے کہ کلام ربانی درجہ فصاحت سے گرجا ہے کیونکہ کھٹوتہ کے پہلے کھٹوتہ کا وعدہ موجود ہے اور توفی کے معنی جیسا کہ ہمک عربیہ اور تحریرات مرزا سے ثابت کر آئے ہیں کسی چیز کو پورے لینے کے ہیں۔ پس یہ کہنا کہ زندہ اٹھایا۔ پھر ساتھ ہی یہ کہنا کہ عزت کی موت دے کر اٹھایا۔ یہ منضاد کلام خدا کی شان سے نفید ہے۔ اگر کہ جائے کہ کھٹوتہ کے معنی بھی موت ہیں تو بھی خلاف فصاحت ہے کیونکہ جو بات ایک لفظ سے ادا ہو سکتی تھی اس کو دو فقرے میں بیان کرنا بھی نشان بلاغت پر دھبہ ہے۔ حاصل یہ کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیحؑ کو مار دیا۔ ان کے جواب میں یہ کہنا کہ ہاں، ار تو دیا تھا۔ مگر یہ عزت کی موت ہے۔ یہود کی تردید نہیں بلکہ تصدیق ہے حالانکہ خدا تعالیٰ

اس عقیدہ کو لغتی قرار دیتا ہے۔

**اعتراض** [رَفَعَهُ اللَّهُ - میں "ہ" کی منہ پر مسیح مع الجسم کی طرف نہیں مراد یہ ہے کہ مسیح کی روح کو اٹھایا۔]

**الجواب** [اس میں بھی وہی نقص ہے جو اوپر مذکور ہو چکا۔ یعنی ایسا کہنا یہود پلید کی موافقت ہے۔]

**اعتراض** [آنحضرتؐ دو مسجدوں کے درمیان دعا مانگتے تھے کہ خدایا میرا رفع کر، اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ متواضع بندے کا رفع ہو جاتا ہے۔]

**الجواب** [چونکہ رفع کے پہلے تونی کا ذکر ہے اور تونی کے معنی حسب زبان عرب و اقرار مرزا پورا لینے کے ہیں۔ اس لئے اگر

رفع کے معنی بغرض محال بندی و درجات بھی لئے جائیں تو ہمارے دعا کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مسیحؑ بموہ جسم آسمان پر اٹھایا گیا جیسا کہ مُتَوَقَّعٌ کا منشا ہے جس سے اس کا مرتبہ بھی بلند ہو گیا۔]

اگر تونی کے معنی موت لے کر رفع درجات مراد لیا جائے۔ تو یہ یہود کی مطابقت ہے کیونکہ وعدہ بلا توقف و بجلد "تونی اور رفع کا عطا۔ جو یقیناً اسی وقت پورا ہو گیا۔ پس رفع کے معنی موت نہیں بلکہ زندہ اٹھانا ہیں۔]

**اعتراض** [رَفَعَهُ اللَّهُ میں خدا کی طرف اٹھانا مرقوم ہے۔ آسمان کا کہاں ذکر ہے؟]

**الجواب** [خدا کے لئے فوق و غلو ہے۔ انہی معنوں سے قرآن میں کہا گیا ہے عَزَّ وَ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ اَنْ يَخْتَفِيَ

يَكُمُ الْاَرْضُ ..... اَمْرًا مِّنْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ اَنْ يُرْسِلَ

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا۔ (الایتما دسورہ الملائک) کیا تم خدا سے ڈر رہو گے۔ جو روح آسمان پر ہے کیا تم اس ذات سے خوف نہیں کرتے جو آسمان پر ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے یا تم پر ہواؤں سے پتھر اوڑھ دے۔  
ایسا ہی آنحضرت صلعم انتظار و حق کے وقت آسمان کی طرف دیکھ کر کہتے تھے قَدْ شَرَى ثَقَلْبُكَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاوَاتِ۔ "البتہ ہم دیکھتے ہیں تیرا آسمانوں کی طرف منہ کرنا۔ سو ہم تجھے اسی قبلے کی طرف پھیریں گے۔ جدھر تیری خواہش ہے (بتبرکات)۔  
اسی طرح خود مرزا صاحب نے مدفعہ اللہ کے معنی آسمان کی طرف اٹھایا جانا لکھے ہیں :-

"قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہوجانے کے بعد اللہ کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی :-

(انزالہ ص ۲۶ ط ۱)

اس تحریر میں بعبارة النفس دفعہ اللہ کے معنی آسمان پر اٹھایا جانا موجود ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ مرزا صاحب نے روح کا اٹھایا جانا کہا ہے۔ سو اس کا رد ہم سابقاً کر آئے ہیں کہ یہ معنی یہود کی سرشت سے نکلے ہیں :-

اعراض دفعہ اللہ میں مسیح کا زندہ خدا کی طرف اٹھایا جانا

نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لفظ "الی" غایت انتہا کے لئے آتا ہے۔ کیا حضرت مسیحؑ بلا فاعلہ خدا کے پہلو پہ پہلو بیٹھے ہیں؟

دفعہ اللہ کے معنی آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہیں۔ جیسا کہ

جواب ان خود مرزا صاحب نے بھی آسمان کی تصریح کی ہے۔ اگر کسی

پر جسی زنگ دل دور نہ ہو تو سنو! مرزا صاحب راقم ہیں :-

"إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ۔"

یعنی پاک روحیں خدا کی طرف صعود کرتی ہیں اور عمل صالح ان کا رفع کرتا ہے۔ (ازالہ ضلالت ۴۴ ص ۱۶)

کیونکہ جناب! یہ روحیں جو خدا کی طرف صعود کرتی ہیں کیا خدا کے ساتھ چمٹ جاتی ہیں یا درمیان میں کچھ فاصلہ ہوتا ہے؟

جَوَابُكَ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

یہود و نصاریٰ متفقہ طور پر مسیح کی موت فنی کے منکر ہیں اس بارے میں قرآن نے ان کی تردید نہیں کی بلکہ

مسیح کا زندہ اٹھا لینا ظاہر کر کے تائید کی ہے۔ اب سوال ہو سکتا تھا کہ مسیح جو آسمان پر اٹھائے گئے کیا وہیں فوت ہوں گے اس کا جواب بدل

دفعہ اللہ والی آیت کے آگے یہ دیا کہ **وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا كَیَوْمَئِذٍ یَاۤتِیْكَ**

**عَلٰیہُمْ سَھٰبٌ مِّنْ سَھٰبٍ** اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب سے مگر ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ سے اس کی موت سے پہلے اور عیسیٰ اقامت

کے دن ان پر گواہ ہوگا۔ اس آیت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ یہود و نصاریٰ مسیح کی موت

علی الصلیب کے عقیدہ میں باطل پر ہیں اور مرزا قادیان علیہ پر جڑھنے کے بعد کشمیر میں آئے اور وہیں مدفون ہونے کے عقیدہ میں

کاذب اکذاب میں پڑے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ سب اہل کتاب مسیح پر ایمان لائیں گے

اعتراض! یہ غلط ہے کیونکہ کئی اہل کتاب نزول مسیح سے پیشتر فوت ہو چکے ہیں۔ کئی مسیح کے نزول کے وقت مقتول ہوں گے۔

**الجواب** اس آیت میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جو نزول مسیح کے بعد ان پر ایمان لائیں گے چنانچہ الفاظ

۱۔ اس پر دلیل ہیں۔ فقرہ کیسے و صحت  
 "مضارع موزکد بہ کون تعقید ہے جو مضارع میں تاکید مع  
 خصوصیت زمانہ مستقبل کرتا ہے۔"

(مرزائی پاکٹ بک صفحہ ۵۰۲ و ۵۰۳)

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جن کو خود مرزائی  
 مجتہد صدی مانتے ہیں اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:-

"وہا شد یسج کس از اہل کتاب۔ البتہ ایمان آور و بعسی  
 پیش از مردن عیسیٰ و روز قیامت باشد عیسیٰ گواہ بر ایشان  
 (حاشیہ میں اس کا حاصل مطلب یہ لکھتے ہیں) یعنی یہودی کہ  
 حاضر شوند نزد عیسیٰ ارا البتہ ایمان آزند"

۲۔ "نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا،  
 ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت  
 کے ہوگا اور اس کے گواہ" (فصل الخطاب مصنفہ مولیٰ  
 نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان ص ۲۸ جلد ۲)

۳۔ وان من اهل الكتاب احد الا يومنن  
 بعيسى قبل موت عيسى و هما اهل الكتاب  
 الذين يقفون في زمانها فتكون ملّة  
 واحدة و هي ملّة الاسلام و بهذا  
 جذما بن عباس فيما رد ۱۵۱ ابن جرير من  
 طريق سعيد بن جرير عنه باسناد صحيح  
 زادشاد السامري شرح صحيح البخاري جلد ۵ ص ۱۹۵

"ایہا جریر جو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے" حاشیہ  
 ص ۲۵ چشمہ معرفت مصنفہ مرزا، بلکہ "رئیس المفسرین" ہے ص ۱۶۸ و ۱۶۹

طا (آئینہ کلمات)

اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو "قرآن کریم کے سمجھنے میں  
اول نمبر والوں میں ہیں اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرتؐ کی ایک دعا  
جی ہے " (ازالہ اوہام ص ۲۲ ط ۱) اسناد صحیح روایت لاکے ہیں کہ آیت  
اِنَّ مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ ہیں وہ اہل کتاب مراد ہیں جو اس زمانہ میں ہونگے  
پس وہ ایک ہی مذہب اسلام پر آجائیں گے۔ اب سنئے مرزا صاحب  
کا ترجمہ:-

کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے  
مسیح پر ایمان نہیں لائیگا۔ دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی  
ہے کیونکہ آیت اپنے نزول کے بعد کے زمانہ کی خبر دیتی  
ہے بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریح ہے۔  
(الحق دہلی ص ۳۲)

مرزا صاحب نے آدھا ترجمہ صحیح کیا ہے آدھا غلط۔ بہر حال ان  
تراجم اربعہ سے یہ امر صاف ہے کہ آیت کا مطلب بلکہ "دلالت صریحہ"  
یہی ہے کہ آئندہ زمانہ میں اہل کتاب مسیح پر ایمان لائیں گے فہذا مرادنا۔  
اِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَّا یَسْتَعِیْذُ بِکَ یَوْمَئِذٍ کہ جو دوسری قرأت میں مؤتمم آیا ہے  
(ص ۲۵۳) مرزا فی پاکٹ بک بحوالہ ابن جریر، ایسا ہی مرزا صاحب  
غلو پہنچتا ہے۔

الجواب [قرآن پاک میں قبل موتہ مذکور ہے حضرت ابی کی یہ قرأت  
بوجہ شاذ ہونے کے متروک ہے۔ حضرت عمر و دیگر صحابہ  
حضرت ابی کی اس قسم کی قرأتوں کو نہیں مانتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری  
پذہ ۱۰۰ کے آخر میں ہے قلہما ابی قریبنا دانا لندۛ من لحن  
بہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابی بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ لوگ

ان کی غلط قراءتوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہی حق ہے۔ ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نور الدین صاحب بغور ملاحظہ ہو۔ نیز قبل موہم دہلی قرأت جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نذب محض ہے کیونکہ اس میں دو راوی مجروح ہیں۔ اول خسیف درم غناب ابن بشیر تقریب میں خسیف کے متعلق مندرج ہے نَسِيْتُ الْخَطِطِ خَلَطَ يَا خَدِمُ رُحْمِي يَا لَآرْجَاءِ۔ (مرزا صاحب کی طرح) خراب حافظہ والا۔ اس پر مرجہ ہونے کا الزام دھرا گیا۔ میزان الاعتدال میں ہے مَعْقُفَةُ أَحْمَدُ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ تَكَفَّرَ فِي سُوءِ حِفْظِهِ وَقَالَ أَحْمَدُ أَيْضًا تَكَفَّرَ فِي لَآرْجَاءِ وَقَالَ عَثْمَانُ بْنُ عَدِيٍّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ رَأَيْتُ عَلَى خَصِيفٍ ثِيَابًا سَوَدًا كَأَنَّ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ يَعْنِي ضَعِيفَ الْحَدِيثِ أَوْ سَيِّئَ الْحَافِظِ أَوْ مَرَجِيهٍ هُوَ كَ الْعَلَاوَةِ جَوْرٌ بَعِيٌّ تَحَا۔ بیت المال سے حضرت نے چارواڑا کر امیرانہ ٹھاٹھ بنانے کو موندھوں پر لٹکالی۔ چہ خوش!

اب سنیہ! دوسرے صاحب غناب کا احوال وہ بھی ضعیف ہیں چنانچہ میں ان میں ہے۔ قَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ هَذَا فِي أَحَدٍ دِثٍ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينَةِ كَانَ أَصْحَابُنَا يَضَعُونَهُ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَدِيثٍ أَنْتَهَى مَلَخَصًا اس روایت کے جھوٹی اور بناوٹی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ہم ارشاد الساری شرح صحیح بخاری سے بحوالہ روایت ابن جریر انہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحیح السند روایت درج کر آئے ہیں جس میں صاف الفاظ میں یہی بیسی قبل مرتب عیسیٰ۔ پس موہم دہلی روایت مردود ہے۔

اب سنیہ! مرزا بیڑوں کے پیغمبر اعظمؐ کی الہامی کتب سے قبل موقتہ کی تفسیر۔

مکوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ پر x x ایمان نہ رکھتا ہو (قبل موت) قبل اس کے کہ اس حقیقت پر ایمان لارے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرنے لگا۔ (صفحہ ۱۵۲ ط ۲)

حضرات دیکھئے کس قدر پر فریب اور کیسا بھڑا اور بد نما ترجمہ ہے تاہم اس میں قبل موت کی ضمیر بطرف مسیح پھیری ہے فہو المطلوب۔

**اعترض** یہ مضمون بدلہ کی ضمیر میں بھی اختلاف ہے کوئی عیسیٰ کی طرف [بھیجے تاہم کوئی انحضرتؐ اور قرآن کی طرف (صفحہ ۲۴۳)

**پاکٹ بک**  
**الجواب** قرآن پاک میں تو مسیح کی طرف ہی ہے لوگ جو چاہیں کہیں اس طرح ترجمہ شاء ولی اللہ صاحب اور ترجمہ مولوی نورین

اور روایت ابن عباسؓ اور تحریر مرزا صاحب مندرجہ صفحہ ۱۳۲ الحق دہلی جو سب نقل کرتے ہیں صاف شاہد ہیں کہ لیسو مائن عیسیٰ قبل موت عیسے خود تم نے اسی صفحہ پاکٹ بک پر بدلہ کی ضمیر بطرف مسیح پھیری ہے یہود کا یہ فرور حضرت عیسیٰ کے مصدر ہونے پر ایمان لایکا کہہ کیا کہتے ہو؟

**اعترض** قرآن تو کہتا ہے کہ اہل کتاب میں قیامت تک عداوت رہے گی۔ پس وہ سب کے سب ایمان کیسے لائیں گے ماسوا اس کے جب سب لوگ ایمان لائیں گے تو مسیح کے متبع کن کافروں پر قیامت تک غالب رہیں گے؟

**الجواب** عداوت یہود و نصاریٰ کے وجود تک ہے۔ جب وہ سب اسلام لا کر مسلمان ہو جائیں گے۔ اس وقت سب عداوتیں مٹ جائیں گی۔ جلدی میں یہ نہ کہہ دینا کہ عداوت الی یوم القیمۃ



ہے اور الی کا لفظ چھٹ جانے کے معنی میں آتا ہے۔ الی کے معنی قریب ہوتے ہیں یعنی الی یوم القیامت سے مراد قرب لیوم القیامت ہے کیونکہ فنا کے عالم کے بہت عرصہ کے بعد قیامت کا دن ہوگا۔ جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ جب کوئی آدمی ہی نہ زندہ ہوگا تو دشمنی، کس میں ہوگی؟ پس لا محالہ الی کے معنی قرب کے کرنے ہوں گے۔

**اغتراض** [جب سب مومن ہو جائیں گے تو پھر غلبہ کن کافروں پر ہوگا۔]

**الجواب** [کافروں پر غلبہ اسی وقت تک ہے جب تک کافر موجود ہوں جب کافر ہی نہ رہیں گے سب مومن ہو جائیں گے۔ اس وقت یہ سوال اٹھانا ہی دلیل جہالت ہے۔]

قرآن میں بھی اور حدیث میں بھی سب کا مومن ہونا مقرر ہے پھر ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اس زمانے میں لیکن یحییٰ الثنیں عداۃ (مشکوٰۃ باب لا تقوم الساعۃ) پھر اس کے بعد جب کافر ہوں جائیں گے اس وقت مومن ہی کوئی نہ ہوگا۔ لہذا وہاں بھی یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ غلبہ مومنوں کا بھی تک موعود ہے جب تک مومن رہیں۔ غرض الی یوم القیامت سے مراد قرب قیامت ہے۔

**دوسرا جواب** [ایمان اور عداوت میں باہمی منافات نہیں ہے۔ دونوں باہم جمع ہو سکتے ہیں۔ سمجھ میں نہ آئے تو کھانوں اور لاہوریوں کو دیکھ لیجئے کہ دونوں احمدی کہلاتے ہیں اور ایمان کا بھی دعویٰ ہے لیکن آپس میں کتنی منافرت اور عداوت ہے اس حدیث نے صاف فیصلہ کر دیا کہ یہود و نصاریٰ کی عداوت مومنوں کا کافروں پر غلبہ جس کے لئے قرآن میں الی یوم القیامت دہر د

ہے اس کا مطلب قرب قیامت ہی ہے۔

**ساتویں دلیل** اہم سابق قرآن مجید کی متعدد آیات قطعی الدلالت  
 ان کے حضرت مسیح کا آسمان پر اٹھایا جانا و نازل ہونا  
 ثابت کر آئے ہیں۔ اب ہم ایک اور آیت پیش کرتے ہیں جس میں بھی  
 ان کے نزول کا ذکر ہے چونکہ کوئی شخص جب تک کہیں نہ جائے وہاں  
 سے آیا نہیں کرتا اس لئے آمد کا ذکر مثبت رفت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا  
 ہے وَكَمَا هُوَ ابْنُ صَوَابٍ مِّثْلَهُ إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ  
 إِلَى تَوَلَّيَهُ تَعَالَى كَانَهُ لَعَلُّهُ لِّلْإِسَاءَةِ لَا تَمْتَدُّنَ بِهَا وَاتَّبِعُونِ  
 هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ وَلَا يَصُدُّ لَكُمْ الشَّيْطَانُ إِنْ كُنْتُمْ  
 عَذْرَاءً مُبِينًا (الزخارف) پ ۲۵۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو نبی ابن مریم کا ذکر کیا جاتا ہے  
 تیری قوم (کفار مکہ و قادیان وغیرہ) جل اٹھتے ہیں (انہیں اپنی بدذوقی  
 و بے ایمانی میں رہنے دے) لاریب وہ تو قیامت کی نشانی ہے  
 (ان کو کہہ دے کیوں شامتیں آئی ہیں) اس نشانی (یعنی اس کے  
 قیامت کی نشانی از رُسے نزول من السماء ہوتے ہیں) شک نہ  
 کرو۔ اور میری اتباع کرو۔ یہ سید صراطِ مستقیم ہے۔ شیطان تمہارا  
 کھلا دشمن ہے (جو نزولِ مسیح کے متعلق طرح طرح کے وساوس  
 ڈال کر تمہیں اس ایمان سے علیحدہ کرنے میں ساعی ہے) سو تم  
 اس کے شکارِ فریب نہ بنو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کتابِ حدیث ابن ماجہ میں  
 موقوفاً اور مسند احمد میں مرفوعاً مروی ہے عن عبد اللہ ابن  
 مسعود قال لما كان ليلة اسرى برسول الله صلى الله عليه  
 وسلم هي ابراهيم و موسی و عیسی فتذاكر الساعه

قَدْ أَتَىٰ بِهَا هَدًى فَسَأَلُوهُ عَنْهَا فَلَمْ يَكُنْ عَنْهَا مِنْهَا عِلْمٌ  
فَرَدَّ الْحَدِيثَ إِلَىٰ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ فَقَالَ قَدْ عَمِدَ إِلَىٰ فِيمَا  
دُونَ حُجَّتِهَا فَأَمَّا حُجَّتُهَا فَلَوْ يَعْلَمُ مَا إِلَّا اللَّهُ فَذَكَرَ خُورُجَ  
الدَّجَالِ قَالَ فَاذْهَبْ فَاقتله الْحَدِيثُ (۲۱) (۲۲) (۲۳)  
مَتَّ بَابُ فَتْنَةِ الدَّجَالِ وَخُورُجِ عِيسَىٰ ابْنِ  
مَرْيَمَ (۲۴)

مصران کی رات انبیاء کے ملاقات کے وقت قیامت کا تذکرہ شروع  
ہوا تو سب نے اس کے وقت سے لاعلمی ظاہر کی۔ آخر جناب مسیحؑ سے سوال  
کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا، علم تو مجھے بھی نہیں البتہ مجھ سے وعدہ ہوا قیامت  
کے نزدیک کا۔ آپؑ نے دجال کا ذکر فرمایا اور کہا کہ میں نازل ہوں اس  
کو قتل کروں گا۔

اسی طرح بہت سی احادیث میں قیامت کے قریب مسیحؑ کا نزول  
لکھا ہے جو آئندہ باب ثبوت حیات مسیحؑ ان احادیث میں تحریر ہوئی۔  
انشاء اللہ تعالیٰ +

آیت اِنَّكَ لَعَلَّ لَسَّاعَتًا کی تفسیر میں حضرت بن عباسؓ سے  
جن کو بدعا بنوی علم قرآن حاصل تھا جو مزار کو بھی مسلمہ سے مسند محمدیہ  
اول ص ۳۱ - درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲ - فتح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۰۹  
ص ۱۴ وغیرہ میں مروی ہے کہ اس آیت میں مسیحؑ کا نزول قبل ازیں قیامت  
مستلزم و مقصود ہے۔ ایسا ہی "ابن جریر رئیس المفسرین" کی  
تفسیر جلد ۲۵ صفحہ ۴۴ میں ہے۔

اسی طرح محدث عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہی  
روایت کی ہے۔

**اعتراض** [اُنہ کی ضمیر مسیح کی طرف نہیں۔ قرآن کی طرف ہے۔ ساعت سے مراد قیامت نہیں ہے۔]  
**جواب** [قرآن پاک کی آیت و حدیث نبوی۔ واقوال صحابہ کے ہوتے ہوئے یوں دلیری کرنی سخت غلطی ہے۔ اب آؤ ہم مرزا صاحب کے دستخط اس پر کرا دیں:-]

قرآن شریف میں ہے **انہ لعلو للسماعۃ** یعنی اے یہودیو! عیسیٰ کے ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائیگا،

(صلۃ العجاز احمدی)

صاف ظاہر ہے کہ اُنہ کی ضمیر بطرف مسیح تسنیم کی گئی ہے۔  
**ان فرقۃ من الیہود لکاذبا کافرین یوجود**  
**القیامۃ فاخبرہما اللہ علی لسان** بعض  
**انبیاء کما ان انبیا من قومہم یولد من علیاب**  
**وہذا یكون ایتا لام علی جود القیامۃ ص ۹** حاتمۃ البشری  
 مرزا صاحب،

یعنی ایک فرقہ یہود کا قیامت کے وجود سے منکر تھا۔ خدا نے بعض انبیاء کی زبانی ان کو خبر دی کہ تمہاری قوم میں ایک لو کا باپ پیدا ہوگا۔ یہ قیامت کے وجود پر ایک نشانی ہے۔

اسی جدت سے ثابت ہے کہ قیامت سے مراد حقیقی قیامت ہے۔  
 نہ وقت نہ گھر ہی۔ اسی طرح خود محنف مرزائی پاکٹ بک میں انہ کی ضمیر بطرف مسیح لکھی ہے۔ اور ساعت سے مراد حقیقی قیامت لکھی ہے۔  
**احقر اخص**۔ مسیح کا نزول تو آئندہ ہونا تھا پہلے سے ہی کیسے

کہہ دیا کہ شک نہ کرو۔ جب ابھی نشانی تے مدت کے بعد آنا ہے تو ان کو شک سے کس برتے پر رکھا جاتا ہے؟

**الجواب** [اے جناب! ایک صحیح واقعہ ہونے والی بات پر شک نہ کرنے کی ہدایت کرنا کیا ناجائز ہے؟ یہاں تو کفار مخاطب ہیں جو آدمی مسیح کے منکر ہیں۔ خدا تعالیٰ تو حضرت موسیٰؑ جیسے مصدق و مصدق رسول کو بھی بطور ہدایت فرماتا ہے إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ بِالْحَقِّ قَوْلِهِ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ أَزَلَّ يَوْمُنَ يَهَا أَلَّا يَتَرَاهَا ع ۱۱] مے موسیٰؑ قیامت بے شک و شبہ آنے والی ہے۔ خبردار کوئی بے ایمان تجھے اس کے ماننے سے روک نہ دے بھلا اس جگہ کوئی مخالف آریہ دیگرہ تم پر اعتراض کرے کہ موسیٰؑ کو قیامت پر شک نہ تھا پھر یہ وعظ کیا معنی رکھتا ہے تو کیا کہو گے؟

اؤ تمہیں منہارے گھر سے مثال دیں لعل کو تعقلون سنو! مرزا جی کا نکاح آسمانی دنیا میں نہ ہونا منہارے مسمات سے ہے باوجود اس صریح بھوٹی پیشگوئی کے مرزا صاحب کا الہام کنندہ قبل از وقت کہتا تھا۔ اے مرزا:-

”الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ“

یہ نکاح تیرے رب کی طرف سے حق وافع ہونے والا ہے

تو کیوں شک کرتا ہے؟ (ازالہ اہام ص ۳۹ ط ۱۶)

کیوں جناب یہ کیا بات ہے! کہ نکاح سے پہلے ہی شک سے روکا جاتا ہے ع

لو آپ اپنے دام میں مبتلا آگیا

وَأَنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا يَوْمُنَ يَكُونُ  
أَعْمُوسُ دَلِيلُ [اقتل موتہ و یوم القیامت یكون

شہیدنا سے ظاہر و عیاں ہے کہ حضرت مسیحؑ آخری زمانہ میں نزول من السماء وفات پائیں گے اور قیامت کے دن یہود و نصاریٰ گرا ہوں گے اسی کی مزید تشریح و تائید آیت ذیل سے ہوتی ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي ذُرِّيًّا قَالِ الْهٰنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِيْ اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّ اَنْ كُنْتُ ثَلٰثًا فَقَدْ عَلِمْتُمْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِىْ نَفْسِىْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلٰمُ الْغُيُوْبِ مَا كُنْتُ لَكُمْ اِلٰهًا اَمْرٌ نَّبِىٍّ يٰہَا اِنْ اَعْجَبُكَ اللَّهُ بِرَبِّىْ دَرَكِكُمْ فَاَنْتَ عَلَيْنَا مَثَلٌ شٰہِدٌ اَمَّا دُمْتُ فِیْہُمْ فَلَمَّا اَوْدَعْنِیْ كُنْتُ اَنْتَ الرَّاقِبُ عَلَیْہِم وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شٰہِدٌ - اِنْ تَعَذَّلْتُمْ عَنْہُمْ اَنۡہُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَعَفَّاہُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ - (المائدہ رکع آخری)

جب کہیگا اللہ تعالیٰ (دن قیامت کے) اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بناؤ۔ جواب دیں گے۔ پاک ہے تو اے معبود برحق! کیسے لائق تھا مجھ کو کہ وہ بات کہوں کہ جس کا مجھ کوئی حق نہیں۔ مگر میں نے کہا ہے تو تجھے علم ہو گا۔ تو جانتا ہے میرے دل میں تو اور میں نہیں جانتا ترے دل کی بات کو۔ لاریب تو ہی مجیدوں کو مانتے ہوئے ہے۔ نہیں کہ میں نے ان کو مکروہی جو مجھے تو نے ارشاد کی تھا کہ بہت کرو اس ذات پاک کی، جو میرا، تمہارا، سب کا پالنے والا ہے اور میں تمہارے نگہبان تھا۔ جب تک توئی سے پہلے ان میں رہا جب تو نے مجھے معبود و روح و جسم اپنی طرف اٹھایا، پھر تو تو ہی ان کا نگہبان تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے میرے آسمان پر نہ آنے جانے کے بعد مجھے پوچھا ہے۔ جیسا کہ میں دنیا میں اتر کر مشاہدہ

کر آیا ہوں ، اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے غلام ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تو غالباً وحکم ہے۔

اس آیت میں حضرت مسیح صاف اقرار ہی ہیں کہ وہ میرے ترقی کے بعد بگڑے ہیں۔ اب اگر توفی کے معنی موت لئے جائیں تو اس میں یہود پلید کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ توفی اور رفق کا وعدہ فوراً بلا توقف تھا۔ لامحالہ توفی کے معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے۔ اب اگر مسیح علیہ السلام زمین پر آئیں گے ہی نہیں تو قیامت کے دن امت کے بگڑنے کی شہادت کیسے دیں گے۔ یقیناً ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ ضرور دنیا پر آئیں گے تاکہ قیامت کے دن نیز تمام اہل کتاب ایمان لانے وغیرہ کی گواہی دیں اسی کی تائید ان جہین اہل کتاب - الایہ سے ہوتی ہے جس میں نص قطعی کے ساتھ مسیح کا زندہ ہونا اور بعد نزول آخری زمانہ میں وفات پانا اور قیامت کے دن اپنی امت پر گواہ ہونا مرقوم و موجود ہے ایسا ہی تائید تمام ان احادیث نبویہ سے ہوتی ہے جن میں نزول مسیحؑ یہ زمانہ آخری اور اس کے بعد وفات پھر مقبلاً نبویؑ میں مدفون ہونا مذکور ہے۔

اعتراض | امت کے بگڑنے کا علم مسیح کو قیامت کے دن دیا جائے گا۔

جواب | یہ کسی آیت سے بھی ثابت نہیں۔ قطعاً بے بنیاد ہے خود مرزا صاحب مانتے ہیں کہ مسیح کو قیامت

سے پیشتر امت بگڑنے کی اطلاع ہے۔

میرے پر یہ کشتاف ظاہر کیا گیا کہ یہ زہرناک ہو جو عیسائی قوم میں پھیل گئی ہے حضرت عیسیٰؑ کو اس کی خبر دی گئی تھی۔  
خدا نے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت

مسیح کو دکھایا گیا یعنی اس کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دی گئی  
(آئینہ کمالات مرزا ص ۲۵۴ ط ۱)

حضرات! ہمارے پاس قرآن پاک کی نص صریحہ اور احادیث نبویہ  
صحیحہ ہے جس پر اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح دنیا میں آئیں گے اور آکر اپنی  
امت کا حال بدوں ملاحظہ کر کے قیامت کو ان پر گواہ ہوں گے۔ بخلاف  
اس کے مرزا صاحب اپنا کشف بتاتے ہیں۔ سو اول تو خلاف قرآن و حدیث  
کسی کا کشف خود منہ لہذا قابل حجت نہیں ملاحظہ ہو ازہاد ہام ص ۳۶ ط ۱  
دوم یہ کشف ہمارے مخالف نہیں بلکہ ہمارے بیان کے ساتھ جمع ہو  
سکتا ہے یعنی مسیح کو قبل از نزول آسمان پر اس کی خبر دی گئی اور بعد از نزول  
بموجب آیت قرآن و احادیث نبی علیہ السلام بختم خود ملاحظہ فرمائیں گے  
بہر حال یہ متعین ہو گیا کہ مسیح کو قیامت سے پیشتر امت بگڑانے کا پتہ  
ہے مہوالمطلوب۔

ہماری اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرزائی جو کہا کرتے ہیں کہ  
مسیح قیامت کے دن اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے یہ انہ سرتنا پا جھوٹ فریب  
جنتان افترا ہے۔

ایک اور حرز سے | مرزائیوں کو مسلم ہے کہ عیسائی بعد تو فی مسیح کے  
بگڑے ہیں اور یہ بھی ان کا مذہب ہے کہ  
واحد علیہ کے بعد آپ کشمیر چلے آئے، ایک سو بیس برس زندہ رہے  
(تذکرۃ اشدادین مرزا ص ۲۱) حالانکہ۔

نہیں یہ بھی پورے تیس برس نہیں گزرے تھے کہ بجائے  
قدس پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ  
نے وہ ص ۱۰ چشمہ معرفت

کو... اہل بیت سے بلا تاویل ثابت ہے کہ مسیح کی ہجرت کشمیر کے



بعد فوراً تثلیث پھیل گئی تھی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ تونی کے معنی موت نہیں ہیں۔

**اعراض** بخاری کی حدیث میں ہے کہ بنی صلعم قیامت کے دن کہیں گے کہ میری تونی کے بعد میری امت بگڑی ہے اور حضرت مسیح کی مثال دیں گے پس ثابت ہو کہ تونی کے معنی موت ہیں۔

**الجواب** ایک ہی لفظ جب دو مختلف اشخاص پر بولا جائے تو حسب حیثیت و شخصیت اس کے جدا جدا معنی ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے حضرت مسیح اپنے حق میں نفس کا لفظ بولتے ہیں اور خدائے پاک کے لیے بھی "تعلو مافی نفسی ولا اعلو مافی نفسی" اب کیا خدا کا نفس ہو؟ مسیح کا نفس ایک جیسا ہے، ہرگز نہیں! طبعیک اسی طرح حضرت مسیح کی تونی بمعنی اخذ الشیء و انیاء پورا لینے کے ہے کیونکہ اگر موت لی جائے تو علاوہ نصوص صریحہ جن میں حیات مسیح کا ذکر ہے کہ خلاف ہونے کے یہود پلید کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ وعدہ تونی و رفع کا "بلا توقف و بجلد" پورا ہوا ہے جو سوائے رفع جسمانی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

**توین دلیل** قرآن مجید میں جہاں کہیں کسی شخص کو مقرب فرمایا ہے سب جگہ مذکور ساکنین آسمان ہیں چنانچہ (سورہ واقعہ میں جنتین کے حق میں لفظ مقرب وارد ہے اور قرآن و حدیث سے ظاہر ہے کہ جنت آسمان پر ہے۔ خود مرزا صاحب کو بھی یہ مسلم ہے) (ملاحظہ ہو ازالہ اہلام ص ۲۶۲، ط ۱)

دوسرے موقع پر آخر سورہ نساء فرشتوں اور حضرت مسیح کے حق میں اور تیسری جگہ سورہ آل عمران میں حضرت مسیح کے لئے دمن المقربین آیا ہے۔ مطلب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر ہیں۔

لے تونی کی بحث ۷۷۷ پاکٹ بک ہذا پر ملاحظہ ہو۔

چنانچہ اس کی تائید آیت انی متوفیک دلافعلک الی وایت بل  
رضہ اللہ الیہ وایت لیومنن بہ قبل موتہ جو حیات مسیح  
پر نصوص قطعیہ میں سے بھی ہوتی ہیں۔

**دسویں دلیل** یہ بات محتاج ثبوت نہیں کہ حضرت مسیحؑ کو خدا بنایا گیا  
ہے اور خدا کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ اس عقیدہ پر  
جو دلائل عیسائی دیتے ہیں وہ مسیح کی ولادت بلا پدر اور رفیع آسمانی ہے  
اب یا تو یہ ہر دو دلیلیں صحیح ثابت مدعا کے عیسائیت ہیں۔ یا غلط،  
اگر غلط ہیں اور یقیناً غلط ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک نے ولادت مسیحؑ بلا باپ  
والی دلیل عیسائیہ کو عیسائیوں کے مسلمہ عقیدہ اور فی الواقع صحیح مثال  
ولادت آدم بلا ماں باپ سے توڑا ہے اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ  
اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ الَّذِیْ خَلَقْنٰهُ مِنْ تُرَابٍ تُوَضَّرٰی وَلَازِمٌ مِّمَّا رَفَعَ اَسْمَانِی  
کی دلیل کو بھی اگر یہ نفس الامری میں غلط تھی تو واضح الفاظ میں توڑا جاتا ہے۔  
مگر سارا قرآن شریف ورق و رقی دیکھ جائیے کہیں بھی عقیدہ رفیع آسمانی  
کی تردید نہیں پائی جائے گی۔ یہ مطلب اس کا یہ ہوا کہ مسیحؑ فی الواقع  
زندہ آسمان پر موجود ہے۔ اب یہ سوال کہ پھر جس طرح بلا باپ  
پیدائش والی دلیل عیسائیہ کو آدم کی مثال سے توڑا ہے جو مسلمہ  
فریقین ہے اسی طرح رفیع آسمانی والی دلیل کو کیوں کسی مسلمہ فریقین  
مثال سے نہیں توڑا۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی اعتراض کرتے ہیں:-

- عیسائیوں نے خدا کے بیٹے ہونے کی ایک دلیل پیش کی کہ  
وہ بے باپ پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی تردید کی اِنَّ  
عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ پس ایسا ہی زندہ آسمان  
پر موجود ہونے کو عیسائی دلیل ابن اللہ ہونے کی قرار دیتے  
ہیں۔ اس کی مثال کیوں نہ بیان کی "والبسارغ المبین

مرزا صاحب کا آخری لیچر لاہور ص ۲۴)

## الجواب

اللہ تعالیٰ نے تو اس کی مثال بیان کر دی۔ قرآن پاک میں صاف الفاظ میں حضرت مسیح کے قیام سماوی کو متفقین میں شمار کیا اور عیسائیوں کے وہم کو دور کرنے کے لئے دوسری جگہ مسیح کے ساتھ فرشتوں کا ذکر بھی کیا کہ **كَيْسَتُنْكَفُ الْمَسِيحُ اَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمَهْرَبُونَ**۔

(سورہ تساع ۲۴) اور عیسائیوں فرشتے بھی تو مغربین میں سے ہیں۔ کیا تم انہیں بھی آسمان پر رہنے کی دلیل سے خدا یا ابن اللہ کہنے کو تیار ہو؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ دلیل تمہاری کیسے مکمل ٹھہرے گی کہ جو بندہ ہو کر آسمان پر اٹھایا جائے وہ خدا ہے۔

سوف! حضرت عیسیٰ کو اور جملہ فرشتوں کو ہرگز ہرگز خدا کا بندہ ہونے میں اور کہلانے میں عار نہیں پس کہاں بچکے جا رہے جو؟  
حضرات ملاحظہ ہوا اللہ تعالیٰ نے کیسے لطیف پیرائے میں بعبارة النص مرزا الی اعتراض کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ فدلہ حاصل یہ کہ یہ آیت حضرت مسیح کے رفع جہانی و قیام آسمانی پر مکملی دلیل ہے۔

گیارہویں دلیل [حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پیشتر فرشتے نے جناب مریم صدیقہ کو بشارت کے طور پر خبر دی کہ تمہارے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو یقول **اِنَّ اَنْاسًا فِي الْمَهْدِ وَكُنَّا** **وَمِنْ الصّٰحٰجِیْنَ**۔ (۱۱ عمران)

کلام کریگا لوگوں سے بچپن کی عمر میں اور کہوات کی عمر نیز وہ صالحین سے ہوگا۔ اسی امر کا سورہ مائدہ رکوع ۱۵۰ میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور احسان و نعمت کے مسیح کو یاد دلایگا کہ میں نے

روح القدس کے ساتھ تجھے ناسید بخشی پھر وہ بھی میرا احسان یاد کر جب میری مہربانی و خارق عادت قدرت سے تو نے گہوارے میں کلام کیا اور کہولت میں کلام کیا :

آیت بالا میں حضرت مسیح کے کلام مہد و کہولت کو منجملہ انعامات کے ذکر کیا ہے جو دونوں معجزہ کے رنگ میں ہیں کلام مہد اس لئے معجزہ ہے کہ مولود لڑکے کو تو خود اپنے وجود کی مدد بدھ نہیں ہوتی چہ جائیکہ وہ اپنی والدہ سے الزام رافع کرے اور اپنے بنی صاحب کتب ہونے کا دعویٰ سنا لے۔

مسیح نے پہلے دن کلام کر کے یہودیوں کے اہتام کو دور کر دیا۔

(مرزائی پاکٹ بک صفحہ ۳)

حضرت مسیح نے تو صرف مہد ہی میں باتیں کیں مگر میرے اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔

(تریاق القلوب مصنفہ مرزا صاحب ص ۱۱۲ ط ۱)

باقی رہا کہولت میں کلام کرنا۔ سو بظاہر نظر کوئی خارق عادت بات نہیں کیونکہ اس عمر میں سبھی انسان کلام کرتے ہیں۔ مگر جب قرآن پاک کی دیگر آیات و احادیث پر نظر ڈالی جائے تو حضرت مسیحؑ کا آسمان پر جانا پھر مدیت مدید کے بعد بغیر ظاہری تغیر کسی حالت میں نقل ہو کر خدمت توحید کو ثابت دیاں ہے پس اس جگہ اسی عمر کہوت کا تذکرہ ہے جو فی الواقع معجزہ ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے مسند میں مفسرین ابن جریر جو نہایت معتبر ائمہ حدیث میں سے ہیں اپنی تفسیر میں ابن زید کا قول نقل کرتے ہیں قتال قد کلمہم علیہ فی امجد و سیکلمہم اذ قتل اللہ جلالہ

وہودی مٹن کھل دجلتاً ۱۵۹ ایسا ہی تفسیر فتح البیان ترجمان القرآن  
کبیرہ معالم میں اسی آیت کو نزول من السماء کے بعد کلام پر دلیل لکھا  
ہے :

**بار صوین دلیل** [ وَلَعَدَّ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا  
لَهُمْ اَزْوَاجًا وَذُرِّيَّاتٍ - الرعد شروع  
دکوع پیلے ع ۱۲ ) اے نبی تجھ سے پہلے رسولوں کو ہم نے اولاد  
و ازواج والے بنا یا تھا :

چونکہ حضرت مسیح بھی آنحضرت سے پہلے کے رسول ہیں جو بموجب آیت  
بالایہوی بچوں والے ہونے چاہئیں حالانکہ ان کی بیوی نہ تھی ، کلام مرزا  
اور ریویو ستر ۱۲۷ اور اولاد بھی نہ تھی  
(ترویاق القلوب ص ۹۹ ط ۱ و ص ۲۷۶ ط ۲)

لہذا لازمی ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہوں اور بعد نزول بیوی کر کے  
صاحب اولاد ہو کر فوت ہوں چنانچہ حدیث بنوی میں ہے کہ مسیح زمین پر  
نازل ہوں گے بیوی کریں گے اور ان کے گھر اولاد ہوگی (مشکوۃ) اس  
حدیث کی تصدیق مرزا صاحب نے بھی کی ہے (ملاحظہ ہو منیرہ انجام اسفم  
ص ۵۳ حاشیہ)

**تیر صوین دلیل** [ يَرْيَدُونَ لِيُطْفَرُوا نُرًا لَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ  
قَالَ اللَّهُ مُتَّعْتُمْ تَعْلِيمًا وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ  
هو الذی ارسل رسولکم یا اہل ہدای کہ دین الحق لیظہر  
علی الدین کلہم ولوکیرہ المشیکون مسویرۃ الصمت  
یہا کفہ ارادہ کرتے ہیں کہ جہان اسلام کو اپنی پھونکوں سے گل کر دیں  
حالانکہ اللہ نور کرے گا اس نور کو اگرچہ منکر پسند کریں نہ  
نور خدا ہے کفری حرکت پر خدہ زن پھونکوں سے چورانیہ بجائیے

اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنا رسول ہدایت و دین حق کا حامل بنا کر بھیجا تاکہ غالب کر دے دین الہی کو جمیع ادیان باطلہ پر۔ اگرچہ مشرک بڑا منامیں۔ اس آیت سر ایا انعام و ہدایت میں دین اسلام کو جملہ دینوں پر ایک نمایاں غلبہ دینے کا وعدہ دیا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ یہ غلبہ کاملہ حضرت مسیح ابن مریم کے نزول کے زمانہ ہی ہوگا وَعَنْ حَاشِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَذْهَبُ الْإِيلُ وَالْهَارُ حَتَّى يُعْبُدَ اللَّهَ وَالْعَزُورُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَا خَلْقَ جِئْتُكَ أَنْزَلَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَكَ يَا هُدَايَ الْآيَةِ أَنْ ذَاكَ تَأْمَأُ قَالَ إِنَّمَا سَيَكُونُ ذَاكَ مَا سَأَلَ اللَّهُ تَعَالَى اللَّهُ رِيحًا هَلِيَّتًا فَتُؤَنِّي كُلُّ مَنْ كَانَ فِي تَلْبِيهِ مِنْشَقَّالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِمَّنْ إِيْمَانٍ - جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بت پرستی کا دوبارہ زور شور نہ ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم میں تو جب آیت ھُوَ الَّذِي أَرْسَلَ نازل ہوئی اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا ہو چکا۔ فرمایا تحقیق بات یہ ہے کہ اس کا غلبہ عنقریب پھر ہوگا جتنا عرصہ اللہ چاہیگا (مسیح ابن مریم کے زمانہ میں نزول کے بعد) پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجیگا جس سے ہر مومن جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا مر جائیگا کیسی مَنَ لَا يَخُوفُهُمْ فَلْيَتَوَجَّعُوا لِي يَوْمِ آتَاكُمْ هُجْرًا بَاقِي رَہ جائیں گے ایسے شخص جن میں ذرہ بھر بھی بھلائی نہ ہوگی پس وہ ٹھک جائیں گے اپنے آبائی دین بُت پرستی کی طرف (مسلم در مشکوٰۃ باب لا تقوم الساعة الا على شرار الناس فصل اول)

اسی باب کی دوسری حدیث میں مزید وضاحت ہے کہ خدا عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا پھر سات سال مسلمانوں پر ایسے آئیں گے کہ کسی دل میں رنج و بغض۔ حسد و عداوت نہ ہوگا پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا جو ہر مومن کو قبض کر لے گی اور باقی رہ جائیں گے شریر تب ان پر قیامت قائم ہوگی۔

الغرض اس آیت سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ ہیں جو آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ سے دین اسلام جملہ مذاہب پر پھر غلبہ حاصل کریگا اس کی مزید تائید مرزا صاحب کی تحریر سے کی جاتی ہے۔ مرزا صاحب براہین احمدیہ ۲۹۸، ۲۹۹ پر فرماتے ہیں:-

”هو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ سیاحت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں یہ پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔“

عذرات مرزا ائیمہ { مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں بعض ایسی جگہ پر عقیدہ حیات مسیح لکھا تھا +

الجواب - اول تو ہمیں یہ معترضین کہ کوئی جہنم نے بیت قرآن حضرت رسول علیہ السلام ثابت کر دیا ہے کہ یہاں حضرت مسیح کا بھی ذکر ہے جو مرزا صاحب کا غندیوں بھی غلط و مردود ہے کہ مرزا صاحب جوں خود برہین احمدیہ کے وقت رسول اللہ تھے (اشتہار ایک غلطی کا آزاد و ایام الصلح اردو صفحہ ۱۰۷) اور ہمیں کا یہ قول ہے:-

”انبیاء کرام کے اقوال و افعال - اجتہادات آراہم کے سبب ہی خدا ہوتے ہیں۔ انبیاء کی اپنی ہستی بالکل فنا ہو جاتی ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں مُردہ یا کٹ پتلی کی طرح ہوتے ہیں۔ ان سے وہ طاہر ہی سلب کر لی جاتی ہے جس سے خلاف مرضی خدا کا کام کیا جائے وغیرہ وغیرہ“ (ریویو جلد دوم ۱۹۰۳ء مفہوم ص ۱۶)۔

پس مرزا صاحب کی یہ تحریر جس میں مسیح کا اقرار ہے مرزائیوں پر مثل وحی اللہ حجت ہے نیز اس عقیدہ کے غلط نہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب عقیدہ حیات کو بعد میں شرک بتاتے ہیں حالانکہ اسی ریویو جلد دوم ۱۹۰۲ء میں یہ بھی موجود ہے کہ انبیاء شرک مثلے آئے ہیں۔ اگر وہ خود ہی غلطیوں میں مبتلا ہو جائیں تو پھر وہ نبی ہی نہیں۔ انبیاء کی طرف غلطی منسوب نہیں ہو سکتی +

پھر اور سنو! براہین احمدیہ و کتاب ہے جو بقول مرزا صاحب :-  
 ”مؤلف نے ملہم ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی“ (اشتہار براہین احمدیہ  
 ملحقہ کتاب آئینہ کمالات سرچشمہ آریہ) اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 دربار میں رجسٹری ہو چکی ہے آپ نے اس کا نام قطبی رکھا یعنی  
 قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل و مستقام۔ اور یہ کتاب خدا کے  
 الہام اور امر سے لکھی گئی ہے۔“ (براہین ص ۲۴۹)۔

اعتراض۔ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرکیہ عقیدہ ہے اور مرزا صاحب کا  
 عقیدہ حیات مسیح قبل از الہام تھا۔ الہام کے بعد وہ عقیدہ منسوخ ہو گیا۔ جس طرح  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب وحی  
 آئی بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا  
 کہ مجھے یونس بن مثنیٰ پختیلت دو بعد میں فرمایا کہ میں تمام نبیوں سے افضل ہوں پس جب  
 آپ کو وحی ہوئی تو آپ نے پختیلت کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح جب مرزا صاحب کو  
 الہام ہوا کہ مسیح فوت ہو گئے ہیں اور میں مسیح موعود ہوں) تو انہوں نے بھی دعویٰ  
 کر دیا۔ نیز مرزا صاحب کا عقیدہ حیات مسیح ایک رسمی عقیدہ تھا۔

الجواب۔ (۱) مرزا صاحب کو بارہ برس تک خدائے تعالیٰ سے الہام ہوتے  
 رہے مگر وہ برابر شرک میں جکڑے ہیں اس کی نظیر انبیاء میں نہیں ملتی، اور  
 بیت المقدس کو اصل مہم ہے اول تو اس لئے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنا کر صاحب  
 ہدایت آیت فہد ہم اقتدا کا پ، انبیائے سابقین کی سنت پر عمل ہے اور شرک



ہیں۔ تو وہ اس کی مثال کیسے بن سکتا ہے۔ بلکہ انبیاء جو شرک کو مٹانے آئے ہیں خود شرک میں مبتلا ہیں؟ دیگر اس جہ سے بے عمل ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کا مسئلہ عقائد میں سے ہے اور عقائد میں تغلیغ و تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اودیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے جن میں تبدیلی و تغلیغ ہو سکتی ہے پس یہ اس کی نظیر نہیں۔ (۲) مرزا یحییٰ کہنا کہ محض رسمی عقیدہ کی بنا پر مرزا صاحب حیات مسیح کے قائل تھے بالکل لغو ہے کیونکہ براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو بقول مرزا صاحب بار رسالت مآب میں رجسٹری ہو چکی اور آنحضرت صلعم سے قبولیت کر رہی تھی کیا اس وقت یہ تمام بیانات جن میں حضرت مسیح کی حیات اور رفع آسمانی اور نزول ثانی مرقوم تھے براہین سے نکال کر پیش ہوئے تھے یا آنحضرت کی نظر میں نہ چڑھے تھے اور آپ نے یونہی بلا تحقیق مطالعہ اس کو ضہد کی صورت میں پٹکا دیا۔

(۳) اور حضرت پونس بن یحییٰ حوالی مثال بھی بے عمل ہے کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا بطور تواضع و انکساری کے ایسا کہا گیا ہے (آئینہ کمالاحد اسلام صفحہ ۱۶۳)۔

الحاصل براہین احمدیہ والا عقیدہ یقیناً صحیح ہے کیونکہ قرآن کی آیت  
هُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْنَا الْكِتَابَ ذِكْرًا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ اس کی بنا ہے محض رسمی عقیدہ نہیں تھا۔ حدیث  
صحیح اس کی تائید کرتی ہے۔

## نبوت حیات مسیح از الہام دیگر تحریرات مرزا

چودھویں دلیل { اگرچہ بقول مرزا صاحب ان کی ہر تحریر الہامی ہے مگر ہم ہر طرح  
احادیث پر حجت پوری کرنے کو مرزا جی کے ایک الہام سے  
حیات مسیح کا ثبوت پیش کرتے ہیں لَعَلَّاهُمْ يَتَّقُونَ مرزا صاحب براہین احمدیہ میں  
اپنے الہام لکھتے ہوئے ایک الہام یہ لکھتے ہیں ۱۔

”هَسَلَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ عَلَيْكُمْ ذَرُونَا نَقُصَّ عَلَيْكُمْ مَا



انما یفتقری الکذب الذین لا یؤمنون بایات اللہ -

اب آئیے ہم خود عبارت نص مرزا صاحب کے اس پر دستخط کرا دیتے ہیں کہ یہ میرا الہام ہے۔ سنو! لکھا ہے :-

براہین احمدیہ کے الہامات بطور نمونہ یہ ہیں - یا احمد بارک

اللہ فیک ... قل اعملوا علی مکانتکم اتی عامل

فسوت تعملون عسی ربکم ان یرحمکم وان عدا

عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا الخ (۱۱۱)

ایسا ہی حقیقۃ الوحی استقامت<sup>۱۱۲</sup> پر اس کو منجملہ اپنے الہاموں کے لکھا ہے +

پندرھویں دلیل { حضرت سچ رسول صادق ہیں پچے نبیوں اور مامورین کے لئے  
سب سے پہلے پہلی ہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل  
کر کے مرتے ہیں :- (اصحیح ص ۵۷) -

”ان انبیاء لا ینقلبون من ہذہ الدنیا الی حار

الآخرۃ الا بعد تکمیل رسالات (ص ۵۷ علامہ جعفری) -

بخلاف اس کے مرزا صاحب کو خود اقرار ہے کہ مسیح اپنی پہلی آمد میں ناکام رہے جیسا کہ لکھا ہے :-

”ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں

قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا ہے کہ

قریب قریب ناکام کے رہے :- (ازالہ اوہام ص ۳۱۱ ج ۲ حاشیہ) -

اسی طرح بہت سی کتب میں لکھا ہے - براہین احمدیہ میں تو بالکل واضح ہے :-

”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے :-

(ص ۳۶۱ حاشیہ)

۱۔ رحم یرحم کاملہ چونکہ علی نہیں آتا اس لئے مرزا صاحب نے غلطی معلوم کر کے اس جگہ براہین  
والے الہام سے علی کا نقطہ اڑا کر صرف یرحم لکھا ہے - ۱۲ منہ +

اندریں حالات لازمی ہے کہ حضرت مسیح دوبارہ دنیا پر تشریف لاکر توحید کی خدمت کریں +

**سولہویں دلیل** { براہین احمدیہ ص ۴۹۸ } کی تحریر میں بآیت قرآن حضرت مسیح کی آمد بہ شان حکومت و سیاست ملکی و بجلال کمالی لکھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ مسیح سیاست و حکومت شاہی کے ساتھ آئیگا۔ نہ کہ مرزا کی طرح انگریزوں کو جو بقول مرزا یا جوج و ما جوج یفسدُون فی الارض ہیں اپنے اولی الامر منکم میں داخل کر کے انکا بے دام غلام اور پچاس لاکھوں میں تعریف کرنیوالا خانا ہوگا۔ چنانچہ احادیث نبویہ میں بھی مسیح کی آمد یا سیاست مرقوم، مرزا صاحب اقم ہیں کہ: ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا“ (صفحہ ۲۱۲ از الہ ط ۲)۔

برادران! احادیث میں جس مسیح کی آمد بشان حکومت لکھی ہے وہ کوئی ایسا ویسا مسیح نہیں بلکہ وہی مسیح ابن مریم رسول اللہ علیہ السلام جیسا کہ مرزا صاحب نے بآیت قرآن اسی کی آمد یا سیاست ملکی براہین احمدیہ میں تسلیم کی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آنے والا مسیح ابن مریم ہے۔

**اعتراض**۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا کام کریں گے؟  
**الجواب**۔ جناب من! وہی کام کریں گے جو مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کا پیشہ میں فرمایا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش کی گئی ہے اور جس غلط فہمی کا وہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے، وہ غلط فہمی کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام صحیح آفاق و انظار میں پھیل جائے گا۔ (صفحہ ۲۱۲ کا پیشہ درعاشیہ ص ۲)۔

ستر حصوں میں لیں۔ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں ۲۲۵ ج ۱ پر وفات مسیح کے ثبوت میں یہ آیت پیش کی ہے۔

”مَا أَسْكَمُ الْوَسْوَءُ نَحْذَرُكَ وَمَا لَكُمْ عِنْدَنَا فَأَنْتُمْ قَوْمٌ“ یعنی

رسول جو کچھ تمہیں علم و معرفت عطا کرے وہ لے لو اور جس سے منع کرے چھوڑ دو۔ لہذا اب ہم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (ومات یا حیات مسیح) کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

## ثبوت حیات مسیح علیہ السلام از احادیث نبویہ

پہلی حدیث { عَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم } قَالَ خَرَضَ عَلٰی اَلْاَنْبِیَاءِ مَاذَا اَمُوْسٰی خَرَضَ مِنْ اَلْبَیْطَالِ کَاَنْتُمْ مِنْ رِجَالٍ شَنِوْحَةٍ فَذَآیْتُ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِذَا اَقْبَبْتُ مِنْ رَاٰیْتُ بِہٖ شَبَہًا عَرَبًا مُّخَوَّرًا رَہًا سَلَمَ مَقُولِ اِبْنِ مَرْیَمَ بَابِ بَدْرِ

المخلق (الفصل الاول) حضرت جابر انحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ معراج کی رات انبیاء محمد سے ملے۔ موسیٰ تو دبے پتلے تھے گویا قبیلہ شنوہ کے مردوں سے ملتے ہیں۔ اور عیسیٰ مشابہ تھے ساتھ عروہ بن مسعود کے +

اس حدیث معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھایا ہوا ہے یہ حضرت عروہ بن مسعود سے مشابہ ہیں اسے ملحوظ رکھ کر دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔

دوسری حدیث { اِسْمٰی سَلَمَ شَرِیْفٌ مِّنْ حَضْرَتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَرَفَةَ رَوٰی عَنْہُ } کہ آنحضرت نے فرمایا کہ نکلے گا دجال پس میگا (نہیں پر) چالیس (راوی تھ)

کہتا ہے) نہیں جانتا ہوں میں کہ چالیس کے لفظ سے سال مراد ہیں یا مہینے یا دن۔ فرمایا آنحضرت نے فَبِیْعَتْ اللّٰهُ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ کَاَنْتُمْ عَرَبًا مُّخَوَّرًا رَہًا سَلَمَ مَقُولِ اِبْنِ مَرْیَمَ بَابِ بَدْرِ

پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو گویا وہ عروہ بن مسعود ہے پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو پس ہلاک کریں گے اس کو (مسکوٰۃ باب

۱! تقوم الساعة)۔

پہلی حدیث میں جس مسیح ابن مریم کو آسمان پر دیکھا دوسری میں اسی کا نزول بتایا پس ثابت ہوا کہ وہی حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ تشریف لائیں گے نہ کہ کوئی دیہاتی مولود۔

تیسری حدیث { ہم ثبوت حیات مسیح از قرآن میں بآیت ثابت کر آئے ہیں کہ آنحضرت سے پہلے تمام انبیاء کے لئے ازواج و اولاد مقدر تھی حالانکہ حضرت مسیح کی نہ بیوی تھی نہ اولاد۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے بھی اس پر دستخط ہیں پس لازمی ہے کہ مسیح دوبارہ آئیں اور اگر شادی کریں۔ اسی امر کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے ۱۔

”حضرت ابوایوبؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا انبیاء کی چار سنتیں مشترکہ ہیں (۱) حیا (۲) ختنہ کرنا (۳) خوشبو لگانا اور مسواک کرنی (۴) و النکاح۔ (ترمذی مشکوٰۃ باب السواک)۔

چنانچہ حضرت مسیحؑ کے متعلق آنحضرتؐ نے اس سنت ضروریہ کا یوں اثبات فرمایا کہ ۱۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ مَسِيحُ ابْنِ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَنْزِلُ وَيُكْدِلُهُ وَيَكْفُ حَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيَكْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِ جُحَى - (مشکوٰۃ باب فی فیصل ثلاث)

بعد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کی اولاد دھڑکی اور پچاس سال دنیا میں رہیں گے اور پھر فوت ہوں گے پس میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے +

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحق ہوگی اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ اس کی مثال مرزا صاحب کی تحریر میں بھی ہے۔

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں آنحضرتؐ کے ساتھ ہیں۔ ان کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں ۱۔

”ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت صلم سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔“ (مسند نزول المسج)۔

جو مطلب مراد اس تحریر کا ہے وہی آنحضرت صلم کی ہے فقرہ یدفن معی فی قبری کے اصلی معنی یہ ہیں کہ وہ میرے ساتھ ایک ہی روضہ میں دفن ہوگا۔ جو حضرات عربی ادب سے ذوق رکھتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ ”فی“ سے مراد کبھی قرب بھی ہوتا ہے جیسے لولہ من فی الناس (سورہ نمل) یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھے نہ کہ اندر۔

مرزا صاحب بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں اس حدیث کے معنی ظاہر پر ہی عمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی شیل مسیح ایسا بھی آبلے جو آنحضرت کے روضہ کے پاس مدفون ہو (مسند ۱۹۶ ازالہ اوہام طبع و دم)

ایسا ہی مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی میں حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ تورات میں آنحضرتؐ کی صفت میں یہ مرقوم ہے کہ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ كُنْ مَعَنَا قَالِ ابُو مُوَدَّدٍ قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعَ قَبْرِ عِيسَى آنحضرتؐ کے ساتھ مدفون ہوگا ابو مودود، راوی حدیث جو صحابی و فضلاء مدینہ شریف ہیں تھے فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے حجرہ میں بھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے، یونہی تفسیر ابن کثیر میں ص ۱۲۴ زیر آیت ان من اهل الکتاب بروایت طبرانی ابن عساکر تاریخ بخاری حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ حضرت مسیح آنحضرتؐ کے حجرہ میں دفن ہوں گے اور ان کی قبر جو تھی ہوگی۔ فی کون قبرہ را بچا

ان احادیث صحیحہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جو زمین پر اتریں گے چالیس سال گزار کر پھر وفات پائیں گے اور حجرہ نبویہ میں مدفون ہوں گے۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے چنانچہ مرزا صاحب نے بھی اسے مانتا ہے بلکہ کما

محمدی بیگم کے لئے اور لڑکے بیشک کے حق میں اسے دلیل قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ ۵۲ ضمیمہ انجام آتعم و صحت کشتی نوح وغیرہ)۔

اس حدیث پر مصنف مرزائی پاکٹ نے بہت ہی بیچ و تاب کھایا ہے۔ مگر چونکہ اس کا سارا زور صرف اسی بات پر صرف ہوا کہ قبر سے مراد روحانی قبر ہے۔ اس لئے ہم اگر جواب نہ بھی دیں تو ہمارے موجودہ استدلال کو مضرب نہیں۔ ہمارا استدلال یہ ہے کہ مسیح ابھی زندہ ہے جو زمین پر اترے گا۔

اب سنئے قبر کی تاویل کا جواب۔ قبر سے مراد اس جگہ آنحضرت کا مقبرہ ہے روحانی قبر نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ کا دہاں دفن ہونے کی اجازت مانگنا اور حضور کا یہ کہہ کر انکار کرنا کہ سوائے چار قبروں کے پانچویں کی گنجائش ہی نہیں۔ صاف اس امر پر دلیل ہے کہ قبر سے مراد مقبرہ اور حقیقی مقبرہ ہے۔ روحانی مقبرہ نہیں۔ خود مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے اور لطف یہ کہ ان مسنون کو تاویلی نہیں بلکہ ظاہری معنی لکھتے ہیں ۱۔

”اس (حدیث) کے معنی ظاہر و برہی حمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی شیل مسیح ایسا بھی آہائے جو آنحضرت کے روحنہ کے پاس مدفون ہو۔“  
(ص ۱۹۷، از الزام طبع دوم)

اس پر بھی مصنف پاکٹ بک کی رگ الحلا پھر دکنے سے نہ رکنے کے تو اسے اپنی پاکٹ بک میں ملاحظہ کرنا چاہئے جہاں ”حدیث مسلمی“ ہے کہ مسیح حجرہ نبویہ میں دفن ہوگا۔  
اگر حضرت عیسیٰ کا آنحضرت کے مقبرہ میں دفن ہونا صحیح ہے تو حضرت عائشہؓ کو تین چاند کیوں دکھائے گئے؟ پھر تو چاند کو دکھائے جانے چاہئے تھے۔  
الجواب۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں تین چاند اس لئے دکھائے کہ ان کی زندگی میں صرف تین چاند ہی ان کے حجرے میں دفن ہونے والے تھے اور وہ صرف تینوں ہی کو دیکھنے والی تھیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ باقی رہے حضرت عیسیٰ



علیہ السلام۔ سو وہ حضرت عائشہ رضی کی زندگی میں دفن ہونے والے نہ تھے اس لئے وہ حضرت عائشہ کو نہ دکھائے گئے۔ مزید برآں حدیث نبوی اگر کسی امتی کے خواب کے خلاف یا قول کے خلاف ہونے سے قلعہ ہو جائے تو آج حدیث کا سارا دفتر مردود ہو جائے گا اور اسلام دنیا سے رخصت ہو گا۔

چوتھی حدیث {میں ثبوت حیات مسیح از قرآن کے ضمن میں ساتویں دلیل کے اندر استناداً محمد و ابن ماجہ کی حدیث درج کر آئے ہیں کہ معراج کی رات آنحضرتؐ سے جناب مسیح نے آخری زمانہ میں نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ذکر کیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں وہی زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔

پانچویں حدیث {مشکوٰۃ باب قتلہ ابن میناد میں مذکور ہے حضور علیہ السلام بعد صوابہ ابن میناد کو دیکھنے گئے۔ ابن میناد کے بارے میں صوابہ کو شبہ تھا کہ یہ ہی دجال نہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی اے رسول اللہ ﷺ فَاَقْتُلْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلَامٌ یٰ اَبْنُ مَنَاذِرٍ یٰ اَبْنُ مَنَاذِرٍ اَتَاکَ صَاحِبُ جَبَلِ عِیْسٰی اَبْنُ مَرْیَمَ۔ اجازت دو مجھ کو یا رسول اللہ کہ میں ابھی اسے قتل کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اگر یہ ابن میناد دجال ہے تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ اس کا قتل عیسیٰ بن مریم کے ہاتھوں ہو گا۔ مرزا جی بھی یہی لکھتے ہیں۔

”آنحضرتؐ نے عمر کو قتل کرنے سے منع (کیا اور فرمایا) اگر یہی دجال ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اسے قتل نہیں کر سکے“ (ازالہ اہام ص ۲۲۵ ج ۱)۔

ثابت ہوا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر موجود ہیں جو زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے جیسا کہ حدیث معراج میں اس کی مزید تائید ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قتل دجال سے مراد عیسا مرزائی کہتے

میں دلائل سے قتل مطلوب نہیں بلکہ ظاہری وجہ مافی قتل ہے چنانچہ جناب عمرؓ کا آمادہ قتل ہونا اور حضور کا بھی اس خیال کی تردید نہ کرنا بلکہ دجال کا قتل مسیح کے ہاتھوں مقدّم فرماتا۔ اس پر صاف و صریح دلیل ہے۔

**چھٹی حدیث** {المائدہ فصل اول میں ہے کہ دجال اپنا فتنہ و فساد برپا کر رہا ہوگا کہ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمُنَادِيَةِ الْمَبِيْعَةَ شَرْقِيٍّ دُمُشَقٍ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ كَاِضْعًا كَقَيْءٍ عَلَى الْجَنَّةِ مَكْمُورٍ الْحَدِيثُ فَيُطْلَبُ حَتَّى يُلْبَسَ كِتَابًا بِيَابٍ لَّدَيْقَةٍ ثُمَّ يَنْزِلُ كَرِيحًا اللّٰهُ تَعَالَى مَسِيحُ ابْنِ مَرْيَمَ كُومَنَارَهُ سَفِيدٌ دُمُشَقٌ كَقَيْءٍ شَرْقِيٍّ لَطَفٌ

”پھر فرمایا جس وقت وہ اترے گا اسکی زرد پوشاک ہوگی۔ دونوں پتھریں اس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ پھر حضرت مسیح ابن مریم دجال کی تلاش میں نکلیں گے اور لڑکے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے“ (ازالہ اوہام مصنفہ مرزا صفحہ ۲۲ ط ۱)۔

حدیث معراج سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم قاتل دجال ہیں لہذا اس جگہ نزول مسیح سے سوائے نزول از آسمان کے اور کوئی معنی لینا خلاف منشاء نبی صلعم ہے۔ مرزا صاحب بھی یہی مانتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:-

”مسیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا (ص ۳۳) ازالہ اوہام ط ۱، الغرض اس حدیث سے حیات مسیح کا ثبوت ہے۔“

**ساتویں حدیث** {ھُوَ ابْنُ مَرْيَمَ اِنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِا وَسَلَّمْ کَيْفَ اَنْتُمْ اِذْ نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنْ سَمَاءٍ فَنُكِرْتُمْ اَمَامَهُمْ مِنْكُمْ (یعنی کتاب الاسماء ص ۳۳) ابوہریرہؓ آنحضرت

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا۔ اس وقت جب کہ تم میں عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہو گئے اور تمہارا ایک امام بھی اس وقت موجود ہوگا۔  
**اعتراض مرزائی** { امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کر کے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے، حالانکہ بخاری میں **مِنَ السَّمَاءِ** کا لفظ نہیں۔

**الجواب**۔ حدیث کی کتاب بیہقی مخرج نہیں ہے بلکہ سند ہے یعنی ایسی کتاب نہیں ہے کہ دوسروں سے نقل کر کے ذخیرہ اکٹھا کرے جیسا کہ کنز العمال وغیرہ ہے، بلکہ امام بیہقی اپنی سند سے راویوں کے ذریعہ روایت کرتے ہیں۔ اور بخاری کا حوالہ صرف اس لحاظ سے دیا گیا ہے کہ بخاری میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اگرچہ لفظ **مِنَ السَّمَاءِ** نہیں۔ مگر مراد نزول سے **مِنَ السَّمَاءِ** ہی ہے۔ چنانچہ امام بیہقی خود لکھتے ہیں :-

”إِنَّمَا أَرَادَ نَزُولَهُ مِنَ السَّمَاءِ بَعْدَ الرُّقْبَةِ“

(مرزائی پاکٹ بک ص ۲۴۸)

یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اس کو روایت کرنے والے کا ارادہ نزول من السماء ہی ہے۔ کیونکہ وہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں۔

پس معاملہ صاف ہے کہ بخاری میں من السماء نہ ہونا اس حدیث کے جو صحیح سے امام بیہقی نے روایت کی ہے خلاف نہیں۔ دیکھو مرزا صاحب نے بھی توازن اولیٰ و دوم ص ۱۱۲ ط ۱ کی عبارت جو ہم حدیث ۷۱ میں نقل کر آئے ہیں مہ شریف کی طرف من السماء کا لفظ منسوب کیا ہے۔ حالانکہ مسلم میں نہیں ہے تو سوائے اس کے کیا کہا جائے گا کہ امام مسلم کا ارادہ آسمان سے نزول کا ہی ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیات متعدّدہ اور احادیث نبویہ سے ان کا رفع آسمانی عیاں ہے۔ فافہم۔  
**اعتراض دوم** { امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو امام بیہقی کی کتاب سے نقل کیا ہے مگر اس میں لفظ من السماء نہیں لکھا۔ پس معلوم ہوا کہ بیہقی میں موجود ہی نہیں یا امام بیہقی کی ذاتی تشریح ہے۔

**الجواب** { یہ اعتراض احمقانہ ہے بھلے مانسو! جب کہ حدیث کی کتاب میں جو اصل ہے یہ لفظ موجود ہے اور تم اسے آنکھوں سے دیکھ رہے ہو تو اگر کسی ناقل نے غلطی سے اسے نقل نہ کیا ہو تو اس سے اصل کتاب کیسے مشکوک ہو جائے گی؟

دیکھئے تمہارے ”حضرت نبی اللہؐ مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی سو کے قریب آیات غلط الفاظ میں نقل کی ہیں۔ کہیں لفظ کم کر دیا۔ کہیں زیادہ کیا۔ اس سے کوئی تمہارے جیسا احمق یہ نتیجہ نکال لے کہ قرآن مشکوک ہے صحیح آیات وہی ہیں جو مرزا صاحب نے لکھی ہے۔ تو وہ صحیح الدماغ انسان کہلانے کا حق دار ہے؟ بطور مثال ایک آیت درج کرتا ہوں۔ قرآن پاک کی آیت ۱۰۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ  
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ (الآیہ (سورہ النحل ۱۲۷))

اس آیت کو مرزا جی نے نور الحق حصہ اول ص ۲۶۔ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۹۴ و جلد ۳ ص ۳۹ کتاب فریاد درد و البلاغ ص ۵۷ و ص ۵۸ و ص ۲۳ پر ہاں الفاظ نقل کیا ہے :-

”جَادِلْهُمْ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“

مرزا یو! اب خواہ تم اس منہ کا لک کو کاتب کے سر پر تھو پور۔ مگر آیت تو ہر حال غلط ہے۔ حالانکہ قرآن میں اس طرح نہیں، نتیجہ ظاہر ہے کہ کسی ناقل کی غلطی اصل کتاب پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔

**محمد ثین کا طرز عمل** جن لوگوں کو فن حدیث میں ادنیٰ ملکہ بھی ہے ان سے پوشیدہ نہیں کہ محمد ثین کی حالتیں اور غرضیں بیان حدیث کے وقت مختلف ہوتی ہیں۔ حالتوں کی بابت امام سلمہ مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کَانَتْ لَهُ دَوَائِرُ يُرْسِلُونَ فِيهَا الْحَدِيثَ ارْسَالًا وَلَا يَذْكُرُونَ مَنْ سَمِعَهُ مِنْهُ، دَوَائِرُ يَنْشِطُونَ فِيهَا۔ (مسلم شریف)

مطبوعہ مصر ص ۱) یعنی رِوَاۃ حدیث کہیں حالت غیر نشاط میں ہوتے ہیں تو حدیث سے کچھ چھوڑ دیتے ہیں کبھی نشاط میں ہوتے ہیں تو سب کچھ بیان کر دیتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں ۱۔ مَدَّ هُبُّهُمْ فِي قَبُولِ مَا يَفْقَدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتَ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمَعَنَ فِي ذَلِكَ عَلَى الْوَاقِفَةِ لَهُمْ مَا ذَا وَجَدَ كَذَا لَكَ تَعْدَمُ أَدْبَحْدَ ذَلِكَ شَيْئًا لَيْسَ بَعْدَ أَصْحَابِهِ كَيْفَ تَزِيدُكَ (ص ۱) اِنْ الْمَعْنَى النَّاسُ فِي الْحَدِيثِ الْمُخْتَارِ إِلَيْهِ يَقُومُ مَقَامَ حَدِيثِ نَاسٍ (ص ۳)

یعنی کوئی محدث حدیث کے کسی لفظ (مثلاً من السماء) کے بیان کرنے میں منفرد ہے تو اس کی قبولیت کے بلکہ اس میں محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس محدث کی مشارکت ثقہ حافظین کی بعض روایت (متن) میں ثابت ہو اور وہ دیگر روایۃ حدیث کی موافقت میں کوشش بھی کرتا ہو۔ پھر اگر اس کے بیان کردہ متن میں لفظ زیادہ مذکور ہو (جیسے سبق میں من السماء کی زیادتی) تو اس کی یہ زیادتی مقبول ہوگی اس لئے کہ حدیث میں کوئی زائد معنی جس کی ضرورت بھی ہے وہ پوری حدیث کے قائم مقام ہوتا ہے۔

اس اصل کو یاد رکھو اور اسلئے ذیل ملاحظہ کرو۔ رَفَعُ نَظْرُكَ إِلَى السَّمَاءِ  
فِي الصَّلَاةِ (صحیح بخاری میں حدیث مانتی رَفَعُ نَظْرُكَ فِي السَّمَاءِ  
کے مطلب سے)

کی مطلق ہے (مصری ص ۹۷ جلد اول) صحیح مسلم میں "عند الدعاء زیادہ ہے (مصری ص ۱۱۱ جلد اول) یعنی نماز میں دعا کرنے کے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاؤ۔ (۲) بخاری میں ہے كَخُلُوفٍ قَدِ انْصَابِهَا طَيْبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكَةِ (مصری ص ۱۱۲) صحیح مسلم میں يَوْمَ صَالِحًا مَعَهُ زیادہ ہے (مصری ص ۱۱۲) یعنی روزہ دار کے منہ کی بوی قیامت کے نواز اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ ہوگی (شاید بقول مرزائی حضرت ابامسلم نے یا کسی کا تپ یا ہنرستانی

مولوی نے عند الدعا والیوم القیامۃ بڑھایا ہوگا۔

(۳) صحیح مسلم میں ہے ثم وضع یدہ الیمنی علی لیسطی (مصری ص ۱۵۱) صحیح ابن خزیمہ میں علی صدقہ (زیادہ ہے) بلوغ المرام، راوی ایک سند ایک — لیکن آج تک کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہوا کہ یہ ”آنحضرت پر افتراء ہے۔“

امام سیوطی کا تساہل { سیوطی کا تساہل اور ذلت فہم مشہور ہے تفسیر جلالین میں جو الہ صحیح مسلم حدیث اَبَدُوا اَیْمَانَهُمْ عَالِلًا بِصِفَةٍ امر نقل کر کے سعی کی فرضیت ثابت کرتے ہیں (مصری ص ۱۸۱) حالانکہ صحیح مسلم میں اس طرح (بصیفۃ امر) نہیں ہے۔ اسی طرح آیت کلالہ کے بارے میں سیوطی صاحب تحریر فرماتے ہیں تَذَلَّتْ فِیْ جُأْدٍ وَقَدْ مَاتَ عَنْ اُخُوَیْتِ (جلالین مصری) مثلاً یہ اُن کی بھول ہے حضرت جابرؓ عہد نبوی میں آیت کلالہ کے نزول کے وقت نہیں فوت ہوئے تھے۔ بلکہ مدینہ طیبہ کے تمام صحابیوں کے بعد حجاج کے زمانہ میں فوت ہوئے (اصابہ)۔ اسی طرح سیوطی سے بہت سی غلطیاں ہفرن میں واقع ہوئی ہیں تفصیل کے لئے حافظ سخاوی کی کتاب اَلْمُتَوَكِّلُ عَلَیْہِ دَکِیْنِیْ جِئِیْ اسی طرح ان سے حدیث بیہقی کے نقل کرنے میں تساہل ہو گیا ہوگا اور میں السماء کا لفظ ان کو یاد نہ رہا ہوگا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی نظر بخاری و مسلم کے متن پر ہو اور بیہقی کا نام انہوں نے بِوَجْہِہِ تَوَاتُرِ کَثَرِ الْمَتَنِ کے لکھ دیا ہو۔ جس طرح کہ خود امام بیہقی نے حدیث مذکورہ نقل کر کے رواہ البخاری وخرجہ سلم کہہ دیا ہے، لَٰنَہُ رِبْمَ یَعْزُرُ رَاۡیَہُ لِبَعْضِ الْمَحْدُثِیْنَ اِذَا اُخْرِجَ جَہَابُ کَثَرِ کَلِمَاتِہٖ وَلَا یَشْتَرَطُ اسْتِیْعَابُ الْفَاظِ الْمَرْوَاۡیَۃِ یعنی امام بیہقی نسبت کر دیتے ہیں حدیث کو بعض محدثوں کی طرف جبکہ اس محدث نے اس حدیث کو اس کے اکثر کلمات سے نقل کیا ہو۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس حدیث کے پورے الفاظ اُس محدث نے نقل کئے ہیں فَاِذَا قَالَ لَمْ یَحْدِثْ دَوَاۡۃُ الْبُخَارِیِّ کَانَ مُرَادُہٗ اَنَّ اَصْلَ الْمَحْدُثِیِّ اُخْرِجَ الْبُخَارِیُّ اَلْقَرِیْبُ پس جب کوئی محدث

کہتا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے نقل کیا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کی اصل جامع بخاری میں ہے (نہ پورے الفاظ)۔

ایک نمکتہ {ہو جس طرح آج کل قتنہ مرزا بیہ ہے یہ فرقہ جہیمہ} کے نام سے اسی طرح سہمیدہ باری میں طرح طرح کی تاویلیں بلکہ تحریفیں کرتا تھا۔ اس لئے علمائے اسلام نے عموماً اور محدثین کرام نے خصوصاً اس فرقہ کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جہیمہ کے عقاید باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ان الله ليس في السموات كتاب العلوم مطبوعه مصر (۲) امام بیہقی نے اپنی کتاب مذکورہ میں اس کی تردید میں کئی باب منعقد کئے ہیں اور اللہ فی السماء کو بہت سی حدیثوں سے ثابت کیا ہے ص ۱۹۹ میں باب ۱۰۰۰ عَنْ مَنْتَوِي فِي السَّمَاءِ کا منعقد فرماتے ہیں اور مختلف احادیث نبویہ سے مسئلہ مذکور ثابت کرتے ہیں اس کے ص ۲۰۰ میں باب ۱۰۰۱ رَأَيْتُكَ اَوْ دَفَعَكَ اللهُ (يَسْ) تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ، اِلَيْهِ يَنْبَعِدُ لِكُلِّ الْقَطِيبِ كَاللَّائِي فِي اور مختلف حدیثوں سے فرشتوں، کھوں اور علول کا آسمان پر خدا کی طرف جانا ثابت کرتے ہیں مشدداً عروج الملائكة الى السماء (ص ۲۰۲) اسی باب میں پہلی حدیث حضرت عیسیٰ کی بابت بھی لائے ہیں کیف انتم اذا انزل ابن مريم من السماء فيكو (۲۰۱) پس انصاف کرنا چاہیئے کہ جب مصنف کا مقصود یہی ہے کہ اس باب میں خصوصیت سے الی السماء، فی السماء، من السماء، ثابت کیا جائے تو یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ اصل بیہقی میں من السماء کا لفظ نہیں ہے حالانکہ امام موصوف اسی چیز کے ثابت کرنے کے درپے ہیں ۱۰

۱۰ اٹھویں حدیث عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ ارْسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمِدَ ذَيْفٌ يَنْزِلُ اخِي عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ عَلَى جَبَلٍ اِفْسَى اَمَامَا

حَادِثًا دَرَحَكَمًا حَادِلًا (کنز العمال جلد ۲۶ ص ۲۶۷ و منتخب کنز جلد ۲ ص ۲۸)

نوٹ ۱۔ اس حدیث کو مرزا صاحب نے بھی سماتۃ البشری ص ۴۹ پر نقل کیا ہے مگر لفظ سماء نہیں لکھا اور خیانت کی ہے اور نبی خائن نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا جس وقت یہ یہ باتیں ہوئی مسیح ابن مریم آسمان سے جبل اقیق پر نازل ہوگا۔ مطلب ظاہر ہے کہ مسیح زندہ ہے۔

نوٹ ۱۔ اس حدیث کی رو سے وہ دوبارہ آنے کے وقت آسمان سے اتریں گے تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ لیجئے اس پر مرزا صاحب کے دستخط بھی کروادوں۔ آپ براہین میں فرماتے ہیں ۱۔  
”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔

(براہین احمدیہ جلد ۴ ص ۳۶۱ ط ۱)۔

دیگر یہ مرزا صاحب ازالہ اوہام ص ۱۸۱ میں فرماتے ہیں ”مسیح مسلم میں ہے کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو اس کا لباس زرد چادریں ہوں گی“

اسی طرح رسالہ تشیذالاذہان میں مرزا صاحب کا قول ہے ۱۔

”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی

جو اس طرح وقوع میں آئی کہ آپؐ فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب

اترے گا تو دوسرا چادریں اس کے پہنی ہوئی۔ سو اس طرح مجھے دو بیماریاں ہیں“

نہ وہ لباس سے مراد اصل لباس ہو یا مرزا صاحب والی بیماریاں ہوں مقصد سے

باہر ہے۔ استدلال الفاظ ”آسمان پر سے اترے گا“ سے یہ ہے کہ مرزا صاحب

حضرت حسنی کے آسمان سے اترنے کو مانتے رہے اور یہ آپ کے اس وقت کے

مسلکات میں جب آپ نے مثیل مسیح کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کَیْفَ اَنْتُمْ  
نَوِیْسُ حَدِیْثُ اِذَا اَنْتَلَّ ابْنُ مَرْیَمَ فَاَمَّا مَرْکُؤُہُ فَاَنْتُمْ

تم کیسے



ہو گئے جب مسیح تم میں نازل ہوگا اس حال میں کہ تم سے ایک امام موعود ہوگا۔  
اس حدیث سے بھی حضرت عیسیٰ کا آنا ثابت ہے اگرچہ لفظ سماء نہیں  
مگر تقریبہ نصوص قرآن و حدیث جن میں مسیح کا رفع سماوی و نزول من السماء وارد  
ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے۔

اعتراض مرزائی { اس حدیث میں امامکم منکم سے مراد وہ عیسیٰ ہے جو مسلمانوں  
میں سے ایک ہوگا۔

الجواب۔ قرآن و حدیث بلکہ کل دنیا بھر کے اہل اسلام کی کتابوں میں  
حضرت عیسیٰ ابن مریم جس کا نزول مذکور ہے سوائے مسیح رسول اللہ کے اور کوئی  
شخص نہیں یہ افتراء ہے۔ اور از سر تا پایہ ہودیانہ تحریف ہے جو بیسیوں آیات صمدیہ  
احادیث کے خلاف ہے۔ حدیث میں مسیح کے نزول کے وقت ایک دوسرا امام کا  
ذکر ہے جو باتفاق جملہ مفسرین و محدثین و مجددین غیر از مسیح ہے۔ جو یقیناً امام مہدی  
ہیں جن کے متعلق آنحضرت کی صحیح حدیث ہے کہ "رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يَكُونُ مَعِي  
اَلْاَمَّةُ اَلْاُمِّيَّةُ وَيَا سُبْحًا بَيْتِي اَسْكُوْا جِثَّ" (ابوداؤد و ترمذی۔ مشکوٰۃ باب  
اشراف الساعۃ) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی میں فرماتے ہیں۔ مہدی خلق  
اور خلق میں میری مانند ہوگا میرے نام جیسا اس کا نام ہوگا، میرے باپ کے نام  
کی طرح اس کے باپ کا نام" ازالہ اوہام ص ۳۳۸ ط ۲۔

اسی کے علاوہ خود مرزا صاحب بھی ملتے ہیں کہ امامکم منکم میں مسلمانوں کے امام  
الصلوٰۃ غیر از مسیح کا ذکر ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے مرزاجی سے سوال کیا کہ آپ خود امام بن کر نماز کیوں  
نہیں پڑھایا کرتے۔ کہ۔

"حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز  
پڑھے گا" (قناوی احمدیہ ص ۸۷ جلد ۱)۔

"الفرض یہ غلط ہے کہ مسیح امامکم منکم کا مثار" الیہ ہے اس کی مزید تشریح ہو رہی ہے۔

کے تمام شبہات کو زائل کرتی ہے وہ حدیث فیل ہے۔

مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تَنْزِيلُ عِيسَى  
**دسویں حدیث** {ابْنُ مَرْيَمَ قَيْمُولُ أَوْ يُرْهِمُ نَعَالَ حَتَّى لَنَا قَيْمُولُ

لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْدَاءُ تَكْرَهُهُمُ اللَّهُ هَذِهِ أَلْحَمَّتِي۔ (مشکوٰۃ باب  
 نزول عیسیٰ علیہ السلام) پس نازل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم۔ مسلمانوں کا امیر انہیں کہیگا۔  
 آئیے! ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ یہ شرف امت محمدی کو ہی ہے  
 کہ وہ ایک دوسرے کے امیر و امام ہوں۔

اللہ اکبر! حضرت مسیح ابن مریم بھی محمدی امت کا شرف تسلیم کرتے ہیں وہ  
 بھی اس قدر بلند کہ ایک نبی اللہ بھی ان کا حقیقی رنگ میں بالاستقلال امام و امیر  
 نہیں ہو سکتا اس حدیث مقدسہ نے مرزائیوں کی جملہ تاویلات و اہیلہ و رخیالات  
 باطلہ کا بخوبی قلع قمع کر دیا ہے اور روز روشن کا مانند واضح کر دیا ہے کہ مسیح آنے  
 والا وہی اسرائیلی بھی ہے۔ نہ کہ اس امت کا کوئی شخص۔

**گیارہویں حدیث** {حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت سے روایت  
 کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے اس ذات واحد کی  
 قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تحقیق اتریں گے تم میں ابن مریم  
 ماکم و عادی ہو کہ اس مہلب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیرہ اٹھادینگے  
 ان کے زمانہ میں اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کریگا۔ یہاں تک کہ ایک مسجد عبادت  
 الہی دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (یہ حدیث بیان کر کے حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں)  
 اگر تم چاہتے ہو کہ (اس حدیث کی تائید قرآن سے ہو) تو پڑھو آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**  
**الْكِتَابَ** (اَلْیُؤْمِنُونَ دِیْنًا قَبْلَ مَوْتِهِمُ الْآیہ۔ یعنی خدا فرماتا ہے آخری زمانہ میں  
 کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہ ہوگا جو مسیح پر (جسے وہ بزم خود مصلوب سمجھتے ہیں)  
 اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا (رواہ بخاری و مسلم منقول از مشکوٰۃ  
 شریف باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)۔

یہ حدیث بھی حیات مسیح و نزول من السماء پر قطعی دلیل ہے۔ آنحضرت صلعم قسم کھا کر مسیح ابن مریم کا نزول بیان فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام مسیح ابن مریم سے کوئی اور شخص مراد نہیں سمجھتے بلکہ وہی عیسیٰ ابن مریم صاحب انجیل رسول اللہ بنی اسرائیل سمجھتے ہیں جس کا ذکر ان بن اہل الکتاب الی آیت میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ جماعت صحابہ کو مخاطب کر کے علی الاعلان کہتے ہیں **فَاَنْزَلْنَاهُ سِتَّةَ اَيَّامٍ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ**۔ اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو آیت جس میں مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کوئی صحابی اس سے انکار نہیں کرتا۔ اس حدیث میں کسی قسم کی تاویل کرنا مرزا صاحب کے رد سے قطعاً ناجائز ہے۔

آنحضرت قسم کھا کر بیان کرتے ہیں اور مرزا صاحب اقم ہیں کہ ۱۔  
”بنی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جاوے نہ استثناء۔ بلکہ اس کو ظاہر معمول کیا جاوے۔ ورنہ قسم سے فائدہ ہی کیا ہے (مسئلہ حاشیہ حرامہ و مشری طبع دوم)۔“

**اعتراف**۔ ان یُنزل فیکھ میں آنحضرت صلعم نے صحابہ کو مخاطب کیا ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔

**الجواب**۔ خطاب صحابہ کے ساتھ شخص نہیں ہے بلکہ عام امت محمدیہ تا قیامت مخاطب ہے۔ ابن خزیمہ حاکم نے روایت نقل کی ہے عن انس قال لنبی صلعم سید رک رجال من امتی بن مریہ و کنز العمال (ج ۲ ص ۲۰۲) یعنی میری امت کے لوگ عیسیٰ کا زمانہ پائینگے نہ صحابہ لوگ۔ اور دیگر احادیث صحیحہ کثیرہ میں حضرت عیسیٰ کا قرب قیام تشریف لانا مقرر ہے۔ ملاحظہ ہوں ۱۔  
قال لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسیٰ بن مریم (مسند احمد ص ۳۹۳ ج ۲ ابن ماجہ ص ۲۲) لن تقوم الساعة حتی تدون قبلها عشر ایات و نزول عیسیٰ ابن مریہ (مسلم ص ۳۱۳ ج ۲) ظاہرین الی یوم القیامہ فینزل عیسیٰ ابن مریہ (مسلم ص ۳۱۳) کیف تہلک امة انا اولها و المہدی

وسطھا و المسمیٰ اخوها شکوة مشہد) ان تمام مدثیوں میں حضرت عیسیٰ کا نزل قریب قیامت مذکور ہے۔ اور پھلی روایت میں امت محمدیہ کے آخر زمانہ میں حضرت مسیح کا ہونا مسترح ہے نہ عہد صحابہ میں نہ چودہ سو سال کے بعد۔

بارھویں حدیث { بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا اَوَّلُی النَّاسِ بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ فِي الْاَوَّلِیِّ وَالْاٰخِرَةِ الْاَوَّلِیِّ اَمْرُ اَخْوَةٍ مِنْ عَلَیَّ وَاَمْرُهُمْ شَتَّى وَذِیْنِ الْکُفْرِ رَاحِدٌ وَلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ (شکوة باب بدر اخلق) میں بہ نسبت لوگوں کے مسیح سے بہت نزدیک ہوں، دنیا و آخرت میں۔ انبیاء سب سے پہلے بھائی ہیں۔ اور میں ان کی مختلف اور دین سب کا ایک ہے میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزا صاحب بھی مقرر ہیں کہ ہمارے نبی صلعم کے عہد میں ۱۔

(۱) "حضرت مسیح کے زمانہ کو چھ سو برس گزر گئے تھے اور اس عرصہ میں

کوئی الہام یافتہ پیدا نہیں ہوا تھا۔" (رسالہ اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱۱۱)

(۲) "کچھ شک نہیں کہ محدث نبی کا چھوٹا بھائی ہوتا ہے اور تمام انبیاء

علاق بھائی کہلاتے ہیں۔ (ازالہ ص ۱۱۱ ط ۲)

(۳) "میرا نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم

سے کیا گیا ہے۔" (ازالہ ص ۱۱۱ ط ۲)

حدیث بخاری میں حضرت مسیح (بن مریم) سوانا بنی اسرائیل کا ذکر ہے کسی آئندہ پیدا ہونے والے مسیح نبی کا ذکر نہیں۔ مرزا صاحب اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ ناظرین اسے ملحوظ رکھیں۔

حضرت امام بخاریؒ نے حسب مناسبت باب جیسا کہ ان کی عادت شریفہ ہے۔ تھوڑا حصہ اس حدیث کا لکھ دیا ہے۔ حدیث طویل ہے تفصیل ملاحظہ ہو ایمان نمود احمد خلیفہ قادیان نقل کرتے ہیں ۱۔

عزابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء  
 اخوة لعلات امہاتہم شتی و دینہم واحد ولا  
 فی ادلی الناس بعیسی ابن مریم لانہ لم یکن  
 بینی و بینہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نبی و انہ  
 نازل فاذا سرا یتیموہ و اعرفوہ رجل ہربوع الی العمر  
 و البیاض علیہ ثوبان مصورات راسہ یقطر و  
 ان لم یبل فیدک المصلیب و یقتل الخنزیر یضع الخنزیرۃ  
 و یدعو الناس الی الاسلام فتہلک فی زمانہا الملل کلہا الا

الاسلام الخ الحدیث انبیاء علاقائی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں  
 انکی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں عیسیٰ  
 ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اس کے او  
 میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہونے والا ہے پس جب  
 اسے دیکھو تو اسے پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت سرخی سفید ملا  
 ہوا رنگ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اس کے سر سے پانی  
 ٹپک رہا ہو گا۔ گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور  
 خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیرہ ترک کرے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف  
 دعوت دے گا یہ قاتل الناس الخ اسلام کے لفظ کیوں چھوڑ دیئے؟  
 شاید اس لئے کہ ان الفاظ میں مسیح کی شان یاسست کا ذکر ہے اور  
 مرزا صاحب خود یا جوج ماجوج کی رعایا اور فرمانبردار تھے۔ (ناقل)  
 اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام باقی  
 رہ جائیگا اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے سیلوں کے ساتھ  
 اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے ماپوں  
 سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دینگے عیسیٰ مرے پاس رہے گا

(زمین پر) رہنے کے پھر فوت ہونگے اور مسلمان اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔ (حقیقۃ النبوت ص ۱۹۲)۔

یہ حدیث ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۳۸ پر موجود ہے۔ اس کے سبب اسی ثقہ اور مقبول ہیں۔ نیز یہ حدیث مسند احمد میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی ابن جریر۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن جبان میں ہے۔ اعجاز المسیح ص ۳۸ مصنفہ مرزا صاحب ازالہ اوہام ص ۵۹۲ ط ۱ وغیرہ بھی اس حدیث کے بعض حصے نقل کر کے ان کی تصحیح و تصدیق بلکہ ان سے تشک کیا ہے ۱۰

اس حدیث سے صاف عیاں ہے کہ آنے والا مسیح موعود حضرت عیسیٰ ہی ہے، جس کے اور انحضرت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا تھا۔ جو انحضرت کا علاقائی بھائی اور بموجب حدیث معراج قاتل دجال سے فلع الحمد۔

تیسرے حوالے حدیث **عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُودِ إِنَّ عِيسَى لَوَيْمٌ وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ**۔ (درمثور ص ۳۱۳) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انحضرت نے یہود کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تحقیق عیسیٰ فوت نہیں ہوا۔ لہذا یہ وہ تمہاری طرف اترے گا قیامت سے قبل ۱۰

**اعتراض**۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے قابل قبول نہیں۔

**جواب**۔ حضرت حسن بصری کی مرسل حدیث میں تو وہی شخص کلام کریگا جس کو ان کے اقوال کا پورا علم نہیں وہ خود فرماتے ہیں کل شیء سمعی اقول فیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو عن علم ابن ابی طالب غیر ان فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا۔ آہ (تہذیب الکمال طبری) میں جتنی احادیث میں قال رسول اللہ کہوں اور صحابی کا نام نہ لوں سمجھ لو کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب کی روایت ہے۔ میں ایسے (سفاک دشمن آل رسول حجاج کے) زمانہ میں ہوں کہ حضرت علی کا نام نہیں لے سکتا۔ احمد یوحدیث پر

اعتراض کرنے سے پیشتر علم حدیث کسی استاد سے پڑھو۔  
ایک شبہ اور اُس کا ازالہ { مرزائی بعض وقت کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ حدیث بلا سند ہے۔

الجواب ۱۔ آنحضرت صلعم کے ارشاد اَنِّکَ عَلَیْکُمُ الْحَرَمِیْمَتُ الْحَکُوبَابُ مدینۃ العلم مولیٰ علی مرتضیٰ نے سنا۔ ان سے حسن بصری (سیدنا بعین و شیخ الصدوق) نے اخذ کیا، امان سے بیچ نے ان سے ابو جعفر نے ان سے اُن کے بیٹے عبداللہ نے ان سے اسحق نے اُن سے ثنی نے ان سے ابن جریر طبری نے (ص ۱۸۳) تفسیر ابن جریر کتب متداولہ میں سے ہے اور اس میں حدیث کی سند بھی موجود ہے۔

محمد بن جریر بڑے پایہ کا محدث ہے کہ ابن خلکان وغیرہ نے ان کو ائمہ مجتہدین میں سے لکھا ہے۔ خود آپ کے مرزا صاحب نے چشمہ معرفت میں لکھا ہے کہ ”جریر نہایت معبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے (رماشہ ص ۱۲)“

اعتراض ۱۔ اگر یہ معتبر حدیث ہے تو اس کو صحاح ستہ میں ہونا چاہیے تھا۔

(۱) الجواب ۱۔ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آٹھم سے حاشیہ ص ۵۵ میں جو

حدیث یتزوج دیولہ لکھی ہے وہ صحاح ستہ میں کہاں ہے؟

(۲) حقیقۃ الوحی ص ۱۹، حاشیہ چشمہ معرفت ص ۲۱ میں جو روایت کسوف

خسوف در مضان تحریر کی ہے وہ صحاح ستہ میں کس جگہ ہے؟

(۳) ضمیمہ انجام آٹھم ص ۴، حاشیہ کتاب البریہ ص ۲۶ میں جو اثر خروج ہمدی

از کدہ درج کیا ہے وہ صحاح ستہ کی کس کتاب میں ہے؟

(۴) کتاب میح ہندوستان میں ص ۵۳، ص ۵۵ میں جو تین حدیثیں حضرت عیسیٰ

کی بیاحت سے متعلق تحریر ہیں ان کا پتہ صحاح ستہ سے بتاؤ۔

حدیث ص ۱۴ { تفسیر ابن جریر جوثریس المفسرین و معتبر آئمہ حدیث میں ہے یہ

{ ازالہ اوہام و چشمہ معرفت، و تفسیر در مشور جلد ۲ ص ۳ پر ہے

کہ جب نجران کے عیسائی آنحضرتؐ پاس آئے اور اُن کو توحید کلیت پر گفتگو ہوئی تو حضرت

صلعم نے فرمایا:-

”اَلَسَّيْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنْ رَّبَّنَا لَمْ يَمُوتْ وَ اَنْ عِيسٰى يَاقِيْ

عَلَيْهِ السَّلَامُ (ابن جریر جلد ۲ ص ۱۱) انسان کے پرستار و ایک

جانتے نہیں کہ خدا ہی کی موت ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت آگئی

برادرانِ نور فرمائیے! اگر حضرت مسیح ذاتِ پاک کے ہوتے تو آنحضرت صاف

فرماتے کہ اِن عِيسٰى قَدْ مَاتَ مگر آپ نے یاقیٰ صیغہ مضارع زمانہ آئندہ کا استعمال

فرمایا کہ اس کو موت آئیگی۔ پس ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ و

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

پندرہویں حدیث | مُجَدِّدُ اَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا تَذْنِبْ لِنَفْسِیْ بِیَدِیْہِ وَلَا یُہْلِنِ ابْنُ مَرْثَمٍ

بِفُجْرِ الرَّحَاہِ حَاجَا اَوْ مَعْمَرًا اَوْ لَیثَیْنِیْنِہُمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلعم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور

صلعم فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان

ہے، یقیناً احرام باندھیں گے ابن مریم فح الردحہ سے، حج کا یا عمرہ کا،

یا قرآن کریں گے (یعنی عمرہ ادا کر کے اسی احرام سے حج کوں گے) صحیح مسلم

ص ۴۰۰۔۔۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

(۱) مسیح موعود دنیا میں آکر اپنے متعلق ایسی فضا قائم کریں گے کہ تمام دنیا

میں ان کے لئے امن ہوگا۔ اور کوئی چیز ان کے حج میں مانع نہیں ہوگی

(یعنی وہ بلا خوف حج کرے گا)

(۲) وہ کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا جو حج بیت اللہ سے مانع ہو۔

(۳) کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے حج نہیں کریگا بلکہ وہ بنفسِ نفیس

خود حج کریگا۔

نتیجہ ۱۔ جو شخص مندرجہ بالا اوصاف سے متصف نہیں ہے وہ یقیناً مسیح



ہیں۔ مرزا کی امت تادمیوں کی بہت عادی ہے جہاں کوئی جواب نہ دینے میں تادمیوں کا سہارا ڈھونڈتی ہے کہ اس کے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ اس میں ایک استعارہ ہے۔ مگر مرزا صاحب نے ایک قاعدہ کلیہ بنادیا ہے جس کے آگے ان کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ یہ حدیث قسم سے شروع ہوتی ہے اور قسم والی حدیث کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں: ”اور قسم صاف بتاتی ہے کہ یہ خبر ظاہری معنوں پر محمول ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔ در نہ قسم میں کوئی تاویل نہ ہے۔“

اس حدیث نبوی میں الفاظ والذی نفسی بیدکا آئے ہیں لہذا اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔

نیز مرزا صاحب اپنی کتاب ”ایام الصلح اردو“ کے صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں:-

”ہمارا حج تو اس وقت ہو گا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کریگا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہو گا۔“

اس عبارت سے کم از کم اتنا ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب نے تادمیوں کا سہارا ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کریگا۔

**مرزا کی اعتراض نمبر ۱** [آپ کو ناروغ البالی اور مرزہ الحالی حاصل نہ تھی البتہ]

**الجواب** [آپ اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ ہے؟ (۳۲) (۳۱)]

مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ بھی بچاؤ آئیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور تنگیوں کو خاک میں ملاتا ہے، اس نے میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۱)

**مرزا کی اعتراض نمبر ۲** [مرزا صاحب کے لئے مکہ میں امن نہ تھا۔]

**الجواب** [حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود دنیا میں آکر اپنے متعلق ایسی نفاذ قائم کریں گے کہ حجاز اور تمام دنیا میں ان کے لئے امن ہوگا اور وہ بلا خوف و خطر حج کریں گے۔ اگر مرزا صاحب کے لئے امن نہ تھا تو اس سے ثابت ہوتا ہے وہ مسیح موعود نہ تھے۔ نیز مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا:-

”وَاللّٰهُ يَعْصِيكَ هٰذَا النَّاسُ“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۱۷)

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے سب محافظ اٹھا دیئے۔ اور کہہ دیا کہ اب اللہ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔

(فوط)۔ یہ آیت مدنی ہے اور آخری زمانہ میں نازل ہوئی ہے) اسی طرح جب مرزا صاحب کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا تو مرزا صاحب نے حج کیوں کیا؟  
**مرزائی اعتراض نمبر ۳** [مرزا صاحب بیمار رہتے تھے لہذا آپ پر حج فرض نہ تھا۔]

**الجواب** [یہی دلیل مرزا کے کاذب مسیح ہونے کا ثبوت ہے۔ حدیث مذکورہ سے عیاں ہے کہ مسیح موعود کو کوئی ایسی جسمانی بیماری نہ ہوگی جو حج بیت اللہ سے مانع ہو۔ ثابت ہوا کہ آپ مسیح موعود نہیں۔ ورنہ آپ ایسی مرض میں مبتلا نہ ہوتے (دردِ سر۔ دورانِ سر۔ ذیابیطس وغیرہ)۔]

**اعتراض** [الفاظ حاجا و متعموا لیشتیہما - میں یا یا۔]

**الجواب** [فلا نے ٹھوکی بھی خبر لیجئے۔ کتاب ضمیر برائین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷ میں ہے۔]

• دوسریس برس کی مدت گزر گئی کہ خدا نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی سال ہوگی اور یا یہ کہ پانچ سال زیادہ یا پانچ سے کم۔ (عزلی میں اور یعنی دائرہ آتا ہے)  
**اعتراض** [یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شف ہے جس طرح آپ نے حضرت موسیٰؑ اور

حضرت یونسؑ کو لبیک کہتے ہوئے دیکھا ہے۔ ویسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آپ نے احرام باندھے ہوئے دیکھا۔

**الجواب** [صحیح مسلم میں ایک روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے دامادی ازرقؓ میں حضرت موسیٰؑ کو اور دامادی ہرثےؓ میں حضرت یونسؑ کو لبیک کہتے

ہوئے دیکھا ہے مگر یہ آپ نے کشفی حالت میں دیکھا جیسا کہ الفاظ قال گا کافی انظر الیٰ یونسؑ دیکھتا ہوں حضرت موسیٰؑ کی طرف، الفاظ قال گا کافی انظر الیٰ یونسؑ دیکھتا ہوں حضرت یونسؑ کی طرف، اس پر دال ہیں۔ مگر یہاں کسی جگہ یہ الفاظ نہیں ہیں قال گا کافی انظر الیٰ عیسیٰ پس حضرت موسیٰؑ کا یہ اند حضرت یونسؑ کی الذکا واقعہ پیش کرنا صحیح جواب نہیں بلکہ یہاں قرآن مفسر مع مذکورہ تفسیر ہے جو مفسر میں تالیف مع تفسیر زمانہ مستقبل کرتا ہے (مرزا ابی پاکٹ بک ص ۱۵۸) اس واسطے اس کو مانع ثبوت بیان کرنا حماقت ہے۔ نیز مرزا صاحب کا کلیہ قاعدہ (جو حدیث قسم سے شریعت ہو۔ اس کی خبر ظاہری معنوں پر محمول ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل یا استنباط نہیں ہوا کرتا) حمانۃ البشریٰ مترجم میں بھی اس کی تصدیق نہیں دیتا۔

**اعتراض** [ایک حدیث میں دجال کا بھی بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا جانا مذکور ہے۔ کیا وہ حاجی ہوگا؟

**الجواب** [یہ خواب کا واقعہ ہے تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج کا قیاس کرنا جب کہ ان کے لئے زمانہ آئندہ کی خبر صراحت سے دی گئی ہے قیاس مع الفارق ہے۔

**اعتراض** [نہج الرواد میقات نہیں۔ میح اس جگہ سے احرام کس طرح باندھے گا۔ اس لئے یہ ایک کشف ہے۔

**الجواب** [میقات بحثنے میں یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو اب سے باہر کے لوگ ہیں اور پیرانہ مند ہوں وہ جہاں ہوں، ابھی سے احرام باندھ لیں۔

اہل مدینہ کیلئے ذوالحلیفہ میقات ہے تو کیا جو ذوالحلیفہ سے اندر لڑکی بجانب رہتے ہیں وہ بھی ذوالحلیفہ جا کر احرام باندھ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ وہ جہاں ہوں وہیں احرام باندھ لیں۔ حدیث شریف کے الفاظ کا مقتضایہ ہے کہ ایام حج میں حضرت مسیح موعودؑ دورہ کرتے ہوئے فوج الروحاء کے قریب ہوں گے۔ اس لئے وہیں سے احرام باندھ لیں گے۔ یہی شرعی حکم ہے (علیہ السلام عزرا)

(۱) حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:-  
عَزَّ اَنْبِیُّ عَنِیْسٍ رَضِیَ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَہْلُ الْمَدِیْنَةِ ذَا الْحَلِیْفَةِ وَلَا اَہْلُ الشَّامِ الْحُجَّةُ وَلَا اَہْلُ نَجْدٍ قَرْنُ الْمَنَازِلِ وَلَا اَہْلُ الْیَمَنِ یَلْمِزُکُمْ فَهَنْ کُفُّنَ وَ لَمَنْ اَتٰی عَلَیْہُمْ مِنْ غَیْرِ اَہْلِہِمْ لَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ کَانَ دُوْرُہُمْ فَمَقَلُّہُ مِنْ اَہْلِہِ وَ کَذٰلَکَ وَ کَذٰلَکَ حَتّٰی اَہْلُ مَکَّةَ یُہْلَوْنَ مِنْہَا۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲۲ کتب المناسک

ترجمہ:- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یحییٰ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احرام کی مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے حجفہ اور نجد والوں کیلئے قرن منازل۔ مین والوں کیلئے یلملم۔ پس یہ میقات ان شہروں کے ہیں جو مذکور ہوئے۔ اور وہ گذریں ان جگہوں سے۔ اور جو شخص کہ ارادہ کرے حج اور عمرے کا، رہنے والا اندران موضع کے وہ اپنے گھر سے احرام باندھے۔ یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ ہی سے احرام باندھیں۔ انتہی افسوس مرزا صاحب اس دنیا سے کوچ کر گئے اور فریضہ حج ادا نہ کیا۔ جو بوجہ دعویٰ مسیحیت ہونا ضروری تھا۔ اور اسلام کے ایک ادنیٰ خادم اور عالم رحمانی قاضی محمد سلیمان صاحب مرحوم نے پیشگوئی کی تھی:-  
”میں نہایت جزم کے ساتھ یاد از بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ صاحب کے نصیب میں نہیں۔ میری اس پیشگوئی کو سب یاد رکھیں۔“

(ترجمہ اسلام ص ۱۲۴)

آج ہم قاضی صاحب مرحوم کی پیشگوئی کے حرف بحرف درست پاتے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب بعد پیشگوئی کے بہت عرصہ تک زندہ رہے اور حج نصیب نہ ہوا۔

## تردید دلائل وفات مسیح

مرزائی غدار (۱) مصنف مرزائی پاکٹ بک نے دزدیکہ کیف چرا ڈاشر کی مثال پوری کرتے ہوئے (۱) آیت فَلَکُمَا تَوْفِیقُنَا (۲) آیت مُتَوَفِّیْکُمَا وَرَافِعُکُمَا (۳) سے وفات کا ثبوت دینا چاہا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں حیات مسیح پر دلیل ہیں۔ کَمَا بَیَّنْتُ لَکُمَا ذَٰلَکَ۔ ناظرین کرام! ثبوت حیات مسیح کے باب میں دلیل ملے گی۔ میں ان آیات کی صحیح تفسیر و تشریح ملاحظہ ہو۔

پھر آیت وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (۱) آیت سے تمک کیا ہے کہ پہلے سب نبی فوت ہو گئے؟ ناظرین غور فرمائیں کہ کہاں بیسیوں آیات و احادیث نبویہ میں الجواب (۱) بالتصريح عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کا دفع سماوی و حیات و نزول من السماء مذکور و مرقوم موجود ہے۔ اور کہاں یہ آیت جس میں نہ مسیح کا ذکر نہ مقصود و خدا کا تمام انبیاء کی دنات ظاہر کرنا۔

غلت یا غلط کے معنی ہیں جگہ خالی کہ ناخواہ زندہ گنہگار یا موت سے کیا کا خَلَوْا إِلَىٰ شِیَاطِیْنِہُمْ (۱) یعنی کافر جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ جب اپنے شیطانوں کی طرف جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمانوں سے منول کرتے ہیں اسی طرح سورۃ آل عمران رکوع ۱۵ میں فرمایا۔ مرزا صاحب یہ منقول ہیں۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اس سے پہلے جو رسول ہوئے

آتے رہے (جنگ مقدس تقریر اول ص ۱۷) پھر الرسل کا ترجمہ سب رسول کرنا بھی اس جگہ  
 مراد خداوندی کے خلاف ہے آیت کریمہ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَ  
 قَعَيْنَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ بِالنُّصْلِ (البقرہ ۵۷) آیت قد خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ  
 رسول کی ہے (شہادت القرآن ص ۴۷) آیت قد خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ  
 الایۃ کا ترجمہ مولوی نور دین صاحب خلیفہ اول قادیان نے پہلے اس سے بہت  
 رسول ہو چکے ہیں کیا ہے (فصل الخطاب جلد ۱ ص ۳۲) ایسا ہی سورہ ۴۷  
 سجدہ میں اِذْجَاؤُكُمْ الرُّسُلُ الایۃ جب آئے ان کے پاس (جنس) رسولوں  
 سے گئی ایک۔ احمدی دوستو! کیا سب رسول آگئے تھے؟ پھر تو مرزا بھی اسی  
 وقت آیا ہوگا؟ اور سنو! فرشتے بھی تو رسول ہیں۔ کیا یہ بھی آنحضرت سے پہلے  
 فوت ہو گئے تھے؟ پھر یہود کے متعلق آیا ہے یَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ الایۃ (آل عمران  
 ۶۲) قتل کرتے ہیں خدا کے نبیوں کو۔ کیا سب نبیوں کو انہوں نے قتل کر دیا تھا  
 ایسا ہی کفار کہنے تھے ہم پر جلدی عذاب اتر آئے۔ فرمایا وَقَدْ خَلَّتْ مِنْ  
 قَبْلِهِمُ الْمَثَلَاتُ۔ (الرعد) شک کیوں کرتے ہو اس سے پہلے عذاب کی بہت  
 سی مثالیں گزر چکی ہیں۔ احمدی دوستو! کیا خلعت کے معنی موت ہیں؟ اور  
 سنو! اسی سورت میں ایک مقام پر ارشاد ہے كَذَلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِي  
 اُمَمٍ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ۔ اے رسول صلعم  
 اسی طرح بھیجا ہم نے تم کو ایک امت میں۔ ہو چکی ہیں اس سے پیشتر احبیں  
 (الرعد ص ۲۷) کیا اس جگہ خَلَّتْ کے معنی یہ ہیں کہ پہلی امتیں سب کی سب منقرض  
 زمین سے مٹ چکی تھیں؟ ہرگز نہیں۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ موجود تھے۔ خود  
 قرآن میں یا اهل الكتاب اهل الانجیل اهل التوریت کہہ کر ان کو یاد کیا  
 گیا ہے الغرض خَلَّتْ کے معنی موت لے کر وفات مسیح کو ثابت کرنا مقصود  
 خداوندی و منشا محمدی کے خلاف ہے ایسا ہی الرسل سے تمام رسول مراد لینا بھی  
 مکمل ہے۔

ہاں۔ ہاں۔ اگر آنحضرت صلیم سے پہلے سب فوت ہو چکے تھے تو مرزا صاحب نے نور الحق حصہ اول ص ۵ پر جناب موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور اس پر ایمان لانا ضروری و لازمی کیسے لکھا :-

”جیسی صرف اوزنیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس بنی محصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچا یا گیا اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرید خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لادیں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے **وَلَقَدْ يَمِثُّ وَكَيْسٌ مِنَ الْمِثْمِثِينَ** وہ مردوں میں سے نہیں مگر یہ بات کہ حضرت جیسی آسمان سے نازل ہوئے سو ہم نے اس پر ایمان لایا ہو وہ ثابت کر دیا ہم قرآن میں بغیر نصت جیسی کے کچھ ذکر نہیں پاتے۔“

احمدی دوستوں! جہاں آنحضرتؐ کے پہلے انبیاء سے موسیٰؑ جو مہذب و مہربان ہے وہاں مہربانی کر کے مسیحؑ کی مسند بھی نکھی جونی سمجھ لیجئے :-

اعتراف :- اس جڈ موسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی مراد ہے۔ الجواب :- یہ کہنا کہ یہ روحانی زندگی ہے بالکل غلط ہے اور مرزا صاحب کی تقریر کے بالکل خلاف ہے روحانی زندگی تو بعد وفات سب انبیاء کو حاصل ہے اس میں حضرت موسیٰؑ کو کیا خصوصیت حاصل ہے۔ نیز اس کے بعد مرزا صاحب نے جو حضرت عیسیٰؑ کو مردہ کہا تو یہ تفریق بتلا رہی ہے کہ مرزا صاحب حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کو جسمانی زندگی سے زندہ سمجھتے تھے :-

بالآخر یہ کہ اگر خلعت کے معنی موت اور الرسل میں جملہ انبیاء شامل ہیں سمجھا جائے تو بھی مسیحؑ اس سے خارج و مستثنیٰ سمجھے جاویں گے کیونکہ حیاتِ نصوص قطعاً سے ثابت ہے :-

مرزا یوں! حضرت مسیحؑ کی حیات جو قطعی طور پر قرآن سے ثابت ہے۔ عام آیات سے استدلال کرنا نیکوں کی سنت نہیں شیعوہ کفار ہے۔ انہی حضرت مسیحؑ کے متعلق ایک مثال پیش کرتا ہوں بغور سنو! جب قرآنی مجید میں آیت نازل ہوئی جس کے الفاظ مرزا صاحب نے یہ لکھے ہیں :-

”اَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَخْصِبُ جَهَنَّمَ“ یعنی تم اور تمہارے معبود باطل جو انسان ہو کر خدا کہلاتے رہے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ (ریویو جلد ۵ ص ۲۴)

تو کھانے بغلیں بجانا شروع کیں اور تمہاری طرح اس آیت سے عام استدلال کرتے ہوئے مسیح کو بھی بوجہ اس کے کہ وہ خدا بنایا گیا ہے جہنمی قرار دیا اس کے جواب میں آیت نازل ہوئی ”مَا خَلَقْنَا لَكَ اِلَّا جَدًا“ بلکہ قوم مخصوصوں (ان) کو (تو) لا عباداً نعمنا علیہ۔

اسے نبی یہ بد بخت جہلی قوم بلکہ سخت جھگڑا الودائع ہوئے ہیں حضرت مسیحؑ تو خدا کے محبوب بندے ہیں جن پر اس نے انعامات کی بارش کر رکھی ہے بالیقینہ ہی مثال مرزا لیکوں کی ہے کہ وہ بھی مثل کفار کے حضرت مسیحؑ کی حیات ثابت از قرآن کو عام استدلال سے توڑنا چاہتے ہیں :-

برادران! اس قسم کی عام آیات جس قدر بھی مرزائی پیش کرتے ہیں ان سب کا بالا اختصار یہی ایک جواب کافی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ یعنی اگر آیت کے وہی معنی ہوں جو مرزائی کرتے ہیں تو بھی وہ آیات حیات مسیحؑ پر شاکہ اعتقاد نہیں بلکہ ایسا استدلال کرنے والے بقول قرآنی مجاہدین دغا صمیں ہیں :-

ازلی جملہ ایسی مخلوق کے یہ ہیں (۱) جن انسانوں کو پوجا جاتا ہے وہ مردہ ہیں مسیحؑ کو بھی پوجا گیا (۲) انسانوں کے لئے زمین ہی رہنے کو مقرر ہے (۳) ہر انسان بڑی عمر کا ہو کر ضعیف القوی ہو جاتا ہے۔ جسم میں تغیر و تبدل ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔



**مرزائی غلط** [قرآن میں ہے کہ مسیح اور اس کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے  
اس سے استدلال یہ ہے کہ مریمؑ بوجہ موت کھانے سے  
روکی گئی ہے۔ یہی حال مسیح کا بھی ہے۔

**الجواب** [حق تعالیٰ نے عیسائیوں پر جو مسیح کو اور اس کی والدہ کو خدا مانتے ہیں  
حجت نامہ کی ہے کہ وہ دونوں تو لوازم بشری مثل طعام وغیرہ  
کے محتاج تھے۔ پھر وہ کیسے خدا ہوئے۔ اس آیت میں حضرت مسیح کی حیات  
و حیات کا کوئی ذکر نہیں۔

احمدی بھائیو! اگر میں کہوں کہ مرزا صاحب اور ان کی بیوی اکٹھے کھانا  
کھایا کرتے تھے یا یہ کہ وہ ایک ہی مکان میں رہا کرتے تھے کیا یہ کہنا غلط ہوگا؟  
ہرگز نہیں۔ پھر مرزا صاحب تو مرگے مگر ان کی بیوی زندہ ہے۔ کیا تم انہیں بھی  
مردہ جانتے ہو؟ کیا اب وہ کھانا نہیں کھاتیں؟ یا اسی مکان میں نہیں رہتیں؟  
اے جناب! اگر ہم کہیں کہ جس خدا نے مسیح کو آسمانوں پر اٹھایا ہے وہ  
انہیں کھانا بھی ضرور دیتا ہوگا تو تمہارے پتے کیا رہ جائیگا؟ آخر موسیٰؑ بھی تو  
بقول شہازندہ ہے پس جو اس کا حال ہے سو مسیح کا۔ طعام کا لفظ حدیث میں  
محض تبسح و تقدیس الہی پر ہی بولا گیا ہے جیسا کہ جیب ایک صحابی نے آنحضرت  
سے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب طعام وغیرہ پر وصال کا غلبہ ہوگا۔ اس وقت  
ہم کیا کھائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا **يُحْيِيهِمْ مَا يُحْيِي أَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ**  
**النَّاسِ وَالْثَّقَلَيْنِ** (رواہ احمد طہا سی۔ مشکوٰۃ باب العلامات فصل ثانیہ)  
کفایت کرے گی مومنوں کو اس وقت وہ چیز جو کفایت کرتی ہے اہل سما کو یعنی  
حمد و ثنا الہی۔ تو فرمائیے آپ کس قدر رؤسیا ہو کر رہ جائیں گے؟

**عتراض** [اَلَمْ يَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاءً وَاَمْوَاتًا۔ کیا نہیں  
ہم نے زمین کو اپنے ساتھ ملا رکھنے والی زندوں اور مردوں کو  
فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرًّا وَمُسَاوً اِلٰی حَتِّينَ۔ اور تمہارے لئے

زمین میں ٹھکانا ہے اور تندرہ اٹھانا ہے ایک مدت تک و قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ  
وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَفِيهَا تَحْجَوْنَ - اطراف رکوع ۲ تمہیں زمین میں زندگی  
بسر کرنا ہے اور پھر اسی میں مر گے پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے  
یہ ایک عام قانون الہی ہر فرد بشر پر جاری ہے تو کیونکر ہو سکتا  
ہے کہ اس کے صریح خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر  
موجود ہوں۔

**الجواب :-** خاص دلائل سے حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت ہو چکی ہے  
اور علم اصول میں مقرر و مسلم ہے کہ خاص دلیل عام پر مقدم ہوتی ہے اور ان  
دو دلوں کے مقابلے میں دلیل خاص کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کے نظائر قرآن مجید  
میں بکثرت موجود ہیں مثلاً عام انسانوں کی پیدائش کی نسبت فرمایا اِنَّا خَلَقْنَا  
الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشِجَةٍ (۲۹) یعنی انسانوں کو ملے ہوئے نطفے سے  
پیدا کیا اور اس کے برخلاف حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواؑ اور حضرت  
عیسیٰؑ کی نسبت خاص دلائل سے معلوم ہے کہ ان کی پیدائش بایں طور نہیں  
ہوئی پس ان کے متعلق دلیل خاص کا اعتبار کیا گیا ہے اور دلیل عام کو ان کی  
نسبت چھوڑ دیا گیا ہے۔

ممبر ۲۔ فرشتوں کی جائے قرار اصلی اور طبعی طور سے آسمان میں۔ مگر وہ  
عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔  
**اعتراض :-** وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ الْاِلٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ  
يَا كُنْ فَيَكُونُ اَمْ هُمْ يُدْعَوْنَ اَمْ هُوَ يَدْعُوهُمْ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ الْاِلٰهِ وَتَايَسَعُونَ  
يَا كُنْ فَيَكُونُ (سورہ نحل ۲) یہ مشرک جن لوگوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں  
وہ ایسے ہیں کہ انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا بلکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ مردہ ہیں زندہ  
نہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جاویں گے۔

چونکہ حضرت عیسیٰؑ بھی ان ہستیوں میں سے ہیں جن کو محبوب مانا جاتا ہے

کہنا وہ بھی وثا یافتہ ہیں۔

**الجواب :-** (۱) الذین کا ترجمہ جن لوگوں کو صحیح نہیں کیونکہ الذین سے مراد اصنام (بت) بھی ہیں لہذا صحیح ترجمہ یوں ہے کہ اور جن کو پکارتے ہیں وہ اور چونکہ کفار ہیں زیادہ تربت پرستی ہی پائی جاتی تھی (چنانچہ کعبہ کے ۳۶۰ بت جو فتح مکہ کے دن توڑے گئے اس پر شاہد ہیں) اس لئے ۔

(۲) اموات کے بعد غیر احیاء کا ذکر کیا گیا تاکہ اصنام کی حقیقت اصلہ ظاہر ہو جائے کہ وہ علی الاطلاق مردہ ہیں۔ ان کو حیات کی ہوا بھی نہیں ملتی نہ پہلے کبھی نہ اب ۔

(۳) وہ آتش و دن ایان یبعثون کا مطلب تو یہ ہے کہ ان معبودوں کو اس کا بھی شعور (علم) نہیں کہ ان کے پر بننے والے کب اٹھائے جائیں گے (جلالین فتح البیان) بلکہ ان سے بہتر توان کے عابد ہیں کہ انکو علم و شعور اور حیات تو حاصل ہے ۔

(دوسری طرز سے)

**الجواب :-** آیت کا یہ مطلب نہیں کہ معبودان مصنوعی مرچکے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان کو موت آتی والی ہے صرف لفظ اموات کو دیکھ کر یہ قیہ نکال لینا کہ وہ سب کے سب مر چکے ہیں غلط ہے انک میت و انہم میدتوں (القرآن) اسے رسول صلعم تو ہی میت ہے اور یہ بھی مطلب یہ ہوا کہ بالآخر موت آتی والی ہے لہذا آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ تمام وہ لوگ جو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں آخر کار مر جائیں گے ان میں کئی مرچکے ہوں اور ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح بعد نزول فوت ہو جائیں گے نیز مشرکین جو ان اور فرشتوں کو بھی پوجتے تھے یہ وہ سب مر چکے ہیں ؛ کیونکہ وہ بھی من دون اللہ میں شامل ہیں ۔

**مرزا علی غلام** : مسیح کو نماز و زکوٰۃ کا حکم زندگی میں کے لئے دیا گیا تھا اس میں کسی اور مستحقین زکوٰۃ کہاں ہیں ؛ وَاَوْصَلْنِي بِالْاَصْلُوۃِ وَزَكَاۃِ

حیثاً مریم ع ۱۲۷

**الجواب** [کسی نے سچ کہا ہے کہ خوئے بدر را بہانہ ہائے بسیار۔ کسی بھوکے سے پوچھا گیا وہ اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ وہ جھٹ لہو چار زرہ پالا۔

ٹھیک یہی مثال مرزائیوں کی ہے۔ کہاں صاف و صریح آیات قرآنیہ جن میں الفاظ امر جیت مسیح کا مذکور ہے اور کہاں مرزائیوں کی یہ یہودیانہ کھنچ۔ ان ۴

اسے جناب! اگر یہ ضروری ہے کہ اس آیت کی رو سے مسیح تمام زندہ کی بھڑکواؤ

وغیرہ دیتے رہیں اور ضروری اس کام کیلئے ان کی جیب رو پورا سے بھری رہے

تو جب یہ الفاظ مسیح نے کہے تھے یعنی پیداؤں کے پہلے دن (ص ۲) پاکٹ بک مرزائی

اس وقت تک جو وہ زندہ تھے۔ فرمایئے ان کی جیب میں کتنے سو پونڈ موجود تھے

ان کو ان کرنا شخص زکوٰۃ ان سے وصول کیا کرتے تھے نیز یہ بھی فرمایئے کہ وہ ان

دنوں کتنی نمازیں روزانہ ادا کیا کرتے تھے اور گواہ کون سے فوجواکم فہرہ براتنا۔

ناظرین شروع میں کسی کام کا حکم ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہر وقت اور ہر

سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے اس پر عمل کرتے رہیں۔ بلکہ ہر نکتہ مکلفانہ وار کے تحت

ہر کام کا وقت اور اس کی حدود قائم ہیں۔ نماز بعد بلوغت فرض ہوتی ہے اور

زکوٰۃ بعد مال جب تک مسیح بچے تھے، نماز فرض نہ تھی۔ بالغ ہوئے حکم بجا لائے

جب مال تھا زکوٰۃ دیتے تھے۔ اب آسمان پر مال دنیاوی ہے ہی نہیں۔ زکوٰۃ کیوں

دیں۔ پھر اور سنو! حدیث میں آیا ہے کہ نبیوں کا دین واحد ہے بدیں لحاظ عوامی

پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ بتلویئے آسمانوں پر جب وہ زندہ ہیں تو زکوٰۃ کسے دیتے

ہیں، اور روپیہ ان کے پاس کتھ رہے۔

**مرزائی غلطی** [کفار نے آنحضرت م سے نشان طلب کیا تھا اور اپنے ایمانی فیصلہ

کو اس پر ٹھیرایا کہ آپ آسمان پر جائیں۔ وہاں سے کتاب لائیں

جب کو ہم پڑھ کر آپ پر ایمان لائیں۔ اللہ نے جواب دیا کہ کہو میرا رب پاک ہے میں

بندہ رسول ہوں۔ لیکن رسول کو آسمان پر لے جانے کی سنت اتنی نہیں" (ص ۲۲)

بنی اسرائیل ۱۱

جواب ۱۔ موسیٰ کیسے آسمان پر چڑھ گئے؟ ما جو اہم فوجو اہنا۔

جواب ۲۔ اس استدلال میں جس قدر یہودیہ تحریف اور دجالانہ غلط بیانی اور عیارانہ مغالطہ بازی کی گئی ہے وہ ایک تہہ سی تہہ سے ممکن و محال ہے الا اس صورت میں کہ قاتل کو بظاہر مومن بیاہن دہریہ سمجھا جائے۔

ناظرین کرام! وہ کفار جن کا قرآن میں اس جگہ مذکور ہے ہمارے مخاطب ہمزائی کی طرح دہریہ طبع نہ تھے کہ انسان کا آسمان پر چڑھنا محال و ناممکن یا خلاف سنت الہیہ سمجھتے ہوں بلکہ انہیں بظاہر اس کا اقرار تھا اور ان کا قول اس پر گواہ ہے کہ انسان آسمان پر لے جایا جاسکتا ہے **وَلَوْ شَاءَ رَبِّي لَأَنزَلْتُ إِلَيْكَ آلَافَ مَلَكًا** مگر سن رکھ کہ **وَلَنْ نُّؤْمِنَ بِوَفْدِكَ** ہم تیرے فقط آسمان پر چڑھ جانے پر ایمان کا مدار نہیں رکھتے حتیٰ تا نزل علینا کتاب نقرأہ کہ یہاں تک کہ تو وہاں جا کر ہم پر کتاب نازل نہ کرے۔

برادران! یہ ہے وہ اصل مطالبہ کفر کا جو سراسر جہالت و نادانی پر مبنی ہے کیونکہ یہ کبھی درست نہیں ہو سکتا کہ خدا، پلید طبع انسانوں کو صاحب کتاب رسول بنامے۔ اسی کے جواب میں کہا گئے تھے **تَقِي مَبِئْتَانِ دَٰخِلِي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ** کہہ رہے خدا کی عا دلانہ و حکیمانہ شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ تمہارے جیسے ناپاک طبع انسانوں پر اپنی اعلیٰ کتاب نازل کر تمہیں معتد انام بنامے کیونکہ

إِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيلَ قَوْمٍ  
سَبَّحُوا بِحَمْدِ طَرِيقِ الْهَالِكِينَ

جب کہ کسی قوم کا راستہ ہوا گا۔ تو یقیناً سوائے ہلاکت کے کسی نیک راستہ پسند چلا سکے گا۔ باقی رہی میری شخصیت میں تو خود اس کا ایک بھیجا ہوا بندہ ہوں۔ میری کیا طاقت و مجال کہ اس کی مرضی کے خلاف از خود اپنی طاقت سے تمہارے

مطالبات کو پورا کر دوں ایسے نفوذ و لچر و بے ہودہ مطالبات کے پورا ہونے کی استدعا بھی کروں۔

بھائیو! یہ ہے اصل مطالبہ کفار کا جس پر وہ ایمان کا مدار ٹھہراتے تھے جو سراسر پہلے قوفی کا مرقع ہے۔ حاصل یہ کہ کفار آسمان پر چڑھ جانے کو مدار فیصلہ نہیں ٹھہراتے تھے۔ بلکہ اس کے ساتھ یہود و شر اٹھا لگاتے تھے:

(۱) کفار کہتے تھے کہ ہم تب ایمان لائیں گے جب ہم ایسا نشان دیکھیں کہ زمین سے آسمان تک ایک نردبان (سیڑھی) رکھی جائے اور تو ہمارے دیکھتے دیکھتے اس نردبان کے ذریعے سے زمین سے آسمان پر چڑھ جائے اور فقط تیرا آسمان پر چڑھنا ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے جب تک آسمان سے ایک ایسی کتاب (ہم کو) نہ لادے جس کو ہم پڑھ لیں۔

(حاشیہ رسالہ تصدیق النبی ص ۱۱ مضمون مرزا صاحب ایک میاٹی کے تین سوالوں کے جواب)

(۲) یہ بات نہیں ہے کہ ہر کس و نا کس خدا کا پیغمبر بن جائے اور ہر ایک

پر وحی نازل ہو جایا کرے۔ اس کی طرف قرآن شریف نے آپ ہی فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَلَا إِذَا جَاءَهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِحَتَّىٰ تَأْتِيَ بِنَا آيَةٌ مِّنْ رَبِّنَا -

اللَّهُمَّ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رَسَالَتَكَ يَا اَيُّهَا الَّذِي جَاءَ بِرَبِّكَ آيَةً مِّنْ رَبِّكَ -

کونئی نشان کفار کو دکھائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ جب تک خود ہم پر ہی کتاب نازل نہ ہو تب تک ایمان نہ لائیں گے۔ خدا خوب

جانتا ہے کہ کس جگہ اور کس محل پر رسالت کو کھنچا جائے (براہین احمدیہ ج ۱ ص ۱۶۹)

الغرض مرزا فی مصنف کی پیش کردہ آیت سے بشر رسول کا آسمانی پر جاننا ناممکن

الغیال ثابت نہیں ہوتا۔

جواب ۳۔ بفرق محال مان لیا جائے کہ کفدر نے مدار فیصلہ آسمان پر چرط مٹنے کو ٹھہرایا تھا تو بھی آنحضرت کے جواب سے کہ میں بشر رسول ہوں۔ یہ کہاں ثابت ہوگا کہ بشر رسول آسمان پر نہیں جاسکتا۔ یا انسان کا آسمان پر جانا خلاف سنت الہی ہے۔ لہذا کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ از خود آسمان پر جب چاہے چلا جائے۔ یا جب چاہے کوئی معجزہ دکھائے۔ ہاں جب چاہے کوئی معجزہ دکھاوے ہاں جب خدا چاہے تو لے جاسکتا ہے چنانچہ اس نے حضرت مسیحؑ کو آسمان پر اٹھا لیا اور آنحضرت کو بھی آسمانوں کی سیر کرائی۔

اعتراض قرآن میں ہے وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخَالِدِ اِنَّ اِنَّا نَمُوتُ ثُمَّ الْخَالِدُ دُونَ۔ (انبیاء ۳۶) کہ کسی بشر کے لئے ہمیشہ کی زندگی نہیں۔ مسیح کو زندہ اور آنحضرت کو فوت شدہ ماننا قابلِ شرم و حک بنوری ہے۔

جواب ۱۔ موسیٰؑ کو زندہ ماننا کیوں شک نہیں؟  
۲۔ مسیح کے لئے بھی ہمیشہ کی زندگی نہیں۔ قرآن صاف شاہد ہے ۳۔ اِنْ مِّنْ اَهْلٍ اِلَّا لِكُتُبٍ اَلَا يَوْمُنَّ يَوْمًا قَبْلَ مَوْتِهِ اسی طرزِ حدیث میں ہے مسیح نازل ہوگا ثم یموت فیدفن معی فی قبری غرض مسیح کو بھی موت آئے گی۔ باقی رہا اعتراض دوم سو جب کہ تم خود موسیٰؑ کو آسمانوں پر زندہ مانتے ہو۔ فرشتوں کو زندہ مانتے ہو۔ تو پھر تمہیں خود ایسی ویسی لغو باتوں سے شرم چاہیئے۔ سو! لمبی زندگی باعثِ فحیلت نہیں؟

”عیسائیوں کو کبھی خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی روحانی زندگی ثابت کریں اور صرف اس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں جس میں امتیٹ اور تقیر بھی شریک ہیں۔  
(ترقیات ص ۱۰۰ ط ۱)

اعتراض حضرت عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ احمد رسول میرے بعید ہے۔

**الجواب** ہر جگہ بعد سے مراد وفات نہیں ہوتی۔ دیکھئے جب حضرت موسیٰؑ  
تو ریت لینے گئے تو ان کی قوم نے غیر حاضری میں بھپڑا پوجنا شروع  
کر دیا۔ خدا فرماتا ہے تم اتنا تم اہل محل میں بعد ہوا و انتہا نہ سمجھو  
(تقریباً ۶ ص ۷) جو معنی اس جگہ بعد کے ہیں وہی کلام مسیحؑ میں ہے۔

## تردید لائل و فات مسیح از حاکمیت

**اعتراض** آنحضرتؐ نے فرمایا۔ موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔  
**الجواب** کہاں آیت قرآنیہ و نصوصات احادیثہ جن میں بالتقریح مسیحؑ کی حیات  
آسمانی و نزول جہانی کا تذکرہ ہے اور کہاں یہ غلط و مردود و  
ردی اور بے سند محض قول۔ پس اس کا جواب یہی ہے کہ ہر بانی کر کے  
اس کی سند بیان کر دے۔ ورنہ نصوص شرعیہ کے مقابلہ میں ایسے ویسے غلط محض  
اقوال پیش کرنے سے تمہاری دہریت اور بھی نمایاں ہو جائیگی۔ اس روایت  
کے جھوٹا ہونے پر الزامی دلیل یہ ہے کہ تم خود موسیٰؑ کو زندہ مانتے ہو حالانکہ  
اس میں فوت شدہ کہا گیا ہے جن علماء کی کتابوں سے یہ قول نقل کیا گیا ہے  
یعنی ابن کثیر، البواقیت و البحر کا مصنف، مصنف فتح البیان، ابن قیم وغیرہ۔ یہ  
سب کے سب بزرگ حیات و نزول مسیحؑ کے قائل ہیں چنانچہ ہم آخر مضمون ہذا  
پس سب کے اقوال بحوالہ کتب درج کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب ہم صحیح روایت درج کرتے ہیں جو یہ ہے مآخذ حضرت مؑ نے فرمایا ان کان  
موسیٰ حیاً لما دامیعتاً لا ایتبائی۔ (رواہ احمد و البیہقی  
فی شعب الیمان حکوة۔ باب لا اعتصام بالکتاب و السنن) ایسا ہی مشکوٰۃ کے اسی  
باب فصل سوم میں بتغیر چند الفاظ ہی روایت بحوالہ دلمی لکھی ہے۔ اسی طرح  
مرزا علی صاحب نے جس تغیر ابن کثیر میں مرزائی صاحب کا حوالہ دیا ہے خود اسی تغیر  
میں مرزائی صاحب کی پیش کردہ روایت سے اوپر دو روایتیں لکھی ہیں جنہیں صرف لکھ کر ہے



اعتراف [۹۹] اگر عیسیٰ زندہ ہوتے تو لوی کو میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔

الجواب | شرح فقہ اکبر کوئی حدیث کی کتاب نہیں۔ صحیح روایت لوکان  
یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر مصری چھاپہ میں غلطی سے لفظ موسیٰ کی جگہ عیسیٰ لکھا گیا  
ہے۔ ہندوستان کے تمام مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں لفظ موسیٰ ہے۔  
آسان فیصلہ اور اندرونی شہادت [چھاپہ مصری میں غلطی ہو گئی۔ اس کی

ایک دلیل اور پند کوڑی ہوئی یعنی تمام ہندی نسخوں میں لفظ موسیٰ ہے۔ دوسری  
دلیل یہ ہے کہ جو روایت مرزائی مصری نسخے نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے اشارہ  
إِلَى هَذَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ كَانَ عِيسَى  
حَيًّا مَا وَسِعَتْهُ إِلَّا ابْتِغَاءً وَبَيِّنَتْ دَجَّةٌ ذِكْرًا لَكَ عِنْدَ قَوْلِهِ  
فَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ - الخ فی شرح الشفایین آنحضرتؐ نے جو حدیث  
لوکان (موسیٰ) جیسی جیسا فرمایا ہے اس کی پوری پوری تشریح ہم نے آیت  
وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ هَيْثُ وَافٍ التَّبْيِيهِ کے تحت اپنی کتاب شرح الشفایین کر چھوڑی ہے  
اب فیصلہ آسان ہے۔ آئیے شرح شفایین دیکھیں کہ اس روایت کے کیا  
الفاظ ہیں۔ حضرت امام ملا علی قاریؒ کی کتاب شرح شفا - شرح فقہ اکبر مصریؒ  
سے پیشتر استنبول میں ۱۲۰۹ھ میں طبع ہوئی۔ اس کی پہلی جلد فصل سات میں  
آیت وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ الْآيَةَ كَمَا هِيَ وَالْيَهُ اشَارَهُ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ رَأَى عِمْرَانَهُ يَنْظُرُ مِنْ حَيْفَتِهِ  
التَّوَارِكَةِ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَتْهُ إِلَّا ابْتِغَاءً (جلد ۱ ص ۳۶) اس ہندو نسخے میں  
لے شرح فقہ اکبر مصری کا سنہ طبع پہلا ایڈیشن ۱۳۱۲ھ اور دوسرا ۱۳۲۶ھ ہے۔ ص ۳۶

تھے قطعی فیصلہ ہو گیا کہ مصری چھاپہ میں غلطی ہے نیز ملا علی قاری اپنی کتاب موضوعات کبیر (ج ۲۸) میں طبع ہوئی تھی) میں حدیث لُحَاثِی اِبْرٰہِیْم لُکَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا پر بحث کرتے کرتے اس حدیث پر ختم کرتے ہیں چنانچہ آپ کی آخری عبارت ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:-

یقویہ حدیث، لوکان، موسیٰ علیہ السلام  
حیالہ اوسعہ (الاتباعی ص ۶۷)

یہاں بھی بجائے عیسیٰ کے لفظ موسیٰ تحریر کیا ہے۔ ملا صاحب مددوح اپنی کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر میں ارقام فرماتے ہیں:-  
ولوکان موسیٰ حیالہ فی الدنیا الخ (ط ۲ ج ۱) یعنی  
موسے اگر دنیا میں زندہ موجود ہوتے۔

یہاں بھی لفظ موسیٰ بصرحت موجود و مرقوم ہے۔

اسی طرح مسند احمد، بیہقی، دارمی اور مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث میں لوکان موسیٰ حیا وار ہے۔ اور ملا علی قاری نے انہی حوالوں سے اپنی تمام تصانیف میں لوکان موسیٰ حیا نقل کیا ہے۔ پھر یہ کیونکر بلوہ کیا جاسکتا ہے کہ شرح فقہ الکبریٰ میں وہ لوکان عیسیٰ نقل کریں گے؟

لہذا مثل آفتاب نیم روز واضح ہو گیا کہ مصری نسخہ میں میلے غلط طبع ہو گیا ہے صحیح ہو سکتا ہے۔

مزائی: اس مبلغ علم اور دیانتداریہ کی بنا پر ہم لوگ احادیث صحیحہ اور آیات قرآن مجید میں یہودیانہ تصرف کہ کے وقایع مسیح ثابت کر لو گے، ہرگز نہیں! بلکہ ذیل درسا ہو گے۔ اب آؤ ہم تمہیں اسی مصری فقہ اکبر سے امام ملا علی قاری رحمہ اللہ کا مذہب بابت نزول مسیح دکھائیں۔ ملاحظہ ہو فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص ۹۲ طبع ۱۲۳۳ھ و ص ۱۷ طبع مصر ۱۲۲۴ھ اِنَّہٗ بَذَّ دُبَّ کَالْمَلِجِ فِی الْمَآرِ عَمْدًا نَزَلَ عَلٰی عِیْسٰی مِنْ السَّمَاءِ دَجَالَ حَرَّتْ مِیْحَکَ آسَمَانٍ سَ نَزَلَ سَوْنٌ پَرِیوں کھلنے لگے گا جیسے

جیسے نمک پانی میں :

(۲) (۱) عیسیٰ نبی قبلہ وینزل بعدہ و یحکم بشریعة الخ  
(شرح شفا - استنبول ج ۲ ص ۱۹) عیسیٰ آنحضرتؐ سے پہلے کا نبی ہے اور بعد میں  
اسی نازل ہوگا۔ شریعت محمدی پر عمل کرے گا :

(۳) فی نزلا (۱) عیسیٰ ابن مریم من السماء الخ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ  
مطبوعہ مصر ج ۵ ص ۱۲) پس نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم آسمان سے :

(۴) ان عیسیٰ ابن مریم یحییٰ منہ و یمیتہ ربین الشیخین  
(رجع الرسائل مصر ص ۵۶) حقیق جیسا آنحضرتؐ مسلم کے پہلو میں آپ کے  
اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے بائیں دفن ہوں گے۔

اس آخری قول سے یہ بھی ثابت ہوگی کہ مدفن مہدیؑ فی قبری کے معنی ساتھ دفن

ہونا ہے۔

اعتراف احادیث میں آیا ہے کہ مسیح کی عمر ۱۲ برس ہوئی ہے۔  
جواب : اقل تریہ روایت ہی ضعیف ہے جیسا کہ ہم اس پر فصل لکھتے

بغرض محال صحیح بھی ہو تو اس میں مسیح کی وفات کا کوئی ذکر نہیں۔ صرف یہ الفاظ ہیں  
ان عیسیٰ ابن مریم یحییٰ منہ و یمیتہ ربین الشیخین (ابن کثیر زفری)  
ماش کے معنی میں زندگی بسر کی مسیح نے ۱۲۰ سال۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر حافظ ابن  
عساکر سے نقل کرتے ہیں۔ و الیہم ان عیسیٰ لم یبلغ هذا العلم و انما اراد مدة

مقامہ فی امة کما۔ الخ (الدرایہ ص ۹۵ ج ۲)

دوم۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر کے بارے میں اختلاف ضرور ہے لیکن  
ٹھوس بات کسی کی نہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں  
نے ۳۳ اور ۴۰ کے دونوں قول ذکر کئے بلا فیصلہ چھوڑ دیا ہے (فتح الباری ص ۲۴۰)  
ج ۲ بعض ۳۳ سال کہتے ہیں جسکو حافظ ابن کثیرؒ اور زبانی شراحؒ مواہب نے ترجیح  
دی ہے و تفسیر ابن کثیرؒ پارہ ۶ سورہ نسا و فتح البیان ص ۹۹ ج ۲ مگر اس قول کے

حافظ ابن القیمؒ بے اصل قرار دیتے ہیں رزاد المعاد ص ۱۹ ج ۱، در سر قول ۲۰ اس کا ہے جسکو حافظ ابن کثیر شاذ، غریب العید (حوالہ مذکورہ) قرار دیتے ہیں اسکی تائید میں طبرانی اور حاکم کے حوالہ سے بروایت حضرت عائشہؓ بخبر روایت ذکر کی جاتی ہے وہ سخت ضعیف اور کمزور ہونیکی باعث دلیل بننے کے قابل نہیں۔ حافظ ابن کثیر نے جو المستدرک حاکم ذکر کر کے اس کو "حدیث غریب" و "عجیب روایت" قرار دیا ہے۔

ابن العبد ص ۹ ج ۲ اور مجمع الزوائد ص ۲۲ ج ۹ بحوالہ طبرانی لاکر ضعیف کہہ دیا ہے۔ سوم:- الہدایہ دالی سند میں محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان نامی ایک راوی ہے جو مختلف فیہ سمجھا گیا ہے۔ تاہم حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں عندہ مجاب اس کے پاس عجیب عجیب روایتیں ہیں و میران ص ۸ ج ۳ و تہذیب ص ۷۷ ج ۲ گویا ان کے نزدیک یہ راوی شہتہ ٹھہرا۔

چہارم:- حضرت مسیحؑ کی عمر کے بارے میں اختلاف کرنے والے دونوں قولوں اصل مسئلہ پر متفق ہیں۔ یعنی اختلاف اس میں نہیں کہ آسمان کی طرف رفع ہوا یا نہیں رفع آسمانی پر سب متفق ہیں۔ اختلاف اس میں ہے کہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے وقت عمر کیا تھی؟ اور یہی حاصل نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کی بحث کا ہے جس کو مرزا فیہ پاکٹ بک کا مصنف (ص ۳۲۱) لئے لے لیا ہے۔ چنانچہ محاکرات ص ۲۸۴ میں بات رفع کی ہو رہی ہے۔ وفات کا تو یہاں کوئی قصہ ہی نہیں! احمدی دوستو! اسی مرد و نہان کی روایت کی بنا پر احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کی تردید کرتے ہو۔

**اعتراض** اسی طرح ایک اور روایت مسلم وغیرہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سو سال تک تمام جاندار مر جاویں گے۔ (کنز العمال راوی جابر و مسلم)

**الجواب** اگر یہی ترجمہ صحیح ہے جو کیا گیا۔ ہے تو پھر ہر جاندار میں تو جناب موسیٰؑ ملا کہ بھی شامل ہیں۔ کیا یہ سب کے سب سو سال کے اندر ساند

نوت ہو گئے تھے! الو صاحب جس دلیل سے تم ملائکہ کو "ہر جاندار" کے لفظ سے باہر کر دے گے۔ اسی سے ہم مسیح کو نکال لیں گے۔ کیوں؟ کیسی کہی ہاں جس دلیل سے تم موسیٰ کو بچاؤ گے ہم اس سے مسیح کو۔

حضرات! اصل بات یہ ہے کہ مرزائی مذہب سرِ پا خیانت و فریب ہے۔ مرزا صاحب کی بھی یہی عادت تھی کہ آنحضرتؐ کی حدیث اپنے مطلب کو نقل کرتے۔ مگر جو فقرہ اپنی نفسانیت کے خلاف ہوتا اس کو چھوڑ دیتے چنانچہ حمامۃ البشریٰ ص ۴ پر کثیر العمال کی حدیث لکھتے ہیں۔ "ہم اسی مضمون میں بذیل ثبوت حیات مسیح لکھ آئے ہیں یعنی حدیث نمبر ۸۔ مگر اس میں لفظ من السماء چھوڑ گئے۔ یہی چالاکی مرزائی مصنف نے کی ہے۔ مسلم کی حدیث جو جابر سے مروی ہے۔ اس میں مَا عَلَى الْأَرْضِ۔ کا لفظ موجود ہے۔ یعنی آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ آج جتنے لوگ زمین پر موجود ہیں۔ سو سال تک ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔

"مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ يَاقِي عَابِدِہٖ أَمَانَةُ سُنَّةِ دُحَى حَیۃِ یَرْمُثُہُ (مسلم) یعنی رایت ہے جبر سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے x x x روئے زمین پر کوئی نفس نہیں جو پیدا کیا گیا ہو اور موجود ہو۔ پھر آج سے سو برس سے گندے اور وہ زندہ ہو x x x دوسری حدیث صحیح مسلم کی یہ ہے کہ x x x زمین پر کوئی شخص بھی آج کے لوگوں میں سے زندہ موجود ہو۔"

(ازالہ ابہام ص ۱۸ ط ۱)  
مگر مرزائی کی خیانت ہے کہ "زمین پر آج کے لوگوں" کے الفاظ کو "ہر جاندار" ترجمہ کر کے مسیح کی دنات ثابت کرتا ہے۔

آنحضرتؐ نے شبِ معراج باقی انبیاء میں عیسیٰؑ کو دیکھا۔ جبکہ [اعتراض] فوت شدہ ہیں تو عیسیٰؑ کی وفات یا قتل ہے نہیں تو اس میں کونسی

**الجواب** [الف] جناب اگر ایک زندہ انسان کا وفات یافتہ روحوں میں شامل ہونا ثبوتِ وفات ہے تو پھر مرزا صاحب زندگی میں ہی ہر پکے حق پر جوتے تھے کہ:-

- (۱) - اس مسیح نے کچھ دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گریا بیداری کا عالم تھا ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیلہ میں ٹکڑے کا گوشت کھایا اور ریلوے جلد (۲۴)
  - (۲) - ایک دفعہ میں بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج حسین و علی و فاطمہ کے دیکھا یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ (تاریخ احمدیہ جلد اول ص ۱۷۱ اخبار الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)
- سنبھل کے رکھو قدم و شبِ خار میں مجنوں  
کہ اس میں اک سودا برہنہ پایا بھی ہے

(ب) یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اس سے تو پھر یہ لازم آئے گا کہ اس وقت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت شدہ ہوں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیوی زندگی میں جسمانی معراج ہوئی۔ پس جس طرح دوسرے انبیاء کی ملاقات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی زندہ تھے اور آسمان پر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نزولِ قرب قیامت کی خبر دی تھی جیسا کہ ابنِ ماجہ میں مصحح ہے۔

**اعتراض** [بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مسیح اور آنے والے مسیح کا رنگ اعلیہ قد علیہ علیہ بیان کیا ہے۔]

**الجواب** [اس طرح سے اگر دو عیسیٰ ہو جاتے ہیں تو دو موسیٰ بھی ماننا ہوں گے۔ کیونکہ ایسا ہی اختلاف سرِ پاموسیٰ میں بھی اسی حدیث میں مذکور ہے ملاحظہ ہو بکرمہ الخلق میں ہے موسیٰ رَجُلًا اَدْعٰی اِلٰہًا جَعَلَ کَاَنَّهُ مِیْرًا رِبًّا اِلٰہًا شَیْئًا وَاٰیٰتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَوْفُوْرًا مَوْفُوْرًا

الْحَلَقِ إِلَى الْحُمْرَةِ رَأْيَا مِنْ سَبَطِ الرَّأْيِ، (بخاری مصری ص ۱۳۲)  
حضرت موسیٰ گندمی رنگ قد بلبل، گھونگھڑالے بال والے تھے جیسے مین کے قیدہ  
شنوہ کے لوگ، اور عیسیٰ اور یحییٰ نہ قد سرخ و سفید رنگ، سیدھے بال والے اور  
کتاب الانبیاء میں ہے :-

رَأَيْتُ مُوسَى رَأَا رَجُلًا ضَرْبَ رَجُلٍ كَانَهُ مِنْ رَجَالِ  
شَنْوَةِ وَرَأَيْتُ عِيسَى فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رُبْعَةٌ أَحْمَرٌ وَفِي  
الْحَدِيثِ الَّذِي بَعْدَهُ (عِيسَى جَعْدٌ مَرْدٌ مِنْ بَخَارِيٍّ مَصْرِيٍّ ص ۱۵۵ ج ۲) یعنی موسیٰ  
دبلے سیدھے بال والے تھے جیسے شنوہ کے لوگ اور عیسیٰ امیسانہ قد سرخ رنگ  
کے گھونگھڑالے بال والے۔ پہلی حدیث میں موسیٰ گھونگھڑالے بال والے تھے اور  
عیسیٰ سیدھے بال والے۔ اس حدیث میں موسیٰ سیدھے بال والے تھے اور عیسیٰ  
گھونگھڑالے بال والے۔ پس دوسری اور دوسری ہونے (اور سننے) وَاَمَّا  
عِيسَى رَأَا حُمْرًا كَجَعْدٍ عَرَبِيٍّ الصُّنْدُورُ وَاَمَّا مُوسَى فَاَدَمْرٌ حَسْبُهُمْ  
كَبَسَطَ كَأَنَّكَ مِنْ رَجَالِ اللَّوْطِ۔ (بخاری مصری ص ۱۵۵ ج ۲)  
یعنی عیسیٰ کا رنگ سرخ، بال گھونگھڑالے اور سینہ چوڑا ہے۔ لیکن موسیٰ کا رنگ  
گندمی ہے۔ موٹے بدن کے سیدھے بال والے جیسے جاٹ لوگ ہوتے ہیں پہلی  
حدیث کے موسیٰ دبلے پتلے شنوہ والوں کی طرح تھے اور اس حدیث کے موسیٰ،  
موٹے بدن کے جاٹوں کی طرح ہیں۔ پہلی حدیث کے عیسیٰ کا رنگ سفید سرخی مائل ہے  
دوسری اور تیسری حدیث کے عیسیٰ کا رنگ بالکل سرخ۔ اس بنا پر جب دوسری ہو سکتی  
ہیں ایک پہلا اور ایک ہونے والا تو مٹے بھی دو ہو سکتے ہیں۔ ایک پہلا اور ایک

حضرت عیسیٰ کے رنگ و حلیمہ کے اختلافات کی حقیقت

ہو حقیقت میں نہ موسیٰ کے حلے میں اختلاف ہے۔ نہ عیسیٰ کے رنگ  
و حلیمہ میں جس سے کہ دو ہتھیلیں سمجھی جا سکیں حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے بعد میں تھا

جَعْد کے معنی گھونگرالے بال کے نہیں۔ بلکہ کھیلے بدن کے ہیں۔ نہایت ابن  
شیریں سے مَعْنَاكَ شَدِيدُ الْاَسْتِرْخَالِخِ نَاقَةُ مُجْتَعِدَةٍ اَي  
مُجْتَمِعَةٍ الْمُحَلِّقِ شَدِيدَةً۔  
یعنی جعد کے معنی جوڑو

بند کا سخت ہوا عیدہ اوستی مضبوط جوڑ بندالی۔ مجمع البہار میں سے اَدَامُوسَى  
فَجَعْدًا اَرَاكَ جَعْدًا اَلْجَنِّمِ وَهُوَ اَجْتَمَاعُهُ دَا اَلْاَزْهَ  
لَا صَدَّ سُبُوْكَةُ الشَّيْخِ لِاَنَّهُ رُوِيَ اَنَّهُ رَسُلُ الشَّيْخِ رَكَدًا فِي  
وَصَحْفَةِ عَيْسَى رَجَا ۱۹۷۱ کذا فی فتح الباری ص ۲۷۶ و نودی شرح مسلم  
ص ۱۵۹۲ یعنی حدیث میں موسیٰ و عیسیٰ کے لئے جو لفظ جعد آیا ہے اس کے معنی  
بدن کا کھیلنا ہوتا ہے نہ بالوں کا گھونگر ہونا کیونکہ ان کے بالوں کا سیدھا ہونا  
ثابت ہے۔ اسی طرح لفظ ضرب اور جسم میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ ضرب  
بمعنی تخمیف البدن اور جسم بمعنی طویل البدن۔ قال الفاضل عیاض المراد بـ  
الجسم فی صفة موسیٰ الزیادۃ فی الطول رفع الباری انصاری  
ص ۲۷۶ پ یعنی صفت موسیٰ میں لفظ جسم کے معنی لمبائی میں زیادتی ہے۔ اسی  
طور سے حضرت عیسیٰ کے رنگ میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ لفظ احمر کا صحابی  
راوی نے سخت انکار کیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ  
قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّوْا عَلَیْ عِیْسَى اَحْمَرًا۔

(بخاری ص ۱۵ ج ۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قسم سے ان  
کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کی صفت میں احمر یعنی سرخ رنگ کبھی  
نہیں فرمایا۔ پس پہلا رنگ برقرار رہا یعنی سفید رنگ سرخی مائل لہذا ارنگ وحلیہ  
کا اختلاف حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ سے مدفوع ہے اور حقیقت میں جیسے موسیٰؑ ایک  
تھے عیسیٰؑ بھی ایک ہی ہیں۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام دنیا کی طرف نبی کر کے بھیجا  
اعترض ہوں۔ اگر عیسیٰؑ آئیں گے تو وہ تمام دنیا کی طرف نبی ہو کر نبی کریم



علم کے شریک ہو جائیں گے۔ پھر حدیث غلط ہو جائیگی۔  
 الجواب [۱۷] پھر جب مرزا صاحب بنی ہو گئے تو حدیث خود بخود غلط ہو گئی اب  
 میسٹر کے آنے پر کیا غلط ہوگی؟

اسی حدیث کا مضمون بالکل صحیح ہے۔ حضرت عیسیٰ التشریف لا میں گئے تو  
 بنی ہو کر نہیں آئیں گے۔ امتی ہو کر آئیں گے۔ نبوت ان کو آنحضرت معلوم سے پہلے  
 مل چکی تھی۔ اس وقت ان کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ پڑھو: *يَسْأَلُ*  
*اَللّٰهُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ دَاۤلِ اِمْرَانَ* اور آید ثانی میں ان کی حیثیت آنحضرت کے خلیفہ  
 کی ہوگی۔ *يُطَوِّدُ حَدِيْثَ طَبْرَانِيْ اِنَّهُ خَلِيْقَتِيْ فِيْ اُمَمَتِيْ مِنْ كَعْبِدِ حَسَّ*۔  
 (در مشورہ ص ۲۴ ج ۲) اس کے ہم معنی روایت مسند احمد والوداؤد ابن ابی شیبہ  
 وابن جبلی و ابن جریر میں بھی موجود ہے۔ پس حضرت عیسیٰ اتمام دنیا کی طرف  
 بادشاہ اور خلیفہ ہو کر آئیں گے نہ بنی ہو کر۔ لہذا آنحضرت ص کے وصف رسالت الی  
 کافہ الخلق میں شریک نہیں ہوں گے اور حدیث مسلم غلط نہیں ہوگی۔ بلکہ اپنی جگہ  
 پر بحال رہے گی۔

اس کے بعد مصنف نے اقوال علماء سے وفات یحییٰ کا ثبوت پیش کرنا چاہا ہے  
 جس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ اگرچہ ہمارے لئے ضروری نہیں کہ ہم لوگوں کے اقوال  
 کی چھان بین کرتے چھڑیں۔ کیونکہ نہ ہم انہیں بنی و رسول اور معصوم سمجھیں نہ خود  
 مرزائی صاحبان۔ فرداً فرداً تو کسی کا قول کی، مرزا صاحب تو اجماع امت کو بھی  
 کوراز لکھتے ہیں۔ تاہم میں چاہتا ہوں کہ لکھے ہاتھوں یہ منزل بھی طے کر دوں۔ اس  
 سے دو نائدے منظور ہیں۔ ایک احمدی دوستوں کا بوش ٹھنڈا پڑ جائیگا۔ مدام  
 بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے آخر کا دفیہہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

مرزائی ایک منظرہ بھی دیا کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

کے قائل تھے۔ آپ نے آیت متوفیک کے معنی میت تک کے ہیں :-

یہ سراسر افتراء، ددوغ بے فروغ اور فریب بیابانی ہے جملہ صحابہ  
**الجواب** کلام میں سے سمجھ جیات مسیح کے محسوس، واضح، عیاں، اور قطعی فیصلہ  
 کُن ملو یعنی لفظ آسمان کے ساتھ ان کا اٹھایا جانا، ابھی تک حیات ہونا۔ آخری  
 زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابوہریرہ  
 پیش پیش ہیں۔ کما سر بیانہ۔ بطور اختصار اس جگہ بھی دو یا تین روایات لکھی جاتی  
 ہیں ملاحظہ ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :-

وَنُفِذَهُ إِلَى السَّمَاءِ اُتَّحِلَا يَأْتِيهِ كَوْخَدَانِ آسْمَانٍ  
 (نسائی ابن مردودہ)

(۱) اُجِيعَتِ الْيَهُودُ عَلَى قَتْلِهِ فَاخْبَرَهُ اللَّهُ بِأَنَّهُ يُدْفَعُ إِلَى  
 السَّمَاءِ۔ یہود جب مسیح کو گرفتار کرنے کو اٹھے ہو کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے  
 آپ کو آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر دے کر الہینان بخشا (سراج منیر)  
 (۲) وَانْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ  
 قال قبل موته علي بن جبر جلد ۶ ص ۱۱، آخر زمانہ میں، ہر کتاب حضرت مسیح  
 کی موت سے پہلے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ ہم سابقہ مکالمہ کے میں لفظ توفی اگرچہ بحسب  
 مروجہ پرانے کے معنوں میں ہے مگر مجاہد طبرہر موت کے معنی بھی ہو سکتے ہیں  
 وَمَنْ الْمَجَازُ تَوَفَّى فُلَانٌ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ وَادْكُتْهُ الْوُفَاةُ  
 (مسند ابی حنبلہ جلد ۲ ص ۲۱۰ و مجمع العروس جلد ۲ ص ۲۱۰)

نوٹ - ۵۱ ہر دو جہلات کو مرزا کی پاکٹ بک میں لکھا ہے (ص ۳۱)  
 مگر اسی قدیمی سنت یہودی پر عمل کرتے ہوئے لفظ وَمَنْ الْمَجَازُ تَوَفَّى  
 ترجمہ عبارت کا یہ ہے کہ غلط شخص کی توفی ہو گئی۔ اس کو وفات نے  
 پایا۔ اس کو خدا نے توفی کر لیا۔ یہ سب مجازی معنی ہیں جو موت و فوت پر درج ہیں :-

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی بھی متونیک کے معنی موت کرتے تھے۔ مذہب ان کا یہ تھا کہ :-

(۱) عن الضمائم عن ابن عباس في قولها في متونيك الآية  
 دافعك ثم يميتك في آخر الزمان (المنثور ص ۳۶) یعنی اے عیسیٰ میں تجھے  
 آسمان پر زندہ اٹھانے والا ہوں۔ آخری زمانہ میں وفات درں گا۔

(۲) والصحيح ان الله تعالى دفعه من غير وفاة ولا فوم  
 قال الحسن وابن زيد وهو اختيار الطبري وهو الصحيح  
 عن ابن عباس (تفسير ابن السكيت) یعنی اصلیت یہ ہے کہ خدا نے یسوع کو  
 آسمان پر اٹھالیا بغیر وفات کے اور بغیر نیند کے جیسا کہ حسن اور ابن زید  
 نے کہا اور اسی کو اقتید کیا ہے، طبری ابن جریر نے، اور یہی صحیح ہے  
 ابن عباس رضی سے :-

حاصل یہ کہ ابن عباس رضی اس جگہ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں یعنی رفع آسمانی  
 ہو چکا، آئندہ وفات ہوگی :-

مرزا اور مرزائیوں کی گستاخانہ روش [اپنے مطلب کو تو مرزا

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خوب تعریف کی اور لکھا کہ وہ قرآن کو سب سے زیادہ  
 اور اچھا سمجھتے تھے۔ آنحضرت معلّم نے اس بارے میں ان کے حق میں دعا کی ہوئی تھی  
 (ازالہ اوہام)

مگر جو نہی اس آیت پر پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ میری نفسانیت کو توڑنے  
 والے سب سے پہلے انسان حضرت ابن عباس رضی تھے تو انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ،  
 جھٹ سے فتویٰ لگا دیا کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل متعصب پیدا ہو گیا  
 لفتی، محرف ہیں (معاد اللہ سناقل، ۲) (ضمیمہ تقریر الخی ص ۱۴۰ طبع ۲)

معاد اللہ استغفر اللہ۔ کس قدر شوخی و گستاخی و بد بھنڈی ہے کی یک صحیح

رسول م۔ ابن عم محمد صلعم اور کئی ایک بہترین امت مفسرین و محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف آراء کی وجہ سے ہر ممکن دشنام کا حقدار بنایا ہے۔ سچ ہے کہ مشائخ کی علامت ہے کہ وہ بدگوئی میں اول مہتر ہوتا ہے۔

**وضیحہ** علم نحو و ادب و بلاغت کی کتابوں میں بالاتفاق موجود ہے کہ حرف واؤ و الف تریب فیہما راہ فیہ وغیرہ ان الواو فی قولہ تعالیٰ اِنِّیْ مَتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِنِّیْ لَا تَعْقِدُ التَّرْتِیْبَ فَا لَا یَہْدِیْ قَدْلَ عَلٰی اِنَّہُ تَعَالٰی یَفْعَلُ بِہِ هٰذَا الْاَفْعَالُ فَا مَا کَیْفَ یَفْعَلُ وَ مَتٰی یَفْعَلُ فَا لَا مَوْنِیْہِ مَوْقُوفٌ عَلٰی الدَّلِیْلِ وَ قَدْ ثَبَتَ بِالْاَدِلِّیْ مِنْہُ حٰی وَ دَا لَخَبَرٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّہُ یَنْزِلُ وَ یَقْتُلُ الدَّجَالَ ثَمَّ اِنَّ اللہَ یَتَوَفٰی بَعْدَ ذٰلِکَ (تفسیر کبیر جلد ۲) یعنی آیت اِنِّیْ مَتَوَفِّیْکَ و سَا اَفْعَلُکَ اسے۔ میں واؤ و تریب کیلئے نہیں ہے آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسیح کے کئی وعدے کئے ہیں مگر یہ بات وہ کیسے کریگا اور کب کریگا یہ محتاج دلیل ہے اور البتہ دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ مسیح زندہ ہے اس بارے میں آنحضرت صلعم کی خبر موجود ہے کہ وہ نازل ہوگا اور دجال کو قتل کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں وفات دیگا۔

وَاو کی تریب کیلئے **نہ** (۱) مَا لَہُ اَحْبَابُکُمْ مِّنْ یُّطُوْمُ  
 اَمَّہُمْ کَلَّا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا یَّجْعَلُ  
 لَکُمْ اٰیٰتٍ مِّنْ ذٰلِکَ اَبْصَارًا وَاَلَا تَعْقِلُوْنَ  
 لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (سورہ نمل ع ۲۱)

خوانے تم کو تمہارے مالوں کے بیٹوں سے نکالا اس حال میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور بنائے تمہارے کان اور آنکھیں و دل تاکہ تم خدا کا شکر کرو۔  
 اس آیت میں پیدائش ہر انسان کی پہلے ذکر کی اور کان آنکھوں اور دل کا بنانا چھو۔ حالانکہ پیدائش سے پیشتر ماں کے پیٹ کے اندر یہ سب چیزیں یکجہ میں

موجود ہوتی ہیں :

(۲) شرع رضی میں مصنف مرحوم لکھتے ہیں دلوکانت لترتیب لناقض قوله تعالى ولا دخلوا الباب سجداً وقولوا حطة قوله في موضع اخرى وقولوا حطة وادخلوا الباب سجداً اذ القصبة واحدة (رضی شرح کافیہ ص ۵) اگر دواؤ کو ترتیب کے لئے سمجھا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے۔ آیت میں ہے کہ داخل ہو دو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو حطّہ مگر دوسری جگہ ان مفہوم کو ان الفاظ میں لکھا ہے کہ کہو حطّہ اور داخل ہو دو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے علامہ نیز ایک حدیث میں خطّہ کہ چلے فرما اور دو سسائی میں پیچھے :

(۳) اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرماتے : **وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَادْكَعُوا مَعَ السَّالِكِينَ** (بقرہ ص ۵) نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرو :

اس جگہ بھی اگر ترتیب سمجھی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب بھی زکوٰۃ دینی ہو، اس کے پہلے نماز پڑھی جائے اور زکوٰۃ دینے کے بعد رکوع کیا جائے۔ حالانکہ منشاء خداوندی یہ نہیں ہے مقصود صرف یہ ہے کہ ان کاموں کو اپنے اپنے موقع و محل پر کرو۔ ترتیب کا لحاظ نہیں :

الغرض اس قسم کی بیسیوں نہیں، سینکڑوں بلکہ ہزاروں امثلہ قرآن وحدیث سے مل سکتی ہیں :

## مرزا صاحب کا اپنا مذہب کہ دواؤ میں ترتیب لازمی نہیں

یہ تو سچ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ صرف دواؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو لیکن اس میں کیا شک ہے کہ خدا تعالیٰ اس آیت میں قرآن متوفیک کو پہلے رافک کو بعد : بہر حال ان الفاظ میں ترتیب ہے جن کو خدا نے اپنی البلغ واضح کلام میں اختیار کیا ہے۔ لہذا سجدہ

لے یہ کیت سورۃ الاعراف ص ۲۰ میں ہے ۱۲ مرتبہ -

اعتقاد نہیں کہ ہم علماء و جمہاس ترتیب کو اٹھا دیں اور اگر قرآن شریف کے اور مقامات میں مفسرین نے ترتیب موجودہ کے خلاف بیان کیا ہے تو یہ نہیں سمجھا جاوے کہ انہوں نے خود ایسا کیا بلکہ انھوں نے حدیث سے اس طرح ان کی شہاد کی تھی یا قرآن شریف کے دوسرے مواضع کے قرائن نے اس بات کے ملنے کے لئے انہیں مجبور کر دیا تھا کہ ہم اس ترتیب نظر انداز کی جاوے یہ

در بیان القلوب ص ۱۴۸ ط ۱۴۸۰ احاشیہ

برادران! خط فرمایئے مرزا صاحب صاف اقراری ہیں کہ وہاں میں ہمیشہ ترتیب نہ تھی نہیں اور انھوں نے حدیث و قرائن قرآن کی بنا پر قرآن کی ترتیب موجودہ کو رد کرنا جائز ہے جن مفسرین نے ایسا کیا ہے از خود نہیں کیا۔ بلکہ قرآن و حدیث نے انہیں اس ہر ترتیب نظر انداز کرنے پر مجبور کر دیا۔ پھر اگر اس آیت میں حضرت ابن عباس نے رافع کو پہلے اور متوفیک کو بعد وقوع ہونے والا سمجھا تو کیا ظلم کیا۔ ایسا ہی دیگر تمام مفسرین نے بھی کرن سہرا کام کیا۔

پھر مرزا صاحب نے جو جوش میں آکر تمام قائلین عدم ترتیب کو گالیاں دی ہیں یہ مکران کے مکتوب الغضب ہونے کی دلیل نہیں تو کیا ہے۔ حاصل یہ کہ حضرت ابن عباس کی محبت کے قائل تھے۔ ان پر وفات کا اتہام لگانے والا مفسر کذاب ہے۔

## حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایسا ہی حضرت امام حسنؑ پر بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے وفات حضرت علیؑ کے خبر میں کہا لقد قبض اللیلۃ عرج فیما بودوح عیسیٰ ابن ماریہ (ملفوظات کبریٰ جلد ۳ ص ۲۱) مرزا کی پابکٹ بک ص ۲۳۳

الجواب :- اولاً وہ قیامت کے حکم کو مستند کتاب نہیں کہ محض اس کا نقل کرنا ہی دلیل صداقت سمجھا جائے۔ مرزائیوں پر لازم ہے۔ کہ اس کی سند بیان کریں۔

تاکہ اس کے راوی دیکھے جائیں۔ آیا سچے ہیں، یا مرزائیوں کی طرح مفتری؟  
دوم۔ چونکہ خود اسی کتاب کا مصنف قائل حیاتِ مسیح ہے جیسا کہ جلد ۱  
صفحہ ۲ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول دوبارہ ثبت حیاتِ مسیح نقل کر کے مصنف  
نے اس پر کوئی جرح نہیں کی وہ ہوندا۔

دانہ رفع بحسبہ دانہ حی الان وسیر جمع الی الدنیا  
فیکون فیہا ملکا ثم یموت کما یموت الناس یعنی تحقیق مسیح  
جمع جسم کے اٹھایا گیا ہے ولا یریب وہ اس وقت زندہ ہے، دنیا کی طرف آئے گا  
اور بحالت شہانہ زندگی بسر کرے گا پھر دیگر انسانوں کی طرح فوت ہوگا۔  
اسی روایت نے فیصلہ کر دیا کہ رفع سے مراد رفع جسمی ہے اور اگر حضرت حسن  
والی روایت درست ہے تو اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ ممکن ہے اصل الفاظ یہ ہوں  
کہ عرج فیہما برح اللہ عیسیٰ ابن مریم یعنی عیسیٰ بن مریم  
روح اللہ اٹھایا گیا۔

ایسا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ عموماً روایات میں الفاظ الٹ پلٹ ہو  
جایا کرتے ہیں اور تو اور خود صحیح بناری کی احادیث میں بھی ایسا موجود ہے چنانچہ  
ہم حدیث لا تفضلونی علی منی نقل کر آئے ہیں کہ کسی نے لا تفضلونی کہا کسی  
روای نے لا یتخیر دنی کہا۔ کسی نے حضرت موسیٰ کے علاوہ دیگر انبیاء کو بھی شامل  
کیا لا یتخیروا بین انبیاء اللہ۔ وغیرہ۔

خود یہی زیر تنقید روایت مختلف طریقوں سے کتابوں میں مرقوم ہے حدیث  
والے نے لیلۃ قبض موسیٰ درج کیا ہے۔

الغرض ایسی دسی غیر معتبر روایات میں فیصلہ کا صحیح طریق یہ ہے کہ جو بات  
احادیث مجیدہ و قرآن کے مطابق ہو وہی صحیح سمجھ جائے۔ باقی کو غلط و مردود  
دیاجائے۔

ایسی ہی دوسری ایک حدیث مستند حکم جلد ۲ صفحہ ۲۱ کی ہے

عن الحریث سمعت الحسن بن علی یقول تتل لیلۃ انزل  
القرآن ولیا تناسونی بعیسیٰ ولیلتا تبص موسیٰ (در نشر جلد ۲)  
حریث کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رات قتل کئے گئے جس رات  
قرآن نازل ہوا اور حضرت عیسیٰ میرا گئے گئے اور موسیٰ تبص کئے گئے۔

حضرت! غور فرمائیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو شہید ہوئے تھے قتل کا لفظ اور  
حضرت موسیٰؑ پر جو وفات پائے ہوئے تھے قبض کا استعمال ہوا مگر مسیحؑ چونکہ  
زندہ جسم اٹھائے گئے تھے اس لئے ان کے حق میں اسرا ہی فرمایا گیا ہے (در بیان  
ہذا قطعہ تالیف جب کوئی شخص چل کر مسافت طے کرے اس کو سرایت بولتے  
ہیں۔ خود قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ مع مومنین کے راتوں رات مصر  
سے نکلے یہ خروج بحکم خدا تھا کاسی یعیادی لیلۃ انکھم (در بیان جلد ۲)  
(در خان ۲۵) لے چل میرے بندوں کو راتوں رات تحقیق تمہارا تعاقب کیا جائیگا  
اسی طرح جب حضرت لوطؑ کے متعلق وارد ہے کہ کاسی یا ہللائی فقط  
موتی الکیل۔ (سورہ البحر ۵) لے نکل اپنے اہل کو ایک حصہ رات میں  
حاصل یہ کہ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ امر واقع ہے تو یقیناً اس کا یہی مطلب  
ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہر دم اٹھائے گئے اور یہی حق ہے جو قرآن وحدیث کے  
مطابق ہے۔

عجیب تاہم الیٰ کی قدرت یہی حیات مسیحؑ کی مثبت ہو گئی۔ نیز اس سے یہ  
بی ثبوت ہر گز کہ مرزا صاحب کا مذہب تھے۔ دلیل یہ کہ اس روایت میں حضرت موسیٰؑ  
کی وفات صاف مذکور ہے۔ حالانکہ مرزا جی انہیں زندہ مانتے ہیں۔  
(ذرا الحق حصہ اول ص ۵۸)

حضرت امام بخاریؒ

ایہی حضرت امام بخاریؒ پر افترا کیا جاتا ہے کہ وہ بھی وفات مسیحؑ کے



قائل تھے۔ دلیل یہ کہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کا خطبہ جس میں وفاتِ مسیح مذکور ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت متوفیک۔ عیتک کو بخاری میں نقل کیا ہے۔

**الجواب** ہم ثابت کر آئے ہیں کہ صحابہ کرام خاص کر ابن عباسؓ کو قائلین وفاتِ مسیح قرار دینا قطعاً جھوٹ ہے۔ ان کی روایات سے وفات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ دیگر بیسیوں روایات سے حیات ثابت ہے پس اس بودی دلیل پر بنیاد قائم کر کے امام بخاریؒ کو قائل وفات کہنا یقیناً پرے سرے کی جہالت ہے۔ سنو! امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جس میں نزولِ مسیح کا ذکر اور ان کے ابھی تک زندہ ہونے کا تذکرہ اور آخر زمانہ میں نازل ہونے کا اظہار موجود ہے معنی روایت جس میں آیت **إِنْ مِّنْ أَهْلٍ لِّلْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ** قبلِ مَوْتِهِ سے حضرت ابو ہریرہؓ نے مسیحؑ کے حیات ہونے پر دلیل بنایا ہے۔ اور مرزا صاحب نے غصہ میں اگر حمیمہ نصرۃ الحق ص ۲۳ پر حضرت ابو ہریرہؓ کو معنی فہم، قرآن میں ناقص۔ درایت سے حصہ نہ رکھنے والا قرار دیا ہے کو نقل کر کے، اور اسی طرح دیگر صحابہ کی روایات جن میں نزولِ مسیح کا ذکر ہے۔ بخاری شریف میں نقل کر کے ان پر کوئی جرح یا انکار نہ کرتے ہوئے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی حیاتِ مسیحؑ کے قائل تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے جب کہ آنحضرتؐ خدا کی قسم کھا کر نزولِ مسیح کا اظہار فرماتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ آیت قرآن کے ساتھ اُس پر قہر تصدیقِ ثبت کرتے ہیں اور امام بخاریؒ خود اس روایت کو بخاری شریف میں درج فرماتے ہیں۔

**ایک اور طرز سے** امام بخاریؒ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر نزول تک کے واقعات کو صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور مختلف باب یا حصہ میں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) باب قول اللہ تعالیٰ **وَاذْكُرْنِي** الْكِتَابِ مَرْسَمِ - الْاٰیۃ

(۲) باب وَاذْكُرْنِي الْمَلٰٓئِكَةِ الْاٰیۃ -

(۳) باب واذ قالت للملئكة يا مريم اني امرت بشئ کبر فاعذی عنی الیوم  
الایة۔

(۴) باب قوله یا اهل الکتاب لا تطوفوا فی دیکم الا یة۔

(۵) باب واذ کرم فی الکتاب مریم الایة۔

(۶) باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام۔

پھر ہر ایک باب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لائے ہیں۔ آخری  
باب کے شروع پر کوئی آیت قرآن نہیں لکھی کیونکہ اس باب میں جو حدیث لائے  
اس کے بعد خود آیت وہی من اهل الکتاب سے تک کیا ہوا ہے۔

حضرت! غور فرمائیے کہ حضرت امام بخاریؒ اسی مسیح ابن مریم علیہ السلام  
کی آمد کے قائل ہیں جس کا ذکر مختلف ابواب میں کیا ہے یا کسی اور شخص کے حضرت  
امام بخاریؒ تو کیا ان کے فرشتوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ان احادیث نبویہ میں سوائے  
مسیح ابن مریم کے کسی اُردہ پیدا ہونے والے چنبالی شخص مریمؑ مرآت کی آمد کا  
تذکرہ ہے۔ حاصل یہ کہ حضرت امام بخاریؒ حیات مسیحؑ کے قائل تھے۔

اس پر مزید تشفی کے لئے ہم ان کی تاریخ سے ان کا فیان نقل کرتے ہیں:-  
يَكْفُرُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَصَاحِبِيهِ نِيكُونُ قَبْرُهُ كَالْبَعَا۔ (در منثور جلد ۲ ص ۳۳ بحوالہ  
سرخ امام بخاریؒ)

فرمایا حضرت عبداللہ بن سلامؒ نے عیسیٰ بن مریمؑ آنحضرتؐ و صاحبین  
کے پاس دفن ہوں گے۔ حجرہ نبویہ میں ان کی چوتھی قبر ہوگی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

ایسا ہی امام مالکؒ پر جھوٹ باندھا ہے کہ وہ بھی وفات کے قائل تھے اس  
پر مجمع البحار و شرح الکمال الکمال سے نقل کیا ہے کہ قال مالک مائۃ عیسیٰ



(فقہ کبیر مولفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) امام احمد بن حنبل کی مسند میں تو بیسیوں احادیث حیات مسیح کی موجود ہیں۔  
لہذا ان کو قائل قعات گردانا انتہائی ڈھٹائی ہے۔

## علامہ ابن حزم

امام ابن حزم کے ذمہ بھی غیر ملکی کتبوں کی بنا پر اتہام باندھا ہے علامہ نے  
وہ برابر حیات مسیح کے قائل ہیں۔ ان عیسیٰ ابن مریم سینزل (المحلی  
صفحہ ۱) نیکف یتجیر لمسلم ان ینثبت بعدہ علیہ السلام  
نبیانی (در حدیث حاشا ما استندناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم فی) لا تاثر المسندۃ الثابتۃ فی نذرل عیسیٰ ابن مریم  
فی آخر الزمان (کتب الفصل جلد ۱۷ ص ۱) یعنی کسی مسلمان سے کس طرح جائز  
ہے کہ وہ آنحضرت صلیم کے بعد زمین میں کسی نبی کو ثابت کرے۔ الا اسے جسے  
رسول اللہ صلیم نے احادیث صحیحہ ثابتہ میں مستثنیٰ کر دیا ہو۔ عیسیٰ بن مریم  
کے آخری زمانہ میں نازل ہونے کے بارے میں۔

واما من قال ان بعد محمد صلیم نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم  
فانہ لا یختلف اذان فی تکفیرہ۔ (کتب مذکورہ)

جلد ۲ ص ۲۴۲) جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ بعد آنحضرت کے سوائے  
عیسیٰ بن مریم کے کوئی اور نبی ہے (مثلاً غلام احمد قادیانی) اس شخص کے کفر میں  
امت محمدیہ میں سے دو کس بھی مخالفت نہیں۔ اسی طرح ص ۲ پر نذرل مسیح پر ایمان  
واجب لکھا ہے۔

مولانا عبدالحق محدث دہلوی از نواب صدیق حسن خان۔

ایسا ہی مولانا عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا نواب صدیق حسن خان قنوجی

رحمۃ اللہ علیہا پر افترا کیا کہ انہوں نے عیسٰی مسیح ۱۲۰ برس تکھی ہے۔ لہذا وہ وفات کے اقرار ہی ہیں۔

الجواب :- یہ بزرگ حیات کے قائل ہیں۔ البتہ ان کا یہ خیال ہے کہ عیسٰی مسیح ۱۲۰ برس کی عمر میں رفع نہیں ہوا۔ ایک سو بیس کی عمر میں وہ آسمان پر اٹھا کئے میں اور زندہ اٹھائے گئے ہیں۔

”و نزل عیسیٰ بن مریم و یاد کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرود آمدن عیسیٰ را از آسمان بر زمین“ (کتاب اشقۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۴۳ مصنفہ شیخ عبدالحق دہلوی)

ایسا ہی جلد ۴ صفحہ ۳ پر عیسٰی کا آسمان سے نازل ہونا لکھا ہے۔ ایسا ہی تفسیر حقانی میں لکھا ہے۔

اور نواب صدیقی حسن خاں نے تو اپنی کتاب حج الکرامہ میں نزول وحیات عیسٰی پر ایک مستقل باب باندھا جس میں آیت دان من اهل الکتاب (الیوم نمن بہ تیل موتہ سے استدلال کیا دلائل خطہ ہو کتاب مذکور باب ۴۴)

## امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

اس بزرگ امام پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے کہ وہ عیسٰی کو وفات شدہ خیال کرتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے مدارج النبیین میں لکھا کہ ”موتہ علیہ السلام“ (یعنی نبیائے اگر موتیٰ عیسیٰ زندہ ہوتے، حدیث نقل کی ہے۔)

الجواب :- امام ابن قیم نے ہرگز اس قول کو حدیث نہیں کہا بلکہ ان کا اپنا قول ہے۔ مطلب ان کا اس قول سے نہ ثبوت حیات دینا مطلوب ہے نہ وفات کا تذکرہ بلکہ مقصود ان کا یہ ہے کہ اگر تم زمین پر موسیٰ کو حیات موعودہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے یعنی زمین کی زندگی کو فرض کر کے آنحضرت کی بزرگی ثابت کرنا چاہی ہے نہ کہ وفات کا اظہار۔ چنانچہ وہ اسی جبارستی جسے مہزانی

خیانت سے نقل نہیں کرتے۔ اگے چل کر نزولِ مسیح کا اقرار فرماتے ہیں۔ و محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی جمیع الثقایین فرسالتہ عادیۃ  
اجمیع الجن والانس فی کل زمان ولو کان موسیٰ و عیسیٰ  
حییین لکن انما یتبعہ اذا نزل عیسیٰ ابن مریم انما  
یحکم بشریۃ محمد (مدارج السالکین جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ مطبوعہ مصر  
جلد ۲ صفحہ ۲۴۲) یعنی آنحضرتؐ کی نبوت تمام کافر جن و انس کے لئے اور ہر زمانے  
کے لئے ہے۔ بالفرض اگر موسیٰ و عیسیٰ (آج زمین پر) زندہ ہوتے تو آنحضرتؐ کی  
اتباع کرتے اور جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا تو وہ شریعتِ محمدیہ صلعم پر ہی عمل  
کرے گا۔

مرزا یوں اپنی اغراض کو پورا کرنے کیلئے کسی کے اصل مضمون کو بگاڑنا بعید  
از شرافت ہے۔ سنو! اگر اس قول سے ضرور وفات ہی ثابت کرنا چاہو گے تو  
ساتھ ہی مرزا صاحب کی رسالت بھی چھوڑنی پڑے گی۔ کیونکہ وہ حیاتِ موسیٰ  
کے قائل ہیں۔ حالانکہ اس قول میں موسیٰؑ کی وفات مذکور ہے۔ فواجبم فیہ وجوباً۔  
بالآخر ہم امام ابن قیم کی کتب گیارۃ النسخ حیاتِ مسیح کا ثبوت پیش کرتے  
ہیں جس سے ہر ایک داناجان لے گا کہ ابن قیم کا وہی مطلب ہے جو ہم نے  
اوپر لکھا ہے وفات مقصود نہیں ہے۔

(۱) وهذا المسیح ابن ماریہ حی لم یمت و غذا ذکا  
من جنس و کانوا الملئکۃ (کتاب التیان مصنف ابن قیم ص ۱۲۹)  
مسیح زندہ ہے اس کی خوراک وہی ہے جو فرشتوں کی ہے  
(۲) و انما دفع المسیح الیہ (صفحہ ۲۲) مذکورہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے  
مسیحؑ کو اپنی طرف اٹھایا ہے۔

دس و ہون نازل من السماء فی حکم بکتاب اللہ و ہدایت الیاری مع  
ذیل الفاروق صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر) اور وہ آسمان سے نازل ہو کر قرآن

پر عمل کریگا

## ہدایت محمد بھٹو کی نکتہ الہیہ علیہ

اس بزرگ پر بھی الزام لگایا ہے کہ یہ وفات مسیح کا قائل تھا۔ حالانکہ یہ

سراسر جھوٹ اور افتراء بلکہ بے ایمانی ہے وہ اپنی تفسیر موسومہ محمدی "جلد اول" ص ۲۹۱ زیر آیت "وَأَوَدُّرُکَ بِاللّٰهِ الْاَیَّہ لَکَھتے ہیں کہ جب یہودی مسیح کو پکڑنا چاہا

تو جبرائیل گھدیاب لے گیا وچو چارے اس چھت اندر یک باری اور حضور قل اسمان سے

سرور آسمان سے طبعاً نفس نزل کیا حکم زبانوں جو چڑھے جبار قتل کریں عیسیٰ نول مار بس جانوں

جان چڑھ دھس دھس وچو چارے عیسیٰ نظر نہ آیا شکل شبہت عیسیٰ دی رب طبعاً نولس بنایا

انہاں طن عیسیٰ نول کیتا سولی فیر چڑھایا ہک کہن جو مرد حواریاں عقیں ہک سولی مار دیوایا

یعنی خدا نے اس وقت جبرائیل بھیجا جو عیسیٰ کو اٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ جب

طبعاً نولس انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے اندر گیا تو خدا نے اسے عیسیٰ کی شکل بنا دیا

جسے سولی دیا گیا۔ اس سطرچ اگلے صفحہ پر آیت "وَالَّذِیْ مَتَوَدِّعَاتِ ذِیْہ" کی تفسیر کرتے ہیں

جا کہا خدا نے عیسیٰ ٹھیک تین نبیل پولیسوں نے اپنی طرف تینوں کنوں خاں پاک کر سیاں

تو فی معنی قبض کرن شے معص سلامت پوری تے عیسیٰ نول رب معص سلامت لیکیا آپ حضور

یعنی جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورے کر اپنی طرف اٹھانے

والا ہوں۔ تو فی کے معنی کسی چیز کو معص سلامت پیدا لینے کے ہیں۔ سو ایسا ہی خدا نے

مسیح کو اپنے حضور میں بلالیا۔

## ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

اگرچہ ہر صاحب نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے رد میں حضرت ابن العربی کو

محد زندقہ وغیرہ قرار دیا ہے مگر جہاں ضرورت پڑی انہیں صاحب مکاشفات

ولی اللہ ظاہر کر کے اپنی اعتراضی نفسانہ کرپرا بھی کیا ہے اہل احطہ ہر فتویٰ الہامی

## ورسالہ تقریر اور خط

کہا گیا ہے کہ یہ بزرگ بھی وفاتِ مسیحؑ کے قائل تھے۔ اس پر تفسیر اُس البیان کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود یہی بات مشکوک ہے کہ یہ تفسیر ان کی ہے بھی یا نہیں پھر جو عبارت پیش کی جاتی ہے اس میں بھی وفاتِ مسیحؑ کا کوئی لفظ نہیں صرف یہ ہے کہ مسیحؑ دوسرے بدن کے ساتھ اترے گا۔ اب دوسرے بدن کا مطلب ظاہر ہے جب تک حضرت مسیحؑ زمین پر رہے بوجہ طعامِ اراضی ان میں کثافت موجود تھی مگر اب صد ہا برس کے بعد جب نازل ہوں گے تو یقیناً روحانیت کا غلبہ تام ہو گا۔

حضرت ابن عربیؒ توحیاتِ مسیحؑ کے اس قدر قائل ہیں کہ کوتاہ نظر انسان انہیں غلو تک پہنچا ہو اقرار دے گا۔ تفصیل کیلئے فتوحاتِ مکیہ دیکھیں۔ اس جگہ صرف اختصار کے طور پر ایک دو عبارت پیش کرتا ہوں:-

”ان علیہ السلام یُنزل فی ہذا من الامم فی  
الآخر الزمان، ویکلم اشیریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ ص ۱۲۵)

انہ لم یمت الی الان بل رفعہ اللہ الی ہذا السنۃ  
۱۰۰۰ سنہ ینہا (جلد ۳ ص ۳۴۱ باب ۳۷)

ایسا ہی جلد اول ص ۱۳۵ و ص ۱۸۵ و جلد ۲ ص ۲۹ و ص ۱۲۵ و جلد ۳ ص ۵۱۲ وغیرہ میں حیاتِ مسیحؑ کا ذکر کیا ہے۔

## ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ

ابن جریرؒ نے جا بجا اپنی تفسیر میں حیاتِ مسیحؑ کا ثبوت دیا ہے۔ چونکہ تفسیر میں مختلف لوگوں کے اقوال نقل ہو کر تہم میں۔ اسی طرح انہوں نے کسی کا قول نقل کر دیا ہے کہ توحیاتِ عیسیٰؑ مزیائیوں نے جھٹ اے ابنِ جریرؒ کا



قول قرار دے دیا۔ حالانکہ ہم اس مضمون میں کئی ایک عبارتیں امام ابن جریر کی کہ  
 آئے ہیں۔ اس جگہ ایک اور تحریر نقل کی جاتی ہے جس میں امام موصوف نے جملہ  
 اقوال متعلقہ تفسیر صیح لکھ کر بعد میں اپنا فیصلہ دیا ہے :  
 وادلی هذا الاقوال بالصحة عندنا قول من قال مع  
 انی قابضك من الارض ورافعك علی السواقر لاخبار عن رسول  
 اللہ ﷺ تو فی کے متعلق جو بحث ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ تو فی بمعنی بند ہے اور کوئی  
 کہتا ہے کہ تو فی بمعنی مدت ہے جو آخری زمانہ میں ہوگی۔ ان سب اقوال میں ہمارے  
 نزدیک صحیح وہ قول ہے جو کہا گیا ہے کہ میں زمین سے پورا پورا لینے والا ہوں  
 اے اس لئے اقرب الی الصواب میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر  
 احادیث میں آیا کہ انہ یثقل عیسیٰ ابن مریم قیلاً الدجال ثم  
 یدکث فی الارض ثم یدت۔ (جلد ۳ ص ۱۸) بیشک وہ  
 عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا۔ پھر قتل کر دگا و جال کو پھر رہے گا زمین پر پھر نفات پائیگا۔  
 اس تحریر میں امام موصوف نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ جس مسیح ابن مریم  
 کے بارے میں آیت انی منذ نیاء را افعلک وادودہوئی۔ جس میں اظہار  
 کیا جاتا ہے۔ وہی زمین سے اٹھایا گیا ہے اور وہی نازل ہوگا۔  
 مرزا یحییٰ! تمہارے بنی نے اس امام ہمام کو "رئیس المفسرین" اور "معجز  
 ازائمہ محدثین" لکھا ہے۔ او اسی کی تحریرات پر فیصلہ کر لے تم تو صرف دھوکا  
 دینا چاہتے ہو تمہیں ایمان و انصاف سے کیا کام؟

## مصنف الیہ الفیت والجواہر

کہا گیا ہے کہ یہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں کیونکہ انہوں نے حدیث موسیٰ  
 علیہ السلام میں جہین نقل کی ہے۔

الجواب :- پھر تو مرزا صاحب کاذب ہیں کیونکہ انہوں نے موسیٰ کو

زندہ لکھا ہے۔ اور صمد صمد کے یہودیہ نہ صرف کی بجائے اگر صداقت مطلوب ہے۔ تو اوسم اس بارے میں اسی بزرگ کی کتابوں پر تمہارے ساتھ شرط باندھتے ہیں جو کچھ ان میں ہو، ہمیں منظور۔ مگر ۷

نہ خجراٹھے گانہ تلوار تم سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں  
یہ بزرگ اپنی کتاب میں خود ہی یہ سوال کر کے کہ مسیح کے نازل ہونے پر  
کیا دلیل ہے جواب دیتے ہیں انا دلیل علی نذرانہ قولہ تعالیٰ دان  
من اهل الكتاب الا لیؤمنوا به نبلا، مرتہ ای حین یذل  
وخیعون عاید انکبت المعترلة والذلا سفۃ والیہود دانصا  
درامیر زمانہ۔ ناقل، عمر رجبہ بحسدۃ الامام السماعہ رنال  
تعالیٰ فی عیسیٰ علیہ السلام دانہ لعلم للساعة والضمای  
انہ راجع الی فیہ راحق الامام رفع بحسدۃ الامام السماعہ ر  
الایمان بذالک واجب الی اللہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیر  
(الیوائت والجواہر جلد ۲ ص ۱۳۱)

دلیل نزول مسیح پر اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ہمیں ہوگا کوئی اہل کتاب مگر ایمان  
لانے گا ساتھ عیسیٰ کے پیشتر اس کے مرنے کے یعنی وہ اہل کتاب جو نزول کے  
وقت جمع ہوں گے اور منکر ہیں مقترلی۔ اور فلاسفہ و یہود و نصاریٰ (اور سمارک  
برمان میں قادیانی متنبی و ذریتہ۔ ناقل) مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے فرمایا  
اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کے متعلق کہ وہ نشانی ہے قیامت کی اور صغیر انما کی مسیح  
کی طرف پھرتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ وہ مجسمہ کے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اور  
واجب ہے اس پر ایمان لانا کیونکہ خدا نے قرآن میں فرمایا کہ بلکہ اٹھا لیا  
اللہ نے اس کو۔

احمدی دستو! اس تحریر کو بغور پڑھو۔ دیکھو یہ تمہارا مسلمہ و مقبولہ امام  
اور ولی اللہ ہے یا

## امام جہاٹی معتزلی

مرزائی قائلین وفات میں امام جہاٹی کا علم بھی پیش کرتے ہیں۔ مگر باوجود معتزلی ہونیکے حیات مسیح اور رفع الی السماء کے قائل ہیں سنو! کالی لچھاٹی انہ لما رفع عیسیٰ علیہ السلام راخ د کشف الاسرار مطبوعہ مصر وعقیدۃ الاسلام (۱۲۴)

صاحب کشف الاسرار علامہ جہاٹی سے ناقل ہیں کہ جہاٹی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ کا رفع الی السماء ہوا تو یہود نے ایک شخص کو پھانسی کے تالبداروں سے قتل کر دیا الخ لیجیہ جہاٹی معتزلی بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ صاف صاف حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مانتے ہیں۔ آگے چل کر تلذذ طبری سے لکھا ہے کہ کسی پہاڑ پر ایک قبر دیکھی گئی جس پر لکھا تھا کہ سے رسول اللہ کی قبر ہے۔

الجواب کیا کہتے ہیں اس دلیل بازی کے۔ کہیں قرآن و حدیث کی تصریحات اور کہیں اس قسم کی تفریحات۔ ہاں جناب ایسی قبریں سینکڑوں بنی ہوئی ہیں تمہارے بنی کے عقیدہ کی رو سے تو کشمیر میں بھی ہے۔ اور وہی اصلی قبر ہے۔ پس اگر طبری والی روایت کو صحیح سمجھتے ہو تو پہلے کشمیر کے ڈھکوسلہ کا اعلان کر دو۔ پھر ہم اس پر غور کریں گے۔

## حافظ ابن تیمیہ

ناظرین مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب البرہانہ کے صفحہ ۱۸ کے حاشیے پر لکھا ہے کہ ابن تیمیہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ حالانکہ یہ افتراء ہے۔ امام موصوف حیات مسیح ۴ کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو ۱۱ اجواب اصحیحہ لمن بدل دین ۱۱۱۔ مسیح اور زیارۃ القبرۃ

ثم بعث الله نوحا عليه السلام رسله يدعوهم الى  
دين الله تعالى فذهب بعضهم في حياته في الارض بعضهم  
بعد رفته الى السما فذبحوه فهدى الله الى دين الله الخ (الجواب  
الصحيح جلد اول ص ١١)

روم اور یونان وغیرہ میں مشرکین اشکالِ علویہ اور بتان زمین کو پوجتے تھے۔ پس مسیح علیہ السلام نے اپنے نائب بھیجے کہ وہ لوگوں کو دینِ الہی کی طرف دعوت دیتے تھے۔ پس بعض مسیح علیہ السلام کی زندگی میں گئے اور بعض آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد گئے۔

(۲) ویٹھال ان انطاکیہ اول المدائن الکبر الالذیہ الامنوا  
 با ماسیح علیہ السلام و ذالہ بعد از اربعۃ الی الشہاد  
 کہا جاتا ہے کہ انطاکیہ ان بڑے شہروں میں سے پہلا شہر ہے جس کے  
 باشندے مسیح پر ایمان لائے اور یہ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے  
 کے بعد تھا۔

مجدد الف نانی

حضرت شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کہ  
از آسمان نازل خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود، (مکتوبات  
۱، دفتر سوم) یعنی حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل فرما کر خاتم النبیین کی شریعت  
کی پیروی کریں گے۔

پیران پیر

سیدنا حضرت شیخ عبد القادر گیلانی غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں :-  
(رفع اللہ عزوجل بجمع علیہ السلام الی السعائر) (معمری ص ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھایا۔

## خواجہ اجمیری

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کا ارشاد سنو:-

”حضرت عیسیٰ از آسمان فرود آید دانیس الارواح صغیر“

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

---

ثابت ہوا کہ تمام بزرگان دین حیات مسیح کے  
متاثر ہیں

---

# باب چہارم

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

مرزا صاحب کے کاذب معنے پر تیرھویں دلیل

مرزا صاحب نے جب اپنے جھوٹے دعاوی سے دنیا کو گمراہ کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر فرعونے را موسیٰ والی قدیم سنت کو کام فرما کر مرزا صاحب کا سر کچلنے کو حضرت مولانا ابوالوناس ثناء اللہ صاحب امرتسری کو کھڑا کیا۔ چنانچہ مولانا موصوف نے مرزا صاحب کے جال کو تار تار بکھیر دیا اور ہر میدان میں قادیانی علماء کو فاش شکستیں دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب اپنی عداوت کو گرتے دیکھ کر اپنے باغ کو اجڑتے ملاحظہ کر کے اپنے گھر کو برباد ہوتے اپنی زمین کو ناخست و تاراج ہوتے دیکھ کر بظاہر ہر دھڑکی بازی مگر بہ باطن چالبازی پر اتر آئے چنانچہ آپ نے ایک نہایت ہی پر فریب اور دل آویز اشتہار دیا اور باوجود دیکھ بھننا کو خدا پر قطعاً ایمان نہ تھا۔ پھر بھی لوگوں کے دکھلانے کو اس اشتہار میں خدا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کی :

مولوی ثناء اللہ صاحب کے حق میں آخری فیصلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

يَا مُنْتَبِهُ زَايَ اَحَقُّ هُوَ فَتَدْرِى اِنَّهُ لَحَقُّ

سجدت مولوی ثناء اللہ صاحب اسلام علی من اتباع الہدی۔ مدت سے آپ کے پرچم الہمدیث میں میری مکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اسی پرچم میں کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا صراحتاً ہے۔ میں نے آپ سے بہت دیکھا اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سے اقترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں، اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں، کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچم میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور حق پر سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، سیحہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی وحی یا الہام کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر قدیر جو علیم و خیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا ہے تو اے میرے پیرے مالک

میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے پہلے کہ اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض ہلکے سے بچر۔ اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے رُبدرد اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے تو بہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکروں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے تہمتوں اور بدزبانیوں میں لانا تقف کالکس کاکب پچھلے پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دودھ دُر ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا کر یہ شخص درحقیقت مفید اور ٹھیک اور دوکاندار اور کذاب اور مغتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے پیغمبر کے واسطے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی وعدے اور خدمت کا دامن چھوڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفید اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین!

وَبِنَاوِیْنِ قَرْمَہٗ اَبَا الْعَقِ وَ اَنْتَ حَیْدُ الْفَتْحِیْنِ



المبین بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

المراسم عید اللہ بصد میرزا غلام احمد مسیح موعود عاناہ اللہ وابد

مرقومہ یکم ذی الحج ۱۳۵۵ھ - ۱۵ اپریل ۱۹۳۵ء

اس اشتہار میں اپنی مظلومی کی انتہائی تصویر اور مولانا شکار اللہ صاحب کی چہرہ دستیاں بیان کر کے بڑے ہی منظومانہ رنگ میں خلا سے دعا مانگی، کہ جھوٹے کو صادق کی زندگی میں تباہ و برباد کر دے۔ پھر اس کو آخری اور قطعی فیصلہ کن دلیل گردانا ہے۔

بھائیو! مرزا صاحب کا اس طرفی سے فیصلہ کن دعا شائع کرنا ایک بڑی گہری فریب دہی پر مبنی ہے جو ہو ہو بھیلے دجال و کذاب انسانوں کی نقالی سے کسی صادق رسول نے کبھی بھی اس قسم کی دعا اپنے مشن کی صداقت یا کذب کے لئے فیصلہ کن قرار نہیں دی۔ دعا کو قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ایک تامل خدا، اور صادق رسول "محض" اپنی دعا کو "جو کسی الہام یا وحی کی بنا پر نہیں" اس طرح فیصلہ کن نہیں ٹھہرا سکتا کہ "اگر بموجب اس دعا کے میرے مخالف پر طاعون، میضہ وغیرہ میسی زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ ایک دلیری اور خدا کی درگاہ میں شرمناک گستاخی ہے۔ الغرض یہ دعا کسی تامل خدا کی زبان سے نہیں چھٹی۔

## حسن بن صباح

جو تھقی حدی ہجری کے ابتدا ہی میں ایک شخص حسن بن صباح پیدا ہوا تھا جو بظاہر شیعہ کہلاتا تھا۔ اس کی بھی مرزا جی کی طرح ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ دنیا میں تعالیٰ انام ہو کر نام پیدا کرے۔ آخر جو تندرہ یا بندہ ایک موقع قدرت نے اُسے

بہم پہنچا ہی دیا۔ ایک دفعہ جبکہ وہ جہاز پر سوار تھا ایک سخت طوفان آگیا۔ جس نے جہاز کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ کسی کو بھی زندگی کی امید باقی نہ رہی (مگر) حسن کے ہوش و حواس بچا تھے۔ وہ ایک نئی تدبیر سوچ رہا تھا۔ اس نے ذرا بھی خوف و ہراس ظاہر نہ کیا۔ اور لوگوں سے معجزہ بیانی کی شان اور خداری کی آن بان سے کہا "میرے نزدیک اندیشے کی کوئی بات نہیں۔ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ہم نہ ڈوبیں گے۔" حسن نے یہ پیشگوئی یہ سمجھ کر کی تھی کہ اگر جہاز غرق ہو گیا تو کوئی تکذیب کرنے والا دنیا میں نہ رہے گا۔ اور اگر سچی ہو گئی تو پھر کسی کو میری ولایت میں شک نہیں ہوگا۔ بہر حال جو کچھ ہو۔ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ (پھر تو) جہاز میں کوئی نہ تھا۔ جو اس کا معتقد نہ ہو (رسالہ حسن بن صباح مصنفہ مولانا عبدالعلیم صاحب شہر لکھنؤ ص ۱)

حضرات! یہی چال اس جگہ مرزا صاحب کو مطلوب تھی بمقصود ان کا یہ تھا کہ اگر اتنا بڑا نامی گرامی پہلوان اپنی اجل مقتدہ کی وجہ سے میری زندگی میں مکر گیا تو (جیسا کہ ایک موقع پر مولانا ثناء اللہ نے مرزا کو لکھا تھا) چاندی کھری ہے اور اگر خود بدولت تشریف لے گئے۔ جس کم جہاں پاک۔ تو بعد مرنے کے کسی نے قبر پر لات مارنے آنا ہے، بلا ہامات مرزا طبع چہارم ص ۳۳)

بہر حال یہ ایک چال تھی جو فطری طور پر خلافِ قرآن۔ خلافِ سنتِ انبیاء کرام خلاف طریقہ علمیئے عظام تھی اور کبھی بھی کوئی دانا انسان جس کے دماغ میں نری جھس نہ بھری ہو۔ ایسی بیہودہ دعا کو فیصلہ کن نہیں مان سکتا۔ چنانچہ فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس کے جواب میں یہی لکھا تھا۔ مگر چونکہ ہر انسان اپنے اقدار سے ماخوذ ہوتا ہے ع تو گرفتار ہوئی اپنی خدا کے باعث

"تو ان قدر قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی ہے کہ وہ بعض اوقات بے جفا اور سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے

دلواتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔" (استفتا مصنفہ مرزا صاحب حاشیہ ص ۱۷)  
سو بموجب اس قرار کے جو مرزا صاحب نے اس دعا میں خود کیا تھا کہ:-

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں تو آپ کی زندگی میں ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مقدمہ اور کذاب اور مفتری کی لمبی عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام و ہلاک ہو جاتا ہے۔"  
مرزا صاحب اپنے دشمن مولانا شاد اللہ مدظلہ رحمہن خود مرزا صاحب نے "ٹھٹھے، ہنسی اور قہقہے" میں بڑا سا بڑا اشد ترین دشمن تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۷ لکھا تھا، کی زندگی میں ہی مر گئے آہ۔  
لکھا تھا کاذب مرے کا پیشتر  
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا!

اس الہی اور آسمانی فیصلہ پر مرزائیوں نے بعد وفات مرزا صاحب چونہ چراکی اور اپنے آبائی طریق اور اسلاف کی قدیم سنت طبق صحیحہ و مستقیمہ کے رنگ میں انکار کیا تو خدا نے زمینی فیصلہ بھی کر دیا۔ یعنی ماہ اپریل ۱۹۱۲ء کو شہر لدھیانہ میں بذریعہ مباحثہ جس میں مرزائیوں نے مبلغ بنیہ صدر روپیہ انوار دینا کیا تھا اور ایک سکھ پلٹہ کو ثالث مانا تھا۔ مرزائیوں کو شکست ہوئی اور مولانا صاحب صدر روپیہ جیب میں ڈال بعد شام ناخانہ امرتسر تشریف لے آئے۔

اس شکست پر شکست کھانے کے بعد بھی مرزائی صاحبان یہی کہہ اڑے۔  
بیٹھے ہیں۔ ان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ ایک دن آنے والا ہے جب انکی بد اعمالیوں کا پرچہ ان کے ہاتھ میں دے کر کہا جائے گا کہ تو نے جو فیصلہ

**عذر** [ یہ اشتہار مرزا صاحب کا محض دعا نہیں چیلنج مثبت یا مباہلہ ہے۔ ]

**الجواب** [ یہ اشتہار نہ مباہلہ ہے نہ چیلنج مباہلہ۔ اس پر پہلے اندر ذاتی باتیں ملاحظہ ہوں :۔ ]

مرزا صاحب مباہلہ کی بنیاد آج ہے۔۔۔

فل تذا الذی زندم اینا لونا را بنار کہ در اندا اونا و  
 انا انا کہ در اندا اونا را انا کہ انا نیا تامل انجھل  
 بعدۃ اللہ علی الکاذبین دست انجام آتھم پر بتاتے  
 میں ملاحظہ ہو مرزائی پاکستان بک ضلع بحوالہ اخبار بدرم اپریل  
 شمارہ اور مباہلہ کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ :-

” مباہلہ کے معنی لغت عرب اور شرعی اصطلاح کی رو سے یہ  
 ہیں۔ دو ذہن مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا  
 کی لعنت چاہیں ” (حاشیہ اربعین ص ۴۸)

اندریں صورت اشتہار مرزا میں چونکہ مباہلہ کی طرح جمع کے صیغہ میں  
 ”فجعل“ وغیرہ نہیں بلکہ تمام فقرات بصیغہ منفرد ہیں ”میں نے کہ اٹھایا مجھے گاہوں  
 سے یاد کرتے ہیں۔ میں نے مذمت نہیں چاہا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں، میں ملتجی ہوں  
 مفاد اور عذاب کو سادق کی زندگی میں اٹھائے وغیرہ پس اس کو وہ مباہلہ  
 کہنا چاہیے کی بنیاد پر یہ کہ ہے۔ اپنی بات و سفارت کا مظاہرہ کرنا ہے۔

۲۔ دعا عام ہے اور مباہلہ خاص دعا کا نام ہے جبکہ کسی دعا کے اندر  
 اسے مباہلہ قرار دیا جائے۔ اسے مباہلہ سمجھنا یا قرار دینا سراسر امر کو حشی، تعصب

نہ مرزا صاحب کو اپنی بات چیلنج مباہلہ کرنے کی اجازت ہی نہ تھی۔

عم مر یہ ہے کہ میں اپنی حد سے چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا ہر معاہدہ  
 و پیمانہ میں تابع ہے اور مجازت کے لئے

اور مجملہ و مکابرہ کے خلیفہ دیوتا کی پرستش ہے۔ اس سارے اشتہار میں ایک لفظ بھی مباہلہ کا نہیں ہے۔ سزا صاحب نے صاف لکھا ہے کہ "محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہتا ہوں۔"

(۳) مباہلہ بھی ایک آخری فیصلہ ہے جو ہر قسم کی اتمام حجت تقریر یا تحریر اور وغیرہ کے بعد ہوتا ہے۔ اس میں بعد انعقاد کوئی شرط نہیں ہوتی جیسا کہ آیت کہ یہ جس پر مباہلہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ میں مباہلہ واقع ہو جانے کے بعد کوئی گنجائش تو بہ وغیرہ کی نہیں رکھی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کسی شرط کے صاف فرما دیا تھا کہ اگر یہ نجران کے لوگ مباہلہ کہتے تو تباہ و برباد اور ہلاک و فنا کے جاتے۔

بخلاف اس کے اس اشتہار میں صاف شرط تو بہ موجود ہے۔ وہ بھی دونوں فریقوں کے لئے نہیں بلکہ صرف مولوی ثناء اللہ کے متعلق۔

"اے خدا میں تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو توبہ کرے۔"

پس اس کو مباہلہ نہیں کہا جاسکتا۔ بفرمانِ محال مباہلہ میں شرط توبہ بھی ہو، تو بھی وہ دونوں فریقوں کے متعلق ہونی چاہیئے نہ کہ صرف ایک فریق کے متعلق، اس اشتہار میں بطور جملہ خبریہ بار بار لکھا گیا ہے کہ:-

(۱) "اگر میں کذاب ہوں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"

(۲) "کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔"

(۳) "وہ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔"

(۴) "اگر میں مسیح موعود ہوں تو آپ ملکین کی سزا سے نہیں بچینگے۔"

(۵) "اگر طاعون، ہیلتھ وغیرہ آپ پر میری زندگی ہی میں دار و نہ ہوگی تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

پس یہ ایک دعا تھی جس کے متعلق دعا کرتے وقت خیال مرزاہی والہام کی بنا پر نہیں تھی۔ مگر دوسری جگہ انہوں نے خود تصریح کر دی ہے کہ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ (راخبار بدھ ۲۵ اپریل ۱۹۵۷ء)

انہی صورت میں دعا پیشگوئی تھی جیسا کہ مذکورہ بالا جملہ ہائے خبر پر اس پر قطعی دلائل ہیں لہذا اس کو مباہلہ کہنا خلاف دیانت ہے (دخود میلا محمود نے بھی اسے جیگٹی لکھا جیسا کہ ان کا قول آگے نقل ہو گا) اس اشنہار کے شرور میں آیت قرآن قل اِنَّمَا وَدَّعَىٰ آئِهٖ نَحْنُ - مذکور ہے اور آخر میں یہ فقرات موتیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں کہ:-

بہ الاخرہ ملری ثناء اللہ صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو پاپا میں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

یہ الفاظ صاف دلیل ہیں کہ اب تیرا کمان سے نکل چکا، جو ہونا تھا ہو چکا اس وقت یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں جا چکا ہے۔ اب تمہارے کرتے دھرتے کچھ نہیں بن سکتے۔

مرزا صاحب نے سارے ہشتاد میں ایک لفظ مباہلہ کا نہیں لکھا بلکہ اسے محض دعا قرار دیا اور ساتھ ساتھ وہام سنایا کہ میری دعا قبول ہو گئی۔ جیسا کہ یہ الہام جو آیت ریح کریں گے اور اس کی بنیاد خدا کی طرف سے بتائی۔ پھر اس میں بظہر چشمی بہت سے فقرات لکھے۔ اب اسے مباہلہ کہنا اپنی باطل پرستی کا ثبوت دیتا ہے۔

لے مرزا کا یہ جی الہام ہے کہ جب میں تم کا کرکٹی بات کہہ دوں وہ ضرور پریک ہوگی لَوْ اَتَّخِمْ عَلٰی شَوْءٍ لَا يَذُوقُ - (البشری جلد ۲ ص ۱۲۷) منہ۔

# بیرونی شہادتیں

**پہلی شہادت** [مباہلہ کیلئے جس کی بنیاد مرزا صاحب نے آیت قرآن پر رکھی ہے ایک تہجج کے بیٹے ہونے ضروری ہیں۔ جبکہ اگر گزر چکا۔ دوم نور مرزا صاحب کو مسلم ہے کہ ایک ایک شخص کا مباہلہ اتنا زیادہ ہے۔ مباہلہ کیلئے ایک سے زیادہ انسان ہونے چاہئیں۔ پھر خواہ وہ خود شریک مباہلہ ہوں یا نہیں۔ دستخطی تحریر کے کسی کو رکالت نامہ دے کر مٹھا کر دیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

”ہمارے سید و مولائے جب مباہلہ کے لئے نذرانہ بھجوان کر دعوت دی تو وہ ایک قوم کے ساتھ بلکہ ان میں وراثت (پادری) بھی تھے۔ اس لئے ایک فرد واحد مباہلہ کرنا خدا تعالیٰ کے آسمانی فیصلہ پر مبنی کرنا ہے۔“

اشتہار مرزا مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت

(جلد ۱۰ صفحہ ۱۱)

پس اشتہار آخری فیصلہ کو جو مرزا کیلئے مولوی نادر اللہ صاحب کے حق میں بدنامی مرتب ہے اور فریقین کی رکالت اور دستخطی تحریر وغیرہ کی شرط سے خالی ہے، مباہلہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بلکہ اس طرح فرد واحد سے مباہلہ خود بغیر مرزا خدا کے ساتھ ٹھٹھا ہے۔

**دوسری شہادت** [اشتہار آخری فیصلہ مرزا صاحب کی طرف سے

جس میں حضرت دعا کے ذریعہ مرزا جی نے خدا سے فیصلہ پا رہے یہ مباہلہ اس لئے بھی نہیں کہلا سکتا کہ مرزا صاحب اس سے کئی ماہ پیشتر رسم مباہلہ کو قائم کر چکے تھے۔ اگر وہ قائم ہیں۔

مسئلہ ابالاست جس سے بہت سے نمونے دینے دیکھ لئے ہیں میں فی مقدار دیکھنے کے بعد رسم مباہلہ کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں

(حقیقۃ الوحی ص ۶)

یہ تحریر جولائی ۱۹۰۶ء کی ہے جیسا کہ اسی صفحہ کی دوسری طرف (ص ۶ پر) . . . . آج ۶ جولائی ۱۹۰۶ء لکھی ہے۔ پھر اسی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸ پر آج اتیس ستمبر ۱۹۰۶ء مسطور و مرقوم ہے۔ حالانکہ اشتہار آخری فیصلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء کا ہے پس اس بعد ہی نادان انسان مباہلہ فرما دیا گیا۔ جو مرزا کی لٹریچر سے جاہل ہے اس قطعی فیصلہ کر دینے والی دلیل کے جواب میں یکم جنوری ۱۹۰۷ء کے میدان مناظرہ میں لاہور کے اندر مرزا کی مناظر نے یہ عذر کیا تھا کہ:-

”آپ نے جو ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء کے اخبار المہذب میں مرزا صاحب کو چیلنج مباہلہ دیا تھا اور ان کی تکذیب پر قسم کھانے کو آمادگی ظاہر کی تھی یہ اشتہار آخری فیصلہ اس کی منظوری ہے؟“

اس کے جواب میں حضرت مولانا صاحب نے فرمایا تھا کہ میں نے جو ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو چیلنج دیا تھا اس کا جواب مرزا صاحب نے اخبار الحکم مؤرخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء اور اخبار بدھ ۲۸ اپریل ۱۹۰۷ء میں یہ دیا تھا کہ:-

”ہم آپ شرافتاً اس چیلنج کے مطابق مباہلہ اس وقت کرینگے جب ہمارا کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہو جائے گی۔ وہ کتاب آپ کو بھیج کر معلوم کریں گے کہ آپ نے اس کو پڑھ لیا ہے۔ پھر بعد اس کے مباہلہ کریں گے۔“ (مجموع اخبارات مذکورہ ص ۱۰)

اس انکشاف نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ آخری فیصلہ سے قبل جو سلسلہ ”مباہلہ“ کا ذکر اخبارات میں جاری تھا وہ حقیقۃ الوحی کے بعد ہوگا اور یہ کتاب ۱۵ مئی ۱۹۰۵ء کو شائع ہوئی ہے۔ جیسا کہ اس کے سرورق پر مرقوم ہے۔ ابد تتمہ حقیقۃ الوحی کے آخری صفحہ پر یہ وحی نازل ہو چکی ہے۔ حالانکہ آخری فیصلہ والا اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء کا ہے پس وہ سابقہ ”مباہلہ“ کے سلسلہ میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا



بلکہ ایک دوسرا رنگ ہے کہ بطور دعا مرزا صاحب نے فیصلہ شائع کر کے مباہلہ سے اپنی جان چھڑائی۔

”چنانچہ جب حقیقۃ الوحی شائع ہو گئی تو مولوی صاحب نے مرزا جی کے منہ پر لکھا کہ حقیقۃ الوحی بھیجئے کہ میں اسے پڑھ کر آپ کی تکذیب پر قسم اٹھاؤں جسے آپ مباہلہ کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں اگر یہ درست تھا کہ آخری فیصلہ ہی وہ مباہلہ ہے تو صاف کہا جاتا کہ مباہلہ تو ہو چکا ہے۔ مگر نہیں ایسا جواب نہیں دیا گیا۔ کیونکہ وہ مباہلہ تکذیب پر قسم اٹھانے کے رنگ میں تھا اور یہ تو ایک طرز دعا ہے چنانچہ دوسرے مفتی محمد صادق صاحب نے اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۷۰ء میں جواب دیا کہ:-

”آپ کا کارڈ مرسلہ ۲ جون ۱۹۷۰ء حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا جس میں آپ نے ۴ اپریل ۱۹۷۰ء کے بدر کا حوالہ دے کر جس میں قسم کھانے والا مباہلہ بعد حقیقۃ الوحی موقوف رکھا گیا ہے حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ مانگا۔ اس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جبکہ آپ کو مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا۔ (اب) مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجتہ اللہ کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔ اس واسطے مباہلہ سابق کے ساتھ جو شرط تھے وہ سب کے سب بوجہ نہ قرار پائے مباہلہ کے منسوخ ہوئے۔ لہذا آپ کی طرف کتاب بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔“

حضرات! سابقہ تحریرات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ سلسلہ قسم جسے مرزا لائی مباہلہ کہتے تھے حقیقۃ الوحی کے بعد ہونا موجود تھا جس کا

مطلب یہ ہوا کہ آخری فیصلہ والا اشتہار کسی ضرورت میں سابقہ کوڑی کا چھلک نہیں رہا اس سابقہ مباہلہ کا نتیجہ سو آپ کے سامنے ہے کہ مرزا صاحب اسکو منسوخ قرار دے گئے

آء ۵

کیونکہ مجھے باور ہو کر ایجابی کر دے  
کیا وہ جتنیں کر کے مکتبہ نہیں آتا؟

اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آخری فیصلہ والا اشتہار مباہلہ نہیں بلکہ دعائے جس کے بعد کسی اور مباہلہ کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تحریریں اگرچہ اپنے اندر وضاحت رکھتی ہیں جن سے مرزا صاحب کی مفتریانہ حالت عریاں ہو چکی ہے۔ تاہم جن لوگوں کا مقصد حیات ہی کسی کے اشارے پر اسلام میں پراگندگی و انتشار پیدا کر کے اسلامی قوت کو توڑنا ہے، ان کے لئے سو بہانے ہیں۔ چنانچہ اس جگہ بھی کہا کرتے ہیں کہ یہ خط مفتی محمد صادق کی اپنی رائے ہے، مرزا صاحب کی نہیں حالانکہ سوائے کسی ماؤف الدلیغ انسان کے ہر آدمی فوراً جان سکتا ہے کہ مولانا نثار اللہ کا خط مرزا صاحب کے نام تھا اور مفتی صاحب خود اس کا خدمت مرزا میں پہنچ جانا مانتے اور اس کے جواب میں مذکورہ بالا تحریر لکھتے ہیں جو یقیناً مرزا صاحب کے حکم سے تھی۔ کسی امتی کو ہرگز یہ حق نہیں کہ نبی کی زندگی میں اس کے خط کا از خود جواب دیدے۔ وہ بھی ایسے مضمونی کا کہ نبی نے جو سلسلہ مباہلہ شروع کر رکھا تھا اور اس کو ردہ دے چکا تھا کہ غلام وقت پورا کر دینا۔ اس خط میں اس وعدے کو منسوخ کر دے۔ یہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس قسم کی کھینچا تان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا الٰہی جماعت و حقیت مذہبی جماعت نہیں بلکہ ایک دہریہ طبع فرقہ ہے جو دوسروں کے آؤ کاہن کر کے اسلامی اتحاد و قوت کو توڑنے میں سیامی ہے۔ آج اگر مفتی محمد صادق یہ کہہ دے کہ یہ خط میں نئے از خود لکھا تھا تو خدا کی قسم وہ مفتری ہے۔

الغرض اس بیرونی شہادت سے بھی ثابت ہے کہ یہ اشتہار مباہلہ نہیں ہے۔  
تیسری شہادت [اشتہار آخری فیصلہ ۱۵۔ اپریل ۱۳۵۷ء کو شائع ہوا جو یقیناً

اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے ۱۴ کا کچھ تو ۱۱-۱۲-۱۳ و غیرہ کا سمجھو تو بہر حال پہلے کا ہے اور ساتھ اس کے اسی دعا کے متعلق مزاجی نے ۱۴-۱۵ اپریل کو یہ کہا ہوا ہے کہ:۔  
 میرے زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا۔ شہداء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوتی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھے اور رات کو الہام ہوا کہ اچھا یہ دیکھو (۱۵ اپریل) میں نے دعا قبول کر لی ہے) صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجاب دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں درجہ باربدہ اپریل (شعبہ)۔

اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ بقول مرزا صاحب خدا ان کی یہ دعا قبول کر چکا تھا۔ پس یہ مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ دعا ہے جس کا قبول ہونا مصدقہ مرزا ہے۔  
**چوتھی شہادت** [ایک اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت آندس کا الہام ہولوی شہداء اللہ کے متعلق یہ تھا کہ تیسری دعا سنی گئی۔ تو پھر آپ پہلے کیوں فوت ہوئے۔ سو اس کا جواب میں اوپر دے آیا ہوں کہ:۔  
 x x وعید کی پیشگوئیاں اگر ٹل جاتی ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ اصلاح کی صورت کچھ اور پیدا ہو جاتی ہے (قول میں محمود احمد صاحب پسر مرزا خلیفہ قادیان در سال تسخیر الافغان بابت جوی جولائی ۱۹۰۶ء)۔

اس عبارت سے بھی عیاں ہے کہ آخری فیصلہ دعا حق جو قبول ہوئی۔ منہم وجہ قبریت کے پیشگوئی بن گئی۔ مباہلہ نہیں تھا۔ اسی طرح احمد علی میں دعا کو

مباہلہ قرار دینے والے کو مفتری قرار دیا ہے۔ اسی طرح اخبار بدر ۹- مئی ۱۳۲۷ء  
پر اس کو بحال قرار دے کر توہین کی شرط کو دہرایا ہے۔ اسی طرح جب مرزا صاحب  
کا لڑکا ستمبر ۱۳۲۷ء کو مر گیا۔ اور مولانا شاد اللہ صاحب نے اخبار عام لاہوری لکھا  
کہ یہ اس دعا دیکھ کر فرمایا کہ اٹھ کر مرزا جی نے میرے حق میں کی ہے تو مرزا  
جی نے اس دعا کو بھل رکھتے ہوئے اور ایک طرف مباہلہ تسلیم کرتے ہوئے جواب  
دیا کہ مباہلوں میں فریقین کی اولاد شریک نہیں۔ وہی غلبہ اٹھائے گا۔ جس نے  
مباہلہ میں براہ راست مقابلہ کیا ہے اور صادق کا ذب ٹھہرایا ہے (اشتہار تبصرہ  
۵ نومبر ۱۳۲۷ء بحوالہ مضمون نگار اخبار عام) اس جگہ مرزا صاحب نے کسی کا نام  
نہیں لیا۔ مگر ذکر وہ مضمون مولانا شاد اللہ کا ہی تھا اس لئے ثابت ہے کہ مرزا  
جی نے اس ایک طرفہ دعا کو بحال رکھا ہے:

اسی طرح مولوی نور الدین، محمد احسن امر دہی، مولوی محمد علی لاہوری نے  
اس دعا کی اجازت لیا۔ اور غیر از مباہلہ تسلیم کیا ہے (تفصیل کے لئے اخبار المحدث  
۱۲ جنوری ۱۳۲۷ء رویداد مناظرہ لاہوری)

نیز سلا فیصلہ مرزا و سالہ فاتح قادیان، مصنف مولانا شاد اللہ صاحب،  
دیکھیں جس میں اس دعا کی چند تفصیلات مندرج ہیں:

**مرزائی اعتراض** [مولانا صاحب نے خود اس دعا کو مباہلہ لکھا ہے اور تسلیم  
کیا ہے کہ مرزا صاحب بھی اس کو مباہلہ جانتے تھے:]

**الحجاب** [مولانا صاحب نے شروع شروع میں اس دعا کو لکھا ہے جب  
کی چند بار پیشہ ۲۶ بار اس میں لکھا ہے اس دعا کی منظوری  
مجھ سے نہیں لی۔ مرزائی پاکستان ۱۳۲۷ء]

یہی ہی مرفوع قادیان۔ محنت شدہ میں اس اشتہار کو نقل کر کے لکھا ہے  
مب دیکھئے اس اشتہار میں بھی دعا ہی سے کام لیا ہے (۱۷)  
ہاں چونکہ مرزا صاحب اس طرح کی یک طرفہ دعاؤں کا نام بھی مباہلہ رکھتے۔

تھے غیباً کہ دیا چہ چشمہ زم زم عرف صلا پر لکھتے ہیں کہ سعد اللہ دھیانوی نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا اور میری موت کی خبر دی تھی۔ آخر میری زندگی میں طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

حالانکہ مرزا جی نے بطریق مباہلہ بالمقابل مولوی سعد اللہ سے کبھی مباہلہ نہیں کیا مگر اس جگہ ان کی یکطرفہ بددعا کو مباہلہ نام رکھتے ہیں۔ پھر اس کوڑھ پر کھاج یہ کہ یہ بھی جھوٹ ہے انہوں نے ہرگز ہرگز یکطرفہ دعا۔ مرزا کی موت کی بھی کوئی نہیں کی۔

ایسا ہی اسی طرح تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۳ پر حافظ مولوی محمد الدین کی طرف یہ منسوب کر کے کہ:-

”اس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کسی لفظ بطور مباہلہ استعمال کئے تھے اور جھوٹے کے لئے خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی پھر مرگیا۔“ (ص ۵۴ تتمہ ح)

حالانکہ اگر یہ سچ بھی ہو تو چونکہ مباہلہ میں فریقین کی منظوری ضروری ہے اور مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز حافظ محمد الدین کے بالمقابل کوئی بددعا شائع نہیں کی پھر اس کو مباہلہ قرار دینا افتراء نہیں کیا ہے۔ اسی طرح مولوی عبد المجید دہلوی کی طرف اس قسم کی بددعا بتی خود منسوب کر کے پھر اس کی تیل از خود مباہلہ قرار دیا وہی طرح مولوی اسماعیل علی گڑھی و غلام دستگیر قصوری کے متعلق لکھا ہے۔ ان فرض مرزا صاحب یکطرفہ دعا کا نام مباہلہ رکھتے تھے۔ اس لئے مولانا شاد اللہ صاحب نے بھی ایسی ہی رنگ میں اس دعا کو کہیں کہیں مباہلہ لکھا ہے۔ چنانچہ مولانا نے خود اسی زمانے میں لکھا دیا تھا جب کہ مرزا صاحب زندہ ہی تھے کہ:-

”مرزا صاحب کا عام اصول ہے کہ جو دعا بطور مباہلہ کے کی جاوے اس کا اثر ایک سال تک ہوتا ہے چنانچہ ایک استاد میں ملحق غلام دستگیر قصوری کو لکھتے ہیں کہ میں نے مباہلہ کی ایک بار کی ہے۔“

پھر اپنی کتاب سرالخلافت میں شیعوں کو مخاطب کر کے لکارتے ہیں کہ اؤ میرے ساتھ مباہلہ کرو۔ پھر اگر میری دعا کا اثر ایک سال تک ظاہر نہ ہو تو تم سچے اور میں جھوٹا (ص ۱۷) ناظرین! ان دونوں اقراءوں کو ملحوظ رکھ کر خدا را انصاف کیجئے کہ مرزا صاحب کو میرے حق میں بددعا کئے ہوئے جس کو وہ اور اس کے دہم افتاد مباہلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں آج کامل ایک سال سے کچھ روز زیادہ گزر چکے ہیں۔ مگر یہ خاکسار بفضلہ تعالیٰ اپنی ذات خاص میں اور اپنے اہل و عیال میں تندرست ہے۔ سال کامل گزر چکا اب مرزا کے کاذب۔ ابد فریب اور منقری ہونے میں کیا شک رہا۔ (مرقع قادیانی بابت ماہ جون ۱۹۰۸ء ص ۱۹)

پھر ص ۲ پر بہارک احمد کی وفات کو پیش کر کے مرزائیوں کو ملزم گردانا گیا ہے اس تحریر سے صاف عید ہے کہ مولانا خود تو اس آخری فیصلہ والے اشتہار کو دعائی جانے اور کہتے تھے مگر بطور اہم مرزا کو جو اس طرح کی بددعاؤں کو بھی مباہلہ کہہ کر سال بھر کی مدت میں مباہلہ کا اثر ضروری اور بصورت عدم اثر اپنے جھوٹا ہونے پر دیں ٹھہرتے تھے مآخذ و گرفتار کیا ہے۔

مرزائی اعتراض مولوی شمس الدین صاحب نے خود اس وقت اس دعا کو قبول نہیں کیا۔ اب کیوں پیش کرتے ہیں؟

الجواب قبولیت یا عدم قبولیت مباہلوں پر اثر انداز ہوتی ہے حالانکہ یہ مباہلہ نہ تھا۔ پس اس کی نامنظوری سے دعا پر کوئی اثر نہیں۔ مرزا صاحب اس دعا میں اپنے آپ کو مظلوم قرار دے کر خط سے دعا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مظلوم کی دعا میں ظالم کی قبولیت کو زندہ بھر دخل نہیں ہوتا۔

مولوی صاحب نے جو اس دعا کو منظور کیا تو اس کی دیر ہم ابتدا میں بتائے ہیں کہ دعا چال تھی جسے ہم نے نہ اس وقت یعنی برصغائی سمجھا تھا اور نہ اب ہمارا ایمان ہے کہ یہ دعا کو بظاہر مرزا جی نے اللہ سے کی تھی مگر وہ تو خود دوسرے تھے خدا سے دعا کے کیا معنی، مگر چونکہ خدا ہے اور حق ہے اور وہ سخت دل مجرموں کو بعض اوقات اپنی کی چالوں میں لپیٹ کر ذلیل کرتا ہے۔ اس لئے اس نے مرزا کو بقول خود ملزم و مجرم اور فتری ثابت کرنے کے لئے مولانا شاد اللہ صاحب کی زندگی میں ہی موت کے گھاٹ اتار کر انہیں وہی ثابت کر دیا جو وہ حقیقت میں تھے۔ فہم الحمد!

پھر اور سنو! اگر مولانا شاد اللہ کی منظوری اس دعا میں لازمی ہوتی تو بقول مرزا صاحب خدا اسے قبول کیوں کر لیتا پھر مرزا صاحب مولانا کے انکار جو ۲۶ اپریل شدہ کے پرچہ میں کیا گیا ہے کے بعد ۱۳ جون کے اخبار بدر میں بجواب جمعیتی ثنائی سابقہ سلسلہ قسم کو منسوخ کر کے اسے اُس دے کیلئے اس دعا کو فیصلہ کن کیوں گردانتے ہیں۔ پھر ۲۲ اگست ۱۹۰۷ء کے پرچہ بدر میں وضع الفاظ میں مضمون لکھا جاتا ہے۔ کہ خری فیصلہ مباہلہ نہ تھا، صرف دعا تھی اس پر کیوں نوٹس نہیں لیا گیا؟ مفتی صادق ایڈیٹر بدر نے اور مرزا صاحب کے تمام ان سریدوں نے جو بدر کے خریدار تھے، کیوں اس کی تردید نہ کی کہ مولوی شاد اللہ تو انکار کر چکا ہے اب دعا خلی نے قبول کرنے کے باوجود مسترد کر دی ہے؟

اسی طرح ۵ مئی شدہ کے بدر میں بلا کسی نوٹ کے شاد اللہ کے واسطے توہم کی شرط کیوں درج کی جبکہ وہ فیصلہ ہی منسوخ و مردود ہو چکا تھا جس میں شرط تو یہ رقم تھی؟ پھر مبارک احمد کی وانات کے بعد مرزا صاحب نے بجواب اخبار عام کیوں نہ لکھ دیا کہ شاد اللہ کا "آخری فیصلہ کی تحریر سے تمک کر کے مبارک احمد کی وانات پر مجھے ملزم گردانا غلط ہے۔ کیونکہ آخری فیصلہ بوجہ عدم منظوری شاد اللہ کے مسترد ہو چکا" اسی طرح میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا مرزا صاحب کے جواب کے بعد بھی مولوی صاحب کے انکار کو آخری فیصلہ کے مردود ہونے کی دلیل سمجھنا

اور اسے اندازی پیشگوئی ٹھیکر اس کاٹل جانا لکھنا، اور آخری فیصلہ کو مباحثہ قرار دینے والے کو منفردی وغیرہ نام رکھنا، اسی طرح مولوی محمد احسن کا اس کو بعد وفات مرزا بعض دعا بتا کر غلط کرنا کہ نبیوں کی بعض دعائیں قبول نہیں ہو کر نہیں در یو یو جو ن شر ص ۳۳، وغیرہ وغیرہ تحریرات مرزائیہ، بالامتفاق اس حقیقت کا اظہار کر رہی ہیں کہ ثنائی اقرار یا انکار کو اس میں کوئی دخل نہ تھا اور نہ ہی مرزا اور ان کے ملہم اور اکابر مرزائیہ اس انکار کو کوئی اہمیت دیتے تھے۔

مرزائی صاحبان مولانا موصوف کو "الوجہل" جانتے اور کہتے ہیں۔  
 لطیفہ [جیسا کہ مرزا نے تمتہ حقیقۃ الوحی ص ۲ پر لکھا ہے، مگر یہاں اگر عجیب  
 پٹ لکھاتے ہیں۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ الوجہل کی تجویز اور تحریر تو خدا نے مان لی۔ مگر  
 اپنے نبی کے فیصلہ کو جس کی قبولیت کا وعدہ بھی دے چکا تھا، رد کر دیا، جسہ  
 عجب!

مرزا ایسا جانتے نہیں کہ "صادق" کے مقابلہ پر پہلے مرنے والا ہی "ابو جہل" تھا۔ یقین نہ ہو تو صحیح بخاری شریف کھول کر دیکھ لو کہ ابو جہل آنحضرت صلیم کے روبرو بوجہ مقابلہ جہنم رسید ہو گیا۔ جنگ بدر میں قتل ہوا (صفحہ ۳۸۵ احمدیہ پاکٹ بک) اور صادق سلامت بکراعت رہا۔

حضرت امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی نے لکھا ہے کہ

الحجاب :- تحریر مولانا شام الدین صاحب کی نہیں ہے جن دنوں یہ مضمون شائع ہوا ہے حضرت مولانا صاحب ان دنوں سفر میں تھے۔ اپنا مضمون ان کا مکمل ہوا دفتر میں موجود تھا۔ جہاں ان کی عدم موجودگی میں اخبار میں ان کی حسب روایت شائع ہو گیا مگر ایڈیٹر نے اپنی طرف سے حاشیہ پر یہ نوٹ لکھ دیا کہ اصل اس کو عام قاعدہ قرار دے کر کہنا کہ دنیا باز دفتر ہی لمبی عمر پاتا ہے۔ بعض دفعہ غیر سعید



انوان الشیاطین پہلے مر جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ خدا کے آخری درجہ کے محبوب بہترین اولیاء و انبیاء جلد وفات پا جاتے ہیں۔ یہ تو ہوا نائب ایڈیٹر الحمد للہ کی غلطی کا اظہار۔ جو ایک معمولی انسان غیر معصوم تھا۔ اب سنو! اپنے نبی کا فیصلہ جو بقول خود ”ہر وقت فرشتوں کی گود میں پرورش پاتا تھا“ (اشتہار الانصار، مکتورہ ۱۸۹۹ء) اور بقول خود جس کی ”ہر بات - ہر قول - ہر فعل - ہر حرکت - ہر سکوت بحکم خدا تھا“ (ص ۱۹۰۳) اور ”روح القدس کی قدسیت ہر وقت - ہر دم - ہر لمحہ بلا فصل اس کے قویٰ میں کام کرتی رہتی تھی“ (ملاحظہ ہو حاشیہ ص ۹۳ ط ۱۵ لاہور آئینہ کی لایت اسلام)

یہ صاحب اسی اشتہار ”آخری فیصلہ“ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھتے ہیں:-

”اگر میں ایسا ہی مغتری اور کذاب ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی لمبی عمر نہیں ہوتی“

احمدی دوستوں! کیا کہتے ہو؟ سنو یہ تمہارے نبی کا فیصلہ ہے۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب نے آخری فیصلہ میں کاذب کی موت صادق کے سامنے واقع ہونا لکھی تھی اور ہیضہ طاعون وغیرہ مہلک امراض سے لکھی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب جو خدا کی نظر میں صادق تھے بفضلہ تعالیٰ آج تک زندہ ہیں اور مرزا صاحب مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل قریباً ساڑھے دس بجے دن کے یہ مرض ہیضہ اس طرح کہ ”ایک بڑا دست آیا اور نبض بالکل بند ہو گئی“ (اخبار بدر ۶ جون ۱۹۰۸ء ص ۱۷) کا لم سا و سیرۃ المہدی ص ۱۱ حصہ اول)

واضح رہے کہ مرزا صاحب کے خسر نواب میرزا صبر کا بیان ہے کہ وفات سے ایک یوم قبل جب میں مرزا صاحب سے ملنے گیا تو آپ نے فرمایا کہ میر صاحب

مجھ کو ربائی ہیضہ ہو گیا ہے (حیاتِ نواب میرزا صرمٹا) اپنے انفرادی کی سزا  
 پانے کو حاکمِ حقیقی کے دربار میں بلائے گئے۔ کسی زندہ دل شاعر نے اسی واقعہ کی  
 طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ

مرضِ ہیضہ تھیں ہوا چار      مرزا میرزا منگل دار

اسی طرح ایک اور صاحب نے ذرا وضاحت سے لکھا ہے کہ

گفت مرزا مرثیاء اللہ را      میر دادل ہر کہ ملعون خدا است  
 خود دانہ شد بسوئے نیستی،      بود خود ملعون و لیکن گفت راست



# ضمیمہ آخری فیصلہ

از قلم ہلال شکن حضرت مولانا مولوی ابوالفانہ اللہ صاحب  
قادیانہ قادیانہ امرتسری

قادیانی نبی کی تحریر فیصلہ کن ہے! یا  
میسٹری حلفت؟

ناظرین کی آگاہی کے لئے میں قادیانیوں کی ہوشیاری یا بالفاظ دیگر دفع  
الوقت کی مثال سناتا ہوں:-

قادیانہ کرام! اسلام انسان کو انسانیت کے اعلیٰ معراج پر پہنچانے کا راستہ  
دکھاتا ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم ہے کہ بچ کو ماننے اور جھوٹ کو چھوڑنے  
میں ذرا دیر نہ کرو۔ ارشاد ہے:-

رَبِّ اجْعَلْ مِنْكُمْ شَجَائِمَ مَوْبِقٍ عَلَىٰ اَنْ تَعْلَمَ سُبْحَانَكَ اِذَا قُلْتُمْ  
مَاعَدِ كُونُوا نَكَاةً ذَا قُرْبٰی۔

نہ کسی قوم یا شخص کی عداوت سے صلہ نہ چھینا کرو۔

نہ جب بد رو کا ہوا کرو چاہے کوئی تمہارا قریبی ہی ہو۔



سکندر آباد میں شائع کر دیں کہ میں اس حلف کو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اپنے عقائد کے درمیان حق و باطل کے تعصیف کا فیصلہ کن معیار قرار دیتا ہوں اور یہ کہ اس حلف کے بعد سال کی میعاد کے اخیر تک میں اپنے اس اقرار معیار فیصلہ کن کے مخالف کوئی تحریر یا تقریر نہ شائع کروں گا۔ میری طرف سے یہ اقرار ہے کہ اگر اس حلف کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب ایک سال تک صحیح زندہ سلامت رہے یا ان پر کوئی عبرت ناک و غضبناک عذاب نہ آیا تو میں الحمد للہ ہو جاؤں گا۔ یا مولوی ثناء اللہ صاحب کے حسب خواہش مبلغ دس ہزار روپیہ مولوی صاحب موصوف کو بطور انعام کے ادا کر دوں گا۔

حلف کے الفاظ یہ ہیں:-

جو مولوی ثناء اللہ صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ دہرائیں گے اور ہر دفعہ خود بھی اور حاضرین بھی آمین کہیں گے۔ "میں ثناء اللہ ایڈیٹر المجدیٹ خلدقم کہ حاضر و ناظر جان کر اس بات پر حلف کرتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دغاوی و دلائل کو بغور دیکھا اور سنا۔ اور سمجھا اور اکثر تصانیف میں نے ان کی مطالعہ کیں۔ اور عبد اللہ الدین کا چیلنج انعامی دس ہزار کا بھی بغور پڑھا۔ مگر میں نہایت وثوق اور کامل ایمان اور یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کے تمام دغاوی و الہامات جو چور عویں صدی کے مجدد ربانام وقت مسیح موعود و مہدی موعود و امتی نبی ہونے کے متعلق ہیں وہ سراسر جھوٹ و افتراء اور دھوکہ و فریب اور غلط تائیدات کی بنا پر ہیں۔ برخلاف اس کے عیسیٰ علیہ السلام وفات نہیں پائے بلکہ وہ مجدد غفری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ہنوز اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور وہی مسیح موعود ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا۔ جب ہو گا تو وہ اپنے منکر و نیک کو تو لوٹے قتل کر کے اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں گے۔ مرزا صاحب نہ مجدد وقت ہیں۔ نہ مہدی ہیں، نہ مسیح موعود ہیں، نہ امتی نبی ہیں۔ بلکہ ان تمام دغاوی کے سبب سے کہ مگر

اور غارِ از اسلام سمجھتا ہوں۔ اگر میرے یہ عقائد خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قاری یا قادیانیت اپنے تمام دعادی میں خدا کے نزدیک سچے ہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ اے قادرِ جلّالِ خدا جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک ہے اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا مجھے علم ہے۔ پس تمام تہذیبیں تجھی کو حاصل ہیں تو ہی تمہارا درجہ غالب و متمم حقیقی ہے۔ اور تو ہی علیم و خیر و سمیع و بصیر ہے۔ اگر تیرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانیت اپنے دعادی و الہامات میں صادق ہیں اور جھوٹے نہیں اور میں ان کے جھوٹا ہونے اور تکذیب کرنے میں ناحق دار ہوں تو مجھ پر ان کی تکذیب اور ناحق مقابلہ کی وجہ سے ایک سالی کے اندر موت دار دکہ۔ یا کسی ایسے غضب ناک و عبرت ناک سذاب میں مبتلا کر کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تاکہ لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ میں ناحق پر تھا اور حق درستی کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔

فکرم عبداللہ الدین۔ الدین بلتنگ سکندر آباد

۱۲ فروری ۱۹۲۳ء

ناظرین کرام! ان دونوں عبارتوں کو مرزا صاحب کے اشتہارِ آخری فیصلہ اور عبد اللہ دین صاحب سکندر آبادی کے اشتہارِ فیصلہ۔ (نائل) بالمقابل دیکھ کر فوراً فرمائیں کہ فیصلہ کی جو صورت خود بانی مذہب و مدعی حق و الہام نے قرار دی ہے، وہ فیصلہ کن ہو سکتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بانی مذہب و جب دسی کا فیصلہ سب پر ناحق ہوگا۔ یہ خلاف امتی کے جس کا فیصلہ دوسرے شخص بلکہ اپنی ورد پر بھی نافذ نہیں ہوتا۔ پھر کیوں نہ بانی مذہب کی

سے مثلاً نزد کھانسی یا شدید درد سر: (الہمدیث)

پیش کردہ صورت فیصلہ پر غور کیا جائے۔ امدکیوں نہ اس کی تحقیق کی جائے  
یا سابقہ تحقیق جو شہر لدھیانہ میں ہو چکی ہے کافی سمجھی جائے۔ بہر حال جدید  
صورت کی ضرورت نہیں ہے۔

بادجود اس کے ہم بتاتے ہیں کہ یہ صورت فیصلہ بھی ہم نے منظور کر  
کے بارگاہ کامیابی حاصل کی ہوئی ہے۔ ابھی حال ہی میں ہم نے "المحدثیت"  
۲۶ جنوری ۱۳۳۶ء میں ایک بیضا مضمون اس کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ  
ہے :-

(۱) منکر نبوت (کافر) پر از روئے قرآن وحدیث حلف نہیں رکھی گئی۔ نبوت  
درجیئے تو حلف لیجئے۔

(۲) بادجود اس کے ہم بارگاہ حلف بھی اٹھا چکے ہیں :-  
یہاں تک کہ قادیان کے اسلامی جلسہ میں بھی ایک دفعہ حلف اٹھائی  
جو خود قادیان کے اخبار "الفضل" میں بایں الفاظ درج ہوئی تھی :-

میں رشاد اللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ایمان میں حضرت  
علیؑ آسمان پر زندہ ہیں اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔

(الفضل ۴، اپریل ۱۹۷۱ء)

حضرات غور کیجئے۔ کسی بچے بنی کا انکار خدا کی تافرمائی ہے۔ جس کا  
ارتکاب کرنے والا یقیناً خدا کا مجرم ہے۔ وہ قسم کھائے یا نہ کھائے اس  
کا محض انکار ہی اس کو منرا دینے کے لئے کافی ہے۔ خاص کر جب وہ اپنے  
انکار پر حلف بھی اٹھائے تو کیوں منرا یا ب نہ ہو۔ قابل غور ہے۔ اس کے  
علاوہ پھر میں نے بذریعہ اشتہار مجریہ ۲، اپریل ۱۹۷۱ء اعلان کیا۔ جس کی  
سرخی یہ تھی :-

خدا کی قسم میں مرزا قادیانی کو الہامی دعویٰ میں سچا نہیں جانتا۔  
اس مضمون کو بڑی تفصیل سے پہلے اخبار "المحدثیت" میں لکھا،

اشتہاری صورت میں بھی شائع کیا۔ ۱۹۲۲ء میں جب یحییٰ حیدر آباد دکن گیا  
 تھان دلوں انہی مشہر صاحب (حاجی عبداللہ الدین) نے دس ہزار روپیہ  
 انعام کا اشتہار دیا جس کے جواب میں میں نے اشتہار شائع کر دیا کہ:-  
 ”میں روپیہ آپ کا نہیں لیتا ہوں یہ چاہتا ہوں کہ چونکہ آپ نے بحکم  
 خلیفہ صاحب قادیان ایسا لکھا ہے اس لئے خلیفہ محمود احمد سے یہ اعلان  
 کرادیں کہ بعد حلف داری ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا تو میں (محمود احمد)  
 مرزا صاحب متوفی کو جھوٹا جانوں گا۔“

اس مطالبہ کا جواب دبا دجو دیکہ اس وقت سیٹھ عبداللہ الدین نے  
 اسے منظور کر کے اس کی تکمیل کا معاہدہ تحریری بھی کیا جیسا کہ یہ تمام کاروائی  
 سکندر آبادی اشتہار ۱۹۲۲ء میں درج ہے۔ تو بھی بعد کو جب خلیفہ،  
 محمود احمد قادیانی نے اسے منظور نہ کیا۔ نقل، نقلی میں اب بھی میرا یہی مطالبہ ہے  
 کیونکہ میرا خطاب دراصل بانی مذہب بڑے مرزا صاحب سے تھا۔ وہ  
 اس وقت موجود نہیں تو ان کے قائم مقام میاں محمود احمد صاحب کو بحیثیت  
 خلیفہ مخاطب کرتا ہوں پس وہ اعلان کر دیں کہ:-

”مولوی ثناء اللہ تیکنیب مرزا صاحب پر حلف اٹھائیں تو  
 سال کی مدت معتبر ہوگی۔ اگر سال کے اندر اندر مر جائیں  
 تو وہ جھوٹے سمجھے جاویں گے اور اگر سال تک زندہ رہیں  
 تو دوسرے سال کے پہلے ہی روز میں (محمود احمد) اپنے  
 والد کو دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا جانوں گا۔“

ناظرین کرام! کیسی سادی شرط ہے۔ جھلایہ کوئی انصاف ہے کہ میں  
 ایک مدت پوری کر کے ایک احمدی کا تقاضا پورا کروں۔ پھر دوسرے کا پھر  
 تیسرے کا علیٰ ہذا القیاس اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کی خواہشات پوری  
 کرتے کرتے کسی نہ کسی مدت میں تو مرد لگا۔ اس لئے آئے دن کے نزاعات



ختم کرنے کو ضروری ہے کہ مثل سابق کسی تابع (امتی) سے فیصلہ نہ ہو بلکہ باپ کے قائم مقام میاں محمود احمد خلیفہ نادین سے معاہدہ ہو کر فیصلہ ہو جائے کیونکہ آپ مدعی کے بیٹے اور قائم مقام خلیفہ ہیں۔

پس میں منتظر ہوں کہ حاجی عبداللہ سکندر آبادی انعامی رقم تو نادین کے قرضہ ۶۰ ہزار میں جمع کر دیں اور میرے ساتھ فیصلہ کرنے کو خلیفہ صاحب کو تکلیف دیں پھر دیکھیں خدا کی تائید کس کو حاصل ہوتی ہے۔

نوٹ :- گو ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ موت و حیات کا کسی کو علم نہیں تاہم خدا کی تائید پر بھروسہ ہے کہ اگر میاں محمود احمد خلیفہ نادین نے مذکورہ اعلان کیا تو خدا ہماری اسی طرح مدد کرے گا جس طرح اس نے ان کے باپ کے خلاف ہمیں مدد دی تھی۔ انشاء اللہ

احمدیہ جماعت کے ممبر و اہمیت ہے تو ادا اور اپنے خلیفہ کو قبول حق پر آمادہ کرو ورنہ یاد رکھو۔

۱۷ دسمبر ۱۹۱۱ء

عزیزہ فی الدینا خدیجہ بیگم

عزیز بیگم جان لے گی کہ اس نے کون سا دین اختیار کیا ہے اور کون سا قرض خوار اس کے قرض کا تقاضا کرتا ہے۔

(منقول از اخبار المحدثہ امرتسر مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۳ء)



آج کل قادیانی اخبار میں بار بار شائع ہو رہا ہے کہ سلسلہ مرزا کی خصوصیت کے لئے ۶۰ ہزار روپیہ دیا گیا ہے جو بعد کے باقسط ادائیگیوں کے لئے دیا گیا ہے۔  
کا اشارہ اسی طرف ہے (۲۱ مئی)

# بحث توفی

مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ ہے کہ لفظ توفی حقیقی اور وضعی طور پر صرف موت اور قبض روح کے لئے ہی موضوع ہے۔ آج ناظرین کے سامنے مرزا صاحب قادیانی کے لغوی اور ادبی جوہر کا ایک دھندلا سا خاکہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ناظرین کرام مرزا صاحب کی لغوی و ادبی قابلیت کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی نظر کتب لغویہ و ادبیہ پر کہاں تک واقع ہے اور ان کی تحقیق کا دائرہ کہاں تک محدود ہے ؟

آج میں لغات مغیرہ - محاورات عربیہ اور تفاسیر متداولہ سے بالکل واضح اداظر میں شمس کر دینا چاہتا ہوں کہ لفظ توفی کا حقیقی معنی جمیع ائمہ لغت، اور مغیرہ بن کے نزدیک "پورا کرنے" "پورا دینے" اور "پورا لینے" کے ہیں۔ اور جو معنی مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں وہ مجازی ہیں نہ کہ حقیقی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ خود مرزا صاحب کے موضوع اصول کے لحاظ سے بھی معنی حقیقی ثابت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مجازی ہی ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی بحث کے خاتمہ پر ناظرین خود فیصلہ کر لیں گے ؟

## توفی کا حقیقی معنی کتب لغویہ

لسان العرب و محاضراتہا  
 ۱) تَوَفَّيْتُ الْمَالَ مِنْهُ وَاسْتَوْفَيْتُهُ إِذَا أَخَذْتَهُ كُلَّهُ  
 ترجمہ: توفیت (باب تفعل) اور استوفیت (باب استفعل)  
 دونوں کے معنی ہیں کہ میں نے اس سے اپنا مال پورا پورا لے لیا۔  
 ۲) تَوَفَاكَ مِنْهُ وَتَوَفَاكَ لَمْ يَمُوتْ مِنْهُ شَيْئًا ترجمہ توفی کا

منہ واستوداکی دونوں کے معنی یہ ہیں کہ اس نے پورا پورا لے لیا۔ اور کچھ بھی اس نے نہیں چھوڑا۔

(۳) تَوَفَّيْتُ عِدَّةَ الْقَوْمِ إِذَا اسْتَدْرَجْتَهُمْ كُلَّهُمْ۔ ترجمہ میں نے قوم کی پوری پوری گنتی لی۔

شعر۔ ان بنی الادلہ لیسوا من احد ولا توفاهم قومیش فی العدد۔  
ترجمہ۔ بیشک قبیلہ بنی اورد کی میں سے نہیں اور قریش نے ان کی گنتی پوری پوری نہیں کی۔

(۵) رَفِیَ بِاِلسَّيِّئَةِ وَرَفِیَ وَرَفِیَ بِمَعْنَى فَرَّجِد۔ ترجمہ و فَلَاشِ مجرد ارفی (باب افعال) اور و فِی (باب تفعیل) تینوں ہم معنی ہیں۔

(۶) الْوَفَاءُ حَذَرُ الْعَدُوِّ يُقَالُ وَفِی بَعْدِهِ وَفِی بِمَعْنَى ترجمہ۔ و فالفظ کا ضد اور مخالف خد رہے جیسا کہ یہ مصدر ہے کہ فلاں شخص نے اپنا عہد پورا کیا۔ اور ارفی (باب افعال) اس کا ہم معنی ہے۔

## المنجد والمخاطبات العرب

(۱) تَوَفَّیَ تَوَفَّیَا۔ ارفی حقہ اخذہ رافیا تا ما یقال توفیت من فلاں مالی علیہ ترجمہ۔ توفی کے معنی ہیں اپنا پورا پورا حق لے لیا۔ لوگ کہہ کرتے ہیں۔ میں نے فلاں شخص سے اپنا پورا پورا حق لے لیا۔

(۲) وَفِی وَقَاءٍ تَقَدُّمِ ترجمہ۔ و فِی وقاء اس وقت کہتے ہیں کہ جب کسی کام کو پورا کیا ہو۔

## اسماء البلاغت ومعارف العرب

(۱) اسْتَوَفَّاهُ وَتَوَفَّاهُ اسْتَكْمَلَهُ ترجمہ۔ استوفیہ



# کتاب تفاسیر

## تفسیر کیسے

(۱) اَلتَّرَفِي اخذ الشَّيْءَ دَايِمًا مَرَجَمًا - توفی کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا، جیسا کہ عرب برتتے ہیں دَرَفَيْتُ مِنْهُ دَرًا هَجْرًا یعنی میں نے اس سے اپنے درم پورے پورے لے لئے (جلد ۲ ص ۴۸)

## بیضاری

(۱) اَسْتَرَفِي اخذًا لَشَيْءٍ دَايِمًا مَرَجَمًا مِنْهُ نَوْعٌ مَرَجَمًا - تفسیر بیضاری میں تحت آیت مَلِكًا اَقْرَبَ لِي مَرَجَمًا اَلَا يَرَى لَكَ تَوْفِي کے معنی کسی چیز کو پورا لے لینے کے ہیں :

هَكَذَا فِي سَائِرِ الْكُتُبِ التَّفَاسِيرِ بِرَأْسِ الْاُخْرَى عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ  
وَابْنِ كَثِيرٍ وَنَحْوِهِمْ اَبْيَانٌ وَالْخَارِجُ وَالْبَاقِي السَّعْوِيَّةُ غَيْرُهَا -

## توفی کے مجازی معنی

ہم تمام کتب لغات مشہورہ اور اقوال کبرار مفسرین سے نیم روز کی طرح بالکل روشن کر چکے ہیں کہ دفا کے حقیقی معنی پورا کرنے کے ہیں۔ اب ناظرین کی مزید تسلی اور اطمینان کے لئے کتب لغویہ سے یہ بھی ثابت کر دینا چاہتے ہیں کہ موت تفسیر - روح اور نوم وغیرہ سب مجازی معنی ہیں نہ حقیقی و وضعی فترتب -

## تاج العروس شمع قاموس

وَمِنْ الْمَجَازِ اَدْرَكَتْ اَمْرًا نَاقًا اَيِ اَمْرًا  
وَالْمَعْنَى تَوَفَّى مَلَائِكًا اِذَا مَاتَ -

ترجمہ :- توفی کے معنی موت لینا مجازی ہیں (جلد ۱)

(۳۹۴)

## أَسَاسُ الْمَلَأَعَمَّا

وَمِنْ الْمَجَازِ تَوَفَّى فَلَانٌ تَوَفَّاكَ اللَّهُ أَدْرَكْتَهُ الْوَفَاةُ۔

ترجمہ - توفی کے معنی موت لینا مجازی ہیں (جلد ۲ ص ۲۴۱)

تبلیغ - ہماری خوش قسمتی سمجھئے۔ یا مرزا یوں کی بد قسمتی اس جگہ تَوَفَّاكَ اللَّهُ میں الشدفاعل ذی روح مفعول اور توفی باب تغفل کو علامہ زرخشری جیسے مسلم امام لغت مجاز بتلا رہے ہیں۔ اگر اس جگہ کو مل مرزائی اپنی کم علمی یا بے سمجھی کی وجہ سے یہ اعتراض کرے جیسا کہ ان کی عادتِ ثانیہ بلکہ اپنے مزعومہ نبی کی وراثت ہے کہ ہم ان حوالوں کو نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ انسانوں کے اپنے وضع کردہ ہیں تو جواب یہ ہے کہ قطع نظر باقی حوالوں کے اس حوالے پر تو خصوصاً کسی مرزائی کو تو چون چڑا کر لے گی گنہائش ہی نہیں۔ کیونکہ خود مرزا صاحب نے ان کو چون و چرا کرنے سے منع کر دیا ہوگا۔ ذرا الفاظ ملاحظہ ہوں :-

”اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ زبانِ عرب کا ایک بے مثل امام جگہ مقابل پر کسی کو چون و چرا کرنے کی گنہائش نہیں یعنی علامہ زرخشریؒ“  
(براہین حصہ پنجم ص ۲۷ ط ۱)

## الْمَفْرَدَاتِ

رَتَدُ عُبْرَةً الْمَوْتِ وَالنَّوْمِ بِالتَّوَفَّى ترجمہ - موت اور

نوم توفی کے مہدی معنی ہیں :

## تفاسیر

توفیہ درک بیچ

التوفی جنس تحتہ الموع اجتنہا بالاموت وبعثہ  
 بالاحیاء عاداً ولسماً ترجمہ امام فخر الدین رازی آیت ائی مُتَوَفِّکَ الْاٰیۃ  
 کے تحت میں لکھتے ہیں کہ توفی بمنزل جنس کے ہے اور اس کے تحت میں بہت  
 سے انواع ہیں۔ مثلاً موت اور اصعاد الی السماء وغیرہ ۴

## بیضار

التوفی اخذ الشجر را فی ادا الموت نوع منہ ترجمہ موت  
 توفی کی ایک نوع ہے ۴

## مرزا صاحب کا فیصلہ

ناظرین یہ تو قحی تحقیق از مدعے لغات و کلام عرب۔ اب شاید آپ کو مرزا  
 صاحب کے دستخط خاص کی انتظار ہو۔ تو اس انتظار کو بھی انشاء اللہ رفع کر دیتا  
 ہوں۔ ۱۔

مرزا صاحب نے موضوع لہ معنی اور مجازی معنی معلوم کرنے کیلئے ہیں ایک  
 پر کھ بتائی ہے۔ اب ہم اسی کوئی پر جو مرزا صاحب نے ہمیں دی ہے اس کو بھی  
 پرکھتے ہیں ۴

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔

ثَوَاعِلُ مَا اِنْ حَقَّ الْفِظُ الْمَوْضُوعُ لَهُ اَنْ يُّوجَدَ لِمَعْنٰی  
 فِيْ جَمِيعِ اَفْوَادِهِ مِنْ غَيْرِ تَخْصِیْصٍ وَلَا تَعِیْنٍ رَّاهِظٌ  
 اِلَّا سَتَقَرَّ مِنْ مَّرَا صَاحِبِ قَادِرَانِ ص ۲۱

ترجمہ۔ "یعنی جانیا جائیے کہ بیشک لفظ موضوع لاکافی تو یہ ہے کہ اس کے  
 جمیع افراد میں اس کا معنی بلا تخصیص و بلا تعین پایا جائے"

اب ہم اسی اصول کی رر سے اسی لفظ قونی کو پرکھتے ہیں تو مرزا صاحب  
 کا معنی موت نہ تو تمام افراد میں پایا جاتا ہے (ظاہر ہے کہ اگر تمام افراد میں پایا  
 جاتا تو مرزا صاحب ذی روح کی تیغ نہ لگاتے) اور نہ بلا تخصیص و تعین ہے  
 کیونکہ مرزا صاحب شرط لگاتے ہیں کہ اللہ ناعل ہو۔ ذی روح مفعول ہو۔ قونی  
 باب تفعیل ہو۔ نوم اور لیل کوئی قسریہ نہ ہو۔ ناظرین ذرا گن لیجئے کہ کتنی شرطیں،  
 لگائی گئی ہیں اور لطف یہ کہ شاید مرزائیوں کے نزدیک ابھی تک بلا تخصیص و تعین  
 ہو گا۔

اس مختصر تحریر سے معلوم ہوا کہ جب مرزا صاحب کا معنی ان کے اپنے  
 وضع کردہ اصول کے بھی خلاف پڑتا ہے۔ تو اس کے غلط و باطل ہونے  
 میں کیا شک و شبہ؟ بخلاف اس کے سہارا معنی پورا سارے لینا۔ جمیع افراد میں  
 خواہ وہ نیند ہو خواہ وہ موت ہو۔ خواہ اصدا الی الہما ہو۔ خواہ عہد ہو  
 خواہ قرض ہو وغیرہ وغیرہ پایا جاتا ہے۔ اور ہے بھی بلا تعین و بلا تخصیص و  
 اس مختصر سی تحریر کے بعد قارئین کرام پر واضح اور ہوتا ہو گیا کہ مرزا  
 صاحب اپنے طوطی مسیحیت کو بچا کرنے کے لئے کیا کیا چالیں چلا کرتے تھے۔  
 یہاں تک کہ خود اپنے موضوع اصولوں کے بھی غایت کر دیا کرتے تھے۔ یہ دوسرے تو  
 سے خالی نہیں۔ یا تو عہد اپنے دعاوی کو سچا ثابت کرنے کے لئے کرتے ہوئے  
 یا سہواً۔ اگر عہد اگرتے تھے تو مفسر ہی علی اللہ۔ مکار۔ عیار اور سید کا ثابت  
 ہوئے اور سہواً تھا تو باوجود نبی ہونے کے خدا تعالیٰ نے ان کو ان کے سہو سے  
 اخیر وقت تک طبعی فرشتہ کے ذریعہ سے اطلاع کیوں نہیں دی۔ تاکہ زندگ  
 میں ہی اس کی اصلاح کر جاتے۔ اور مخلوق خدا کو گمراہ نہ کرنے۔ اس سے  
 ان کا منتہی سہو ثابت ہے۔



تحریر بالاسے بالکل واضح اور ہویداہرگی کہ لفظ توفی بحسب الوضع مرت اور قبض روح کے لئے موضوع نہیں ہے۔ بلکہ مرت اس کا مجازی معنی ہے۔ اس کا حقیقی اور وضعی معنی پیدا کرنا ہے۔

کمالاً یخفی علی من له مدارسة فی الکتب اللغویہ  
اب بھی اگر کوئی جاہل بے تکی ہانکتا چلا جائے کہ توفی مرت اور قبض روح کے لئے موضوع ہے تو یہ اس کی جہالت کا کافی ثبوت ہے۔

## الزامی جواب

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ ص ۵۹ حاشیہ میں آیت رَافِعِ مَتَّوْقِیْکَ وَرَافِعُکَ رَافِعِ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ وہ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ دیکھئے خود مرزا صاحب نے فقرہ مَتَّوْقِیْکَ کے معنی۔ پوری نعمت "دونگا کے لئے ہیں

## اس پر اعتراض

مرزا صاحب نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ الہامی نہیں تھا۔

الجواب۔ مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں براہین احمدیہ کے وقت بھی عند اللہ رسول تھا (ملاحظہ ہو ایام الصلح ص ۱)

بیزیرہ کہ کتاب (براہین احمدیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہو کر جبریلؑ بھی ہو گئی تھی۔ اور قطب ستارہ کی طرح غیر مترزل اور مستحکم ہے (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۲۴۹) ناظرین! جب کشف میں بقول مرزا صاحب یہ براہین احمدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہو کر قبولیت حاصل کر چکی تھی۔ کیا اس وقت توفی کا بحث جس کے معنی "پوری نعمت" درجہ۔ لئے تھے

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے نہ گزرے؟ اگر گزرے تو بعقول  
ہزار ایکوں کے غلط ہونے کی وجہ سے یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کاٹ  
دیا؟

## بحث نزول

عموماً مہزائی پارٹی یہ اعتراض کیا کرتی ہے کہ قرآن مجید میں نزول کا لفظ اور  
اس کے مشتقات متعدد جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ اور وہاں آسمان سے اترنے کے  
کسی جگہ بھی ہمارے مخالف لوگ معنی نہیں لیتے۔ دل میں آیا کہ اتمام حجت کیلئے انکا  
یہ کاٹنا بھی نکال دیا جائے تاکہ ان کو کسی قسم کا شکوہ شکایت کا دنیا میں اور عذر کا  
آخرت میں موقع نہ ملے **يَهْدِيكَ رَبُّكَ إِلَى صِدْقٍ ۚ إِنَّكَ مُنْجَلِیٰ مِّنَ النَّارِ**  
**عَنْ بَيِّنَةٍ**۔

سب سے پہلے اس مشکل کو ہم لفظ حل کرنا چاہتے ہیں۔ صراح میں ہے کہ  
نزول فرود آمدن اور انزال فرود آمدن، ممتنع للارباب ہم دیکھی اس طرح ہے  
یعنی نزول کے معنی نیچے آنا اور انزال کے معنی نیچے لانہ ہیں۔ مصباح مفسر  
میں ہے **نَزَلَ مِنْ عَلَوِهِ إِلَى اسْفَلٍ** یعنی نزول کے معنی اوپر سے نیچے آنے  
کے ہیں۔

مشہور لغوی علامہ راغب اصفہانی مفردات میں تحریر فرماتے ہیں:-

**النزول في الأصل هو انخراط من علوه وانزال الله تعالى لما  
بانزال الشئ نفسه واما بانزال اسبابه والهداية اليه كانزال  
الحديد واللباس وهذالك -** یعنی نزول کے معنی اوپر سے نیچے کو اترنا ہیں  
اللہ تعالیٰ کا اتارنا یا تو اسے بنفسہ کا امداد ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کا اتارنا۔ یا اس شے  
کے اسباب و ذرائع اور اس کی طرف تدفیع ہدایت کا اتارنا جیسے انزال حدید  
انزال لباس اور اس کے مثل (انزال رزق انزال انعام، انزال مہربان۔ انزال رجز

وغذاب وغیرہ) انتہی ۛ

اب اس تصریح کے بعد کسی قسم کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس سے زیادہ ہم کچھ وضاحت کریں۔ لیکن پیاس خاطر ناظرین اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ انشاء اللہ ناظرین دیکھ لیں گے کہ یہ لوگ جو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ ان میں سراسر مغالطہ وہی۔ دجل و فریب سے کہ وہ خدع اور تحریف و تاویل ہی ہوتی ہے۔

**مغالطہ نمبر ۱** قرآن مجید میں ہے کہ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انزل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

**جواب** اگر مشہور اور درسی کتاب جلالین کے اسی مقام کو دیکھ لیا جاتا تو اعتراض کی کوئی گنجائش ہی نہ نکلتی۔ لیکن یاد رکھ لو کہ علم عربی سے ناواقف اور بے بہرہ ہیں۔ اس لئے ان کو مجبور و معذور قرار دیتے ہوئے ہم خود ہی اسی مقام کو یہاں نقل کر کے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا هُوَ الْقُرْآنُ رَسُولًا أَيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنصُوبٌ بِفِعْلِ مَقْدَرِ أَيْ أُرْسِلَ (جلالین) یعنی ذِکْرًا سے مراد قرآن کریم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے (آسمان سے) نازل کیا۔ ذکر قرآن مجید کا دوسرا نام ہے۔ اس کا نزول بہت سی آیات میں آیا ہے۔ چودھویں پارے کے تین مقام ملاحظہ ہوں:-

۱۱) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (حجر) اِنَّا نَحْنُ الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرَ (حجر)  
 ۱۲) وَانْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ (نمل)، (۴) هَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ  
 (حک انبیاء) (۵) أَوْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الذِّكْرَ (سورہ صافات) (۶) اِنَّ الَّذِيْنَ  
 كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ذِكْرًا لِكُنَّا بِعِزِّكَ غَافِلِينَ (۲۴) لَحْمٌ مِنْ  
 (۷) اِنَّ هُوَ لَا ذِكْرَ وَفَرَانٌ مُّبِينٌ (سپا یس) (۸) اِنَّ هُوَ لَا ذِكْرًا

لَتَعْلَمِينَ (پہلے مقام) (۹) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّتَعْلَمِينَ (پہلے مقام) (۱۰)  
وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّتَعْلَمِينَ (پہلے مقام) (۱۱) تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ۔

اسد سؤالات کے پہلے ارسل محذوف ہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنایا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ذکر کے بعد آیت کا گول نشان بنا ہوا ہے۔ اور (سؤالات)۔ الگ دوسری آیت میں ہے۔ خازن۔ مدارک۔ سراج منیر اور کشاف میں بھی اسی طرح ہے۔

بصورت دیگر اگر سؤالات کو منصوب بہ فعل مقدر نہ مانا جائے۔ بلکہ ذکر کے سے بدل یا عطف بیان مان لیں۔ تو اس صورت میں رسول سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہوں گے (کشاف۔ بیضاوی) جو بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی پر اللہ کی امتیں تلاوت کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا نزول من السماء متفق علیہ ہے۔

خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ اُنزَلْنَا دُورًا مِّنْ غَالِطٍ الْحَدِيدِ یعنی ہم نے لوہا اتارا۔ اب غور کیجئے کہ کیوں آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کافروں سے نکلتا ہے؟

آیت مذکورہ میں انزال سے مراد انزال امر ہے جیسا کہ اوپر جواب [مفردات راغب سے عبارت] اِنَّ هَذِهِ آيَةٌ اِلَيْنَا كَانَتْ

اَحْيٰى نَفْسًا جَاچکی ہے۔ یعنی لوہے کے استعمال کی ہدایت اور حکم اللہ نے نازل فرمایا۔ تفسیر سراج منیر اور کشاف میں ہے اِنَّ اَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْ السَّمَاءِ قَصَا يَسَاكَ وَاحْكَا مَهْ۔ بیضاری میں ہے اَلَا مَرَدُّ يَاعْدَاذِي یعنی استعمال حدید کا امر حکم آسمان سے اترا ہے جو قرآن مجید فرقان حمید میں دوسرے مقامات میں موجود ہے وَ اَعِدُّواْ لَكُمْ مِمَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ۔ (پہلے انفال) وَاِلَيْهَا حُذُّوْاْ۔ حَذِرْهُمْ وَ اَسْلَحَتْهُمْ (پہلے نساء) ان آیات میں لوہے کے ہتھیار اور ڈھال وغیرہ

کے استعمال کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اسی کی طرف داندزلنا الحثیہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ پس چونکہ آہنی اسلحہ کے استعمال اور تیار کرنے کا سبب امر منزل من اللہ ہے لہذا "انزلنا الحديد، من قبيل اطلاق المسبب والمواد به السبب" جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ جواب میں بھی ہوگی۔

**تفسیر امغالطہ** | قرآن شریف میں آتا ہے کہ یَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا۔ یعنی اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کپڑے جو ہم لوگ پہنتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتے ہیں؟

**جواب** | میں کہتا ہوں کہ محاورات عرب، جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ کلام میں کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں۔ مثلاً دَعَيْنَا الْغَيْثَ اَيَّ الْغَيْثِ الَّذِي سَبَبَهُ الْغَيْثُ۔ (مطول) یعنی ہم نے بارش چرائی۔ یعنی گھاس جس کے اگنے کا سبب بارش ہے۔ اور کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں جیسے دَنَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ (دہلے جا شیر) یعنی اللہ نے آسمان سے رزق نازل فرمایا۔ یعنی بارش برساتی جو سبب ہے رزق کے پیدا کرنے کا۔ پس رزق سبب ہوا۔ اسی طرح أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا فرمایا لباس سبب ہے اور سبب اس کا بارش ہے تفسیر کبیر جلد ۴ میں ہے انزل المطر وبا المطر تتكون الاشياء التي منها يحصل اللباس تفسیر معالم التنزیل میں ہے اللباس یکون من نبات الارض والنبات یکون بما ينزل من السماء فمعنا قولنا انزلنا اي انزلنا اسبابہ۔

تفسیر خازن وقع البیان میں ہے انزل المطر من السماء وهو سبب نبات اللباس۔ تفسیر مدارک میں ہے لان اصله منزل

دھوم مٹھا اسی طرح سراج منیر ابوالسود۔ بیضاری میں بھی اسباب نازلہ مرقوم ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ وجود لباس کا سبب بارش ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے اس سے روئی کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ روئی سے سُوت اور سُوت سے لباس تیار ہوتا ہے۔ اونی لباس بنتے ہیں۔ بھڑ اور دتے سے۔ بھڑ اور دتہ پلتا ہے گھاس پر، گھاس پیدا ہوتی ہے بارش کے سبب سے۔ جب بارش ہوتی ہے۔ شہتوت اور سیر کے درختوں کی پتیاں ہری بھری ہوتی ہیں ان کو ریشم کے کیڑے کھاتے ہیں اور ریشم نکالتے ہیں۔ جس سے ریشمی لباس وجود میں آتے ہیں۔ غریب کہ لباس و رزق کا وجود حصول اسباب سماویہ و مادیہ سے مل کر ہوتا ہے جیسا کہ سورہ لہٰن فی میں ارشاد باری ہو تا،

كُلُّ مَرْيُوتٍ فَلَكَ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (پ ۱۱ ع ۴) اس کے آگے چھٹے رکوع میں ہے وَمَا اَنْزَلْنَا لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ (پ)

سورہ جاثہ کی آیت بیان ہو چکی ہے سورہ ذاریات میں آتا ہے ذٰلِ السَّمَاءِ ذٰلِ رِزْقِكُمْ وَكَانَ وَعْدُ ذٰلِ (پ ۲۶) سورہ یس میں فرمایا اِنَّا مَبْبِئِنَا الْمَاءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَاهُ اَرْضًا شَقًّا وَابْنَتْنَا فِيهَا حَبًّا۔

الآیہ (پ) ان آیات سے آسمانی بارش اور نبات ارضی سے انسانی معیشت کا حصول ثابت ہے۔ اسی قبیل سے یہ آیت بھی ہے۔

اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا (پ اعراف) اس کو کہتے ہیں نَسْمِیْکَ السَّیِّ

یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ پس انزال کے معنی آسمان سے اتارنا۔ اس آیت میں بھی اسی طرح ثابت ہوئے۔ جس طرح اوپر کی دونوں آیتوں میں۔

# تحقیق لفظِ رفع

امتِ مرزا کا اِغْثَک سے رفعِ روح اور عزت کی موت مراد لیا کرتی ہے جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی آنجنہانی نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ ان لوگوں کا رفع سے رفعِ روح مراد لینا ان کی بے علمی پر دال ہے کیونکہ اِغْثَکِ اِلٰی سے مراد رفعِ جسم الیٰ السماء ہے لا غیر۔

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ صراح میں لکھا ہے:۔ رفع برداشتین "هُوَ خِلَافُ الْوَضْعِ" (صراح ص ۲۵) یعنی رفع کے معنی اوپر کر اٹھانا میں بخلاف لفظ وضع کے کہ اس کے معنی "نہا دن" (نیچے رکھنا) کے ہیں۔ بقول مرزا بیوں کے اگر اس سے عزت کی موت مراد لی جائے تو بہت سی آیات قرآنیہ بوجہ تطویل یا حشو کے نصاحت سے گر جائیں گی مثلاً رَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ (بقرہ پ) مَرْفَعٌ دَرَجَاتٍ مَّا نَسَاؤُہُ (انعام - یوسف) رَفَعَ بَعْضُكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ۔ (زخرف) مَا يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ الْمُنْوَ امِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَعَلَّكُمْ دَرَجَاتٍ۔

(مجادلہ)

ان آیات میں رفع کے مشتقات بولے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فاعل ہے۔ اور ذی روح (پیغمبران - اہل علم اور مومنین وغیرہ) مفعول ہیں۔ باوجود اسکے لفظ درجات ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

حلائکہ لرفع کے معنی میں کرنے کے لئے مندرجہ آیات ہیں۔ لفظ، درجات بطور قرینہ مذکور ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رفع کے معنی حسب قرینہ لئے جائیں گے۔ کیونکہ لغت میں اس کے حقیقی اور وضعی معنی "اوپر کر اٹھانا" جیسا کہ صراح کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے۔ پس جہاں رفع

کا مفعول کوئی جسم ہوگا۔ وہاں معنی اس جسم کو نیچے سے اوپر کو حرکت دینا، اور اٹھانا ہوگا۔ اس کے لئے ذیل کا حوالہ بھی شاید ہے:-

فَالرُّفْعُ فِي الْجَسَامِ حَقِيقَةٌ فِي الْحَرَكَاتِ وَالْإِسْتِقَالِ  
وَفِي الْمَعَانِي عَلَى مَا يَفْتَنِيهِ الْمَقَامُ (مصباح منیر مصری)

(مصباح منیر مصری جزء اول ص ۱۸۷ سطر ۲)

یعنی لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کیلئے ہوتا ہے۔ اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہوگا:

صاحب مصباح کی اس تصریح سے میری ہر گز کہ رفع کا حقیقی معنی نیچے سے اوپر کو حرکت اور انتقال کا ہوتا ہے۔ پس اس بیان و تحقیق سے (وَأَفْعَلُ) اِنّی کا معنی مرفوع الی السماء ثابت ہوگا۔

چونکہ مثلاً فَعَلُوا میں ماضی کی صیغہ منادی۔ یعنی عیسیٰؑ کی طرف راجع ہے اور اسم عیسیٰؑ جسم مع الروح سے مجعول ہے۔ کیونکہ محض روح بغیر تعلق بدن کے قابلِ تسمیہ نہیں ہوتی۔ پس اس صیغہ سے حضرت عیسیٰؑ کا رفع جبرئیلؑ مع الروح الی السماء کا شمس فی نصف النهار ظاہر ہو باہر ہو گیا۔

اسی لئے جملہ تفاسیر معتبرہ مثلاً تفسیر کبیر۔ جلالین۔ معالم۔ سواطع اللہام۔ تفسیر رحمانی۔ فتح البیان۔ جامع البیان۔ بیضاوی۔ ابن کثیر۔ کشاف۔ مدارک۔ ابی السعود۔ عباسی۔ درنور۔ خازن اور السراج المنیر میں بلا خلاف "رافع الی" سے رُفِعَ الی السماء مراد لکھا ہے:

سب سے زیادہ پر لطف بات یہ ہے اہل علم جارا اللہ زرخسری جیسے شخص جس کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "در بابی عرب کا ایک بے شمار امام جس کے مقابیل پر کسی چین وچرا کی گنجائش نہیں" (دراہم حصہ پنجم ص ۲۰۵ ط) اس مقام پر دلیل نہیں کر سکے (حالانکہ وہ معتزلی المذہب شخص تھے) کیوں؟ صرف اس لئے کہ ان کی عمر بیتِ اجازت نہ دیتا تھی۔ اگر اجازت دیتی تو یقیناً وہ ضرور ہی تاویل کرتے:



نیز صراح ۳۵ میں ہے کہ نزدیک گردانیدن کے رابا کے صلتہ باقی  
یعنی رفع کا معنی کسی اگر کسی کے نزدیک کر دینا ہے اس کا صلا الی ہوا کرتا ہے۔  
نزدیک نب ہی ہوگا جب حرکت اور انتقال پلایا جائے۔ بہرہ نا قابل انکار حقیقت  
ہے کہ وہ چیز ضرور ہی جسم ہرگی۔ دوسرے لفظوں میں وہ جو ہر جہتی (ذکر عرض) گویا  
صاحب صراح نے بھی صاحب المصباح النیر کی تصدیق و تائید کی۔ پس یہاں رفع  
کا صلا الی مذکور ہو۔ وہاں معنی شے مذکور کا مدخل الی کی طرف مرفوع ہونا ہوتا  
اس کیلئے مفہوم درجہ ذیل امثال میں حفظ ہوں:-

(۱) وَمِنْ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ رَفَعْنَاهُ إِلَى السُّلْطَانِ - (صراح ص ۲۵)

(۲) رَفَعَهُ إِلَى الْحَاكِمِ (مصباح)

(۳) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لِسَادِ الْقُرَآنِ رَفَعْنَاكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ (بخاری)

(۴) أَيْ لَا ذَهَبَ بَيْنَكَ أَشْكَوْلُكَ يُقَالُ رَفَعْنَا إِلَى الْحَاكِمِ إِذَا  
حَكَمَ شَيْئًا (م)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۴۲ پ ۹)

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ نے (شیطان کو) کہا۔ آج میں تجھے ضرور بالضرور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں تیری شکایت کے لئے  
پہنچاؤں گا۔

اگر رفع کے معنی اعزاز و اکرام کے ہوتے ہیں تو کیا اس جملہ حضرت عبور پر  
شیطان لعین کو جناب رسالت ناب کی سرکار والدہ تبار میں ہر تداویہ پہنچا  
تھے؟

(۵) صحیح بخاری۔ صحیح مسلم نیز مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب الباء و طاء  
میں ہے کہ حضرت زینبؓ و بنت رومانؓ کے فرزند زید و زینت  
تو کیا کی گئی کہ رَفَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی وہ لڑکا (نواسہ رسول) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔ اس موقع پر ہماری خوش قسمتی سمجھئے یا امت مرزا کی بدبختی کہ موت کا وقت بھی ہے لیکن پھر بھی عزت کی موت مراد نہیں لی جاتی۔ وَفِي مِثْلِكَ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَمُنُّ لَهُ هَذَا يَهُ -

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں

اک نشان کافی ہے گردِ دل میں ہے خوفِ کرگار

اخیر میں ہم بیابانِ دہل اعلان کرتے ہیں کہ جب رفع یا اس کے مشتقات میں سے کوئی سا لفظ بولا جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل اور مفعول جوہر ہو (عرض نہ ہو) صلہ الیٰ مذکور ہو۔ مجرور اس کا ضمیر ہو (اسم ظاہر نہ ہو) وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوا آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔ اس کے خلاف کوئی آیت کوئی حدیث یا زیارۃ جاہلیت کے اشعار میں کوئی شعر پیش کر دو۔ تو منہ مانگا انعام حاصل کرو۔

## ایک اعتراض

اس کے مقابلہ و معاوضہ میں شاید کوئی جلد باز مرزائی کفرِ اعمال کے حوالے سے یہ بے سند حدیث پیش کر دے کہ اِذَا دُخِلَ صَوْمُ الْعَبْدِ رَفَعَ اللَّهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعِثْنِ - اس میں رفع کے بعد صلہ الیٰ مذکور ہے لیکن معنی وہ نہیں؟

## اس کا جواب

- (۱) اس میں الیٰ کا مجرور اسم ظاہر ہے۔ ضمیر نہیں۔ لہذا ہماری بحث سے خارج ہے
- (۲) یہ بے سند حدیث ہے اس کا اعتبار نہیں ہے
- (۳) بالقرض اگر مال بھی لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جس ذلت انسان

تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی تواضع کو آسمان پر اٹھا لیتا ہے گویا کہ یہ حدیث من وجہ تفسیر ہے آیت اَلَيْسَ يَعْصِدُ الْكَافِرُ الْقَلْبُ إِلَىٰ يَمِينِ نَبِيِّ كَلِمَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ نیز اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں مروی ہے۔ فرمایا اِذَا تَوَاضَعْتُمْ قِيلَ لِمَلِكٍ اِرْفَعْ حِكْمَتَكُمْ۔ (جامع صغیر بیہقی)

ص ۱۲ جلد ۲

یعنی جس وقت (کوئی شخص) تواضع کرتا ہے تو فرشتے کو کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت (تواضع) کراٹھائے۔ انتہی ہذا اخر ما اور دنا من بحث التوفی والنزول والرفع الان من اللغة والحدث والعقار ان والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات والصلوة والسلام على رسول محمد مع الكرم والتحيات وعلى آله واصحابه وازواجه المطهرات واعلم يا ايها الناظر انما الاعمال بالنيات۔



# مس شیطان

**تحقیقی** [حدیث صحیح مام بنی ادم مولود الایمسی  
 الشیطان حین یولد فیستهل صاوخا من مس  
 الشیطان غیری مکن و اینها حکوة ملا] پر جو اشکال وارد کیا گیا ہے وہ دراصل یہ  
 ہے کہ حضرت مریمؑ کی والدہ حنہ مریم کے پیدا ہو چکنے کے بعد ان کے اور ان کی ذریت  
 کے لئے خدا سے پناہ کی طلب کر ہوئی تھیں، جیسا کہ الفاظ قرآنی شاہد ہیں :-  
 قلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی . . . وانی  
 سمیتها مریعہ وانی اعیدنہا بٹ و ذریتها من الشیطان  
 الرجیم (آل عمران)

پس حدیث مذکور مریمؑ پر صادق نہیں آتی کیونکہ حدیث میں مریمؑ کیلئے مس شیطان  
 کا استنار حین الولادت ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعائے حفاظت انکی  
 ماں نے بعد الولادت کی ہے لہذا ان کا استنار کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اس وجہ  
 سے بعض راویوں نے حدیث سے مریمؑ کا نام نکال دیا ہے جیسا کہ مجمع بخاری  
 کتاب بدر الخلق باب سفقة ابلیس و جنہ میں حدیث مذکور باس الفاظ  
 وارد ہے :-

کل بنی ادم یطعن الشیطان فی جنبہ با صبعہ حین  
 یولد غیر عیسوا بن مریمؑ ذہب یطعن قطع فی الشیطان (کذا فی الکوة ملا)  
 لیکن آیت قرآنیہ میں جو کچھ مریمؑ اور عیسیٰؑ دونوں کے لئے دُعا اور پھر اس کی  
 قبولیت کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے آیت کی مصداق وہی حدیث ٹھہرتی ہے جو مجمع  
 بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ آل عمران میں مذکور ہے پھر قابل غور یہ امر رہ جاتا  
 ہے کہ اس میں مس شیطان سے کیا مراد ہے؟ گو یہ صحیح ہے کہ عربی زبان میں لفظ  
 شیطان کے بہت سے معنی آتے ہیں۔ اور عرب ہر بری چیز کا انتساب شیطان کی

طرف کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ کلام عرب میں مَسَّ شَیْطَانٌ سے مراد تکلیف اور مرض بھی ہوتا ہے جیسا کہ خود قرآن مجید میں ہے :-  
 الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَهُمْ بَهْوَئًا يُقْتُلُونَ أَلْفَاكُمَا يَقْتُلُونَ  
 الَّذِي يَكْتُمُ لِلشَّيْطَانِ مِنَ الْمَسْكُونَةِ۔

(لقبرہ) یہاں مَسَّ شَیْطَانٌ سے مراد مرض صرع (جنون) ہے۔ یا حضرت ایوبؑ کی دعا میں آیا ہے اِنِّیْ مُسْتَسْقِیٌ  
 الشَّيْطَانُ يَنْصُبُ وَعْدًا۔ (مس) یہاں بھی مَسَّ شَیْطَانٌ سے مراد مرض اور ضرر ہے جیسا کہ خود دوسری آیت میں انہیں ایوبؑ کی دعا میں وارد ہے :- اِنِّیْ مُسْتَسْقِیٌ الْقَوَدَا تِ اَرَحُّمُ الْمَکَاحِیْمِ۔  
 (انبیاء)

## حدیث کا صحیح مفہوم

کسی نے حدیث مذکور میں شَیْطَانٌ کے معنی بچ جانے والی دایہ کے کلمے میں اور کسی نے حدیث مذکور میں مَسَّ شَیْطَانٌ سے مرض ام الصبیان مراد لیا ہے جیسے ام الشیطان بھی لغت طب میں کہا گیا ہے وغیر ذالک من التاویلات اسی طرح سید احمد نے بھی ایک تاویل کی ہے کہ عیاسیوں کے مذہب میں مانا گیا ہے کہ یسوع جنگل میں چالیس دن تک شَیْطَانٌ سے آزمایا گیا اور فرس ہو کر آغفر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں عیاسیوں کے اس خیال کی تردید کی ہے۔ ایسی تاویلات دل خوش کن تو بیشک ہیں، لیکن الفاظ حدیث ان میں سے کسی ایک تاویل کو قبول نہیں کرتے۔ پس حدیث مذکور کا صحیح مطلب میرے تافص خیال میں صرف اسی قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں کے غدر و لہوہ رد کرنے کو مَسَّ شَیْطَانٌ سے تعبیر فرمایا ہے اور اَلَا مَرِیضٌ وَاِبْنُهَا کَا شَتَا و حدیث مذکور میں لیستہل صارتا سے فرمایا ہے۔ یعنی ایک واقعہ کا بیان مقصود ہے

جو وقوع پذیر ہو چکا ہے کہ سارے بچے تو پیدا ہونے کے بعد روتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ پیدا ہونے کے بعد مطلق نہیں روئے تھے۔ اس سے دتو حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ کی کوئی فضیلت بیان کرنی مقصود ہے۔ نہ دوسرے انبیاء کی توہین، بلکہ صرف ایک واقعہ کی حکایت ہے۔ جو آنحضرتؐ سے پیشتر ہو چکا ہے۔ مرزا بیوں کی خیانتِ طبع کے لئے مرزا صاحب کے معلم کا لکھا ہوا جواب بھی درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ مرزائی حضرت کا متہ بند ہو جائے اور اہل علم مسلمان مرزا صاحب کا دیبانی کے ”علم و نظر“ کی داد دیں :-

”اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰؑ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں، اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے، اس واسطے کہ اگر کارِ ضروری تھا۔ پس اس حدیث کے اس سے زیادہ کوئی معنی نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں پر لگائے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ان معنوں کے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا دافع کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔“

رد افح البلاد صفحہ آخری

# اُمُصَرِّفُ ظِلَالِیَّتِ کی تحقیق

**مرزائی اعتراض** حضرت مرزا صاحب نے کالیاں دی ہیں تو کیا ہوا حضرت  
ابیرک صدیقؒ نے بھی تو کہہ رکھا تھا اُمُصَرِّفُ ظِلَالِیَّتِ  
الَّتِی جَلَالَتِ بَت کی شرمگاہ چومو۔

**جواب** مرزائی معترف نے جو حوالہ پیش کیا ہے اور جو ترجمہ کیا ہے اس میں،  
پورا پورا مرزائیت کا ثبوت دیا ہے۔ مرزائیوں کی ذہنیت خدا تعالیٰ  
نے بالکل مسخ کر دی ہے۔ ان سے غور و فکر کی تمام ترقی سلب کر لی ہے۔ جب کئی بات  
سن نہ آئے تو جھٹ و اقعات کو موڑ کر خیانت برے طریق سے پیش کر کے  
بزرگانِ دین کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ مرزائیوں کی پیش کردہ عبادت کس حیثیت کا ہے۔ سمجھنے  
میں کہ اس کا حجاب علم کی روشنی میں دیا جائے تاکہ علم مدت وہ فہم پسند حضرت  
کے لئے چراغِ راہ کا کام دے سکے۔

واقعات اس طرح ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفارِ مکہ میں سے ایک شخص نے  
یدیل بن ورقار نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کے متعلق کہا: **لَا تَكُونُوا**  
**هَؤُلَاءِ كَوَقْدَ مَسْتَرْمٍ حَزَّ السَّلَاحِ لَا تَكُونُوا كَوَقْدَ مَسْتَرْمٍ**۔ اگر وہ مسلمانوں  
کو ذرا سی تکلیف پہنچی اور مصائب و آلام سے دوچار ہوئے تو آپ کو چھوڑ دیجئے  
اور دشمنوں کے حوالے کر دیں گے۔

یہ بات ایک جہانِ فساد اور فساد کا مسلمان کیونکر برداشت کر سکتا تھا۔ حضرت جو جو  
صدیق رضی اللہ عنہ کی غیرتِ اسلامی جوش میں آگئی۔ آپ سے نہ ہاگی۔ کون  
بول اٹھے۔

یعنی جاؤ۔ لات بت سے کہو کہ ہمیں متزلزل کر دے۔ ہمارے پاس استقلال ہے۔

لفزش پیدا کر دے (اگر وہ کر سکے) ہم حضور علیہ السلام کے خدا کار غلام ہیں۔ جہاں آپ کا پسینہ بجے گا ہم اپنا خون پیادیں گے۔ مگر حضور پر آنکھ تک نہ آنے دیں گے۔ تمہاری بکواس اور بے ہودہ گوئی ہم پر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ہمارے عقیدت کے متعلق کوئی شک و شبہ پیدا کر سکتی ہے۔

مُبْدِلِ بَنَایَتِ عِیَار اور چالاک انسان تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف تو آنحضرتؐ کے دل میں مسلمانوں کے اخلاص و عقیدت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر دیئے جائیں۔ اور دوسری جانب مسلمانوں کو یہ سبق دیا جائے کہ تکلیف و آزمائش کے وقت علیحدہ ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ دو پھر آپ جائیں اور دشمنان اسلام۔

اس کا جواب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ دیا کہ تیری بکواس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہم تیری باتوں میں آنے والے نہیں۔ حضورؐ کی اطاعت میں ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینا عین سعادت سمجھتے ہیں۔ تیری باتیں یا وہ گئی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ ان کو حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

مرزا یوں کہ جو علم و عقل سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ یہ جان لینا چاہئے کہ عربوں کا محاورہ ہے **اَمْ مِّنْهُمْ بَصِيرَةٌ اَوْ اَمْ هُمْ فُلَاں** اور اُردو مال کی بجائے کسی محبوب ترین چیز کا نام بھی لیتے ہیں اور مراد ہوتی ہے کہ باوجود مرضی ہے بھتے پھر وہ یا وہ گوئی کر دو۔ اس کی وضاحت کے لئے ابنِ شلیق کی مشہور و معروف کتاب **الْعَمَلُ** کا ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ برہانہ فی اس دلیل کہ مضبوط ترین کر دیتا ہے۔ **اِنَّ الشُّعْرَاءَ ثَلَاثَةٌ** چار، شاعر، شاعر، و نام میں بطور ائمہ **اَلْجَلْد** ۹۸-۹۷ء طبع ۱۹۳۳ء یعنی ترمذ کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو بلند پایہ شاعر، دوسرے معمولی اور گھٹیا



درجے کے مشاعر، قہیرے محض یا وہ گو اور تلسہند۔

اب اس روشنی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر غور فرمائیے کہ مرثیوں نے کتنا غلط درجہ و درجہ کیا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے اردو، فارسی اور عربی میں نہایت گندی اور فحش گالیاں اپنے مخالفوں کے حق میں استعمال کی ہیں جن کا نمونہ گزشتہ صفحات میں درج کیا جا چکا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے انتہائی جوش اور غصے کے عالم میں بھی کوئی تازیبا کلمہ استعمال نہیں فرمایا۔ صرف یہی کہا کہ تمہاری باتیں محض بکواس ہیں ہم ایسے نہیں جیسے تم نے خیال کیا ہے تمہارا خیال بالکل باطل ہے۔ بتائیے اس میں کونسی گالی ہے؟

## لفظ ذہیم کی تحقیق

اعترافِ مرزا ذہیم [اگر مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں کو حرامزادہ کہا ہے تو حرامزادہ) کا لفظ استعمال کیا ہے؟

مرزائی معترض۔ نہ اس جگہ بھی نہایت بددیانتی سے کام لیا ہے اور جواباً [قرآن مجید جو کہ اقوامِ عالم کے لئے زندگی کا پیغام لایا ہے، جو مردہ قوموں کو حیات بخشتا ہے جس نے عرب کے جاہل بدوؤں کو عالمِ ہدایت میں لایا، اس لائق کیا کہ علم و عمل اور تہذیب و تمدن میں تمام دنیا کو سبق

دیں۔ ایسے پاکیزہ اور حیات آفریں پیغامات پر یہ مرزاؤں کیوں کا الزام لگا رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ مرزا صاحب سے یہ انشاؤں کے ساتھ حرکت سرزد ہوئی۔ یہ مرزاؤں کا قریہ دستور ہے کہ جو عیب مرزا صاحب کی ذات "نقد کس مآب" میں پایا جائے، وہی عیب قرآن اور پیغمبر اسلام علیہ السلام میں ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب سنتے، زینیم کے اصل معنی کتب، تہذیب اور لغت کی زبان، پھر مرزاؤں کی جارت کی داد دیجئے۔ یہ لفظ سورۃ القلم کی آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے:-

(۱) عربی لغات میں زینیم کے معنی لکھے ہیں:-

(ا) المَلَمَقُ بِالْفَوْهِ وَ لَيْسَ مِنْهُ لُحْدٌ (لسان العرب)

(ب) اَلْمُسْتَلْحَقُ فِي ذَرْيَةٍ زَيْنَمٌ (تاج العروس)

(ج) One adapted among a people to whom he does not belong.

(عربی انگریزی ڈکشنری از ای۔ ویلیو کین)

عرب کی ان مشہور و معروف اور مستند لغات کی رو سے زینیم کے معنی

ہیں:-

"وہ شخص جو کسی دوسری قوم میں شامل ہو جائے، بجالیکہ وہ اس قوم سے

نہیں۔

(۲) کتب:- :-

کسی لفظ کے معنی وہی صحیح سمجھے جاتے ہیں جو ادب اور لٹریچر کی کتابوں میں بیان ہوں۔ عربی زبان سے غلطی سے واقفیت رکھنے والا انسان بھی خوب سمجھتا ہے کہ علامہ طبرانی کی شہرہ آفاق کتاب "المعجم الکامل" کا مرتبہ اور درجہ کتاب نمبر ۱۰۰ - پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل اور ایم۔ اے عربی کے ذمہ دار ہیں۔ اصل ہے اور علامہ ابن خلدون نے اس کتاب کو عربی

ادب کے ارکان اور بعد میں پہلا درجہ دیا ہے ماسی مستند اور مشہور کتاب میں ذریمہ والی  
آیت نقل کر کے ذریمہ کے معنی علامہ موصوف نے یہ لکھے ہیں۔ **حَوَّ**  
**الذَّارِجِ الْمُتَزَقِّ** یعنی ہو تو کسی قوم سے، اور مل جائے کسی رُدمری  
قوم کے ساتھ کتاب مذکورہ، جلد ۳، صفحہ ۱۲۲۔ طبع مصر

حضرت حسان رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور خاص  
شاعروں میں سے تھے، ایک شعر میں "ذَرِیمٌ" کا لفظ استعمال کر کے  
خود ہی اس کے معنی لکھتے ہیں۔

**ذَرِیمٌ تِلْكَ اَعَاةُ الْمَرْجَالِ سَيَاكَاةٌ**

**كَمَا زِيْلَتِي مَوْضِي الْاَدِيمِ الْاَكْبَرِ**

یعنی زیم وہ ہے جسے لوگ زائد سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ  
میں ٹانگیں زائد معلوم ہوتی ہیں۔

عربی کتب ادب اور لغات کی رو سے زیم کے معنی ہیں۔ وہ آدمی جو  
ایک قوم میں سے تو نہ ہو مگر اس میں آئے۔

قرآن مجید کی آیت پر اعتراض کرنے والے مرزا بیچوں کو غور کرتے چاہئے کہ  
مرزا صاحب کی محبت میں وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بد فطعن  
بناتے ہیں، قرآن پاک کی عظمت پر حملہ کرتے ہیں۔ قرآن حمید اس سے بہت  
بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس قسم کے تازیانا الفاذا اپنے منہ لہین کے  
حق میں استعمال کرے۔ گالیاں تو وہ دیتا ہے جو کھٹور ہو، اللہ عز و جل جو  
سب جہانوں کا مالک ہے، جس کے ارادے کو کوئی ردک نہیں سکتا۔ جو  
آنکھ جھپکنے میں چاہے تو سارے جہان کو تباہ و برباد کر دے، اسے کب غور  
ہے کہ گالیوں پر اتر آئے، قرآن عزیز کے نزول کا مقصد تو یہ ہے کہ  
دلوں کو پاک بنائے۔ سینوں میں ہدایت کا نور بھر دے۔ مگر ابوں کو  
سیدھے راستے پر لے آئے۔ کیا ایسی گالیوں کو قرآن میں ثابت کرنا صحابہ

ذہنیت نہیں؛ کیا یہ کلام اللہ کی ترجمانی نہیں؟ کیا قرآن کی عظمت کے خلاف نہیں؛ یقیناً ہے۔

اس کے خلاف مرزا صاحب کی صاف اور واضح جملہ تہیں اردو، فارسی اور عربی میں موجود ہیں جن میں مخالفوں کو ”نسل بدکاراں، حرامزادے کچیوں کی اولاد، ذرّیۃ النّفاقا،“ وغیرہ مکروہ اور ناشائستہ الفاظ سے یاد فرمایا گیا ہے۔

نوٹ :- اس کے علاوہ ابن دُرّیڈ جو لغت کا مشہور امام ہے کتاب الاشتقاق میں زَیْنَم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-  
وَالزَّيْنَمُ الْكَذَّابُ لَهُ ذَمَّةٌ مِّنَ الشَّرِّ يُعْرَفُ بِهَا  
عَلَامَةٌ

پھر قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت نقل کر کے لکھتے ہیں :-  
إِنَّمَا كُولُوا زَيْنَمٌ إِنَّ لَهُ ذَمَّةً مِّنَ الشَّرِّ

(کتاب مذکور ص ۱۷۷ طبع یورپ)

یعنی زینم کے معنی قرآنی ثابت میں ہیں :- شرارت میں مشہور ابن دُرّیڈ  
ہیں مگر امام تحت لکھتا ہے کہ زینم گالی وغیرہ کے معنوں میں استعمال نہیں  
ہوا، بلکہ اس کے معنی ہیں وہ شخص جو اپنی شرارتوں کی وجہ سے لوگوں میں مشہور  
ہو جائے۔

بتائیے کہ ان معنوں میں کوئی برائی ہے؛ اے کلام اللہ پر اعتراض  
کرنے والوں! اپنی نظروں کو وسیع کرو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَحْدًا  
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدُ